

فانصرت بر فائت الله لا يصح المعصنين

کتاب مطاب

شرح رساله قشيره

از افادات

قدوة الاولياء الواصلين امام الاصفياء الكاملين سلطان العارفين المتقين
سيد السادات

صدر الدين ابو الفتح ولي الاكبر الصادق

سيد محمد به نى سيد دراز خواجه بنده نواز شى

قدس الله تعالى سره العزيز

به انتظام و توجبه

جناب معلى نقاب نواب محمد امير على خاں صاحب دام اقبال هم تيج سى ايس

صوبه دار (مکشر) صوبه گلبرگه شريف و صدر شين مجلس انتظامى کتب خانه و مدارس و نئين گلبرگه شريف

و به تصحيح و به اهتمام

مولوى حافظ سيد عطا حسين صاحب ام سى اى

ناظم (وظيفه ياب) شى تعميرت سرکار على

در عهد آفرين برقى پريس (حيدرآباد دکن) طبع شد

رمضان المبارک ۱۳۶۱

ملنے کا پتہ ہنرم صاحب اعزازی کتب خانہ و نئين گلبرگه شريف

قيمت چلار (لحم) روپيه علاوہ محصولہ ک وغیرہ

(م)

**Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.**

**پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ**



128212

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱۔ الحمد لله الواحد الاحد الفرد الذي جعل في السماء بروجاً
 وجعل فيها سراجاً وقمرًا منيراً وارسل نبيه الى كافة الناس شاهداً
 ومبشراً ونذيراً وداعياً اليه باذنيه وسراً جاً منيراً ورسلاً اولياً
 واصفياً يهتدون لهم منه فضلاً كثيراً۔ اللهم صل على نبيك المحمدي
 ورسولك المصطفى سيدنا محمد وآله واصحابه وبارك وسلم تسليماً
 كثيراً كثيراً۔

۲۔ یہ کتاب جس کی طباعت اور اشاعت کی سعادت حاصل کی گئی حضرت
 شیخ المشائخ امام الایمہ استاد ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب رسالہ
 قشیریہ کی شرح ہے جس کو حضرت قدوة الواصلین امام العارفين سيد السادات
 مخدوم سيد محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز نے سنہ ۱۳۸۷ھ میں تحریر
 فرمایا رسالہ قشیریہ تصوف میں نہایت مستند اور بلند پایہ کتاب تسلیم کی گئی ہے اور
 بعد کے تمام اکابر صوفیہ کی مستند علیہ رہی ہے۔ صوفی اور تصوف کے تشبیہ
 کے متعلق حضرت شیخ نے رسالہ میں اجمالاً اور حضرت مخدوم نے کتب شرح
 میں کسی قدر وضاحت سے یہ فرمایا ہے کہ امت مرحومہ کی سابقین اولین کی
 سے اس مقدمہ میں نظر اختصار امام ابو القاسم قشیری حضرت شیخ اور حضرت سید محمد حسینی
 حضرت مخدوم کے لقب سے لکھے جائینگے۔

جماعت کے وہ بزرگ جو حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے فائز اور اون کی فیض صحبت سے شرف اندوز ہوئے صحابہ کے قبل القدر لقب سے مشہور ہوئے۔ باوجودیکہ وہ مستجمع کمالات ظاہری و باطنی تھے مگر یہی لقب غالباً اسی سے ملقب ہوئے اور آج تک اسی لقب سے یاد کئے جاتے ہیں حضرت مخدوم فراتے ہیں "پیچ شرف ایشان شارف تر و پیچ فضل ایشان فاضل تر از صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبود ہر آئینہ با شرف نیست ایشان را خوانند گفتند صحابہ صحابی، اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ خود حضرت سرور کائنات نے اون کو یہ لقب دیا اور ان کیلئے اسی لقب کو اشراف ترین لقب قرار دیا۔ اس کرم جماعت کے بعد کے بزرگ جنہوں نے اونہیں دیکھا اور ان کی صحبت سے فیض یاب ہوئے تا بعضی کہلائے اور ان کے بعد نفوس قدسیہ جو ان کی صحبت سے مستفید ہوئے اور ان کے طریقے اور مسلک پر چلے تبع تابعی کہے گئے جب یہ دور جو خیر القرون کہا گیا ہے ختم ہو گیا تو بعد کے صالحین کی جماعت زہاد اور عبادتگراں گئی۔ اس زمانہ میں اہل بدعت و ضلالت وجود میں آچکے تھے اور جیسا کہ بعد میں کسی قدر صراحت سے بیان کیا جائیگا، صالحین عباد و زائد کی صورت اور وضع اختیار کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دے کر عقاید فاسدہ و باطلہ کی درپردہ اشاعت شروع کر دی تھی اس وقت تک اسلامی اقتدار بھی مشرق سے غرب تک قائم ہو چکا تھا مال و دولت کی انتہا نہیں رہی تھی۔ لوگ عیش و عشرت میں مبتلا ہونے لگے تھے اور قرن اول کی خالص اسلامی زندگی میں جو دنیا سے اعراض اور خالصاً مخلصاً ہمہ تن توجہ الی اللہ پر مشتمل تھی وہاں شروع ہو چکا تھا حق سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعٌ الْغُرُورِ اور مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ

حَرَّتَ اللَّهُ نَبَاؤُهُ مِنْهَا وَمَا لَكَ فِي الْأَخِرَةِ مِنْ تَصِيبٍ - صالحین عباد و
 زما کی نظریں ان اور ان کی ہم معنی آیتوں پر شدت سے جمی ہوئی تھیں لامحالان بزرگو
 نے دنیا سے اعراض کیا اور کتاب و سنت کے سرخیزیاں پر قولا و فعلا و حالا
 استقامت اور اعتدال سے عمل پیرا ہوئے اور خدا اور رسول کے عشق و محبت میں
 مست و سرشار و فانی ہو کر عاصی اللہ سے منقطع ہو گئے اور اپنے سارے
 وجود سے ظاہراً و باطناً اور سرّاً و جہراً اسی کے ہو کر رہ گئے۔ حضرت مخدوم فرماتے
 ہیں ”در این جنین ایامی که هر طرفه فتن و آفات و بدع و جهالات سر بر کرده است
 مردی بمالعت و بقدر وسع و طاقت خود در کار وین بدل مجبور گردند و آنچه استقصا
 آن بود بدان رسانیدند اتمام درین گردند که البته نفس ایشان جز اتباع رسول الله صلی
 علیه و آله و سلم در جزوی و کلی نباشد و بواطن ایشان جز بحق مستغرق نبود البتہ نحو
 که طرقة العین دل ایشان طرفه متعلق شود جز طرف حق و خطرہ در دل ایشان آید
 جز خطرہ خدا از جمله اکساب و اخبان منقطع و منسوی گشتند و تمام خود را بدین داوند
 ایشان راضی نامیدند از آنچه از همه صاف تر و پاک تر آمدند“

(۳) قطعی طور پر محقق نہیں ہو سکا کہ ان بزرگوں کو صوفی کا لقب کیوں دیا گیا
 حضرت مخدوم نے عبارت مرقومہ بالا میں فرمایا ہے ”ایشان راضی نامیدند از
 از آنچه از همه صاف تر و پاک تر آمدند“ حضرت شیخ نے رسالہ کے باب التصوف کے
 ابتدا میں اپنی سند سے متصل حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے ایک
 حدیث روایت کی ہے ”خرج علينا رسول الله صلی الله علیه و سلم
 متغیر اللون فقال ذهب صفو الدنيا وبقى اللد رطلوت اليوم
 تحفة لكل مسلم“ اس حدیث کو نقل کر کے حضرت شیخ فرماتے ہیں ”هذه
 التسمية غلبت على هذه الطائفة فيقال رجل صوفي والجماعة صوفية“

مراد یہ ہے کہ صوفی کا لفظ صغوف سے مشتق ہے جو اس حدیث میں ارشاد ہوا ہے۔ حضرت مخدوم کاغشاہ بھی یہی ہے۔ صوفی کی وجہ تسمیہ ایک یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ ان بزرگوں میں اکثر نے صوف کا لباس اختیار کیا یہ فرما کر حضرت شیخ نے لکھا ہے والتصوف اذلبس الصوف كما يقال تقمص اذا لبس القميص یعنی جس طرح قمیص سے تقمص مشتق ہوا اور اسی طرح صوف سے تصوف مشتق ہوا۔ حضرت شیخ نے رسالہ میں اور حضرت شیخ اثیوخ شہاب الدین بہروردی نے عوارف المعارف میں اور بھی چند وجہیں لکھی ہیں لیکن لفظ صوفی کا اشتقاق صغوفہ اور صوف ہی سے بہت زیادہ قرین قیاس ہے۔ صوف اونی قسم کے اون کے کپڑے کو کہتے ہیں چونکہ یہ کپڑا نہایت ارزاں ہوتا تھا اور خشن ہونے کے باعث اس کا لباس زمانہ دراز تک کام دے سکتا تھا اور جلد بجا اس کو دہونے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی اس لئے ان تارک الدنیا بزرگوں نے اس کو دوسرے کپڑوں پر ترجیح دی اور اس کا لباس اختیار کیا۔

۳۔ سب سے پہلے بزرگ جو صوفی کے لقب سے ملقب ہوئے حضرت شیخ ابوالہاشم صوفی ہیں مولانا جامی نے نفحات الانس میں لکھا ہے وپیش ازوے بزرگان بودند در زبد و ورع و معالمت نیکو و در طریق توکل و طریق محبت لیکن اول کسیکد وے را صوفی خواندند وے بود و پیش ازوے کے را بہ ای نام خواندہ بودند۔ شیخ ابوالہاشم کی رحلت کا سال مجھے معلوم نہیں ہو سکا مگر وہ حضرت سفیان ثوری دمتونی ۱۶۹ھ میں حضرت داود طائی حضرت عبدالواحد زید حضرت فضیل عیاض اور حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہم کے ہم عصر تھے شام اور بصرہ میں سفیان ثوری سے اُن کی ملاقات بھی رہی تھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ تبع تابعی تھے اور صوفی کا لفظ تبع تابعین کے زمانہ میں رائج ہو چکا تھا۔

۵۔ صوفیوں کی جماعت چونکہ وفور علم و فضل اور کمال زہد و ورع و مکارم اخلاق و اتباع سنت نبوی اور اعراض و انقطاع عما سوی اللہ کی صفاتوں کی جامع ہوا کرتی تھی اس لئے عامہ خلایق کی نظروں میں نہایت عزت اور عظمت اور عقیدت کی نظر سے دیکھی جاتی تھی اور ان کی ذات سے ارشاد و ہدایت کا دریا بہا کرتا تھا جس سے بے شمار انسان فیض یاب ہوتے رہتے تھے حضرت شیخ نے اس رسالہ میں ایک بزرگ کا واقعہ لکھا ہے کہ وہ ایک روز بازار تھے پیاسے ہوئے ایک دروازے پر دستک دی ایک لڑکی باہر آئی اس سے پانی مانگا اور اس کے سامنے پی پیا یہ دیکھ کر وہ بے ساختہ چلائی کہ صوفی نے دن کو پانی پی لیا شاید قیامت قریب آگئی۔ امام طور پر لوگوں کو معلوم تھا کہ صوفی دائم الصوم ہوا کرتا ہے اس لئے اس لڑکی نے باوجود کم عمر ہونے کے ان کا دن کو پانی پینا نہایت حیرت سے دیکھا اور یہ فعل اس سے اس قدر غیر معمولی معلوم ہوا کہ اس نے اس کو قریب قیامت کی ایک علامت خیال کیا۔ اسی رسالہ میں حضرت شیخ نے حضرت سفیان ثوری کا ایک واقعہ لکھا ہے ان پر خدا کا خوف نہایت شدت سے غالب رہا کرتا تھا ایک مرتبہ وہ بیمار ہوئے اور قارورہ کے مزیدان کا قارورہ ایک نصرانی طبیب کے پاس لے گئے حال شکر اور قارورہ دیکھ کر اس نے یہ احساس کیا اور کہا کہ ”اے دلیل مردے است کہ جگر او خوف خدا پریدہ است“ وہ ان کے پاس آیا اور جب ان کی نبض دیکھی اور عشق الہی کی شدید حرارت محسوس کی بے ساختہ کہا مجھے معلوم تھا کہ دین حنیفیہ (اسلام) میں ایسے لوگ بھی ہیں اور اسی وقت مشرف بہ اسلام ہوا۔ حضرت مخدوم نے شرح رسالہ قشیریہ میں اس واقعہ کو لکھ کر فرمایا ہے کہ حواجہ بوعلی فضل محمد فارمدیؒ جو اس واقعہ کے راوی ہیں ”این لطیفہ گفتہ

است الحق بانصاف تو ان گفت کہ بول ایشان بہ از قول باست

۶۔ خیر القرون کے بعد اسلام کی اشاعت اور تبلیغ دنیا میں زیادہ تر انہیں صوفیوں سے ہوئی خصوصاً ہندوستان میں اسلام کی اشاعت قریب قریب تمام تر انہیں سے وابستہ ہے جس زمانہ میں محمود غزنوی کے حملے ہوئے تھے حضرت علی بن عثمان الجلابی الجویری (مصنف کشف المحجوب) ہندوستان آئے اور اس پر آشوب زمانہ میں جب کہ حرب و قتال کی آگ لگی ہوئی تھی اور ہندو جہاں مسلمان پر قابو پا لیتا بے دریغ قتل کر دیتا تھا انہوں نے لاہور میں سکونت اختیار کی اور آخر عمر تک وہیں رہے اور ۶۵ھ تکہ میں انتقال کیا۔ ان کی برکات سے بے شمار ہندو پنجاب میں مسلمان ہوئے ان سے تقریباً سو سو سال کے بعد ایک صوفی (خواجہ بزرگ معین الدین چشتی) ایسے وقت میں جب کہ سارے ملک پر کفر و شرک اور اصنام پرستی کی تاریکی چھائی ہوئی تھی کہ وہ نہاب بے زاد و راحلہ اور بے یار و مددگار شرف ایک عرصہ اور ایک ابرو تھانے کے کر مدینہ منورہ سے روانہ ہوا اور سفر کرتا ہوا دہلی کی راہ سے اجمیر وارد ہوا جو شرک و بت پرستی کا صدر مقام اور ہندوستان کے قوی ترین راجہ کا پایہ تخت تھا یہاں اگر اس نے مستقل سکونت اختیار کر لی۔ آرنلڈ نے ”پریچنگ آف اسلام“ میں لکھا ہے کہ دہلی کے چند روزہ قیام میں سات سو سے زیادہ ہندو ان کے فیض سے مشرف بہ اسلام ہوئے اور اجمیر میں جو پہلی جماعت ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئی اس میں راجہ کا پجاری اور گرو بھی تھا۔ آرنلڈ نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی اور بابا فرید الدین گنج شکر کے ہاتھوں پر مغربی پنجاب کی تقریباً تمام آبادی مسلمان ہو گئی شیخ جلال الدین تبریزی حضرت بہاؤ الدین زکریا کے ہمراہ ملتان آئے یہ ملتان میں رہ گئے اور وہ

سفر کرتے ہوئے آسام پہنچے اور وہاں ہدایت خلق اور اشاعت اسلام میں مصروف ہو گئے اور لاکھوں آدمیوں کو مسلمان کر دیا۔ حضرت نظام الدین اولیا کے خلفا میں خواجہ متجب الدین اور خواجہ برہان الدین غریب دولت آباد آئے خواجہ شمس الدین غازی فقیہ دارالسیور (عثمان آباد) پہنچے اور شیخ اخی سراج نے بنگال جا کر تبلیغ و ہدایت شروع کی اور اللہ ہی کو علم ہے کہ کتنے انسان ان بزرگوں کے فیض سے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ دکن میں گو اسلامی حکومت ایک صدی سے قائم تھی مگر بقول آرنلڈ اسلام کی وسیع تبلیغ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز سے ہوئی خاص طور پر قابل لحاظ یہ امر ہے کہ متقدمین صوفیہ راعلی بن عثمان الجویری۔ خواجہ معین الدین چشتی۔ بہاؤ الدین زکریا۔ جلال الدین تبریزی اور سب سے ملکوں کے رہنے والے تھے اور اور ہندوستان میں اجنبی تھے۔ یہ بزرگ نہ یہاں کی زبانوں اور رسم و رواج سے واقف تھے اور نہ یہاں کے باشندوں میں کوئی ان کی زبان کا سمجھنے والا تھا پھر بھی ان کی زادت سے دین کی تبلیغ اور اشاعت اس قدر ہوئی کہ شمار میں نہیں آسکتی۔ باوجود اس دشواری کے اس قدر وسیع کامیابی کس قدر حیرت انگیز ہے۔

۷۔ عسوفی کے لئے علم شریعت کا جمید عالم ہونا ضرورت تھا اور جس کو کافی علم نہیں ہوتا وہ اکابر کی صحبت میں مقبول نہیں ہوا کرتا تھا۔ نوجوانی میں اگر کوئی شخص کسی بزرگ کے خدمت میں ارادت کے ساتھ حاضر ہوتا تو اس کے جوہر قابل کو دیکھ کر وہ قبول تو کر لیتے تھے اور حلقہ ارادت میں داخل کر لیتے تھے لیکن حکم دیتے کہ جاؤ اور علم کی تکمیل کر کے آؤ۔ بہت زمانہ سے ایک مثل مشہور چلی آئی ہے کہ زائد بے علم مسخرہ شیطان "اس لئے بے علم متصوف کی جانب بزرگوں کی توجہ نہیں ہوا کرتی تھی۔ حضرت ابوالقاسم قشیری جس وقت اپنے پیر حضرت اتاد ابوعلی وفاق کے خدمت میں ارادت کے ساتھ حاضر ہوئے انہوں نے ان کو اپنے حلقہ میں داخل کر لیا لیکن حکم دیا کہ جاؤ اور تحصیل علم کرو اور اس سے فراغت

کر کے کمیوں کے ساتھ میرے پاس آؤ۔ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی نے غلبہ
حال سے مجبور ہو کر ایک وقت اپنے پیر حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا
سے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو پڑھنا چھوڑ دوں تاکہ تمام تر اشغال باطن میں مصروف
ہو جاؤں انہوں نے فرمایا کہ علم کو اس وقت تک تم نہ چھوڑو جب تک کہ علم خود تم کو
نہ چھوڑے۔ حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز نے بھی ایک مرتبہ اپنے پیر خواجہ نصیر الدین چراغ
دہلی سے یہی عرض کیا اور ان کو بھی تقریباً وہی جواب ملا۔

۸۔ اکابر صوفیہ عموماً نہایت بلند پایہ عالم ہوتے ہیں اور متقدمین میں اکثر بڑے
بڑے محدث ہوتے ہیں علم کا تقاضا یہ تھا کہ تصنیف و تالیف کے ذریعہ سے بھی بندگان
خدا کی ہدایت کی جائے اور ان کو فائدہ پہنچایا جائے۔ چنانچہ متقدمین اور متوسطین میں
اکثر صوفی صاحب تصنیف تھے۔ سہل تتری۔ ابوسعید خراز۔ جنید بغدادی۔ محدث
ابن ابی الدنیا۔ حین منصور حلاج وغیر ہم نے کتابیں تصنیف کیں۔ ابن النذیم نے کتاب الفہرست
میں اکثر بزرگوں کے نام کے ساتھ ان کی تصانیف کا بھی نام لکھا ہے اور تفصیل سے
اون کا ذکر کیا ہے۔ یہ کتابیں اب مفقود ہیں اسلئے ہی کو علم ہے کہ ان میں سے کسی کتاب
کا کوئی نسخہ کہیں موجود بھی ہے معلوم نہیں کہاں سے اور کس طرح بھی کے بعض علم دوست
اصحاب کو حضرت ابوسعید خراز کی مختصر لیکن بے نظیر تصنیف ”کتاب الصدق“ کا ایک نسخہ
مل گیا اور انگریزی ترجمہ کے ساتھ حال میں طبع کرا دیا گیا ہے۔

۹۔ متقدمین نے گو بکثرت کتابیں تصنیف کیں لیکن وہ صرف ایک یا دو یا چند مسائل
پر لکھی گئیں۔ جس مسئلہ کو وضاحت کرنے کی ضرورت جس بزرگ نے پائی اس مسئلہ پر رسالہ
لکھ دیا۔ تمام مسائل تصوف پر حاوی اور جامع کتاب سے پہلے تصنیف ہوئی وہ شیخ
ابوطالب محمد بن علی بن عطیۃ الملکی (متوفی ۳۸۶ھ) کی مبوط اور جامع اور بے نظیر کتاب
”فوت العلوب فی معاملة المحبوب و وصف طریق المرید الی مقام التوحید“ ہے جسے

مختصر اوقات القلوب کہتے ہیں۔ کشف الظنون کے مصنف نے اس کے متعلق لکھا ہے "لم یصنف مثله فی دقائق الطریقۃ" یعنی علم طریقت کے دقائق میں ایسی کوئی کتاب تصنیف نہیں ہوئی۔ یہ کتاب دو بار مصر میں طبع ہوئی ہے۔ حضرت مخدوم نے اس پر حاشیہ لکھا تھا جس کا اب کہیں پتہ نہیں ہے۔ جس زمانہ میں قوت القلوب لکھی گئی تقریباً اسی زمانہ میں امام ابو بکر محمد بن ابراہیم البخاری الکلابادی (متوفی ۳۸۰ھ) نے شہرہ آفاق موجز لیکن جامع کتاب موعوم بہ تعرف لمذہب التصوف تصنیف کی اس کے متعلق اکابر صوفیہ کا یہ قول ہے جسے صاحب کشف الظنون نے بھی لکھا ہے مشہور ہے کہ لوکا المتعرف لما عرف التصوف یعنی اگر تعرف تصنیف نہ کی گئی ہوتی تو تصوف کی حقیقت معلوم نہ ہو سکتی۔ شیخ ابو ابراہیم بن اسماعیل بن محمد بن عبد اللہ المستملی کی فارسی شرح کے ساتھ یہ کتاب مطبع نوکثور لکھنؤ میں چھپی ہے۔ حضرت مخدوم نے بھی اس پر شرح لکھی تھی مگر اس کا اب کہیں پتہ نہیں ہے۔ تصوف کی تیسری جامع کتاب امام ابو القاسم قشیری کی تصنیف رسالہ قشیریہ ہے جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے یہ کتاب ۳۴۰ھ میں لکھی گئی۔ چوتھی کتاب شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی (متوفی ۳۲۰ھ) کی شہرہ آفاق مہوط کتاب عوارف المعارف ہے یہ کتاب بھی مصر میں طبع ہوئی ہے۔ حضرت مخدوم نے اس پر نہایت مہوط شرح عربی میں اور ایک مختصر شرح فارسی میں لکھی ہے۔ فن تصوف میں یہ چار کتابیں اہمات کتب میں شمار کی جاتی ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ان سے زیادہ جامع اور مستند اور متفقانہ کوئی کتاب تصنیف نہیں ہوئی۔ سب سے پہلی زبان میں لکھی گئی ہیں۔ فارسی میں سب سے پہلی جامع اور مستند اور بہتر کتاب شیخ ابوالحسن علی بن عثمان بن علی الصہجوری الغزنوی البخاری (متوفی ۶۱۵ھ) کی کتاب کشف المحجوب ہے۔ دوسری کتاب شیخ نجم الدین دای کی مرصدا و العبا

ہے جو سنہ ۱۲۰۰ھ میں لکھی گئی۔ تیسری کتاب شیخ غزالدین محمود بن علی الکاشانی
 (متوفی ۷۳۰ھ) کی مصباح الہدایت معروف بہ ترجمہ العوارف ہے۔ یہ
 کتاب عوارف المعارف کے طرز پر لکھی گئی بلکہ اس کا خلاصہ ہے اور اس پایہ کی ہے
 کہ مولانا جامی نے نغمات الانس کے مقدمہ میں اس سے چند صفحے نقل کئے ہیں۔
 ایک انگریز نے اس کا انگریزی زبان میں غلط سلاط اور ناقص ترجمہ کر کے انگلینڈ میں طبع
 کرایا تھا۔ بارے پیش نظر اس وقت امام قشیری کی رسالہ قشیریہ اور حضرت مخدوم
 کی اس کی فارسی شرح ہے۔

۱۔ امام قشیری افراد امت میں تھے اور مقدسے وقت تھے امت مرحومہ
 میں اون جیسے جامع کمالات ظاہری و باطنی کم پیدا ہوئے۔ ابن اثیر نے ان کے متعلق
 لکھا ہے "کان اماماً فقیہاً اصولیاً مفسراً کاتباً ذی فضائل حمداً" ابن خلکان نے
 لکھا ہے "کان علامتہ فی الفقہ والتفسیر والحديث والاصول والادب
 والشعر والکتاب وعلم الشوف جمع بین الشریعت والحقیقۃ" تاج الدین
 سبکی نے بحوالہ امام عبدالغافر بن اسمعیل لکھا ہے "الامام مطلقاً الفقیہ المتکلم
 الاصولی المفسر الادیب النحوی الکاتب الشاعر۔ لسان عصرہ وسید
 وقتہ و سرادقہ بین خلقہ شیخ المشائخ و استاد الجماعۃ۔" توم الطائی
 و مقصود سالی الخدیقہ و شعار الحقیقہ و عین السعادت و حقیقت الملائ
 لم یر مثل نفسه ولا ساری السراون مثله فی کمالہ و براعتہ جمع بین علم الشر
 و الحقیقت" امام عبدالشہ یافعی نے علاء ابو سعید سمعانی کی روایت سے لکھا ہے
 لم یر ابو القاسم مثل نفسه فی کمالہ و براعتہ کان علامتہ فی الفقہ و

۲۔ امام قشیری کے حالات کو میں نے خطیب بغدادی کی تاریخ بغداد۔ ابن اثیر جزیری کی تاریخ کابل
 تاج الدین سبکی کی طبقات الشافعیہ ابن خلکان کی ذیات الاعیان امام عبدالشہ یافعی کی مرآت
 الجنان اور مولانا جامی کی نغمات الانس سے اخذ کر کے لکھا ہے۔

والحدیث والاصول والشعر والادب والکتابت وعلیم التعمیر
جمع بین الشریعت والحقیقت

۱۱۔ شیخ الوقت زین الاسلام امام ابوالقاسم عبدالکریم بن موانن بن
عبدالملک بن طلحہ بن محمد نقشیری اینشاپوری والد اور والدہ کی جانب سے عربی الا
تھے۔ عرب میں قشیری ایک بڑا قبیلہ تھا جو قشیر بن کعب بن مویب تھا حضرت شیخ
کے اجداد میں ایک بزرگ عرب سے آکر نیشاپور کے نوح میں استوانامی ایک مقام
میں جو چند قروں کی مجموعی آبادی کا نام تھا سکونت پذیر ہوئے امام قشیری ربیع الاول
۳۶۶ھ میں یہاں پیدا ہوئے ان کی والدہ قبیلہ بنی سلم کی تھیں۔ حضرت شیخ
ابھی کم عمر تھے کہ والد کا انتقال ہو گیا۔ اون کے اموں ابو عقیل سلمی ان کی تربیت
کے کفیل ہوئے استوانامی حضرت شیخ کا ایک گاؤں تھا جس کی آمدنی پر گذر تھی جبکہ
محصل اور خراج کے حساب رکھنے کی ضرورت ہوتی تھی اس لئے انہیں خیال موالہ
نیشاپور جا کر علم حساب سیکھیں۔ نیشاپور اس زمانہ میں سلاطین سلجوقیہ کا پایہ تخت
تھا اور نہایت آباد اور بارونق شہر تھا۔ یہ شہر نہایت مردم خیز موالہ اور بہت
کثیر تعداد میں یہاں علما اور عرفا پیدا ہوئے اور دوسرے مقامات سے بھی
آکر یہاں سکونت پذیر ہوئے اس زمانہ میں اس شہر سے علم و فضل کے دریا بہ
رہے تھے اس خیال کو پختہ کر کے حضرت شیخ اپنی نوعمری میں نیشاپور آئے
آتے ہی انہیں مقتدا کے وقت حضرت استاد ابوعلی دقاق کی خدمت میں اور
اون کی مجلس وعظ میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا ان کا کلام اور اون کی صحبت فوراً
اثر کر گئی اور جس خیال سے وہ گئے تھے وہ بھول گئے اور حضرت استاد کی خدمت
میں حاضر ہونے لگے چند روز کے بعد اپنی ارادت کا اظہار کیا۔ استاد نے اپنی
فرست سے ان کی نجابت کا اندازہ کر لیا تھا اور سمجھ گئے تھے کہ وہ ایک بے بہا

جو پہرے میں اپنے حلقہ ارادت میں داخل کیا اور چندے اشغال باطنی کی تعلیم کر کے اسے حکم دیا کہ جاو اور جس قدر زیادہ ہو سکے علم حاصل کرو۔ میرے حکم کے مطابق وہ رہا ہوئے اور حضرت شیخ علامہ محمد بن ابی بکر الطوسی کے حلقہ درس میں داخل ہو کر فقہ کا علم کیا یعنی حاصل کیا۔ اس کے بعد وہ اتا و ابی بکر بن فورک محدث کے حلقہ درس میں داخل ہوئے۔ ان کے متعلق علامہ سبکی نے لکھا ہے: "کان المقدم فی الاصول" اور علم اصول کو حاصل کیا "حتی حصلها وبرع فیها و صار من اوجه قلام مذتہ و اشد ہم تحقیقا و ضبطا" یہاں سے رخصت ہو کر وہ اتا و علامہ ابواسحق اسفرائینی کے حلقہ درس میں داخل ہوئے روزانہ اون کے مجلس میں حاضر ہوتے اور وہ جو فراتے اسے سن لیتے لیکن ضبط تحریر میں نہیں لاتے آخر ایک روز اتا نے کہا کہ فرزند محض سن لینا کافی نہیں ہے بلکہ ضرور ہے کہ جو میں بیان کیا کروں اس کو لکھ لیا کرو مباد فیاض نے حضرت شیخ کو اس قدر غیر معمولی اور قوی حافظہ دیا تھا کہ انہوں نے اتا سے جتنا سنا تھا سب حفظ کر لیا تھا چنانچہ سب سنا دیا۔ اتا دحیران ہو گئے اور بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اب تم کو ہمارے حلقہ درس میں آنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہ کافی ہے کہ ہماری تصنیفات کو تم پڑھ لو اور جہاں کچھ وقت معلوم ہو مجھ سے پوچھ لو یہاں سے فراغت حاصل کر کے وہ دوسرے اساتذہ کے خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابوالحسن النخاف۔ ابو نعیم اسفرائینی۔ ابوبکر بن عبدوس الجبیری۔ ابو نعیم بن محمد المہر جانی علی بن احمد الاموازی۔ ابو عبد الرحمن السلمی ابن باکویر شیرازی۔ امام حاکم (صاحب مستدرک) ابوالحسن بن بشران۔ محمد بن عبد اللہ الصوفی ابو عبد اللہ الصوفی۔ عبد اللہ بن یوسف اصفہانی علی بن احمد بن عبد اللہ ابو عامر سجستانی ان کے اساتذہ ہیں۔ ان میں سے ہر بزرگ علاوہ دوسرے علوم میں بالمال ہوئے

کے بہت بلند پایہ محدث بھی تھے اور بعض (مثلاً حاکم اور ابو حاتم) امام اور حافظ الحدیث تھے ان بزرگوں کے علاوہ اثنائے سفر حج میں بغداد اور حجاز میں حضرت شیخ کا ساتھ علماء کی بڑی جماعت کے ساتھ راجس میں امام ابو محمد البجینی امام الحرمین اور امام الحافظ احمد بن الحسین البیہقی بھی تھے حضرت شیخ نے ان سے حدیث کی سماعت کی۔

۱۲۔ اثنائے درس میں حضرت شیخ اپنے پیر استاد ابو علی دقاق کے خدمت میں بھی حاضر ہوتے رہتے تھے اور اشغال باطن کی تعلیم حاصل کرتے رہتے تھے پیر کی نظر عنایت ان پر اس قدر زیادہ تھی کہ گواون کے ال فرات موجود تھے مگر انہوں نے اپنی صاحبزادی فاطمہ کا نکاح ان سے کر دیا۔ وہ مسلمانوں کے عروج کا زمانہ تھا اور اس زمانہ میں عورتیں بھی نہایت جید عالم ہوا کرتی تھیں چنانچہ یہ خاتون بھی علوم شرعیہ میں بلند پایہ عالم اور عالی مرتبت محدث تھیں۔ تحصیل علم سے فراغت حاصل کر کے وہ پیر کے خدمت میں آگئے اور تمام تراشغال باطن کی جانب متوجہ ہو گئے۔ اس قدر شدید ریاضت اور مجاہدہ کیا کہ بہت جلد جزو کمال کو پہنچ گئے اور پیر نے ان کو تمام کمالات باطنی دے کر سرفراز کر دیا۔ حضرت شیخ اصول میں اشعری تھے اور امام ابو الحسن اشعری کے شدت سے متبع تھے اور فروع میں شافعی المذہب تھے استاد ابو علی دقاق سے ان کا سلسلہ طریقت یہ ہے۔ ابوالقاسم شیری عن استاد ابی علی دقاق عن ابی القاسم النصر آبادی عن امام الشبلی عن سید الطایفہ جنید بغدادی عن سری القطعی عن المعروف الکرخی۔ حضرت معروف کرخی کا سلسلہ دو طریقوں سے امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے ایک یہ ہے معروف الکرخی عن امام ہمام موسیٰ رضا علیہ السلام عن امام موسیٰ کاظم عن امام جعفر الصادق عن امام

محمد باقر عن امام زین العابدین عن سید الشہداء امام حسین عن امیر المؤمنین علی
ابن علی طالب علیہم السلام۔ دوسرا سلسلہ یہ ہے معروف الکرخی عن داؤد
الطائی عن الحبیب العجمی عن امام لاویا سید التابعین حسن البصری عن امیر المؤمنین
علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وکرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔ اتا دا ابو علی دقاق کی رحلت
۱۲۸۶ء میں ہوئی اور اسی سال حافظ الحدیث امام ابو عبد الرحمن السلی النیشاپوری
دیکے از اتاذہ حضرت شیخ کا بھی انتقال ہوا رحمۃ اللہ علیہم۔

۱۳۔ اتا دا ابو علی دقاق کی رحلت ۱۲۸۶ء کے بعد حضرت شیخ پیر کے
سجادہ درس و ارشاد پر ممکن ہوئے اور درس ظاہری اور تربیت باطنی کا فیض
جاری کر دیا اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہوئے۔ چند سال تک اطمینان سے
اپنے کام میں مشغول رہے لیکن حق جل و علا کا ارشاد ہے۔ وَكَذَلِكَ
لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوٌّ شَيْطَانٌ الْإِنْسِي وَالْجِنِّي اور دوسری جگہ ارشاد ہے
وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ اویا جس طرح تمام
باتوں میں انبیاء کے متبع ہیں اس میں بھی وہ متبع ہیں۔ شاید ہی کوئی شیخ وقت
ایسا گذرا ہوگا جس کی مخالفت بلکہ کفر میں سفہا کی جماعت کمر بستہ نہ ہوئی ہو
حضرت ابوالقاسم قشیری کی مخالفت میں بھی ایسے بہت لوگ آمادہ ہو گئے
اور ان کو اس قدر تکلیف پہنچائی کہ نیشاپور میں ان کو رہنا محال ہو گیا۔ مجبور ہو کر
غریب و اقارب کو چھوڑنا اور وطن کو ترک کر کے ہجرت کرنی پڑی اور گویا اس
طریقہ پر اس سنت نبوی کی اتباع کا بھی اونہیں شرف حاصل ہوا نیشاپور کو خیراً
کہہ کر وہ ۱۲۸۶ء میں بغداد پہنچے خلیفہ القائم بامر اللہ عباسی نے اون کی
بے حد عزت کی اور نہایت احترام سے ٹہرایا حضرت شیخ چندے وہاں رہے
اور درس و وعظ و تربیت باطنی کا سلسلہ جاری رکھا اون کے بغدادی اللہ

میں خطیب بغدادی بھی تھے۔ یہاں سے تقریباً چار سو بڑے بڑے علماء و فضلاء کی جماعت کے ساتھ جس میں امام البحر میں امام ابو محمد حوینی اور حافظ الحدیث امام احمد بن الحسین البیہقی بھی تھے حج کے لئے روانہ ہوئے اور حجاز میں بھی حضرت شیخ نے درس و وعظ کا سلسلہ جاری رکھا۔ ۵۵ھ میں ملک السلطان الپ ارسلان نیشاپور کے تخت سلطنت پر بیٹھے۔ بادشاہ اور ان کے وزیر نے نظام الملک طوسی حضرت شیخ کے بے حد معتقد تھے ان کے برسر اقتدار آئی ہی شیخ کے مخالفوں کی مخالفت فوراً ایک سخت ختم ہو گئی سلطان اور وزیر نے انہیں واپس تشریف لانے کی دعوت دی چنانچہ وہ واپس تشریف لائے اور بقیہ عمر نیشاپور میں اطمینان سے بسر کر کے اور نذر اطا بان حق کو نعمتہا ظاہری و باطنی سے مالا مال کر کے صبح یکشنبہ قبل طلوع آفتاب ۶ ربیع الاول ۶۴ھ کو دنیا سے ناپائیدار سے پردہ کر کے فی مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْلِ مَقْتَدٍ پہنچ گئے اور مدرسہ میں اپنے پیر استاد ابو علی دقاق کی قبر کے بازو میں دفن کئے گئے رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً وسعۃً۔ علامہ تاج الدین سبکی نے طبقات اتناغیہ میں ایک واقعہ لکھا ہے جس سے حضرت شیخ کی جلالت شان اور کمال تقرب الہی کا کچھ اندازہ ہو سکتا ہے۔ سبکی نے لکھا ہے کہ ایک بار حضرت شیخ کے فرزندوں میں سے ایک فرزند نہایت شدید بیمار ہوئے۔ یہاں تک کہ ان کی صحت سے ماوسیٰ سی ہو گئی۔ بتقاضاے فطرت حضرت شیخ نے ان کا فکر مند ہوئے اس حالت میں خواب میں ان کو سہر اوقات غیب سے ارشاد ہوا کہ قرآن مجید میں سے آیات شفا کو جمع کر لو اور ان آیتوں کو پڑھ کر اپنے فرزند پر دم کرو یا کسی ظرف میں لکھ کر اور پانی سے دو کر پلا دو حضرت شیخ نے اس ارشاد قدسی کے مطابق عمل کیا جس سے ان کے فرزند کو صحت ہو گئی

میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ سبکی کے الفاظ نقل کر دوں وہ یہ ہیں ”وبلغنا منہ
مرض لا ستاد ابی القاسم ولد مرضا شدیداً نحيث يس منہ فشق
ذلك على الاستاد فرأى الحق سبحانه وتعالى في المنام فتكى اليه
فقال له الحق تعالى اجمع ايات الشفاء و اقرأ عليه او الكتبها في اثناء
واجعل فيه مشدوداً واسقه اياه ففعل ذلك فعوفى“ آخر عمر میں
حضرت شیخ بہت نحیف اور کمزور ہو گئے تھے لیکن رحلت کے وقت تک بھی
سب نمازیں کھڑے ہو کر پڑھتے رہے اور ایک رکعت بھی بیٹھ کر نہیں پڑھی استقامت
اسے کہتے ہیں اور ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا کے مصداق
ہر ہی لوگ ہیں۔

۱۴۔ حضرت شیخ کو خطاطی اور خوشنویسی میں بھی ایسا کمال تھا کہ ان کے زما
میں ان جیسا کوئی خطاط نہیں تھا۔ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کے ادیب اور شاعر بھی
تھے سبکی اور ابن خلکان اور یافعی نے ان کے اشعار نقل کئے ہیں۔
میراجی بہت چاہتا ہے کہ دو چار اشعار یہاں نقل کر دوں چنانچہ دو شعر نقل
کرتا ہوں۔

سقى الله وقتا كنت خلو جهم
و تغبر الهوى في روضة الانس
اقمنا زمانا والعيون قريه
واصحت يوموا والجفون سوافك

ان تمام فضائل و کمالات ظاہری و باطنی کے علاوہ وہ فن سپہ گری کے
مہر شعبہ میں مثلاً گھوڑے کی سواری اسلحہ کے استعمال اور ہر قسم کے فنوں حرب
میں بھی کمال رکھتے تھے سبکی نے لکھا ہے ”وكان في علم الفروسية و
استعمال السلاح وما يتعلق به من افراد العصر وله في ذلك
المن دقائق وعلوم انفرده بها“ ابن خلکان نے لکھا ہے ”وكان له

فی الفروسیۃ واستعمال السلاح ید بیضاء، ابن اشیر جزری اور سبکی نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ حضرت شیخ کی سواری میں ایک گھوڑا تھا جو بیس سال سے زیادہ اون کے پاس رہا تھا۔ جب ان کی رحلت ہو گئی تو گھوڑے نے دانہ گھانس پانی سب چھوڑ دیا اور اسی طرح بے آب و دانہ سات دن زندہ رہ کر مر گیا۔

۱۵۔ اتاد ابو علی الدقاق کی صاحبزادی فاطمہ سے حضرت شیخ کو ذکور و اثنا چھ فرزند ہوئے جن میں ایک عبد المنعم تھے اور ایک فرزند ابو النصر عبد الرحیم تھے جن کے متعلق ابن خلکان نے لکھا ہے: "امام کبیر التنبہ احبا فی علومہ و مجالسہ" ان کے علاوہ دو بیٹے ابوسعدا اور ابوسعید تھے یہ دونوں بھی بڑے عالم اور محدث تھے ایک صاحبزادی کا نام امۃ الرحیم تھا ان کے بطن سے حافظ الحدیث عبد الغافر بن اسمعیل بن عبد الغافر بن محمد بن عبد الغافر بن احمد بن محمد بن سعید الفارسی تھے جو بقول ابن خلکان "کلن اماما فی الحدیث والعربیۃ وقراء القرآن" انہوں نے اپنے نانا امام قشیری سے اور اپنی نانی فاطمہ سے اور اپنے ماموں ابوسعدا اور ابوسعید سے حدیث پڑھی اور سنی تھی۔

۱۶۔ حضرت شیخ کے شاگردوں کی تعداد اٹھارہ تھی کو معلوم ہے ان میں بڑے بڑے علما و فضلا و محدث اور عرفا ہوئے اس زمانہ میں ماوراء النہر سے اقصا مغرب تک علم کے دریا بہ رہے تھے۔ نیشاپور۔ بغداد۔ قاہرہ۔ تلمسان۔ قزلباش۔ یہ سب علم کے مرکز تھے حضرت شیخ کے معاصرین اکابر صوفیہ علم و فضلا و حکما کی اگر فہرست مرتب کی جائے تو کتنے جز بھر جائیں گے۔ شیخ الاسلام عبد اللہ انصاری شیخ الوقت ابو یوسف چشتی (متوفی ۳۵۹ھ) ابو الحسن خرقسانی

اوحمد الدین کرمانی۔ علی بن عثمان الصنجوری البجلی (صاحب کشف المحجوب) حافظ الحدیث امام ابو نعیم اصفہانی (مصنف حلیۃ الاولیاء) امام بیہقی (صاحب سنن کبیر) امام الحرمین۔ شیخ الریس ابو علی سینا۔ عمر خیام۔ ابوسبحان بیرونی۔ امام الشعرا فردوسی طوسی یہ سب حضرت شیخ کے معاصر ہیں اور ان میں سے چند بزرگ ان سے ملے بھی تھے اور ذاتی طور پر واقف تھے عمر خیام اور حضرت شیخ دونوں بیک وقت نیشاپور میں تھے۔ نظام الملک طوسی حضرت شیخ کا بے حد احترام کرتے تھے جب یہ ان کے پاس تشریف لیجاتے تو وہ اپنی بند سے اٹھ جاتے اور حضرت شیخ کو اوس پر بٹھایا کرتے تھے۔ سلجوقی بادشاہ الپ ارسلان بھی ان کا نہایت معتقد تھا اور نہایت احترام کرتا تھا۔

(۱۷)۔ حضرت شیخ نے بہت کتابیں تصنیف کیں۔ سبکی نے ان کتابوں کے نام لکھے ہیں: (۱) تفسیر الکبیر (۲) الرسالہ (۳) التجمیر فی التذکیر (۴) آداب الصوفیہ (۵) لطائف الاشارات (۶) کتاب الجواہر (۷) عیون الجواہر فی اصول الاسولہ (۸) کتاب المناجات (۹) کتاب نحت اولی النہی (۱۰) کتاب نحو القلوب الکبیر (۱۱) کتاب نحو القلوب (۱۲) کتاب احکام السماع (۱۳) کتاب الاربعین فی الحدیث تفسیر کبیر کے متعلق ابن خلدون اور امام یافعی نے لکھا ہے: "سماہ التیسیر فی علم التفسیر وهو من اجود التفاسیر" دونوں نے یہی الفاظ لکھے ہیں۔ "الرسالہ" یعنی رسالہ تشریح چھپ گیا ہے اور "لطائف الاشارات" کا ایک مکمل قدیم خط کا نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں ہے۔ یہ کتاب قرآن پاک کے چیدہ چیدہ آیتوں کی تفسیر ہے جو حقایق و معارف کے طریقہ پر لکھی گئی ہے اور نہایت بے نظیر اور دلکش تفسیر ہے۔ حضرت مخدوم کو بہت مرغوب تھی اپنی تصانیف میں اس سے اقتباس بھی کیا

بقیہ کتابوں کے متعلق کچھ معلوم نہیں کہ اب موجود بھی ہیں اور اگر ہیں تو کون کون کتاب کہاں کہاں ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں حضرت شیخ کی ایک چھوٹی سی بہت پرانی لکھی ہوئی ایک کتاب ہے جس میں انہوں نے وہ سب حدیثیں جمع کر دی ہیں جنہیں انہوں نے اپنے شیخ ابو علی دقاق سے سب متصلاً ہی نہیں اس کتاب کا ذکر حضرت شیخ کے کسی تذکرہ نویس نے نہیں کیا ہے۔

۸۔ تصوف میں ان کی تصنیف جو رسالہ قشیریہ کے نام سے مشہور ہے نہایت مقبول خاص و عام ہوئی اور درحقیقت یہ کتاب نہایت محققانہ اور مجتہدانہ لکھی گئی ہے۔ اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ مصنف نے تقریباً ہر مسئلہ کے بیان کی ابتدا ایک یا دو آیت قرآنی اور ایک یا دو حدیث نبوی سے جسے انہوں نے اپنے ہی سب متصلاً سے روایت کیا ہے کی ہے عرفا اور مشائخ صوفیہ میں یہ کتاب نہایت مقبول ہوئی اور متعدد بزرگوں نے اس کی شرحیں لکھیں۔ سب سے اول حضرت مخدوم قدس سرہ نے فیاری شرح لکھی جو طبع ہو کر شائع ہو رہی ہے۔ یہ شرح سنہ ۱۲۸۰ھ میں لکھی گئی حضرت مخدوم اوس سے پہلے ہی گاہر تشریف لائے تھے اور یہ شرح گلبرگہ میں لکھی گئی۔ دوسری شرح جس کا مجھے علم ہے قاضی زکریا بن محمد الانصاری المتونی سنہ ۱۲۸۰ھ میں لکھی گئی۔ رسالہ قشیریہ مطبوعہ مصر کے حاشیہ پر یہ شرح اختصار کے ساتھ طبع ہوئی ہے۔ تیسری شرح (بقول مصنف کشف الظنون) شیخ الفقیر سید الدین ابو محمد عبدالمعطی بن محمود بن عبد العالی کی ہے جو اللہ فی فواید الرسالہ کے نام سے موسوم ہے چوتھی شرح ملا علی قاری متونی سنہ ۱۲۸۰ھ میں لکھی گئی ہے۔ ایک بزرگ عبد الغفار بن احمد بن عبد الحمید القوسی متونی سنہ ۱۲۸۰ھ میں لکھی گئی اور اس کو

کتاب الوحید فی سلوک اہل التوحید کے نام سے موسوم کیا۔ اس کتاب رسالہ قشیریہ کی موجودہ زمانہ میں مقبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ مطبع بولاق میں دو بار ۱۲۸۴ء اور ۱۲۸۳ء میں چھپی اور اس کے بعد مصر میں ۱۳۰۲ء میں پھر ۱۳۱۸ء میں پھر ۱۳۳۰ء میں طبع ہوئی۔ اور ہر مرتبہ محدث ذکر یا انصاری کی شرح کے اختصار کے ساتھ چھپی۔

۱۹۔ رسالہ قشیریہ کے دیناچہ میں حضرت شیخ نے اس کتاب کی تصنیف کا جو سبب بیان فرمایا ہے اس کو واضح طور پر سمجھنے کے لئے ان فتنوں سے آگاہی ضرور ہے جنہیں دشمنان اسلام نے اسلام کے ابتدائی زمانہ میں پیدا کیا اور چند صدیوں بعد تک جاری رکھا۔ محقق ابوریحان بیرونی نے کتاب الہند میں ایک جگہ لکھا ہے کہ یہودیوں اور مانویوں نے اسلام کو بہت نقصان پہنچایا اور ایک جگہ (۱۲) میں اسکی تھوڑی صراحت بھی کر دیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ اور اس کے حوالی میں یہودی قدیم زمانہ سے آباد تھے اور سود کا کاروبار کیا کرتے تھے۔ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجرت کے ہوتے ہی وہ اون کے اور مسلمانوں کے بے رحم بے سبب محض جناباقت باطن سے شدید دشمن ہو گئے اور منافقین مدینہ اور کفار قریش و عرب سے مسلمانوں کے خلاف سازشیں شروع کر دی چند سال کے اندر مدینہ اور نواح مدینہ سے یہودیوں کا استیصال ہو گیا یہ لوگ دوسرے مقامات پر منتشر ہو گئے اور جہاں جہاں گئے مسلمانوں کے جانب سے بغض و عناد کو ساتھ لیتے گئے۔ حضرت خلیفہ دوم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ممالک ایران و فارس و عراق و شام و فلسطین اور مصر مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے اور رعایا قریباً تمام مسلمان ہو گئی۔ یہودیوں نے دیکھا کہ

مسلمانوں کے خلاف کامیابی سے مقابلہ کرنے والی کوئی سلطنت اور قوت باقی نہیں رہی جس کے ساتھ یہ لوگ سازش کر سکیں۔ ان کے دوران دیش فتنہ پردازوں نے محسوس کیا کہ ان کی قوت کو کمزور بلکہ درہم برہم کرنے کی صرف ایک صورت یہ ہے کہ ان میں نہر ہی بدعتقاد پھیلا کر ان میں باہم اختلاف پیدا کر دیا جائے۔ صنعاے میں اجپاں کثیر تعداد میں یہودی بہت زیادہ سے آباد تھے (کا ایک ہی دی عبد اللہ بن سبامی اس کام کے لئے آمادہ ہوا۔ منافقا طور پر بظاہر مسلمان ہو کر وہ مدینہ منورہ آیا اور عابد و زاہد بن کر مسلمانوں میں اپنی جانب سے حسن ظن پیدا کر دیا۔ وہ وقت تھا جب خلیفہ سوم کے خلاف مصر لوہی نے بغاوت شروع کر دی تھی اور مفسدوں کی جماعت فتنہ و فساد پر آمادہ ہو کر مدینہ منورہ آچکی تھی۔ عبد اللہ بن سبامی نے ان کے ساتھ شریک ہو گیا اور ان کو استعمال و تیار بنا کر امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ و کرم اللہ وجہہ بخلیفہ ہوئے۔ یہ یہودی ان کے ساتھیوں کے ساتھ مل گیا اور نہایت پوشیدہ طور پر چند سادہ لوحوں کو اپنا معتقد بنا کر عقاید فاسدہ کی تلقین شروع کر دی۔ جب بات بڑھ گئی تو حضرت امیر المومنین کو خبر ہوئی اور انہوں نے اس کی گرفتاری کا حکم دیا۔ آدمی نہایت چالاک اور باخبر تھا اور سے معلوم ہو گیا وہ بھاگ گیا اور کسی طرح ہاتھ نہ آسکا۔ بھاگتا بھاگتا پھر اور جہاں جہاں موقع ملتا رہا عقاید فاسدہ کی تلقین کرتا رہا۔ آخر مر گیا۔ لیکن بدعتیہ گروہوں کا اور مسلمانوں میں باہم شدید اختلاف کا بیج اچھی طرح بویا اور اپنے نظریات کو بھی چھوڑ گیا۔ یہ لوگ جب تک حکم ہو سکا خفیہ اور پوشیدہ طور پر سبامی عقاید کی تلقین کرتے رہے لیکن کب تک پوشیدہ رکھتے رہے اس کا پتہ نہ لگا۔ آخر ان کے کید و کد کا حال معلوم ہو گیا مگر اس وقت جب ابن سبامی کے پیروں کی تعداد زیادہ ہو چکی تھی اور وہ مختلف مقامات میں پھیل چکے تھے یہ لوگ سبامی کے نام سے مشہور ہوئے۔ بدعتیہ گروہوں کو ان لوگوں نے پھیلا ہی دی تھی۔

شروع کیا کہ ان میں سے کوئی سبای محدث کی وضع قطع اختیار کر لیتا اور نمبر پر بیچ کر حدیثیں گڑھ گڑھ کرا اور جید اسناد سے منسوب کر کے بیان کرتا اور موقع موقع سے ایسی ایسی حدیثیں وضع کر کے بیان کرتا جو ان کے وضع کئے ہوئے عقاید فاسدہ کی تائید میں ہوتیں اس طرح ہزار ہا موضوع حدیثیں مسلمانوں میں پھیلا دیں پیرائے بھی فاش ہو گیا اور اہل حق محدثین کی جماعت اس شرکے رفع کرنے کی جانب پوری قوت سے متوجہ ہوئی انہیں نہایت وقتیں پیش آئیں لیکن حق حق ہے اور باطل باطل ہے۔ محدثین کی کوشش کامیاب ہوئی اور سابیوں کا کذب افرا صاف صاف کھل گیا وضع حدیث کے علاوہ یہ لوگ جہاں جہاں موقع ملتا مسلمانوں کی کتابوں میں تحریف کر دیتے بلکہ ان میں سے بعض سبائی اپنے عقیدوں کی تائید میں کتاب تصنیف کر کے اسے کسی متند مسلمان مصنف سے منسوب کر دیتا اہل حق کی کتابوں میں ان لوگوں نے تحریف ایسی مکاری اور چالاکی سے کی کہ بعض بڑے بڑے علماء ہو کہ میں آگے حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی نے لکھا ہے کہ صاحب ہدایہ اور علامہ سرخسی جیسے اکابر کو بھی بعض مسائل میں دھوکا ہو گیا۔

۲۰۔ مسلمانوں میں سابیوں کا فتنہ موجود ہی تھا کہ مانویوں کا فتنہ بھی پیدا ہو گیا شاہ پور بن اردشیر کے زمانہ سلطنت میں ایران میں مانوی نام کا ایک شخص پیدا ہوا جو ان ہونے پر وحی اور نبوت کا دعویٰ کیا اور مجوسیت اور نصرانیت کو باہم ملا کر ایک نیا مذہب پیدا کیا۔ سلطنت نے چونکہ اس فتنہ کی جاننے کوئی توجہ نہیں کی اس لئے اس کے مذہب نے جڑ بکری اور نہ صرف ایران میں پھیل گیا بلکہ مانی نے اپنے داعی عراق۔ ہند اور ماوراء النہر میں بھی بھجودے سے جب نوشیرواں بادشاہ ہوا نہایت تہدید کے ساتھ اپنے پورے قلمرو میں حکم جاری کیا کہ جو مانوی جہاں ملے فوراً قتل کر دیا جائے چنانچہ سب کے سب جنکی تعداد

لاکھوں تک پہنچ گئی تھی قتل کر دے گئے۔ معدودے چند نے جان بچائی اور
مانی کی تصنیف کردہ کتابوں کو جنہیں اس نے کتب آسمانی مشہور کیا تھا ہر
لے کر ماور النہر بھاگ گئے وہاں کے باشندے اس وقت شمشیر بودہ (مذہب
کے پیرو تھے ان میں بوج دو باش اختیار کی اور آہستہ آہستہ اپنے دین کی اشاعت کرنے
رہے اور نہیں امید یہ تھی کہ کسی وقت میں جب ان کی تعداد بہت ہو جائے
اور ایران کی سلطنت کمزور ہو جائے تو حملہ کر کے اپنے اصل وطن پر قبضہ کریں گے
لیکن اس پر بڑی قوت کے ساتھ مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا اور ان لوگوں کی سب
امیدیں خاک میں مل گئیں۔ اب انہوں نے دوسرے طریقہ اختیار کیا منافقانہ مسلمان
بن کر ممالک سلامیہ میں داخل ہونے لگے اور سلاطین بنی امیہ کے آخر زمانہ میں
دمشق پہنچے۔ کوشش کی کہ سلطنت کی خدمتوں کو حاصل کریں لیکن بنی امیہ کی
چونکہ خالص عرب حکومت تھی ان عجمیوں کو کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ بنی امیہ کے
بعد بنی عباس بادشاہ ہوئے اور بغداد کو دارالسلطنت بنایا۔ عربوں سے
چونکہ بائوس کی موچکی تھی اس لئے عجمیوں کی جانب متوجہ ہوئے۔ اور ان میں سے
ذی ہوش ذی علم لوگوں کو سلطنت کے کاروبار میں جگہ دینی شروع کی۔ اس وقت
ہزار ہا مانوی مسلمانوں کے بھیس میں ممالک سلامیہ میں داخل ہو چکے تھے اور
چونکہ مسلمانوں کی قوت اور سطوت کی وجہ سے اپنا اقتدار اور اپنی حکومت اور
سلطنت حاصل کرنے کی جانب سے یہودیوں کی طرح یہ لوگ بھی قطعاً بائوس ہو چکے
تھے اس لئے مسلمانوں کو کمزور کرنے کی انہیں بھی وہی صورت نظر آئی جو عبد
بن سبا کو نظر آئی تھی یعنی ان میں مل جلکر ان میں اپنے عقاید کی اشاعت کی جا
اور باہم شدید اختلاف پیدا کر دیا جائے چونکہ بنی عباس نے عجمیوں کو امور
میں داخل کرنا شروع کر دیا تھا اس لئے مانویوں نے نہ صرف علما اور زبانی

اختیار کر کے مسلمانوں کو بہکانے پر اکتفا کیا بلکہ کاروبار سلطنت میں بھی داخل ہونے لگے۔ ابن النذیم (متوفی ۳۷۰ھ) نے کتاب الفہرست میں بہت سے ایسے مانویوں کے نام لکھے ہیں جو عالم اور متکلم اور محدث کی شکل اختیار کر کے مسلمانوں کو بہکایا کرتے تھے اور ایسوں کا بھی نام لکھے ہیں جو بادشاہ وقت کو دہوکہ دیکر سلطنت کی بڑی بڑی خدمتوں پر مامور کرنے لگے تھے اور امارت بلکہ وزارت کے درجہ پر پہنچتے تھے مسلمان ان کی مکاری سے آخر کار واقف ہو گئے اور جب کسی کار را ز کھل جاتا تو فوراً قتل کر دیا جاتا تھا اس لئے یہ لوگ نہایت موثریاری سے رہتے تھے اور کسی طرح اپنا حال کھلنے نہیں دیتے کتاب الفہرست میں ابن النذیم نے اس تمہید کے ساتھ ذمّن روسا^۱ المتکلمین الذین ینظہرون الاسلام ویبطنون النہدۃ ابن طاہر ابن الشاکر ابن اخی ابن الشاکر نعمان ابن العوجا صالح بن عبدالقدوس جیسے فتنہ پردازوں کا نام لکھا ہے وزراء و امراء کے زمرہ میں ابن النذیم نے لکھا ہے کہ ہوا ہے محمد بن خالد بن برککے برائے کہ اسارا خاندان زندیق تھا اور خلیفہ ہمدی کا کاتب محمد بن عبید بھی مانوی زندیق تھا جب اس کی حقیقت کھلی ہمدی نے اسے قتل کر دیا یہاں سے کہ علماء اور متکلمین بنکر اور سلطنت کی بڑی بڑی خدمتوں پر مامور ہو کر ان لوگوں نے مسلمانوں میں کس قدر فتنہ و فساد برپا نہ کیا ہوگا۔

۲۱۔ مانوی جب ممالک اسلامیہ میں داخل ہوئے یہاں سبای پہلے سے موجود تھے انہیں مسلمانوں کی دشمنی اور مخالفت میں اپنا ہم خیال ہم قصد اور ہم غم پایا اور ان کے ساتھ مل گئے۔ سبائیت جس کی بنا یہودیت پر ہے) عیسائیت مجوسیت اور شمنیت کی باہم آمیزش سے ایک معجون مرکب تیار کیا جو باطنیت کے نام سے مشہور ہوا ان باطنیوں نے سادہ لوح اور بے علم مسلمانوں میں سبائیت کے علاوہ اتحاد و طول و تنازع کے عقیدوں کی تبلیغ شروع کی ان کو اباحتی بھی بنانے کی کوشش کی یہ بھی سکھانے کی کوشش کی قرآن

کی آیتوں کے ایک معنی ظاہری ہیں اور ایک معنی باطنی ہیں واجب العمل باطنی معنی یہاں اور الفاظ قرآن کے ظاہری معنی پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں ہے اسی وجہ سے اس فرقہ کو باطنی کا نام دیا گیا۔ ابن مقفع۔ عبد الکریم بن عوجا اور ان جیسے ان کے قبل اور بعد کے لوگ اس فرقہ کے گرو تھے۔ صوفیوں کی اشد والی جماعت اس زمانہ میں نہایت احترام اور عقیدت کی نظر سے دیکھی جاتی تھی اس لئے اکثر باطنی صوفیوں کا لباس اور ان کی وضع اختیار کر لیتے تھے تاکہ لوگوں کو آسانی سے اپنا گرویدہ کر سکیں یہ جعلی صوفی اپنے ان معتقدین کو جن پر انہیں پورا اطمینان ہو جاتا تھا اور تماشخ کے عقیدوں کی تعلیم دیتے۔ قرآن پاک کے متعلق وہ کہتے کہ اس کے الفاظ کے ظاہری معانی واجب العمل نہیں ہیں بلکہ اس کے باطنی معانی واجب العمل ہیں اور یہ باطنی معانی صرف امام وقت ہی بنا سکتا ہے یا وہ جس کو امام نے تعلیم دی ہو۔ ان لوگوں نے یہ بھی سکھا یا کہ تمام عبادتوں اور ریاضتوں سے غرض حصول معرفت ہے جب معرفت حاصل ہوگی تو کسی عبادت اور ریاضت کی ضرورت باقی نہیں رہتی نماز روزہ حج اور تمام تکالیف شرعیہ ساقط ہو جاتی ہیں اس سے بڑھ کر یہ بھی تعلیم دی کہ جب معرفت حاصل ہوگی تو کوئی گناہ صغیرہ یا کبیرہ شرب خمر زنا وغیرہ عارف کی معرفت کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

۲۲۔ باطنیوں کی حقیقت سے آخر مسلمان واقف ہو گئے اور ان کے خلاف اس قدر جوش پیدا ہوا کہ جس کے متعلق ثابت ہو جاتا کہ وہ باطنی ہے وہ فوراً قتل کر دیا جاتا اور وگیر کی حبش شدت ہوئی اور ممالک اسلامیہ میں ان کا رہنا محال ہو گیا تو ڈھونڈ کر انڈران کے کوہستان میں ایک نہایت دشوار گزار مقام کا پتہ لگایا وہاں ایک نہایت مستحکم قلعہ بنایا اس میں باغ لگاے نہایت خوش قطع عالیشان مکانات تعمیر کئے اور ان کو ہر طرح کی زیبائش سے آراستہ کیا۔ نوجوان نہایت خوبصورت عورتوں کو جہاں جہاں

اور جس جس طرح مل سکیں لا کر رکھا اور اس قلعہ کو بہشت کا نمونہ بنایا۔ ان کے امام نے اوس میں سکونت اختیار کی۔ وہاں سب کو اپنے لوگوں کو نہیں داعی کہتے تھے ممالک اسلامیہ میں بھیجتا تاکہ جس طرح ہو سکے لوگوں کو باطنیت کی تعلیم دیں۔ باطنیوں نے اپنے مذہب کی تائید میں یہ بھی تصنیف کرنی شروع کر دی تھیں اس مذہب کی سب سے پہلی کتاب موسوم بہ بیان باطنیوں کے ایک پشواغیاث نامی نے سنہ ۱۲۰۰ میں تصنیف کی۔ علمائے اسلام ان کتابوں کی تردید لکھا کرتے تھے یہ بات باطنیوں کو کیسے گوارا ہو سکتی تھی۔ داعی لوگ ابلہ سادہ لوح، جو اس باختمہ لوجوالو کو ڈونڈہ کر اپنے فریب میں لاتے اور انہیں یہ تعلیم دیتے کہ بہشت کا لٹا صرف امام کی مرضی پر منحصر اور جس کو وہ چاہے زندگی ہی میں بہشت دکھا سکتا ہے اس اعتقاد میں سختہ کرنے کی غرض سے بعض کو خیش (جنگ) پلا کر بیہوش کر کے قلعہ کے اندر لے جاتے اور نیم بیہوشی کی حالت میں وہاں کے باغات اور عورتوں کو چند منٹ کے لئے دکھا کر بیہوش کر دیتے اور قلعہ سے باہر آتے اوسے یقین ہو جاتا کہ اوس نے بہشت دیکھی جب کسی عالم یا وزیر یا گورنر کو یہ کو اپنا مخالف سمجھ لیتے ان سادہ لوحوں میں سے ایک کو حکم دیا جاتا کہ جاؤ اور جس طرح ممکن ہو اس کو قتل کر دو۔ اگر پاداش میں مارے گئے تمہاری روح بہشت میں داخل کرنی جائے اور اگر زندہ بچ آئے تو امام تم کو زندہ ہی بہشت میں داخل کر کے تمہیں زندگی جاوید دیدینگے اس طرح سینکڑوں بڑے بڑے علما اور بہت سے وزراء قتل کر دئے گئے اور تیسری صدی سے ساتویں صدی ہجری کے وسط تک ماوراء النہر ایران اور عراق میں یہ تہلکہ مچا رہا آخر کار ہلاکو خان نے ان کے قلعہ کا جس کا نام الموت رکھا تھا پتہ لگا کر یہاں حملہ کر دیا اور سب کو قتل کر کے قلعہ کو توڑ کر فنا کر دیا اس وقت اسلامی دنیاں لوگوں کی شر سے محفوظ ہوئی۔ یہ ملاحظہ اکثر صوفیوں کا لباس اختیار کر کے اور صوفی کی صورت بنا کر زندگی اور اسعاد کی اشاعت خفیہ طور پر کیا کرتے تھے اور علما اور وزراء کا قتل بھی وہ عموماً صوفیوں کے بھیس میں کیا کرتے تھے چنانچہ نظام الملک طوسی کو جس باطنی نے

شہید کیا وہ صوفی کے لباس میں تھا اس لئے جب ان کے زندیقانہ اور لمخدانہ عقائد سے مسلمان واقف ہوئے تو اس قدر برہمی پیدا ہوئی کہ بہت لوگ حقیقی صوفیوں سے بھی بد عقیدہ ہو گئے اور ان کو باطنی سمجھنے لگے عوام تو درکنار بعض محققین علماء بھی جو صوفی مشرب نہیں تھے یا جس کو صوفیوں کے مشرب اور عقاید سے آگہی نہیں تھی اس خیال میں الجھ گئے ابوریحان بیرونی جیسا محقق اور یگانہ روزگار شخص کتاب الہند کے باب پنجم میں ہندوؤں اور بعض علماء یونان کا ایک عقیدہ بیان کر کے کہتا ہے ”الی هذا المعنى ذهب من الصوفية عن قال ان الدنيا نفس نائمة والاحرة نفس يقظانة وهم تجيزون حلول الحق في الامكنة كالسما والعرش والكرسى ومنهم من تجيزه في جميع العالم والحيوان والشجر والحجر والارض وبالارض بالظهور الكلي واذا جازوا ذلك فيدهم يلحلول الارواح بالتردد عند هم خطرًا ماشاؤا كل طول اورتنا نسخ کا یہ عقیدہ صوفیوں کا نہیں ہے۔ صوفیوں کے کسی مستند کتاب میں اس کا ذکر تک نہیں ہے یہ عقیدہ خودمانی کا ہے کتاب الفہرست ابن النہیم باطنیوں نے بعض کتابیں تصنیف کر کے بعض اکابر صوفیہ کی جانب منسوب کر دی تھیں محقق علامہ نے شاید ایسی کوئی کتاب دیکھی اور انہیں دیکھ کر ہوا دنیا اور آخرت کو نفس نامہ اور نفس بظن ان سے بعض صوفیوں نے تعبیر کیا ہے لیکن اس کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ الناس ینام اذا ماتوا انتبهوا

۲۳۔ باطنیوں کے حلول اور اتحاد اور تناسخ کے عقیدے اور ان کی تعلیم رکہ معرفت کے حاصل ہو چکنے کے بعد عارف سے سب تکلیفات شرعیہ ساقط ہو جاتی ہیں اس کے لئے حرام حلال ہو جاتا ہے کوئی معصیت اس کے لئے معصیت نہیں رہتی

اور اس کے ارتکاب سے اوس کی معرفت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا (کا اثر ہر زمانہ میں موجود رہا ہے اور اب بھی موجود ہے۔ ہندوستان اور دوسرے ممالک میں سینکڑوں صوفی لباس اور صوفی صورت ملحد اور زندقہ نظر آتے ہیں جنہوں نے نماز روزہ اور تمام اوامر شرعیہ کو بالائے طاق رکھ دیا ہے اور نفسانی تلبذ کے حاصل کرنے میں کسی معصیت سے باک نہیں رکھتے اور جب کوئی اعتراض کرتا ہے تو زندقیت کے وہی عقیدے بیان کرتے ہیں جن کی تعلیم باطنیوں نے دی تھی اور جو اوپر بیان کئے گئے۔ بغور بائند من شرور انفسا

۲۴۔ رسالہ قشیریہ کے دیباچہ میں حضرت شیخ نے اپنے زمانہ کی جو حالت اور کیفیت بیان کی ہے وہ انہیں کے الفاظ میں اور حضرت مخدوم کی شرح میں پڑھنے کے قابل ہیں۔ میں اس صراحت سے اور ویسے گہرا اثر کرنے والے الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ مختصر یہ کہ شیخ نے اپنے زمانہ کی حالت یہ بیان کی ہے کہ ایسے اولیا اور اکا بطریق جن کے نفوس قدسیہ کی برکت سے لوگوں کے قلوب زندہ ہو جاتے تھے اب باقی نہیں رہے وہ لوگ جو زہد و ورع ریاضت و مجاہدہ اتباع سنت نبوی عشق و محبت الہی میں کامل الاتقان تھے نظروں سے غائب ہیں صوفی جو صحیح معنی میں صوفی ہیں اب بھی خال خال نظر آتے ہیں مگر ان میں وہ بات نہیں جو سابق کے اکا بر میں تھی اب تو زیادہ تر ایسے لوگ دکھائی دیتے ہیں جنہوں نے صوفیوں کا لباس پہن لیا ہے اور خود کو صوفی مشہور کر رکھا ہے لیکن ان کے دلوں سے شریعت کی حرمت رخصت ہو چکی ہے ان میں حلال و حرام کی تمیز باقی نہیں رہی ہے نماز روزہ اور دوسرے تمام عبادتوں کا اتخفاف اور استہزا کرتے ہیں شہوات و نفس پرستی میں مبتلا ہیں کہتے ہیں کہ ہم تو معرفت کے درجہ کمال پر پہنچا کر فنا اور صومو چکے ہیں ہمیں عبادت اور بجا آوری احکام شرعیہ سے کیا حاصل اور ہمیں حرام و حلال میں تمیز کرنے اور اس

جھگڑے میں پڑنے کی کیا ضرورت ہیں نہ ترک و امر سے کوئی نقصان اور نہ از تکاب
 بنا ہی سے کوئی مضرت حضرت شیخ لکھتے ہیں کہ صوفیوں کے لباس میں ایسے لباس کو
 دیکھ کر عوام میں سچے اور حقیقی صوفیوں کی جانب سے بد عقیدگی پیدا ہوتی جا رہی ہے اس
 حالت کو دیکھ کر مجھے ضرورت محسوس ہوئی کہ ایسی کتاب تصنیف کی جائے جس میں صوفیوں
 کے عقاید صراحت سے لکھے جائیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ صوفیوں کے عقاید ہر جزوی
 اور کلی میں سراسر وہی ہیں جن کی تعلیم کتاب سنت نے دی ہے اور جن پر صحابہ اور خیر العرو
 کی جماعت قائم رہی اور متقدمین صوفیہ میں سے چند اکابر کے مختصر حالات اور اقوال
 بیان کئے جائیں تاکہ لوگوں کو (جو واقف نہیں ہیں) معلوم ہو سکے کہ نہ صرف اعتقاد
 ہی میں وہ کتاب و سنت اور صحابہ کے متبع تھے بلکہ ہر عمل میں بھی وہ ظاہر و باطناً
 و جہراً ہر جزوی و کلی میں کتاب سنت کے لفظ لفظ اور حرف حرف پیرو تھے اور اس
 کتاب میں بھی دکھایا جائے کہ ان بزرگوں نے اپنی تمام عمریں کس قدر سخت ریاضت
 اور مجاہدہ میں بسر کیں اور باوجودیکہ مستجمع کمالات ظاہری و باطنی تھے اور معرفت اور
 تقرب الہی میں انتہائے کمال کو پہنچ گئے تھے تمام عمر میں ان سے نہ تو ادنیٰ سے ادنیٰ
 صغیرہ کا از تکاب ہوا اور نہ چھوٹی سے چھوٹی سنت کبھی ترک ہوئی۔ حضرت شیخ
 فرماتے ہیں کہ اس سے غرض یہ ہے کہ اکابر صوفیہ کے عقاید اور حالات کے معلوم ہونے
 سے صوفی صورت زندیقوں اور لمحدوں کے قول و فعل سے عوام میں سچے صوفیوں
 کی جانب جو بدگمانی پیدا ہو گئی ہے وہ دور ہو سکے اور یہ جان کر کہ اگلے بزرگوں نے
 عبادت الہی اور سنت نبوی کی اتباع میں ساری عمریں سخت ریاضتیں کی
 ہیں اور کیسی شدید مشقتیں اٹھائی ہیں لوگوں کے دلوں میں جوش و ولولہ پیدا ہوا اور
 اس کام کی طرف راغب ہو جائیں۔ وَكَلَّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ
 مَا نَشِئُ بِهِ فُؤَادَكَ وَجَاءَكَ بِهِيَ هُدًى الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرٌ

لِلْمُؤْمِنِينَ۔

۲۵۔ باطنیوں کا حال میں نے کسی قدر تفصیل سے اوپر اسی غرض سے لکھا کہ معلوم ہو سکے کہ ان کی سیاہ کاریوں اور ریشہ دوانیوں کی بدولت خود حضرت شیخ کے زمانہ میں مسلمانوں میں اور اسلامی ممالک میں کیا حالت پیدا ہو گئی تھی۔ رسالہ قشیریہ انہوں نے ۱۳۳۶ء میں لکھا۔ آپ دیکھئے کہ اس وقت کی حالت انہوں نے کس قدر سوز دل سے کس قدر درد انگیز الفاظ میں بیان کی ہے۔ حضرت مخدوم نے اس کتاب کی شرح تین سو تر سال بعد ۱۳۸۶ء میں لکھی فرماتے ہیں ”اکنون عزیز من یکے اندیشہ کن کہ مرا با خود ہمیں اندیشہ است شیخ قدس اللہ روجہ خود تاریخ بیان کرد کہ از تاریخ ہجرت چہار صد و سی و ہفت گذشتہ بود میان آن قوم این فقرہ زاد کہ در ہر یک لفظ شیخ نامل کن ہیں کہ چہ حد بل زادہ است مسکین محمد حسینی سلمہ اللہ تعالیٰ کہ امر و تاریخ ہجرت ہشت صد و ہفت شد نامذ نشانے ازین قوم آن مردماں ہم نامذ“ اس کے بعد فرماتے ہیں ”اکنون این بیچارہ چہ گوید اما در خیال خود بوہے و گمانے چیزے کہ مر اور این کار متحقق است می نویسم خود براسے کہ می نویسم اما چہ کنم ہمت حمیت بریں می آرد آنچه حقیقت کار است بروں می باید دادن کھل کہ از جملہ کوراں یکے را خدا چشم دید از جملہ کراں کسے را گوشے بخشد“۔ اب یہ سال جس میں یہ شرح چھپ رہی ہے ۱۳۶۱ء ہے اور اس کی تالیف کے وقت سے پانچویں سال گذر چکے ہیں ہم اس زمانہ کو کیا کہیں کچھ کہنے کے لئے الفاظ بھی تو نہیں ملتے۔ اللہم ارحمنا وانت ارحم الراحمین، واغفر لنا وامت خیر العافریں

۲۶۔ رسالہ قشیریہ کے دو نسخے میرے پاس ہیں ایک ۱۳۱۵ء کا مصر کا چھپا ہوا اور دوسرا قلمی جو شوال ۱۳۲۵ء میں لکھا گیا تھا۔ اس کو قاضی اسمعیل بن

محمد نے قاضی القضاة شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد الغسانی سے پڑھا تھا اور سند ملی تھی کتاب کے آخر میں انہوں نے اپنے قلم سے سند لکھ دی ہے اور امام ابو القاسم قشیری تک چھ واسطے لکھے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ اسکی زمانہ میں پڑھا گیا جس وقت لکھا گیا تھا کتابت نہایت صحیح ہے اور جہاں جہاں کہ فروگذاست ہو گئی تھی قاضی اسمعیل بن محمد نے اپنے قلم سے (غالباً اثنائے قرارت میں) تصحیح کر دی ہے ان وجوہ سے یہ نسخہ لجاماً صحت کامل اعتبار کے قابل ہے مطبوعہ نسخہ میں اس قلمی نسخہ سے جا بجا اختلاف ہے کہیں زیادہ کہیں کم ہے اور کہیں الفاظ و عبارات مختلف ہے لیکن حضرت مخدوم کے شرح میں متن کی عبارت اس قلمی نسخہ سے زیادہ تر مطابق ہے۔ شرح رسالہ قشیریہ کا ایک قلمی نسخہ شعبان ۱۰۴۹ھ کا لکھا ہوا میرے پاس ہے اور ایک نسخہ محرم ۱۰۶۹ھ کا لکھا ہوا کتب خانہ آصفیہ میں ہے جب ایک دوسرے سے مقابلہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ کتب خانہ کا نسخہ اسی دوسرے نسخہ کی نقل سے نہ صرف یہ کہ جو غلطیاں قدیم نسخہ میں ہیں اس میں بھی ہیں بلکہ قدیم نسخہ میں کاتب نے جہاں جہاں الفاظ یا عبارات نہ لکھے کہ جگہ خالی چھوڑ دی ہے یا جہاں جہاں کثیرے نے لکھا ہے کتب خانہ کے نسخہ میں بھی ایسی ہر جگہ الفاظ اور عبارتیں چھوٹی ہوئی ہیں یہ نسخہ حامل المتین ہے لیکن خدا ان کاتبوں پر رحم فرمادے اس کتاب کے کاتب نے متن کی عبارتوں اور الفاظ کو جا بجا چھوڑ کر اور نیز غلط لکھ کر بالکل مسخ کر دیا ہے۔ اگر میرے پاس رسالہ قشیریہ کا قدیم اور نہایت صحیح قلمی نسخہ نہ ہوتا تو متن کی تصحیح نہ ہو سکتی اور یہ کتاب چھپنے کے قابل نہ ہو سکتی۔ مطبوعہ رسالہ قشیریہ چونکہ جا بجا غلط اور فروگذاستوں اور لحاقات کے ساتھ چھپا ہے اس لئے اس سے کما بیشی تصحیح ممکن نہیں تھی اس امر کا اطمینان ہے کہ متن کی کامل طور پر تصحیح کرنی گئی۔ اب رہا شرح تو اس کا صرف یہی ایک نسخہ ہے جو میرے پاس ہے کتاب خانہ آصفیہ کا نسخہ اس

کی نقل ہے اور کسی دوسرے نسخہ کا کہیں پتہ نہیں چلا اس لئے حتی المقدور الفاظ میں جو کھلی کھلی غلطیاں تھیں ان کی تصحیح کر لی گئی لیکن جہاں تصحیح نہ ہو سکی وہاں استفہام کی علامت (p) لکھ دی گئی اور جہاں جہاں اس کتاب کے کاتب نے الفاظ یا عبارت چھوڑ دی تھی یا جہاں کیرے نے کھا لیا تھا وہاں طباعت میں جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے کاتب نے بعض جگہ متن کا فقرہ کا فقرہ اور اس کی شرح چھوڑ دی ہے۔ رسالہ قشیریہ کے قلمی اور مطبوعہ نسخہ کے باہم مقابلہ سے متن کی عبارت میں نے فوٹ نوٹ میں لکھ دی ہے لیکن شرح کی عبارت میں کہاں سے لانا وہ نہیں لکھ سکا۔

۲۶۔ شرح رسالہ قشیریہ کا قلمی نسخہ کا لکھا ہوا نسخہ جس سے طباعت کی گئی ہے پورے رسالہ قشیریہ کی شرح نہیں ہے بلکہ صرف باب التوکل تک یعنی کتاب کے نصف سے بھی کم کی شرح ہے اس شرح کے کاتب نے باب التوکل کے شرح کے ختم پر کتاب ختم کر دی ہے اور مطلق کچھ صراحت نہیں کی ہے کہ آیا اس کے بعد شرح کا کوئی دوسرا حصہ بھی تھا۔ چونکہ شرح کا یہی ایک نسخہ موجود ہے اور کسی دوسرے نسخہ کا پتہ نہیں ملا اس لئے کچھ معلوم نہیں ہو سکا کہ حضرت مخدوم نے یہاں تک لکھ کر کسی وجہ سے باقی کی شرح نہیں لکھی یا بقیہ کو دوسری جلد میں لکھا جس کا اب پتہ نہیں ہے محمد علی سہانی (حضرت مخدوم کے سوانح نگار) نے سیر محمدی میں جہاں ان کے تصانیف کی تفصیل دی ہے اس شرح کے متعلق صرف اسی قدر لکھا ہے "ترجمہ رسالہ قشیری و ان کتابہ براسہ است" اس کتاب کا ذیباچہ حضرت مخدوم نے خود انہیں لکھا بلکہ کتاب کو لکھ کر اپنے ایک مرید کو حوالہ کیا اور حکم دیا کہ ذیباچہ لکھو اس حکم کی تعمیل میں انہوں نے ذیباچہ لکھا لیکن کہیں اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔

۲۸۔ اس شرح میں حضرت مخدوم نے اختصار کو بہت زیادہ ملحوظ رکھا ہے اور اس کو خود ہی طے فرمایا بھی ہے ایک جگہ ص (۵۰۳) سطر (۱۲) میں فرمایا ہے "بیابا

گفتن رسم مانیست یہ شرح نہایت محققانہ اور مجتہدانہ لکھی گئی ہے۔ ابوائقاسم قشیری سے حضرت مخدوم نے متعدد جگہ اختلاف کیا ہے اور جہاں اختلاف کیا ہے نہایت بے رورعایت اور نہایت وضاحت سے لکھا ہے لیکن یہ بات خاص طور پر ذہن نشین رکھنے کی ہے کہ ہر جگہ ادب کو شدت سے ملحوظ رکھا ہے اور ایک لفظ کہیں ایسا نہیں لکھا ہے جو ادب کے درجہ سے گرا ہوا ہو۔ اس کتاب سے جو فوائد حاصل ہو سکتے ہیں وہ اپنی جگہ پر ہیں لیکن دو سبق خاص طور پر حاصل ہوئے ہیں ایک یہ کہ معافی کی وضاحت کو قائم رکھ کر مختصر نویسی کس طرح کی جاسکتی ہے دوسرے یہ کہ بزرگوں سے اختلاف کرتے وقت بھی ادب کامل طور پر کس طرح محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔ اس کے پیشتر حضرت مخدوم کی کتابیں سپید حکمے کاغذ پر چھپیں لیکن اس کتاب کی طباعت شروع کرتے وقت تمام ہندوستان میں تلاش کرنے کے باوجود ویسا کاغذ نہ مل سکا جو بہترین کاغذ ملا اس پر کتاب چھاپی گئی۔

۲۹۔ یہ کتاب بھی روضتین گلبرگہ شریف کی جانب سے طبع اور شایع کی گئی ہے حضرت مخدوم قدس سرہ کی تصانیف کی طباعت کا سلسلہ ہمارے کرم دوست نواب غوث یار جنگیہ اور ابقاہم نے اپنے زمانہ صوبہ واری گلبرگہ میں شروع کرایا اور چند کتابیں طبع ہوئیں۔ گذشتہ سال اون کا تبادلہ ہو گیا اور ہمارے محترم دوست نواب محمد امیر علی خاں بہادر میچ۔ سی۔ یس۔ دام ابقاہم گلبرگہ شریف کے صوبہ واری پرفائز ہوئے اور انہوں نے یہ سلسلہ قائم رکھا اور یہ کتاب مشہور رسالہ قشیریہ اون کی توجہ اور حسن انتظام سے شایع ہو رہی ہے۔ میرے نہایت مخلص دوست مولانا حافظ قاری محمد حامد صدیقی صاحب پروفیسر عزنی ودینیہ گلبرگہ شریف اور کتب خانہ روضتین کے اعزازی مہتمم ہیں ان کو حضرت مخدوم کی ذات پاک کے ساتھ نہایت شغف ہے اور ان کی تصانیف کے طبع اور شایع کئے جانے

میں بے حد دلچسپی لیتے ہیں بحیثیت مہتمم کتب خانہ روضتیں اور انہوں نے مثل سابق کی طبع شدہ کتابوں کے اس کتاب کے طبع کئے جانے میں بھی بہت دلچسپی لی اور میری بہت مدد کی۔ میرے مخلص دوست سید جلال ید اللہ صاحب کا بھی میں بہت مشکور ہوں۔ ان کو حضرت مخدوم کی ذات پاک اور ان کی تصانیف کے ساتھ بہت عقیدت ہے اور اس شرح اور اس کے قبل کی طبع شدہ کتابوں کی کاپیوں اور پروفوں کے مقابلہ اور تصحیح میں ابتدا سے اب تک نہایت دلچسپی سے مجھے مدد دیتے آ رہے ہیں جزا ہم اللہ خیر الجزاء۔

۳۰۔ حق سبحانہ و تعالیٰ ہم سب کو حضرت مخدوم کی کتابوں سے برکت اور نفع بخشے و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

نگرم علی حیدر آبادی
۱۹ رمضان ۱۳۶۱ھ

خاکسار

سید عطا حسین

غلط نامہ کتاب شرح رسالہ قشیریہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۲	عل	کل	۷	۱۳	بنول	بنوال
۸	۲۰	وبی	ربی	۹۲	۲۱	دارو	داود
۳۲۵	۷	تثبت	تنبت	۲۶۵	۲۱	رابے	رباطے
۶۵۵	۱۲	کہ و با خود	کہ او با خود				

منت

شرح رسالہ قشیریہ

از تصنیف

حضرت قدوۃ الواصلین امام کاملین شمس العارفین مصباح المتقین سید السیادت

ولی الاکبر الصادق صدر الدین ابوالفتح

سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز چشتی

تقدیس اللہ میرۃ العزیز

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ رَبِّ أَنْعَمْتَ فَزَادْ

الحمد لله الواحد لكل احد منه الا بتكلم واليه التاويل الصمد
ليس لاحد اليه سبيل جميل كل جميل من جماله جميل ظهر بالجمال فهو الجميل
واحتجب بالجلال فهو الجليل فهو الان كما كان بلا تحويل له الشهود
بكل الوجود له الشان الاعلى ذوالعز والتبجيل كل يوم هو في شان لا يشغله
شان عن شان عسير وسير كثير وتليل له المثل الاعلى لا يجوز حوله
قال وقيل هو المدلل لا دائل هو الجميل لا جائل هو المقل غير مقل هو الملك
المتصرف في ملكه كيف يشاء ولا يسأل عن المفاعيل فعلة ازلى لا حادث ولا
عليل له الوجود المطلق غير ارادة وتحميل ليس له جنس ولا نوع ولا صنف
ولا قبيل ليس له ضد ولا ند ولا شبه ومثيل هو هو لا هو الا هو حمد
اشتقاق وتاويل لا يعينه عين كحيل لا يغنيه عين ظليل لا يصل اليه
الا شارة ولا يعبره العبارة الوجيز والطويل لا يخبر عنه عين الوهم ولا يسم
منه اذن الفهم هو الورا عم ايد خل في حسي ودليل فلسان الواصفين
عن احصاء صفات كليل لا يلحقه الافكار ولا يرهقه الابصار ولا يحمله

الاوهام ولا يمثله الا فهام ولا يخيه تخيل حكمه على علمه رحمة على حمله قدره
 على جلاله ونظيره على كماله دليل لا يعجزه طلب ولا يعوزه خلب ولا يستر
 عنه الخفي ولا ينتصر منه القوى المليل هو العالی عن الصفات ربّه بهادون
 من سواه فآثاره امن مواجيد هم الى مقاصد الرجال وبلغوا منتهى
 كمالات اهل الكمال والله عليهم بمصالح مقامات العباد ينسل طريق
 الرشاد لو لم تبعث فيهم الارشاد مثل مرشد موحد محقق ذائق
 مدقق عالم فائق امام صادق شيخ صادق جالس اهل كل محبة فمجتهم باكان لهم من المحبة
 فلم يقم الا تعد في قلوبهم حقيقة الاسلام والايمان ووقع الخلل والخطل في كل الاديان
 فمنهم راجع الى الله المحنان ومنهم قانع بالخسران والمحرمان لا زال الحاسد المعهور
 قصدا لطفاء هذا النور فسلب الله عليهم الهلاك والثبور محرقه نار جسد
 الاحشاء والصدور ورويا في الله الا ان يتم هذا النور فنتور به منابر
 الاسلام ويظهر شعائره كل الظهور وهو من الله فضائع بلا انقطاع ووداع
 بلا ارتجاع وليته لا زال في ظلال النعم وحسوده في عقاب النقم حبيبه
 بدلته منصور وبغضه بصولته مقهور يدور سعيدا مسعودا
 وحميلا مودودا والنعم داره عليه والقسم قاتره لديه والنعم عليه
 موقوفة والحسنى اليه مرفقة بالحبور تفاوتت
 اوقاته وبالسرر تضمنت ساعات حبيبه مقنطه مرتاج عدله منحصر
 ممتاج وجليس احبابه الفرح والطرب انيسا علائه النرج والتعب والايام
 له مطابقة مهوية والاقسام له موافقة مرضية على الايادي عال وعن
 الاعلى خال لانال عود وجوده ناصر وجوده للناس عامر في رعاية
 من الله وافية ووقاية منه كافية وبما اولى مسررا وبما اولى محبورا شرفه

موطل خلفہ محمد سلطانہ لمن صادہ قاهر احسانہ لمن وادہ مناتر رحمتہ
 علی الناس عامۃ و نعمتہ للخلق شامیۃ محفوظ فیما یتغیہ مصئون عما یحتویہ
 عظمتہ لازبہ و حرمتہ و حجبہ جری التقلید فی احبابہ بالزیادۃ و فی اعدائہ
 بالابادۃ اسبغت علیہ النعماء و افرغت للذیہ الا لایۃ مہتمہ مکفی ملہ مونی
 ما برج سعادتہ توصل لواحقہا بسوا بقہا و یردف روادفہا بسوا الفہا قائدۃ
 الکرامۃ زائدۃ السلامۃ ہذا و مدائحہ اکثر من یحصیہ تقریرہ یحصہ تحریرہ یصل
 فضائل الی یو و القیمۃ کاذب و تذکار شمائل کابد و واجب و ورد اسمہ دوا و کل
 دوا و امان علی کل بلاء و من ارادہ فلیجرب یجد من نفسہ ما یخفی الیہ نجرہ

اما بعد ان سراج دین احمدی آن چراغ ملت محمدی آن نور و چشم
 مصطفیٰ آن پرکار و فاطمہ زہرا ریحان علی مرتضیٰ راحت جان حسن رضا جگر گوشت
 حسین شہید کربلا آن سرور مقتدایان دین و آن قاید غر مجملین آن درویدی معرفت
 و آن خلاصہ کائنات آن منظر اسرار دین و آن مبین حقایق یقین آن نہنگ دریل
 حقیقت آن سپہ سالار سلطان شریعت آن برہان ملت احمدی آن سلطان ملک
 سرمدی آن جامع شریعت و طریقت بمیان آن مبین اسرار حقیقت بعبیان آن
 و شکیں و رمانگان و آن امید و امانگان و آن چارہ بیچارگان و آن کار سازان و ارگان
 و آن مرہم ریش مجروحان و آن دارے در و در و مند ان آن پادشاہ درگاہ و صلتی
 و سریر معرفت بدو آراستہ و تاج ولایت بدو پیراستہ ولایت تحقیق بدو مسلم
 امارت تقریب بدو کرم شیخ اہل سنت جامع اہل بدعت آن نتیجہ نور احمد آن سبوح
 دل محمد آن عابد قنطرہ مجاز سید السادات محل کیسود سر از بقاہ اللہ متمکنا
 عنی عنین و راسی و رئیس الاناسی صا دامت الشمس طالعہ و طلوع
 طالعہ و الارض نابتہ و الجبال ثابتہ و النجم مظہرہ و النجم مزہرہ

چون شرح فارسی رسالہ امام ہمام زاید عابد و رعبا رعب عالم عامل فاضل کامل
استاد اساتذہ و سرخوشش معلم علماء عصر خویش مالک الملک تفرید سلطان
ولایت تجرید عارف برجادہ شریعت مستقیم موحد بر سجادہ طریقت مستقیم شیخ
عالم مقتدا ہے بنی آدم صاحب کشف و تجلی و اصل مقام تخیلی و تخیلی عالم علوم ربانی
کاشف حقائق قرآنی از تکلف و ریاری ابو القاسم هو از
قشیری لازال نفائس رحمة الترب علی روضة الشریفہ محصو
و عرائس لطفہ عند روحہ اللطیفہ محصو رسالہ کہ میان طالب و مطلوب
رسالتی ست و میان عاشق و معشوق سفارتی مجمع اسرار حقانی مخزن
خزائن ربانی براہ ساحت الہ اللہ از عقیدہ الہ ضلال و زاریت شان ارباب
صفوہ از اباطیل الہ فساد و خیال کہ مردم نادان و مبتلا ببلار حرام از غایت جہالت
و غلبہ حماقت برایشان گمانے فاسد بروہ و وہی باطل باخو و مستقیم کردہ گردانجا
بر دامن پاک ایشان شانہ و غبار زندہ بدال جانب عالی افشانہ این مصیبت
ازاں زادو این بلا ازاں افتاد کہ گروہی از مشرکان و طائفہ از مشرکان از عبد اللہ
والدرہم و از عبد البطون و اللہازم و از عبد الشیاطین و الاباسہ و از عبد الخمیصہ
والطیالہ لباس این قوم کردہ خود را بدیں طائفہ نسبت بروہ ہمہ را بر حرف ہوا
مصروف و تہمت را بر اصابت مشتمی موقوف رباعی

پوشیدہ مرقعہ ازیں خامے چپند بر بستہ بطامات الف لامے چپند
نارفتہ رہ صدق و صفا گلے چپند بذنام کنندہ تگوانے چپند

سخنمانے کہ از متان شراب وحدت در بعضے غلبات وقت از ایشان
بنیابت صاور شد و تحقیقت از ایشان ظاہر شد آن را شنیدند و شنیدند کہ گوش دل
کہ بود و دیدند دیدند کہ چشم دل از معنی آن کہ بود برو فوق مراد خود بچیزے پرواختہ

وآن کلمات را بپہل خود برآن محبت ساختہ و دین را بفروغہ و اصولہ بقائد فاسدہ و
ظنون کاسدہ بباحثت عمل ایشان تباہ دل ایشان سیاہ برزعم ایشان بی بی
ایشان راہ و بفہم ایشان طاعت گناہ گوگرد بکار بروہ ریشے سپید دل سیاہ
کرده بلیت

کاینست
سر کرده چو آ سیا گرداں کاینست نشان نیک مرواں
صفت ایشان و روپا این ست کہ الدنیا مرا در ا بگذار بود و بارما جز کذب
و فسوس دیگر ہر ہمزہ و جز تزویر و حرکت مایہ ذکر نہ از حکایت ایشان بگذر شنیدہ
کہ مصراع

ہر چہ پرسی از زستان سر و تو تر باشد

اما چون بشوم قدم ایشان راہ طریقت مدرس شد و اعلام طریقت مطہرت
شیخ اہل سنت وقامع اہل بدعت را حمیت دین نگذاشت فرضے لازم و
امرے واجب وید کہ بخت و درایت و نقل و بروایت گرد و اسجاد را از دامن
شان بر باد ہوا پیر اند و ہتباء منشور ا گرد اند ڈاں غبار بر روے چوں بوم ایشان
شانڈواں گرد را بروز کارنا بکار ایشان افشانڈ لطیف معالہ ایشان را بکج یعنی بیان
کرد و عزیز مقامات ایشان را پیش اہل انصاف عیاں کرد اکثر الفاظ مصطلح را معنی
گفت و بے در شہیں را میان آن سبک سفت ازاں طائفہ مخاذیل بیزاری جست
و آن زمرہ مجاہدین را بجماعت مردوداں باز بست تمیز حال صادق را نشانے کرد و
داخل نفس و شیطان را بیانے کرد شرحے لفظ او مضبوط و مبسوط مونس اختیارانوس
ابرار و رو آداب طریقت بسیار و اسرار حقیقت بی شمار جو اہر طریقت را در آداب
داد و آفتاب شریعت را تاب داد و در ہر نقطہ بجلہ اشارتے و ہر جملہ از سرے و
عیارتے و در ہر کلمہ بسرے اشارتے و بدرمانڈہ بشارتے معانی دلالت او

عبارت نہ فحوی اشارت اور اشارت نہ مواجید عارفان واصل را نشانے و شرائط
 بتدیاں طالب را بیلنے کامل با براز محاسن کتاب شیخ وضامن باطنہار خفایا در ضمن
 خطاب شیخ اقوال مثل شیخ کہ قریب بمشابه باشند چنان بیان کرد کہ در روز قیامت
 تمثابه باشند ولایت بیان اسرار ربانی بدو مخصوص است و حمل اسرار حقانی بیان او
 کا نظائر المحسوس است یعنی چون آنحضرت عالی در تاجران چشمے ندید و مقررے
 مثل آن در گاہ و متعالی در متقدمان گوشے نشنید رتبہ بیان اسرار بدو آہستہ
 و رجت کشف خفایا بدو پیرا کہ تمام کرد و از پیرا تسلیح بکاتب سپرد بدین بندہ کہ
 کمترین بندگان است و شرمندہ کہ شرمندہ ترین شرمندگانست و اہمترین متعلمین
 و کمترین مسترشداں است امید آن میدارد کہ در زمرہ سگان در گاہ خویش شہاد
 بلطف لطف و نعم انعامہ و بعطوف عطفہ و کریم اکرامہ العبد الذلیل سیتعطف والرب
 ابلجیل یعطف فرمود و در ضمن آن قوسے قوی بختود کہ دیباچہ پیرا شیخ شرح من بساز
 با لفاظ فصیح و معانی غریب انمونیچ پردازا اگرچہ حمل این بار گراں در خور ہچ من ضعیف
 بود و اطاعت آن فرمان از طاقت ہچ من نحیف بیرون بود دست سوال نبول این
 منال بدان جناب آساں جاہ بروم و در خواست برائے دریافت این عزیز حال
 از اں در گاہ عالم پناہ کروم بزبان آمرنہ مامور و بقدرت قادرنہ مقدر و بقلم او نہ بعلم
 خود بحکم او نہ بحکم خود بیدیا و نہ بید خود بچیدا و نہ بچید خود در مامور بہ بصرف جہد و بذل
 جہد شروع افتاد و موافق الصواب والساد و چند سطرے ہشتم و چند نقشے نگاشتم
 رجا و اثن آنکہ بغیر قبول موصول گرد و در ضمن آن امید وصول بامول شود کہ
 نظر منک یکفنی حق سبحانہ تعالیٰ آن سایہ عرش خود را بر فرش وجود ما مستدیم
 و مستقیم دارد و آفتاب عالم حقیقت را زوایے نگار و روشنی آن صبح دین بظلم شام
 مبتدل مباد و نحرمة اللہی والہ الامجاد - نظم

می خواہم از خدا من و ایم برای پر عمے دراز و گردش و راں برای پیر
از بہر خود حیاتے در زیر پایے پیر تا آن زماں کہ باشد با من رضایے پیر
تا آن دے کہ مرگ نہد ہر پروان یک لفظ نہانم من از دعا سے پیر
بد آن اسعدک اللہ تعالیٰ کہ در اصطلاح قوم ملک گویند و ملکوت و جبروت
و لاموت ملک این شاہد و حاضر و جوداتے کہ بہت و این را ناموت ہم گویند و
ملکوت است ملکوت خلاصہ این ملک است کہ قوام این ملک بدوست
چنانچہ قوام قالب بروج است گفتہ اند ملکوت کل شی باطنہ و جبروت است
جبروت کہ ملک و ملکوت و لاموت درو جمع است یعنی ہر سہ را یکجا اعتبار کنی اورا
جبروت نامی لاموت خلاصہ ملک و ملکوت و جبروت است و قوام ہر سہ
بدوست مثال جبروت چنانچہ جو خلاصہ او دین است آن بہ لاموت ماند و
آن دین کہ بادی پیوست آن بلکوت ماند و پوستے کہ بالار اوست این بلک
ماند ہر چہ را بیک جا اعتبار کنی جبروت خوانی شیخ قدس اللہ روحہ فرمود

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قوله الحمد لله الذي تفسر مجلال ملكوته يعني اوجد اكانه تنهات
بہ بزرگی ملکوت خود و بعزت و عظمت ملکوت خود دریں محل جلال گفت او تعالیٰ
عبارت از احتجاب اوست بدانشچہ او از وجودات محتجب است و ملکوت باطن
و تہ نہانی است مناسب او جلال است شیخ فرمود لجلال ملكوته ضمیر آورد
ملکوت را نسبت بخوش کرد ہر چیزے باطنے دار و ظاہر او باطن اوست و باطن او
ظاہر اوست لیکن او ظاہری نماید و خود باطن آن ظاہر باشد پس اضافت بلکوتی
کردن لابدی و ضروری بود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود انی رأیت ربی فی حسن صورۃ
احسن صورۃ ظاہر او بود و تجلی کہ او خود بر آن صورت کردہ آن باطن او بود اضافت

ملکوۃ اختصاصیہ دستے باشد فہم کن کہ چہ می گویم و اینجا کلمہ تَفَرُّدٌ گفت تفرید است
و توحید است تفریداً حصّ از توحید باشد اگر در بیان این می گویم سخن در از می شود
قولہ و توحید بحال جبروت و تہ سخن از جبروت گفتیم بحال نسبت بہ جبروت وارد
زیرا چہ گفتہ ام کہ جبروت عبارت از جمع است و ظہور بحال بے ظہور صورتی ظاہری بنا
صورت ظاہری را پرده سازد و در آن حال غور نماید ہر آمینہ بحال جبروت گوید یا گویم جبروت جمع
است در آن جمع صورت پردازد و در آن صورت عکس بحال انوار خود اندازد و بحال جبروت
گفتن مناسب آید لاموت است گفتہ ام تو ام ہمہ بدوست او شامل محیط داخل
خارج جزوے بجزوے ذرہ بذرہ ازوعاری و خالی نہ و او ازین ہمہ بیرون چنین
گوئی نہ درون و نہ بیرون نہ متصل و نہ منفصل و نہ در و را و نہ در رضا و این گمان نزد ملک
فرد ملکوت بالا و جبروت بالا را و اگر محققہ گفتہ باشد اعتبار سے کردہ است مثالاً
بخرقہ ماند کہ در بحر خضم افتادہ بود درون آن خرقہ بیرون او ہمہ بجا است و تمام اجزاء
او بحر را تشریب کردہ است اگر گوئی خرقہ متصل بجا است باعتبار سے درست آید و اگر
این در و داخل او دریں داخل ہم اعتبار سے دارد و اگر گوئی ہر یکے از دیگرے منفصل
است ہم شاید ملک و ملکوت و جبروت را بالا موت ہمیں نسبت دہ قولہ و تعزیر
بعلو و احدیتہ این دو معنی احتمال می بر دیکے با مصاحبت باشد ملک و ملکوت
جبروت و لاموت مصاحب علو احدیت او اندا حدیثی کہ او دارد با وجود این ملک
و ملکوت و جبروت مصاحب و یگانہ است و دوم احتمال بازا با سبب گوئی بسبب
علو احدیتہ کہ او راست این ملک و این ملکوت و این جبروت مزاجت احدیتہ دارد
جدگانہ نہ وجودات این ہمہ بیگانگی او بازمی گرد و قولہ و تقدس بسبب موصوفتہ
شیخ قدس اللہ سرہ العزیز از بیان احدیت تنزل بہ توحید کرد چنانچہ رسم این
قوم است گاہے باشد از اعلیٰ با دنیٰ آید و گاہے از ادنیٰ با اعلیٰ روند چنانچہ

در اثور است یا نور این مذآد حرف است از و تنزل کہ بیان نور یا منور النور
یا نور السموات والارض از و تنزل کرد و بحسب آد و در اثور ذکر اللہم اذنی
اعوذ بعفوک من عقابک و اعوذ برضاک من سخطک و اعوذ بک منک
نخست بیان توحید کرد از ان تدرج و ترفع از فعل بصفت رفت گفت اعوذ برضاک
من سخطک آنجا از فعلی فعلی رفتہ بود اینجا از صفتی بصفتی پس آن گفت اعوذ
بک منک از ذات بذات او تعوذ کرد از توحید بوحیدت آمد باز اشارت توحید
کرد و ما ابلغ مدحک ہر دورہ نمود چنانچہ آنجا گفتہ بود نور قلبی بنور
مصرفتک تا آنجا فرود آمد از ان چیزے فرو تر نباشد قولہ تقدس بسمو
صمدیتہ مرتبط ہم ہاں آمد کہ علو احدیۃ از صمدیتہ رتبے دیگر نباشد قولہ و
تکبر فی ذاتہ عن مضارعة کل نظیر یعنی مجموع است نہ مضارعت است نہ نظیر است اللہ بجا
و تعالی خود ذات بذات باشد نظیر و مضارعتہ چہ باشد ہاں اعتبارے کہ گفتیم
قولہ و تنزه فی صفاتہ عن کل ثناء و قصور نظیر و قصور در عربیۃ مستجمع
است کل ثناء یہ معنی دار و یعنی صفت ثنائی بدو نسبتے برد او بود و باشد ہست
نہ این است کہ وقتے نبود کہ شد یا گاہے باشد کہ نہ باشد قولہ لہ الصفات
المختصہ بحقہ مراد را صفاتے باوے است یعنی اضافی نیست حقیقی است
بعضے محققان صفات او اضافی گویند شیخ رحمہ اللہ آن را در عبارت خویش
انکار کرده است کہ اضافی نیست حقیقی است نہ صفات را کہ ایشان ائمہ خوانند آن صفات
صفاتے است کہ اورا اضافی نوال خوانند ہیچ اعتبارے و نزد شیخ رحمہ اللہ
یا ہمہ نہ صفات را کہ اضافی نیست یا ہمہ صفاتے کہ او دار و حقیقی است اضافی نہ
و اگر گوی کہ المختصہ بحقہ این تقاضا کند کہ ہاں ائمہ مراد است تو گوہر صفتے
کہ ہست تحقیقت مختص بذات او است اگر دیگرے در میان آری آن اعتباری

است قوله والايات الناطقة بانّه غير مشتبّه بمخلقه این آیات
وومعنی احتمال دارد یکے آیات کتاب اللہ بریں ناطق است کہ مانند مخلوق نیست دیگر
علامات و صفات وجودات و موجودات امکانی نشان آند کہ او مشبّه بخلق نیست

چنانچہ گویند شعرا

ففي كل شئ له آية تدل على انه واحد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیز اشارت بریں کرد و اصلق کلمة قالتها القر

مصراع

الكل شئ ما خلا الله باطل

قوله فسبحانه من غير لاحد يناله ولا على محتماله ولا امل
محصره ولا احد ينصره ولا ولد اشفعه ولا عك يجمعه ولا مكان
يمسكه ولا زمان يدركه ولا فهد يقدره ولا وهم يصوره بيان
کہ شیخ رحمہ اللہ در توحید فرمود نتیجہ او این آمد چو او غیر متناہی گفته بود اندازہ نباشد کہ
اورا برسد قوله ولا احد محتماله و در عدد دنیا یکہ اورا در احتیال اندازد و در
اختیار آرد قوله ولا امل محصره چوں او غیر متناہی است غایتی نباشد کہ
اورا محصور گرداند قوله ولا احد ينصره نسبتہ بہ توحید ندارد اما صفات و افعال
را بجمع میگوید قوله ولا ولد اشفعه چوں صمدیت دارد ہر آئہ اورا اولد نبود
قوله ولا عك يجمعه او بر یکے و دو و سه در نیاید تا یکے گوئی کہ از آن چہا
این یکے است یا از آن وہ این یکے است قوله ولا مكان يمسكه چوں
فرد حقیقی است تفرّد بملکوتہ مکان او چہ نسبت مکان نبود او بود کذلک الان
قوله ولا فهد يقدره ولا وهم يصوره گفتم ازین ہمہ از توحید بالاتر نہ
کرده است اینجایان آن میکند قوله تعالى عن ان يقال كيف هو وامن

هو تعالیٰ و سبحان موضع ہر دو بیک معنی است ہر کہ متعالی است او منزہ است
 او متعالی ست من قبل گفت بعلو احدیۃ کیف و آین مہا بن احدیت اند اما اگر آیا
 کیف و آین را نسبتے بوجود ذات او بری چنانچہ در بعض ماثور است سبحان من لا
 یعلم کیف ہوا لا ہو و این ہوا لا ہو درست باشد این آں کیفیت نیست کہ
 در فہم من و تو آید این نیت و کیفیت ازلی وابدی است او خود با خود بود و در خود بود این
 او ہماں بود او در خود با خود است و کیفیت او دید او خود بود ہماں و صفی کہ او خور
 می نمیند این کیفیت او ست **قوله** لو اکتسب بصنعتہ الزین او دفع
 بفعلہ النقص والشین یعنی او خور بفعل خود نیاراستہ است و در دفع عیب
 از خود بفعل خود کردہ است یعنی او بہمہ او صاف کمال موصوف است نہ این است
 کہ چیزے نبود شد یا چیزے بود رفت نمی توان گفتن این سخن زیادتی است
 کہ شیخ قدس اللہ سرہ میگوید سخن تو حید با لارفتہ است شاید این برائے فہم من و
 تو گفتہ است و شاید مثل آن در فہم کے گذرد **قوله** لیس کمثلہ شیء و هو
 السميع البصير اورا مثلے تصور کن تصور محال محال نباشد مثل اورا مثلے نہ پس
 اورا چونہ مثل باشد ہمہ وجودات بیک وجود باز گزند کمال شیء چہ معنی دار و گفت و هو
 السميع البصير با صفت سميع و بصير نفی ازاں مثل شد یعنی سمعے و بصیرے
 کہ او دارو نہ آن سمع و بصیر است کہ مثل سمع و بصیر من و تو بود او می بیند ہمہ چشمہا او
 می شنود ہمہ گوشہا قوت سمع در سماع کہ دا قوت بصیر در باصرہ کہ کرد ہو تعالیٰ پس
 جز او سمیع و بصیر نباشد مثل او سمیع و بصیر نبود **قوله** ولا يغلبه حي و هو الخبير
 القدير له الحياة بذاته حیات او عین ذات او و جملہ احیاء حی ہیات او پس کدام
 حی باشد کہ تصور توں کرد کہ حیات او بر حیاة او سابق شود حیوان زندہ ہیاتے
 کہ ہست روے دادہ و حے بخشیدہ اند روے روح حیوانی با نفس ناطقہ و حیات

ایشان ہم بحیات اوفیض حیات اوجیات ایشان رسیدہ قولہ احمد علی
 مایونی ویصنع شیخ قدس سرہ الغیر زحمہ سے من قبل گفت کہ اشارت
 بعہوم حامدان و محامد باشد خواست تا حمدت مخصوصے از ذات او صادر شود
 گفت احمد علی مایونی می ستایم اورا تعالیٰ بر آن نعمتہائے کہ او مارا داد و سر کار کے
 او میکند شیخ رحمہ اللہ درین عبارت شکر بر سر او و خیر او بر نعم او و اشارت
 کرد کہ بر ہمہ حال شکر او این عبارت دلیل بر رضا کنند و در شیخ او ہمہ شکر است
 و در صنع او ہم خیر و نعمت است و ہم محنت قولہ و اشکرہ علی مایونی و
 یدفع و شکر می گویم بر آنچه ناشائستہ را دفع کند و آنچه ناید کہ برسد آنرا
 می بخشد و خیر را بامی رساند قولہ و اتوکل علیہ واقنع و توکل برومی کنتم
 خواست کہ اضافت توکل بخود کند کہ امر بہتم علیہ است معنی توکل بنوسیم
 اما بابے از ان توکل خواہد گفت ہما نجا بیانے خواہد کرد و نجا یارانی است کہ
 بنوسیم قولہ واقنع قناعت می کنم قناعت دون توکل است با تقدم
 و تا خیر بر رعایت جمع کردن یا از اغلی با دنی می آید بر اسے آنرا نخست قناعت
 است بعد ان توکل و ہر دو دست و ادہ است و او برائے مطلق جمع است
 قولہ و ارضی بما یعطی و یمنع و راضی می شوم بدانچہ می دہد و بد بدانچہ باز می دارد
 این اشارت بالا گفتمہ بود و نجا عبارت صریح گفت قولہ و اشہدان
 لا الہ الا اللہ و حل لا شریک لہ شہادۃ موقن بتوحید مستحیر
 بحسن تائیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است ہر خطبہ کہ درو
 ذکر شہادت نیست آن خطبہ مرتب نیست کلیہ است شیخ رحمہ اللہ برائے
 رعایت آن کلمہ شہادت گفت گواہی میدہم بر یگانگی الوہیت او تعالیٰ درین
 حال کہ او متوحد است یا من درین گفتار متوحدم میان درویشان توحد

مقام اعلیٰ است یعنی من گواہی می دہم دریں حال کہ من با او متوحدم مقام تو حد کہ بندہ با حق متوحد شود او بی او برو و وحدت او باقی ماند این تو حد بندہ با خداست **قوله** شہادۃ موقن گواہی دادن من گواہی دادنی است کہ شخصے یقین کرده باشد و بذوق و فہم خویش دانستہ کہ او تعالیٰ بہم جہت و نسبت و اعتبارات کیے است **قوله** مسجیر حسن تائید و شہادت من شہادت کے است یعنی استوار کردن او باشد مستحیر آنکہ او خواهد کہ پنہ از حرمان او بوجدان او جوید۔

قوله واشہد ان محملاً عبد المصطفیٰ و امینہ المجتبیٰ و رسولہ المبعوث الی كافة الوری صلی اللہ علیہ و علیٰ الہ مصابیح الدجی و علی اصحابہ مفاتیح الہدی و سلم تسلیم اکثر امیر محمد از روے لغت اورا گویند کہ ہمہ خصال حمیدہ درو جمع شدہ باشد و اینجا نام رسول اللہ مراد است بریں بیان کہ گفتم محمد از روے لغت چنین کہے را گویند علی بن ابی طالب مصطفیٰ صفت کاشفہ او باشد مصطفیٰ کہ را گویند انرا کہ خداوند سبحان تعالیٰ اورا براسے خود برگزیدہ باشد یعنی اورا باوے کار باشد و این را باوے این ازاں او باشد و او ازاں این چنانچہ تو انگور پہلی خلاصہ آب اوستانی این آب مصطفیٰ باشد ازاں انگور جملہ وجودات را پختہ اند با وجودات انبیاء و اولیاء زبده ایشان محمدا ساختہ اند صفتے و گر نگفت عبده المصطفیٰ گفت نہ گفت بنیہ مصطفیٰ زیراچہ بعضے انبیاء ا قوم ایشان مبالغت کردہ و بدان مبالغت از حد از دین تجاوز کردہ اند و کافر گشتہ چنانچہ عزیر ابن اللہ و عیسیٰ ابن اللہ اشارت بریں کرد کہ از بندہ برگزیدہ اوست و دیگر اشارت بریں کرد بندہ خاصہ ازاں او باشد کہ با او کیے باشد صفت برگزیدگی در اں بندہ بود **قوله** و امینہ المجتبیٰ و مصطفیٰ یک معنی است این اوست کہ بیچ چیزے از نفس او نزادہ و از خود چیزے بہ کہے زسانیدہ و جز بسوے

اد دعوت نکرده و با امانت دعوت کرد و قوله در رسوله المبعوث الی كافة الوری
 ہر پیغمبر کے بقولے مخصوص مبعوث ہو کر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہ بر ہمہ مبعوث
 ہو و بخت الی الاحم و الاسود ہم بریں معنی اشارت کردہ اکثر الوان ہم بدیں دو
 بازمی گرد و پس بدیں معنی است کہ بر ہمہ مبعوث است قوله صلی اللہ علیہ
 و علی آلہ علی را باز گردانید قوے باشند علی را ہرگز ذکر نکنند قوے باشند علی گویند
 بدیں والا ہم او آل باشند الی و در و دے کہ از مصطفیٰ منقول است ہر دو ہست
 باثبات علی ہم و بغیر علی ہم قوله مصابیح الدجی بغیر ہدایت و دانش رودین
 ہم تار یکی است و اصحابہ مفاہیح الہدی ہر یاران او کہ ایشان کلید اوقظہاء
 ہدایت اند یعنی ہدایت شے مخصوصے نامے میان مردم معشوش چنانچہ چیزے
 در حجرہ کنند ہر اند و قفلے بران نہند اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 و رضوان اللہ علیہم اجمعین بر مثال کلید اند کہ قفل حجرہ ہدایت بدیشان کشادہ
 است و سلم تسلیم اکثر بر صلی است خدائے ایشان سلام گوید سلام گفتنی بسیارے و نامے
قوله و ہذا رسالۃ کتبہا الفقیر الی
اللہ سبحانہ ابو القاسم عبد الکریم ابن الہوازین
القشیری الی جامعۃ الصوفیۃ ببلد ان الاسلاوی سنۃ
سبع و ثلاثین و اربع مائۃ این جملہ متائفہ افتاد این حمدے و ثنائے کہ
 گفت مقابلہ این نعمت بود شیخ را بدیں توفیق و اور رسالہ چیزے مکتوبے فرستاد
 شخصے بشخصے باشد و اکثر مقاصد او در ان مستور باشد و رسالۃ فعالہ است
 و فعالہ برائے اشمال راست چنانچہ عماد قولہ کتبہا الفقیر شیخ خورغان
 کردہ میگوید نمی گوید کہ من چنین کردم و میگوید فقیرے اشارت بریں میکنند کہ من
 نکرده ام خدائے کردہ است قوله اما بعد رضی اللہ عنک فقد

جعل الله تعالى هذه الطائفة صفوة اوليائه وفضلهم
على الكافة من عبادہ بعد سلسلہ وانبیاءہ صلوات الله عليهم
اجمعين وجعل قلوبهم معادن اسرارہ را ختمہم من بين
الائمة بطواع انوارہ شیخہ سخت عقیدہ می آموزد تا این عقیدہ نباشد
کہ ایشان برگزیدگان خدا اند و ایشان کسے در برگزیدگی بیشتر نیست از حال و
مقال ایشان نصیب نگیرد قوله وفضلهم وایشان را تفضیل داده است چہر
خلایق و تفضیل ایشان پس تفضیل انبیا و رسل است تفضیل متحد است اما تقدیم
و تاخرے اعتبار دارد و متاخر ہم بر انجامی رسد کہ متقدم رسیده است اما تقدیم
تقدم او دارد ہر آئینہ بعدہ آید قوله جعل قلوبہم معادن و تسلسل می گوید
چہر ایشان صفوہ اند زیرا چہر وہاے ایشان را معدن اسرار
خوشی گردانیدہ است معدن کانے را گویند کہ از وسے زرے و نقرہ و آنچه
مانند است بیرون آید قوله و اختصہم از جملہ پیشوایان دین کہ ایشان مخصوص
اند کہ طالع انوار باری تعالی بر ایشان باشد و وہاے ایشان را معدن اسرار
گفت یعنی خزانہ اسرار باری تعالی وہاے ایشان است اگر سرے طلبند از آنجا طلبند
و اگر سرے بیرون آید از آنجا بیرون آید چنانچہ انبیا و ائمہ ہر چہ گوید با استدلال
گوید و برد نظیر گوید بقیاس انی و لمی اثبات کنند ایشان آنچه بر ایشان از حق لایع
شود و بوزع بر ایشان ظاہر گردد ایشان آن گویند فعلی ہذا و در فہم ایشان و در گفتار
ایشان در ہم خطاے و خللے نباشد قوله فہم الغیاث للخلق والدلائر
فی عمومہما مع الحق بالحق صفاہم من کد و سرات البشیرۃ
و در قاضی محال المشاہدات بما تجلی لہم من حقایق لاحد
فریاد رسانند مخلقے را کہ ایشان طالب دین و وجدان یقین اند قوله والدایرون

فی عمومہ ودر عموم احوال ایشان و ارباعی بحق اند چنانچہ دریں بیت اشارت
میکند

کیف مادارت النرجاجت دنیا محسبون الجاهلون انا جننا
قوله صفا هم خداوند سبحانہ و تعالی ایشان را از بشریت کہ آن معدن شرکت است
و مرکز بلاست پاک و صاف کرده است قوله و قاهم الی محال المشاهدات
ہر کہ را تصفیہ کردند ہمورا ترقی بمشائے شد طریق صاف کردن شیخ قدس اللہ
روحہ بیان خواہد کرد ہاں جا معلوم خواہد شد قوله بما تجلی بدان تجلیاتے کہ ہر تجلی ہر
علمی و ہر تجلی موجب تصفیہ تجلی معنی او گویم اما شیخ رح خواہد گفت من چه گویم قوله
و وفقہہم للقیام بآداب العبودیۃ و اشہد ہم بحجاری حکام
الربوبیۃ با این ہمہ کہ تجلی کرده است و تصفیہ کرده است ایشان را توفیق
داده است کہ راسخ و واقع بعبادت باشند قوله و اشہد ہم بحجاری
و ایشان را حاضر کرده است یعنی مطلع کرده است بر مجاری احکام ربوبیت ربوبیت با عبودیت
مذبح است و عبودیت با ربوبیت مندرج شیخ ہر دو اشارت کرده است
قوله فقاموا بآداب ما علیہم من واجبات التکلیف و تحققوا
بما منہ سبحانہ لہم من التقلیب و التصریف ہا کہ عبودیت گفتہ
بود بسندہ بود اما تصریح میکند کہ قوام عبودیت نیست و دیگر میان عبودیت
و مواجب تکالیف خصوصی و عمومی است عبودیت اطلاع است بر حدوث و
فنا و احتیاج ضروری ادائے تکلیفات ہا پنجہ دانستہ آن چیزے از عبودیت باشد
کہ بیان کردم قوله و تحققوا بما منہ و آنچه خداوند سبحانہ و تعالی ایشان را بدان
میگرداند و کار ایشان را فرو بالامی کند نادانستہ را دانستہ میکند و دانستہ را نادانستہ
سازد شاید منکرے باشد در فہم مردم نادان و آن چیزے است کہ عین مقصد

و مطلب قوم است این چنین تقلیب و تصریفی وارد تعالی و تقدس با آنکه بعضی از محققان
راکه ایشان از تقلیب و تصریف خبری دادند ایشان را پرکاره پرکاره کردند و دیگر چنانچه
ایشان را می گردانند ایشان باوے میگردند خفته باشد بهر پہلوے که گرد و باوے
گرد و تنجانی حُنُوبَهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ مَضْبُوعَةٌ و بکرتجانی وارد و جنوب ایشان
باوے متقلب و متصرف بیته که بالانبثه ام ووم مصراع او باین سخن نسبتی . ارد
قوله ثم رجعوا الى الله بصدق الافتقار باین همه تجلیات باین همه تحقق
باین همه تصریف و تقلیب بخدا باز گشتند درین حال که بصدق معلوم کردند هر چه طورے
احتیاج از خدا خاستنی نیست چنانکه گفته اند العبودیه احتیاج ذاتی قوله و لعل
یتکلموا علی ما حصل لهم من الاعمال ان علمائے که ایشان کردند بر این
عمل تکیه نکردند عقیده بر من نکردند عمل موجب قبول حق است و سبب درجات و ثواب
است یا اثرے وارد بذاته که آن اثر نیاوہ کسے نیست عمل کردند و دانستند عقیده
بر این داشتند اگر عمل مارا او اثر و بد این را اثر باشد و لاند ناسخ و منسوخ حکایت ہم ازین
کرده است عملے بر قوے میان مسلمانان سخن بود و بر این ثواب می یافتند آن نسخ
شد و عملے خلاف آن فرمودند آنکه اثر از اولی دور کردند و آن اثر مردوم را دادند قوله
او صفا لهم من الاحوال علماء منهم بانہ یفعل ما یرید و تختار
من یشاء من العبید و اعوانے صافی که ایشان را بود بر این اتکان کردند قوله
لا یحکم علیہ خلق بیح مخلوقے را نہ رسد که بروکے کند یا قابل آن باشد
قوله ولا یتوجه علیہ لمخلوق حق و مخلوقے را بر حق تعالی حقے متوجه نیست
چنانچه آن ظالم معتزلی می گوید بچاره او هر چه کرد و هر چه خود را دانست دانست
از ولایت حق محروم ماند قوله ثوابه ابتداء فضل نعمته و درجہ جنتے و زینتے
که او تعالی بنده را بخشند سبب عبادت او و سبب مشقت و محنت او بلکه فضلے محضے

ولطفے صرفے است و وہیے خالصے قولہ و غلابہ حکم بجدیل و آنرا کہ او عذاب کند با ہمہ طاعت ہا کہ بجا آورده باشد آن عذاب کردن او بران شخصی عدلے راستے باشد حکایت بعضے کہ با ہم فضل و درجہ بے ایمان رفتند چنانچہ بلعم با عور مناسب باشد قولہ دامرہ قضا فصل یعنی امر او قضاے قطعی است و محقق است و فصل است کہ درو شائبا حقی باشد و مفصول است و مقطوع است کہ البتہ ہمچنان می باید کردن کہ او امر کرده است و امر کار او آن کار است آن مقضی است کہ قطع یقین است کہ شدنی و بودنی است غیر آن نبود۔

قولہ ثم اعلموا رحمکم اللہ ان المتحققین من هذه الطائفة انقضوا اکثرهم ولم یبق فی زماننا هذا من الطائفة الا اثرهم کما قبل شعر
اما الحیا و فانها کحیا مهم داری نساء الحی غیر نساءها
شیخ قدس اللہ روحہ از عزت این کار و عظمت این طائفہ دریں حکایت متضمن ہست و صیت قومے بے انصافے کہ ایشان نابورہ بر خود بندند و بدان نابورہ اعمانے ناستوہ کنند انکوں عزیز من کیے اندیشہ کن کہ مرا با خود ہمیں اندیشہ است شیخ قدس اللہ روحہ خود تاریخ بیان کرد کہ از تاریخ ہجرت چہار صد و سی ہفت گذشتہ بود میان آن قوم این فترہ زائے کہ در ہر یک لفظ شیخ مال کن ہیں کہ چہ حد بل از اوہ است مسکین محمد حسین علی سلمہ اللہ تعالیٰ کہ امروز تاریخ ہجرت ہشتصد و سی ہفت شد نماذ نشانے ازین قوم آن مرد ہا ہم نماذ انکوں این بیچارہ چہ گوید اما در خیال خود بوسے و گمانے چیزے کہ مراد میں کار محقق است می نویسم خود برائے کہ مینویسم اما چہ کنم ہمت حمیت بریں می آرد آنچه حقیقت کار ست بروں می باید دادن تحمل از جملہ کوراں کیے را خدا چشمے و بد از جملہ کوراں کسے را گوشے بخشد حکایت عمیان و فیل شنیدہ باشی چنانچہ میان آن کوراں کیے چشم ہانت شاید میان این کوراں و کوراں کسے چشمے باید برائے شخص و تعیین این

مندرکس شدہ این ماندونہ آن و دیگر مردے خود را بحقیقت رسیدہ دانستند
 و آداب طریقہ را بجلی گوشہ نہادند پس آن حقیقت سبب شد برائے اندر اس طریقت
 را بطریقت طلب حقیقت است چو کیے باخود راست گرفت کہ بحقیقت رسیدم
 ہر آئینہ طریقت گذاشت **قوله قل المشبان الذین لہم بسیرتہم و سنتہم**
اقتلوا آن جواناں رفتند کہ بسیرت پیراں اقتلے کنند و دیگر اں طالبان جواناں
 رفتند کہ ایشاں چہ می کردند تا طالب دستر شد دیگر اقتدا بدان کنند کہ این باید کرد
قوله زال الورع و طوی بساطہ تقوی رفت تورع رفت قومے کہ از مشتبہ مخزون
 شوند و در مباح تاملے کنند و البتہ جہد و راں باشد کہ درک حلال شود اں صفت رفت
 و طوی بساطہ و بساط ورع پچھپیدند **قوله و اشتد الطمع و قوی سرباطہ**
 طمع ضد ورع است بہا لغو چو ورع زائل شد ہر آئینہ طمع قوت گرفت و سخت شد
 و بنیاد خانہ طمع و سرکے طمع محکم شد **قوله و ارتحل عن القلوب حرمت**
الشرعیۃ فعلًا و اقلۃ المبالاۃ بالذین اوثق ذہر بیعة حرمت الشرعیۃ
 شریعت از ولہا رحلت کرد رفت **قوله فعلًا و اقلۃ المبالاۃ** و دانستند عدم
 التفات بدیں استوارترین وسیلت است عدو را بمعنی علما گفتیم زیرا چہ اں عد بعد
 علم است و حاصل عد ہیں علم است عدو اشمزدند شمر دن بعد دانستن است **قوله**
در فضو التمییز بین الحلال و الحرام و انوا بترك الاحترام طرح
الاحتشام آنچنانے بے باک گشتند کہ ترک آوردند کہ میان حلال و حرام فرقی نہند
قوله و انو بترك الاحترام و دین این ساختند کہ احترام شریعت را و آنچہ
موجب این کار است و احترام مروان این کار را ترک کردند **قوله و استخفوا**
بآداب العبادات و استہانوا بالصوم و الصلوۃ آداب عبادات را
خوار کردند مثل ترک تعدیل ارکان و امثال این کنند و بدان مبالغات کنند

ویا در مسجد را سیند و وضو نباشد این آداب شریعت مرواں این را عوار کرد و مذقوله
 واستحمانوا نماز و روزہ را مہمان کروند خوار کروند استخفوا واستحمانوا ہر دو
 قریب المعنی اند قولہ وارکضوا فی میدان الغفلات وارکنوا الی اتباع
 الشهوات وقلت المبالاة بتعاطی المحظورات و در میدان غفلت
 جنبیدند و آن عبارت از ولیری و دلاوری است یعنی در مخالفت شریعت ولیرتند
 قولہ وارکنوا و میل بسوء آرزو ہائے نفس کروند قولہ وقلۃ المبالاة و مباشرت
 نامشروعات التفانے نامذقولہ والارتفاق بما یا خلد وند من السوء
 والنسوان واصحاب السلطان و رفتہ گرفتن بر خود آسان کروند فتوح گرفتند
 ازالہ بازار و از زمان و از امر اولوک شیخ رحمہ اللہ این ۳ طائفہ را در یک
 سلک راند مگر مقرر و مستقر ہر یکے است زیراچہ اکثر این طائفہ در اتباع و دیندار
 ست باشند و فتوح از عورت گرفتن و در رفق با او بودن از کستی و ذمات
 نفس است اما اینجا این دشوار باشد اگر در این چنین مسکینہ کنند بندہ خداست
 شاید دوست خدا ہم باشند دشوار شود و این طائفہ اکثرے کم ہمت باشند
 و اہل سوق اکثرے مردم اجلاف باشند ہم ایشاں قاصر و عقول ایشاں ناقص
 و نفوس ایشاں ناکص اکتوں انرا بخین ناکسان گرفتن حمیت و مروت نباشد
 واصحاب سلطان مردم اہل نفوس اند خود میان اند ہر کرا چیزے بد ہند و انند کہ
 اورا پروردیم و بر آوردیم حق احیا و اریم و رباب او و دیگر وجہات ایشاں مغشوش
 است سلطان من عند نفسہ و رباب کیے مرحمتے کردہ چند ہزارے دادہ و او
 از روئے استحقاق تاچہ قدر الایق باشند و دیگر آنکہ میان ایشاں اہل
 عمل باشند بختل کہ بزحق او از رہ دیگر ہم چیزے در آید ایں طائفہ مذمومند و اخذ
 فتوح ایشاں و در رفق ایشاں بودن کم ہمتی باشند اکتوں گویم مروصوفی یا کبے وار

بدان سر برد کنند زورے و کبے دیگر بعضے بقدر ضرورت گدائی ہم کرود اند
 خصوص کہ بعد روز باشد اما آن عارفان آن شہبازان خور او دست و ہنڈ
 و آرنڈہ را در باویہ فنا ساقط و یدہ اند ایشان آمانند کہ ملک ایشان نماذہ است
 و حیرتے در ملک ایشان ورنیاید و اگر سلطان و اگر اصحاب او یا سو قد و نسوان قنوج
 آورند و خدمتے کنند خدا ہر بندہ را کہ ہست عبادت و بندگی کہ او را دوست دارد
 و دوستان خدا ہم ہیں صفت دارند کہ ایشان متی بصفت او بند و لغری سخنے نازکے
 است شیخ قدس اللہ سرہ کہ نالیدہ ہم از ایشان نالیدہ کہ ایشان از ایشان
 بنودہ و خور از ایشان شمرودہ ہیں بے التفاتی و بے باکی خور او اسشتہ قولہ
 ثم لیرضوا بما تعاطوہ من سوء ہذا الا فاعل حتی اشار و الی اعلی
 الحقایق و الاحوال و اذ عوا انہم تمحروا عن رق الا غلال و تعفقوا
 بحقایق الوصال و انہم قائلون بالحق بحری علیہما حکامہ ہم
 محو چوبے التفات شدہ ہر آئینہ بدینہا بکے نما بند ہیں رضا و خوشی این کار را
 کنند و آرا مقصد و مقصود و اند قولہ حتی اشار و اما آنکہ اشارت ہیں
 اعلی احوال کروند چہ باشد این آچہ ندانند اشارت بدان چونہ کنند این را دو
 معنی است یعنی ایشان چنین کنند و اشارت ہیں باشد کہ حقایق و معارف
 ہمین است دیگر زورے باشند صحبت این صوفیاں و بسیار بودن با ایشان
 از ایشان کلماتے و حکماتے صابر شود این سامعان گمان برند گراں مراد است
 مثلاً شیخ قدس اللہ سرہ فرمود کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است خدا
 سبحانہ بر اہل بد زبہال رحمت تجلی کرد و ایشان را فرمود و عملوا ما شئتم فند
 غفرت لکم ہر چہ خوش آید کہ من شاکہ امر زید مہمیں سامع این گمان برد
 کہ ایشان ہر چہ خوش آید کنند خواہ طلال خواہ حرام چہ پاک شود و خلق را دعوت کند

لغو با لئذ من شتره و شتر من اتبع بہ و درین رہ تعلیمی و تعلیمی ہم نہا وہ اند و تعلم ایشان
 را جز این نیا موزو کہ اباحت و الحاد و نہایت رسیدن و نہایت مرتبہ او با شد قوله
 و ادعوا و ایشان دعوی حریت کردند کہ حرکتیم یعنی تکلیفی بر ما نہاند مطاببات از ما
 بکلی ساقط شد قوله و تحققوا برین گمان کہ ما حقیقت وصال رسیدیم میان با بیگانگی
 نماذ قوله و انما سم قائمون و دعوی کردند کہ ما بخدا قائم بخدا ایم خود نہ ایم بر ما کس
 می رود و در منظر آنچه خدا را خوش می آید می کند ما در میان نہ ایم عارف محقق در میان
 نیست خداوند سبحانہ در منظر او ہر چه خواهد کند و نکند جز حسنات و مبرات زینت و بعد
 یوتونہ او بدینہ خداوند سبحانہ در منظر او جز شر را نیا فرزند قوله لیس لله علیہم فیما یؤتو
 او بدینہ عتب و لا لولہم کو شفو با سرار الاحادیثہ و اختطفوا
 عنہم بالکلیۃ و زالت عنہم احکام البشریۃ و بقوا بعد فنا ہم
 عنہم بانوار الصمدیۃ القائل عنہم غیر ہم اذا نطقوا و النائب
 عنہم سواہم فیما تصرفوا بل صرفوا و ایشان این گمان دارند کہ ہر چه
 با می کنیم فرود بر ما ملائمتی و طعن نیست و ما را نہ تعب و نہ عیبی قوله بانہم کو شفو
 و ایشان از میان رفتہ اند بدین کہ اسرار حدیث بر ایشان کشف است چون کشف
 حدیث شود چیز در میان نماذ قوله و اختطفوا و ایشان را از ایشان بکلی بردہ
 قوله و زالت عنہم و تکلیفات از ایشان بکلی خاست و بقوله بعد فنا ہم
 و این دعوی دارند ایشان از خود رفتہ اند و بانوار صمدیت باقی اند قوله القائل
 عنہم ہر چه با می گوئیم ما نمی گوئیم دیگرے میگوید قوله و النائب عنہم و آنچه با می کنیم
 ما نمی کنیم دیگرے می کند ما نائب کار اویم چنانکہ بعضی لعابان لعبتے می سازند و در پاست
 و دست و کمر گاہ و در ہر بند کہ اور یساں می بندند و لعبتے می کنند و چنانچہ خوش
 می آید این لعاب می جنبانند رقص می کنانند و شک می زنانش و خود محتجب و رار

ایشان ست نادان گمان برو کہ ایشان خود متحرک اند و عارف داند کہ محرک ایشان دگر
 است قوله بل صرّفوا چنانچه او میگردد اند بچنان میگرددند قوله ولما طال الابتلاء
 فيما نحن فيه من الزمان بما لوّحت ببعضه من هذه القصة و كنت
 لا أبسط الى هذه الغاية لسان الا نكار غيرة على هذه الطريقة ان
 يذكر اهلها بسوء او بجد فخالف لثلبهم مساغا اذ البلوى في
 هذا الديار بالخالفين في هذه الطريقة والمنكرين عليها شديدا
 چون ابتلا بسیار شد در از کشید و چیزی که ازین قصه آئے تلویح کردم و گفته و حال
 من این بود که نمی خواستم که زبان در از کنم چیزی که گویم از سبب غیرتے که در باب این طائف
 است که اهل تصوف را بچیزے بدے ذکر کنم اما جنبه کردن ضروری است تا کے مغرور
 نشود قوله او بجد مخالف ایشان را مخالفے و در آمد یا بد قوله اذ البلوى زیرا چه
 آن بلائے سختے است که مردمان در دیار ما باین طائف بطلسائے و مذمت میکنند
 اگر من ہم کنم این بلائے سختے است قوله ولما كنت اومل من مادة هذه
 الفترة ان ينحسم و لعل الحق سبحانه تجود ببطوله في التنبه لمن
 حاد عن السنة المثلى في تضييع آداب هذه الطريقة چون از انہاء
 کہ امید داریم کہ این قدرت ازین طائف برو چیزیے رشدے و رہے این کار پیدا
 شود و بقدر وسع و امکان حسم این شود یعنی این برود قوله و لعل الحق و شاید
 خداوند سبحانه و تعالی بکرم خویش بخشد مر کے رکلا و معرض است از سنتے حسنة کہ محقق و
 معلوم است قوله ولما ابى الوقت الاستصعاب و اکثر اهل العصر لهذا
 الديار الا تماديا فيما اعتادوا و اعتروا و اشفقت على القلوب بحسب هذا
 على هذه الجملة بنى قواعد و على هذا النحو سار سلفه وقت این تقاضا
 کرد البتہ ازین گفتار تعبے باشد و اکثر این دیار نیست گرا آنکہ تمادی دارند و غلو دارند

ورائکار این طائفہ و بدان عارۃ دارند و عزوئے دارند قوله اشفتت علی القلوب
 شفتت کروم بر دلہا و لطف رحمت کروم کہ ایشان بدانند بنا بر قواعد این کار بر اینست
 قوله و علی ہذا النحو و کار ایشان ہم بریں رفتہ است و سلف ایشان ہم بریں
 بودند یعنی شفتت کروم بر ایشان تا بدانند کہ مذہب سلف چہ بود و ایشان بر چہ بودند
 قوله فعلقت ہذا الرسالۃ الیکم الکریم کہ اللہ و ذکر تکریم فیہا بعض
 سیر شیوخ ہذا الطائفۃ فی آدابہم و اخلاقہم و معاملاتہم
 و عقایدہم فقلوبہم و ما اشار والیدہ من مواجید ایشان و کیفیت
 ترقیمہم فی بدایتہم الی نجاتہم پس این رسالہ را بشما تعلیق کروم
 و ذکر بعضی سیر شاخ کروم و از حقایق ایشان و معارف و مواجید ایشان و کیفیت
 بدایت و نہایت ایشان گفتم قوله لتکون لمریدی ہذا الطریقۃ قوۃ و منکم
 لی تبصیحی شہادۃ ولی فی نشر ہذا الشکوی سلوۃ و من اللہ الکریم
 فضل و مثوبۃ تا باشد مرطابان این راہ را قوت و بصارتے قوله منکم
 لی و مرا وریں گفتار شہادۃ از کتاب و از حدیث رسول اللہ و سیر مشائخ ہست
 یعنی از خود نگفتہ ام از علم و تجربہ گفتہ ام قوله ولی فی نشر و این شکوی را من آشکارا کروم
 وریں مرا سلوۃ و لیے میشود و دل را آرامے است و از خدای تعالی امید ثواب و درج
 قوله و استعین باللہ سبحانہ فیما ذکرہ و استکفیدہ و استعصمہ من
 الخطایا فیدہ و استغفرہ و استعینہ و ہو بالفضل جدیر و علی
 ما یشاء قدیر تعلق بخدا کرو و استعانت و استعصام از و چنانچہ شرط عبادت
 و طریق علما باشد است۔

فصل

فے بیان اعتقاد ہذا الطایفہ فی مسائل لاصول

دریں فصل بیان عقاید ایشان و اصول دین انچہ ایشان براں ہستند و فتنند
 و براں بودند آن را بیان خواہد کرد تا معلوم شود کار ایشان بر اصل است و انچہ باید
 و شاید ایشان آن دارند شیخ از جہت آن این فصل را مقدم کرد و در مقدمتی میگوید در
 معتقدات و مذہب ہر طائفہ بحقہ آل مرد مذہب صوفیایں این میگوید کہ ایشان
 میگویند کہ خدا میان دو ابروے مرد است لاجول و لا قوۃ الا باللہ خدا از
 شر این سخن و از کسے کہ معتقد این سخن است و کسے کہ این نمیشہ نگاہ دارد و محققان
 و عارفان و پاکبازان ایشان را این سخن گویند زبے گم رہی و بے رہی و نہی بے دینی
 قوله اعلموا رحمہ اللہ ان شیوخ ہذا الطایفہ بنوا قواعد ہم علی اصول
 صحیحہ فی التوحید صانوا عقائد ہم عن البدع و رد انوا بما وجدوا
 علیہ السلف و اهل السنۃ من توحید لیس فیہ تمثیل و لا تعطیل
 و لا تشبیہ و عرفوا ما هو حق القدر و تحققوا بما ہونعت الموجود عن
 العلم معلوم و محقق است صوفیایں را در میان توحید تعطیل و تشبیہ نیست سلف ہم برین
 و خلف ہم برین اعتقاد و اردن قولہ عرفوا ما ہوا انچہ صفت قوم است آزا تحققے دارند
 و انچہ حادث و ممکن است بشرط آزانیز دانستند قولہ و لذاک قال سید فی
 ہذا الطریقۃ ابو القاسم الجنید رحمہ اللہ التوحید ہوا افراد القدم
 من الحدیث جنید را کہ سید طاغی گویند و مرشد القوم نامند او گفت است توحید
 چیست کہ قدم را از نعت حادث کلا و جملہ جدا گانہ کنند میان واجب الوجود و میان ممکن الوجود
 ہا این نفاذ در ہر نسخہ ہمچنین نوشتہ شدہ است بظاہر نام کیے از تصانیف حضرت ابو القاسم شیری است

نقیضہ درستے است قولہ واحکوا اصول العقاید بواضح الدلائل وکلیح
الشواہد و محکمہ استوار کردہ اندہذا پنچہ دلائل برایشان لایح گشت و بحقیقت مشاہدہ
معلوم گشت قولہ لکما قال ابو حاتم السجستانی رحمہ اللہ بقول سمعت ابا
نصر الطوسی السراج رحمہ اللہ یحکی عن یوسف بن الحسین قال بو
محمد الجہری من لم یقف علی علم التوحید بشاہد من شواہدک
زلت بہ قلبہ الغرور فی فہوت من التلف یرید بذلک ان من رکن
الی التقليد و لم یتمامل دلائل التوحید سقط عن سنن النجاة و
وقع فی اسر الہلاک و من تأمل الفاظہم و تصفح کلامہم وجد
فی مجموعہ اقاویہم و متفرقا کما یشق بتاملہ بان القوم و لم یقصر
فی التحقیق عن سائر اولیہم و لم یعرجوا فی الطلب علی التقصیر و نحن
نذکر فی ہذا الفصل جملا من متفرقات کلامہم فیما یعلق بمسائل
الاصول ثم نحرر علی الترتیب بعدہا ما یشتمل علی ما یحتاج الیہ
فی الاعتقاد علی وجہ الاختصار ان شاء اللہ عزوجل حریری رحمہ اللہ
گفتہ است بدین سندے کہ شیخ قدس اللہ روحہ گفت کہ از یوسف حین رحمہ اللہ سئیم
کہ قدم ہر کہ بشاہدہ نباشد و در اسباب او عقیدہ کند او البتہ در باویہ ہلاک ضائع شود
قولہ بشاہد من شواہدک شواہد توحید نہ و اندہ معنی شہود و فوق خود نہ اندہ ہر آئینہ
باوام و ظنون سخنے گوید و اس موجب ہلاکت و ضائع شدن او باشد قولہ یرید بذلک
شیخ قدس سرہ ہمیں قدر فرمود ویلے استوارے باید کہ گفتیم ہاں ویلے شہودے
باشد انگاہ استے کام را شاید قولہ من تأمل و ہر کہ در الفاظ ایشاں اندیشہ
کند و در غور آں تاملی کند بداند در مجموع گفتار ایشاں و اپنے متفرق ہاں ہر کہ گفتہ اند
ثقة شود چیزے کہ اس قوم در بیان نہایت دین تقصیرے کردہ اند قولہ و لم

یہ جو او در طلب میلے بتقیہ نے کر وہ اند قولہ بقول سمعت الشيخ ابا
 عبد الرحمن محمد بن الحسين السلي رحمه الله يقول سمعت
 عبد الله بن موسى السلاي رحمه الله عليه يقول سمعت الشبلي
 يقول جل الواحد المعروف قبل الحاد و قبل الحروف هذا صريح
 من الشبلي ان القديس سبحانه لا احد لذاته ولا حروف لكلامه
 عبد الله موسى رحمه الله ان معتقد فرمود و حقیقت یہی ہے است کہ او فرمودہ ہے نیاز است
 آن یکے کہ شناختہ است کہ وجود او پیش از صد و او حروف است حروف حدود
 مخلوق او ہر مینہ خالق قبل مخلوق باید وہیں سخن از شبلی رحمہ اللہ ظاہر گفتہ است
 ذات او را حدے نیست یعنی ابتداء و انتہاء ندارد سخن او از اصوات و
 حروف منزوہ شکل سخنے است این اگر در بیان این شروع میکنم سخن و راز می شود
 اما در مجموع بیان شاید فیہم فہم کہ قولہ سمعت ابا حاتم الصوفی
 يقول سمعت ابا نصر الطوسي رح يقول سئل روي عن اول
 فرض افترض الله على خلقه ما هو فقال المعرفة لقوله جل ذكره وما
 خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ قَالَ ابن عباس رضي الله
 لعرفوني از ابو محمد روي پر سید اول فریضہ کہ خدا تعالیٰ بر بندگان کرو چہ بود گفت
 معرفت او بود زیرا چہ او گفتت و ما خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ اِلَىٰ اٰخِرَةِ نِيَا فِر
 مَرَجِنَ وَالْإِنْسَ رَا لِمَ كَرِهَ اُوْرَا بَه پَر سَتَنَدَ اَز عِبَادَتِنَ يَعْرِفُونُ كَمَا فَهَمَ شَوْزِ رَا چہ اَبَا
 عَبَّاسَ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَفْسِيرَ عِبَادَتِنَ يَعْرِفُونُ كَرِهَ اُوْرَا بَه پَر سَتَنَدَ اَز عِبَادَتِنَ كَمَا فَهَمَ شَوْزِ رَا چہ اَبَا
 مَانَدَ كَمَا سَبَبٌ كَوَيْدٌ وَ مَسْتَبٌ مَرَا وَا رَدُّ وَا دِيْكَرَ عِبَادَتِنَ نَبَا شَدَّ تَا مَعْبُوْدٌ مَعْلُوْمٌ نَبَا دَنَبَا شَدَّ
 چو مینہا ملازم است بود ہر آئینہ یعبدون گوید یعرفون مراد او در قولہ و قَالَ الْجَنِيْدُ
 ان اول ما يحتاج اليه من عقد الحكمة معرفة المصنوع صانعه

والمحدث کیف کان احلا تہ فیعرف صفة الخالق من المخلوق و صفة
القدیم من المحدث و یدل لدعوتہ و یعترف بوجوب طاعته
فان لم یعرف مالکہ لم یعترف بالملک لمن استوجبه جنید رحمہ اللہ
گفت اول چیزے کہ در حکمت خلقت است کہ مخلوق را شناخت خالق باشد و محدث
شناسد کہ بکدام کیفیت صنع آن مصنوع کرده است یعنی مباشرتے و امتزاجے بود
چنانچہ مصورے رامی بینی کہ صورتے می سازد یا بغیر مباشرت و ملاقات چوں این
دانستہ باشد صفت خالق را بداند کہ او ممتاز است و صفت قدیم از محدث شناسد
ہرچہ در ارمحذات رود تا آنجا کہ سید و ہم باشد محقق گردد کہ محدث از قدیم متاخر می باید
عقلاً و سما و وجوداً ہرچہ گونی گونی تقدم علت از معلول بدست قولہ یدل لدعوتہ
چو چنین بود کہ گفتیم این آید کہ طوق ذل طاعت در گردن نہسد و بحقیقت شناخت
بداند کہ طاعت او واجب باشد قولہ من لم یعرف ہر کہ مالک را شناسد نداند
کہ ملوک در ذل طاعت و معترف بندگی اوست گفتہ اند العبودیۃ احتیاج
ذاتی قولہ اخبرنی محمد بن الحسین قال سمعت محمد بن عبد اللہ
ابا الطیب المراغی یقول للعقل دلالة وللحکمة اشارة وللمعرفة شهادة
فالعقل یدل والحکمة تشیر والمعرفة تشهد ان صفاء العبادات
لا ینال الا بصفاء التوحید ابو طیب رحمہ اللہ گفت عقل را بر وجود و وحدانیت
او دلالتے است نیز اچہ شئی خود بخود نتواند شد ازاںچہ ممکن و و طرف و ارد طرفے
از طرفے دیگر ترجیح بلا مرجح باشد ضرورت آمد کہ این موجود را موجودے ہست قولہ
للحکمة اشارة چو شئی خود بخود نتواند شد ہر آئینہ کے دیگر ہست کہ این راستہ
است او چونہ کے باید قادر باید عالم باید حی باید و فاعل و مختار باید و منزہ از شریک
باید کہ وقت فعل اورا کے مزاحم نباشد حکمت را چندین اشارتیت بعضے گفتہ ہستی را

مہربان قیاس بقولہ والمعرفة شہادۃ ومعرفت را شہود باین سخن بچیند
اعتبارست یعنی آن را کہ تو شناختی بعقل و حکمت اورا شاہد بینی و حاضر بینی پس آنکہ
با این صفات اورا شناختہ باشی دیدہ و دانستہ باشی این را معرفت گویند
قولہ والمعرفة تشهد و صفار عبادۃ نرسند مگر بصفاء و توحید و صفار توحید
چیت کہ شایدہ کہ درتے از شرک خفی باوے نباشد و ہر چند کہ تویی تو باست
و تویی تو از تو رفتی نیست این صفار توحید دست ندید اما بحدتہ و قسمتہ قولہ
مسئل المجید عن التوحید فقال اضراد الموحّد بتحقیق وحدانیتہ
وبکمال احدیتہ انه الواحد الذی لکم یلک و لکم یولد و لکم
یکن لہ کفواً احدٌ یعنی الاضداد والانداد والاشباہ بلا تشبیہ
ولا تکلیف ولا تصویر ولا تمثیل لیس کمثلہ شیء و هو السميع البصير
جنید رحمہ اللہ را پریدند از توحید گفت موحّد واحد قدری را جدا کند تحقیق وحدانیت باری تعالی باین
یکانی خود چنان باوے یکانہ گشتہ است کہ خود را از خودی جدا گانہ میکنند گانگی ثبوتہ بکمال احدیت
چیت کہ از احدیت او اگر خواہی حکایت کنی این کنی ہو هو لا هو الا هو چنانچہ
او تعالی واحدیت یکے است با خود یکے است نہ آنکہ از دو سہ عدد یکی او است
چو چیں باشد ہر آید کہ لکم یلک و لکم یولد و لکم یکن لہ کفواً احدٌ
درین گفتار موحّد نفی اضداد و کرنفی اندا و کرنفی اشکال و اشال کرد یک لطیفہ و گرت
بدانی کہ نفی ضد نیست تا نفی شکل و مثل نیست قولہ لیس کمثلہ شیء سمجھو مثل او کے
نیست از نفی مثل مثل نفی مثل مشہودشہ و محل نکرہ افتاد و است عمود تقاضا کنند
یعنی شیء مای بہ نسبت مای سمجھو مثل او نیست اینجا مای نیز ماید و استن قولہ و هو
السمیع البصير سمیع است و بصیر است و پس در معقول میگویند و وجود
اولی و اقد م و وجود غیر اولی و اقد م در گفتار و هو السميع البصير اشارت کرد کہ

غیر وجود اولی و اقدم وجود ندارد و ہمیں یک وجود اولی و اقدم است و هو السميع البصير
کلامے است کہ حصر تقاضا کند چنانچہ گوید زید هو المنطلق قوله اخبرنا محمد بن
احمد بن محمد بن یحیی الصوفی رحمۃ اللہ علیہ قال اخبرنا عبد اللہ
بن علی التیمی الصوفی یحیی عن الحسن بن علی الدامغانی قال سئل ابو بکر
الزاهد الکلابادی عن المعرفة فقال المعرفة اسم ومعناه وجود
التعظیم فی القلب بمنعک عن التعطیل والتشبیہ وقال ابو الحسن
البو تینجی رحمہ اللہ التوحید ان تعلم انه غیر مشبہ بالذات
ولا منفی الصفات ابو بکر کلابادی علیہ الرحمہ را از معرفت پرسیدند گفت تعظیم
باری تعالی در دل تو شاید موجود گردد و این مانع باشد ترا کہ اورا مانند بچہ
کنی یا اورا بیکار کنی چنانچہ حکما ریونانی گفته اند احتمال معنی دیگر آن تعظیم در دل تو آید کہ تو
اورا ہیچ مانند کنی و آن تعظیم او معطل جو ارج تو نیست دآن شناخت موجب
تعطل نباشد موجب تعطل باشد چنانچہ گفته اند من عرف السبق تعطل قوله
التوحید ان تعلم ان سخن ہمہ بشتم کہ از قسمت تشبیہ منزہ است و نہ آنچنانکہ معطل گفته
اند و صفتی ندارد گفتند ذات غیر صفت قوله اخبرنا الشيخ ابو عبد اللہ
رحمہ اللہ قال سمعت محمد بن محمد غالب رحمہ اللہ قال
سمعت ابا نصر احمد بن سعید الا سبخانی رحمہ اللہ یقول
قال الحسن بن منصور علیہ الرحمۃ والغفران الزم کل الحد
لان القدر له ہر صفت حدث ملازم دار یعنی ہمہ وجودات صفت حدوث
دارند اطلاق و عناصر و سیارگان ہمہ محدث اند زیرا چہ قدم خاصہ اوست تعالی تا آنکہ
توے خواستند صفات را نفی کنند ورنہ قدیبات آید علی ہذا این صفات اضافی باشد
جواب گویم فلیکن این قدیبات در قدم ان قدیم زایدتی ندارد شی واحد موصوف بدیدہ

اوست دیگرے رائی گویم قدیم قولہ فالذی بالجسم ظہورہ فالعرض
یلزمہ ازین کہیہ کہ گفتم چند سخن مرتب ظاہر میشود آنکہ او متن خود ظاہر شدہ است بفرقت
آن جسم راعرضے بانس قولہ والذی بالادلۃ اجتماعہ فقواہا تمسکہ وانکہ
تو دلیل گوی بدال اور جمع کنی پس تو اسے کہ او دارو آن قوی اور امسک است
اگر یک قوی برود و آن مسکہ است قولہ والذی یولعہ وقت یفرقہ وقت
وانکہ او وقتے مولف اوست یعنی آن وقت این تقاضا کرد کہ وجودے شود و وقت
آن تقاضا کرد کہ وجود اورا تفرقہ شود این تفریق و تالیف محتاج باشد بفرقے و مولفے
قولہ والذی یقیمہ غیرہ فالضروریۃ متستہ وانکہ تو ام او بغیر اوست ضرورت
بامہ ذلت اوست وجودے ضروری یعنی وہمی و خیالی قولہ والذی الوہم
یظہر بہ فالتصویر یترقی الیہ آنکہ وہم بر غالب می آید یعنی آنکہ وہمہ با خود وارد
صفت وہمی در وہست پس تصویر البتہ این باشد کہ اورا مصورے صورت کردہ
است تا آنکہ ہر کہ این وارد کہ وہم بر غالب است اورا وہم تصویری رود و قولہ
ومن آواہ محلّ ادسرا کہ آین آنکہ اورا جائے فرود آمدنی جاے دادہ است
پس مکان مدرک اوست در زمینے و مکانے کہ تو شستہ تمام اورا تو فر و نگر فہ اورا
فر و گرفتہ است قولہ ومن کان لہ جنس طالبہ الکیف وانکہ اورا جنسے است کیف
فرض کنیم جنس حیوان ازو پسند چون است چگونہ است یعنی مرض یا صبح طویل
یا قصر سہل و عجیب قولہ انہ سبحانہ لا یظلہ فوق ولا یقلہ تحت ولا یغلہ
یقابلہ حدّ ولا یزاحمہ عدّ ولا یأخذہ خلف ولا یحدّ امام
ولم یظہرہ قبل ولم یفنیہ بعد ولا یجمعه کل او تعانی بالاول و یغلہ
چیزے نہ و فرود را و چیزے نہ و بعد او چیزے نہ یکے دو سہ چہار سازند چیزے
کنند او این نہ قولہ ولا یفنیہ بعد نہ ایچنین است کہ اورا بعدے است

وے فانی نکند بلکہ نہ اور بعد است نہ فنا قولہ **ولم یوجدہ کان** اینچنین نیست
کہ نبود شد **قولہ** **ولم یفعلہ لیس** نفی او تصور ندارد این بودے است کہ لبتہ
نابود شدنی نیست **قولہ** **وصفہ لا صفہ** لہ صفت او نیست کہ صفت او با صفت
ابراہیمیت چنانچہ گویند ذات او منزہ از ذات ابرہیمیاں صفات او منزہ از صفات
ما قولہ **وفعلہ لا علہ** لہ **یفعل** ما یشاء ہرچہ خواہد کند صنع اورا موجبے نباشد
موجب ہر شے صنع اوست **قولہ** **وكونہ لا املہ** تنزہ من احوال خلقہ
وجود اورا نہایتے نہ **قولہ** **تنزہ عن احوال خلقہ** احوالے کہ مخلق راست مرضے
و صحتے زوالے و فناے و زیادتی و کمی او از ان منزہ است **قولہ** **لیس لہ من**
خلقہ مزاج اورا وخلق خویش امتزاجے نیست میان ایشان مختلط نیست **قولہ**
ولا فی فعلہ علاج کارے کہ او کند مثلاً تصویرے کند بمعانیجتے نیست **قولہ**
یا تہم یقل مدہ کمایا تونہ بحکم شہم بود او با ایشان بصفت قدم است
یعنی چنانچہ بود بود اورا با این محدثات تبدلے و تغیرے نہ و بود محدثات باوے
ہم بصفت حدوث اند حدوث ایشان را با صفت قدم او مزاجتے نیست **قولہ**
ان قلت متی فقد سبق الوقت کونہ اگر پرسی او کے باز است کے عبارت
از وقت است وقت مخلوق او وقت نبودہ او بود **قولہ** **وان قلت** **هو**
فالماء والواو و خلقہ غایات اشارات ہواست و این باو و مخلوق او
مخلوق بخالق چہ اشارت تو اند کرد **قولہ** **وان قلت** این ہو فقل تقدم
المکان وجودہ خدا کجا است و این عبارت از مکان است و مکان مخلوق او
پس چوں تو ان گفت این ہو **قولہ** **فالحر** ف آیاتہ و حروف علامات شناخت
اوست حرفے و سخنے میگوئی کہ بدان شناسد این علامت شناخت اوست **قولہ**
وجودہ اثباتہ و وجود او عین اثبات اوست وحی این نیست کہ چیزے مثبت

او افتاد بلکہ عین ذات او مثبت اوست **قوله** و معرفتہ توحیدک و شناخت
 او ہمیں توحید اوست یعنی اور ایکے و بیگانگی شناسی میں رفت اوست اما کہا
 ہو ہو معرفت او ترا ممکن نیست **قوله** و توحیدک تمیزہ من خلقہ
 و توحید او ہمیں است کہ اور از خلق جدا گانہ کنی یعنی صفت قدم بحقہ سمورا اثبات
 کنی و صفت حدوث بشرط محذات را اثبات کنی **قوله** ما تصورنی الا وہام
 فهو بخلافہ ہرچہ وہم تصور کند او خلاف آنست **قوله** کیف محل بہ ما
 مند بلک و یعود الیہ ما ہوا انشاء چونہ ممکن باشد چیزے بدو حلول کنند
 کہ ہم از او پیدا آمد و ہم بدو باز گرد و چیزے کہ او انشا کردہ است **قوله** لا تماثلہ
 العیون مقلہ نکلند عیون اور اچنانچہ مقلہ با مقلہ برابر می شود اور امی بیند این نباشد
 دروے **قوله** و لا تقابلہ الظنون ظنون باوی مقابلہ نتواند کرد یعنی البتہ این
 نباشد کہ ظن باوی مقابل شود **قوله** قریبہ کرامتہ قرب او عبارت از
 بندہ را کرم بقرب خویش کند یعنی اور اعرفان قرب و مد عرفان قرب عیت اندہ
 مع کل شیء لا بمقارنہ و غیر کل شیء لا بمزائلہ **قوله** و بعدک اہانئہ و یکے
 را کہ از خود دور کند یعنی عرفان بقرب خودند مد اور انست کند و بندہ را ہمان کردہ باشد
قوله علوہ من غیر سفل او این نیست کہ بہ نسبت کہ از جگاہ بجگاہ آمد **قوله**
 و مجیدہ من غیر تنقل گویند جگاہ ریلک نہ اینست کہ از جگاہ بجگاہ آمد **قوله**
هو الاول و الآخر و الظاہر و الباطن القریب البعید الذی
 لیس کمثلہ شیء و هو السميع البصیر مجموع حاصل این گفتار بریں باز آمد او اول
 و آخر او باعتبارے قریب و باعتبارے بعید و او چنانچہ بود ہم چنان است و سمو
 سمیع است و ہمو بصیر **قوله** لیس کمثلہ شیء این معنی بالا گفتہ ام **قوله** سمعت
 ابا حاتم السجستانی رحمہ اللہ یقول سمعت ابا نصر الطوسی

السراج علیہ الرحمۃ یحیی عن یوسف بن الحسین رحمہ اللہ
قال قام رجل بین یدین ذی النون المصری فقال اخبرنی عن التوحید
ما هو فقال هو ان تعلم ان فکرة اللہ تعالی فی الاشیاء بلا مزاج
وصنعه للاشیاء بلا علاج وعلۃ کل شیء صنعه ولا علۃ لصنعه ^{ولیس}
فی السموات العلی ولا فی الارضین السفلی مدبر غیر اللہ وکل
ما تصورنی وھمک فواللہ بخلاف ذلک این مہ ترجمہ بالا گفتمہ
ام باز چہ کررکنم قولہ وقال المجید التوحید علمک و اقرارک بان اللہ
تعالی فردی ازلیتہ لا ثانی معہ ولا شیء یفعلہ فعلہ جنید گفتمہ است
توحید حقیقت کہ معلوم تو باشد کہ فردانی است یعنی تا او ہست بود و باشد
بصفت فردانیت باشد قولہ و اقرارک یعنی اقرار یا علم محققہ چنانکہ گفتمہ
ان تصدیق و اقرار باید فردانیت سمان است کہ لا شیء معہ و او آن کہ کند
کہ کنے یعنی فعل او بغیر معالجتہ و ملاقات شے است و فعل دیگر بمعانت
است قولہ وقال ابو عبد اللہ بن خفیف الا ییمان تصدیق
القلوب بما علمہ الحق من الغیوب ایمان حقیقی حقیقت کہ علم غیب برو
مشاہدہ شود دل آن را تصدیق کند قولہ وقال ابو العباس السیاری
رحمہ اللہ عطاوہ علی نوغین کرامۃ و استدرج فیما ابقاہ
علیک فهو کرامہ و ما از اللہ عنک فهو استدرج فقل انما ^{من}
ان شاء اللہ تعالی و ابو العباس السیاری کہان شیخ وقتہ ابو العبا
سیاری علیہ الرحمہ میگوید عطار او بر دو نوعست یکمہ کرامت است اینچہ حق است
و ثابت است و بودنی و ماندنی است ترا بدان اطلاع و مدہ این عطا کرامتست
و چیزے کہ نماید نہ آچنہاں باشد و یا آنکہ نماید و با تو نماذ آن استدرج است بلعم

با عور را چیزے نمودند و آں ابوسے نماذ و آں استدراج بود و قوله فقل انا مومن
 چو اینچنین بودہ باشد کہ عطلے اور احتمال استدراج استہ برای بقا و ثبوت او
 را بگو انا مومن انشاء اللہ تعالیٰ پس اگر شخصی را با وجود ایمان و معرفت در
 آخر الامر ظلمے در وافتد آن ایمان استدراج بودہ ایمان حقیقت بر من این سخن
 مشکل است کسے کہ اور بعقل فہم بہم خیر ساخت کہ او خداست تعالیٰ با جمیع صفات
 است بعد آں ضد او شود و از و سلب شود بعد آنکہ دل را چیزے محقق و کشف شد
 بشادہ و ذوق دانست پس آن از و چونہ زائل می شود آں سے اللہ علی کل
 شیء قدیر و ابو العباس در وقت خویش شیخے معتبرے و بر قول او اعتماد کلی است
 قوله سمعت الاستاد ابا علی الحسن بن علی الذقاق علیہ الرحمہ
 يقول غمّر رجلٌ رجلٌ ابی العباس السیاری علیہ الرحمہ فقال غمّر
 رجلاً ما نقلتها قط فی معصیة اللہ تعالیٰ ابو علی و فان علیہ الرحمہ حکایت
 کرد پائے عباس سیاری را علیہ الرحمہ شخصیے مغمّرے میکرد سیاری فرمود پائے
 را مغمّرے می کنی کہ بیچ وقتے برائے معصیت را قدمے نزدہ است این حکایت
 برائے آن آورد کہ او مردے بزرگ ممتاز بود سخن او معتبر و حجت باشد قوله
 وقال ابو بکر الواسطی رحمہ اللہ من قال انا مومن باللہ حقا قبل
 له الحقیقة تشریح الی اشراق و اطلاع و احاطة فمن فقدہ بطل
 دعواہ فیہا یرید بلک ما قالہ اهل السنۃ ان المومن الحقیقی
 من کان محکوما لہ بالجنة فمن لم یعلم ذلک من ستر حیلہ تفتا
 فدعواہ بانہ مومن حقا غیر صحیح برکہ این سخن گوید و در ستر حیلہ من ستر
 حقم تا بتم اورا چیزے می گویند تو گفتی مومن حقم و حقیقت معلوم شود یعنی اورا امان
 شدہ باشد او مومن بحقیقت بود و حقیقت اطلاع انشاء اللہ تعالیٰ کے راہ

آن تم تمجیل نیست نقش انگشتری زین العابدین رضی اللہ عنہ این منبثہ بودند انا
قال ولی اللہ او شاید کہ گوید انا مومن حقا قوله عمر بن احمد بن سلیمان
رحمہ اللہ من قال انه مومن حقا صحیح النمن شک فی ایمانہ فلعوہ
بامہ عارف غیر صحیح ہاں سخن است و لکن این یک طرفہ گرفتہ است کہ ہر کہ
گوید انا مومن حقا شاید کہ اورا اطلاق شدہ باشد قوله سمعت الشیخ
ابا عبد الرحمن السلی رحمہ اللہ یقول سمعت منصور بن عبد
یقول سمعت ابا الحسن العسبری یقول سمعت سهل بن عبد
التسری علیہ الرحمۃ یقول ینظر الیہ المؤمنون بالابصار من غیر
احاطۃ ولا ادراک نہایۃ یعنی فردا چہیں باشد مومنان اورا فردا بینند
بین بصر بینند اما احاطتہ نباشد و دریافت او تمام نباشد چو احاطت در میان
نباشد ایمان حقیقی و امان کلی مشکل باشد قوله وقال ابو الحسن النوری
علیہ الرحمۃ شاہد الحق القلوب فلم یبق قلباً اشوق الیہ من
قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فاكرمه بالمعراج تعجیل اللزویۃ
والمکالمۃ خداوند سبحانہ بہ جملہ دلہا مطلع شد و شاہد ایشان گشت ہر چو دے را متکلم
از دل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ندید از سبب این خواست محمد از دیگران تعجیل تر بینند
محمد را صلی اللہ علیہ وسلم از ہستی او عروج کردہ تا مکالمت و رویت او از دیگران پیشتر
باشد و مکالمت با خدا نیست تو با خدا سخن گوئی و خدا ترا جواب گوید و گہے باشد
خدا سخن گوید تو جواب گوئی عظیم حالتی است تا کلام نیک نخترہ را بریں رساند ہم چنین
گویند خلیل صلوات اللہ علیہ گفت رب ارنی باز سوسے ادب و دیدارین التفات
کر و گفت کیف نخی المونی او گفت آ و لست تو من ترا این مشاہدہ نشدہ است
گفت بلی شدہ است وے می خواہم مگر تجلی شود دل ہر بارے از جہت آن

مضطرب و متعلق است تجلی مکرر تا از قلق و اضطراب اطمینان شود این ہم دلیل بر آن شد کہ محمد از ہمہ مقدم است و تجلی او از ہمہ بیشتر قولہ سمعت الامام ابابکر محمد بن الحسین بن فورک رحمہ اللہ علیہ یقول سمعت محمد المحبوب خادم رابی عثمان المغربی علیہ الرحمۃ یقول قال لی ابو عثمان المغربی یوما یا محمد لو قال لك احد این معبودك ایش تقول قال قلت اقول حيث لم ينزل قال فان قال فاین كان فی الازل ایش تقول قال قلت حيث هو الان یعنی انه لما كان و لا مكان فهو الان كما كان قال فارضی منی ذمك و نزع قمیصه و اعطانیہ ابو عثمان مغربی قدس اللہ سرہ از خادم خود محمد محبوب پرسید اگر ترا کس گوید معبود تو کجاست تو چه گویی گفت آنجا گویم کہ بود ہمیشگی است گفت اگر تو کن از ازل پرسد گفت آنچنانکہ این ساعت است اشارت بدین معنی آمد کہ بود و باشد و هست و چنانچہ بود و هست و چنانچہ بود باشد اورا نحوے نیست شیخ خوش شد پیر این خود کشید آن خادم خود را پوشاند قولہ و سمعت الامام ابوبکر بن فورک رضی اللہ عنہ یقول سمعت ابا عثمان المغربی رحمہ اللہ علیہ یقول كنت اعتقد شیئا من حدیث الجھتہ فلما قلت بغدا ذال ذك من قلبی فكتبت الی اصحابنا بمكة انی اسلمت جدیدا عجیب و خیال او مگر صفت حدوثی مزاحم بودے بغدا آدم از صحبت صوفیان و عزیزان از من زائل شد عجیب خطرہ است این مگر آنکہ تنوعات تجلیات را او حدوث گمان برد و بغداد او آما از مشائخ این تحقیق کرد کہ ایشان گفتند این تغیر و تحول نیست با حدوث نسبتہ زار و او چندیہا نماید و نہ آنچنان باشد او چنانچہ هست بعد این فہم آن درویش از سر مسلمان شد قولہ سمعت

ابا عبد الرحمن محمد بن الحسین رحم بقول سمعت ابا عثمان المغزلی
 رحمہ اللہ بقول وقد سئل عن الخلق فقال قوالب و اشباح
 تجری علیہما احکام القلۃ از وجودات و رشوا بد پریدوشد گفت میستند
 وقالبی میستند و ہرچہ خوش می آید و رآن تصرف می کنند قوله وقال الواسطی علیہ
 الرحمۃ لما كانت الارواح والاجساد قامت باللہ و ظہرتا بہ
 لابذواتہا کذا لک قامت الخطرات والحركات باللہ لابذواتہا
 اذ الحركات والخطرات ففرع الاجساد والارواح صرح بہذا
 الکلام ان الاسباب العباد مخلوقۃ للہ تعالیٰ و لکما انہ لا خالق للجواہر
 الا اللہ فلذلک لا خالق للاعراض الا اللہ تعالیٰ و اسطی علیہ الرحمۃ فرمود
 است سبحانہ چنانچہ قوالب و ارواح را آفریدہ است حرکت و فعلی کہ ازین قوالب
 و رشوا بد ظاہر می شود آن نیز مخلوق خداست خدا و قوالب ایشان می آفریند این
 خوش مشاہدہ است اگر کسی را دست و بد بسیارے از غیوب بروکشف شود از
 گفتار و اسطی علیہ الرحمۃ این صریح معلوم چنانچہ بندہ مخلوق است افعال بندہ نیز
 مخلوق است قوله سمعت الشیخ ابا عبد الرحمن رحمہ اللہ رحم
 بقول سمعت محمد بن عبد اللہ بقول سمعت ابا جعفر الصبکی
 رحمہ اللہ بقول سمعت ابا سعید الخزاز رحمہ اللہ بقول
 من ظن انہ يبذل الجهد يصل فهو متعن ومن ظن انہ بغير
 الجهد يصل فهو متهم ابو سعید خزاز قدس اللہ سرہ فرمود ہر کہ این گمان
 برد کہ صرف طاقت خویش میکنم بدین رسم او رنج بین است بقصود رسیدنی
 نیست و آنکہ این او گمان برد کہ بغير جهد برسد او مرد مهمتی است ہرگز بدان
 آرزو رسد حاصل الکلام این باشد صرف طاقت خود در کار خدا کنند بدین

یقین کہ خداوند سبحانہ در مظهر من آن افعال می افزاید کہ رضاء اوست امیدوار بشم
 قوله وقال الواسطی اقسام قسمت و نعوت اجزیت کیفیت تجلیات
 بالحركات او قال بالسعایات واسطی علیه الرحمة والغفران میگوید نصیبهاست بحركات بجای
 شده است و صفت خیری و شری بر کس رانده اند کہ آن می رود و معنی دیگر نه آنکه
 او میکند بلکه خدا میکند با آنکه اجزیت و قسمت میگوید چو آشنین بودہ باشد کارے
 دیگر گسند صفت و فعلی کہ زاید از و زاید اکون بسعایت توجہ غرض حاصل شود
 قوله وسئل الواسطی علیه الرحمة عن الکفر بالله اوله فقال الکفر
 الايمان الدنيا والاخرة من الله والى الله وبالله والله من الله ابتداءً والله
 وانتهاءً والى الله مرجعاً وانتهاءً وبالله بقاءً وفناءً والله ملكاً وحلقاً
 از واسطی رحمہ اللہ پرسیدند کفر بالله چه باشد او گفت کفر من الله والى الله و
 بالله و الله و کفر بالله چیست کہ سبب کفر اوست و کفر باشد یعنی وجود کفر بدست
 و کفر من الله این بود کہ از و آمده است و مخلوق اوست و کفر بالله این است کہ
 مالک کفر و خالق کفر اوست و کفر الی الله کہ بازگشت کفر سوی اوست از این
 بیان این معلوم شود کہ کفر هم از دست و با این ہم بسوزد ظلم نباشد این سخن در رسالہ
 اشقامت مرتب گفتہ ام قوله وقال الجنید سئل بعض العبداء عن التوحيد
 فقال هو اليقين فقال السائل بينى ما هو فقال هو معرفتك
 ان حركات الخلق وسكونهم فعل الله تعالى وحده لا شريك
 له واذا فعلت ذلك فقد وجدته بعض علماء التوحيد پریده شدند و جنید
 علیه الرحمہ این عنایت از نفس خویش میکنند آن عالم گفت توحید ہمین یقین
 است اورا گفتند این را شرح و بیان کن گفت چون یقین کنی کہ حرکات و سکون
 خلق فعل خداست فعل خلق نیست یقین کرده باشی یعنی همه کار را بخدا حواله کن برین قرار

کن نہیں آنگہ توحید باشی قوله و سمعت محمد بن الحسین ^{رضی} يقول سمعت
عبد الواحد بن علی رحمہ اللہ يقول سمعت القاسم بن القاسم علیہ الرحمۃ
يقول سمعت محمد بن موسی الواسطی علیہ الرحمۃ يقول
سمعت محمد بن الحسین الجوهری يقول سمعت ابا حاتم
السجستانی ^{رضی} يقول سمعت ذ النون المصری قدس اللہ روحہ
يقول وقد جاءہ رجل فقال ادع اللہ لی فقال ان كنت قد ایدت
فی الانزل فی علم الغیب بصدق التوحید فکرم من دعوة مجاہدہ
سبقت لك والافات النلاء لا ینقل الغرقى مردے از ذوالنون
قدس اللہ سرہ العزیز التماس کرو برائے مرادعائے کن ذوالنون گفت اگر اینچنین
است تو در علم غیب و رازل مویدی بصدق توحید چند خواست و دعائے
مستجاب باشد بنام تو و آں از تو سابق است یعنی ظہور تو در جہاں نبود و آں دعا بنام
تو مستجاب بود اگر اینچنین نیست برائے تو سابق ز رفتست آنگہ او غرق می شود فریاد
کردن از غرق شدن او باز نخواهد داشت حاصل حکایت این آمد کہ کار او رازل
سابق اضطراب و ترس و از جہل است قوله وقال الواسطی رحمہ اللہ
علیہ ادعی فرعون الربوبیة علی الکشف و ادعت المعتزله علی السائر
يقول ما شئت فعلت و اسطی علیہ الرحمہ میگوید فرعون لعنہ اللہ دعوی ربوبیت
کرد آشکارا انا ربکم الاعلی و معتزله ہم دعوی ربوبیت کردند و لے پوشیدہ
مقترلی میگوید ہرچہ مرا غوش آید کنم و این محض دعوی الوہیت است قوله
وقال ابو الحسن النوری رح التوحید کل خاطر شیری الی اللہ تعالی
بعد ان لایز احمدہ خواطر التشبیہ توحید صیت ہر خاطرے کہ بلا اللہ الا
اللہ انتقامت اید بشرط آنگہ تشبیہ در میان نباشد قوله اخبرنا الشیخ

ابو عبد الرحمن رحمہ اللہ قال سمعت عبد الواحد بن
ابی بکر رحمہ اللہ يقول سمعت هلال بن احمد عليه الرحمة
يقول سئل ابو علي الرود باري عن التوحيد فقال التوحيد
استقامة القلب باثبات مفارقت التعطيل وانكار التشبيه
والتوحيد في كلمة واحدة كل ما صوره الاوهام والافكار فالله
تعالى بخلافه لقوله تعالى لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ رُوِيَ
را رحمته اللہ علیہ از توحید پر سید گفت استقامت قلب بریکے باشد و از تعطیل
و تشبہ محبت از تعطیل و تشبہ یعنی نفی صفات از و نکند اورا بچیزے مانند گردانند
و توحید مرجع او بیک چیز باز میگردد و ہرچہ ترا پیش آید و ہرچہ تو بینی و بدانی کہ او بخلاف
اینست و غیر اوست قوله وقال ابو القاسم النصر آبادی ح الجندہ باقیہ
با بقائه و ذکرہ لک و رحمتہ و محبتہ لک باقی ببقائه فنشأت
بین ما هو باق ببقائه و بین ما هو باق بابقائه و هذا الذي قاله
الشيخ ابو القاسم النصر آبادی هو غاية التحقيق فان اهل
التحقيق قالوا صفات ذات القديم سبحانه باقيات ببقائه تعالى
فنبه على هذه المسئلة و بين ان الباقي باق ببقائه خلاف ما قاله ^{السنه}
مخالفو اهل الحق و هم المعتزله بہشت موجودے و ممکنے است و ممکن صحت
ما استوی طرفاہ باشد پس بہشت مستوی الطرفین است و لکن اللہ سبحانہ
باراوت خویش باقی میدارد و فنا برور و انمی دارد و نمی خواهد کہ فانی شود پس بہشت
باقی با بقا روی است و ذکرے کہ مر تراست و محبتے و رحمتے کہ مر تراست آن بقا
است بقا را و بسیار فرق است میان کسے کہ باقی بقا را دست و میان کسے کہ باقی با بقا است
پس آن و تصف بصفات او و صفات او باقی پس آن ہم باقی باقی بقاء صفت او و معتزله علیہم

ما یشترقه میگویند بنده باقی ببقا را ونیت باقی بفعل خود است تا آنکه قال با احترام
آجال شدند نفی قول ایشان کرد و قوله اخبرنا الشیخ ابو عبد الرحمن
رحمة الله علیه قال سمعت النضر آبادی علیه الرحمة يقول
انت متردد بین صفات الفعل و بین صفات الذات فکلاهما
صفتہ علی الحقیقة فاذا اهتمت فی مقام التفرقة فربك بصفات
فعله و اذا بلغك مقام الحکم فربك بصفات ذاته و ابو القاسم
النضر آبادی علیه الرحمة و الغفران شمیمی وقتہ تو مترودی میان
صفات ذات و میان صفات فعل صفات ذات حیوة و قدرت و علم و کلام و سمع
و بصر و صفات فعل احیا و ماتت و رزق و خلق تو میان دو صفت مترودی و هر دو
در آل یکے اند صوفی را این صفت است اگر تفرقة افتد در صفات فعل افتد
و اگر جمع افتد در صفات ذات افتد در هر دو صفت هم بدو تعلق است از
ظواهری بخوابد و در تعبیر و طلب نجاسته تو خواستی باشی ازین خواستی
باشد ازین خواستی در تفرقة افتد و جمع شدن بدو و خورد را بدو گذاشتن این
جمع باشد قوله سمعت الاستاذ الامام ابا اسحق الاسفهرانی
رحمة الله علیه يقول لما قلت من بغل دکت ادر سر
فی جامع نینسا بور مسئله الروح و اشرح القول فی انها مخلوقه
و کان ابو القاسم النضر آبادی رحمه الله قاعلاً متباعلاً عن
یصغی الی کلامی فاجتاز بنا یوما بعد ذلک الیوم یا یا مقلائل
فقال لمحمد بن الفراء اءشهد انی اسلمت علی ید هذا الرجل
و اشهد انی ابو اسحق اسفهرانی رحمه الله علیه میگوید در مسجد جامع بغداد در سس میروم
در مسله روح سخن میگفتم که مخلوق است و ابو القاسم نضر آبادی رحمه الله از ما دور

شستہ گوش نہاؤ سخن می شنید پس آن بعد چند روزے با گذشت و محمد فرآورد علیہ الرحمہ
را گفت گواہ شو کہ من بدست آن مرد مسلمان شدم و اشارت بسوے من کرد
مگر در خاطر او آن بود کہ روح غیر مخلوق است فرض آن وارد در معتقدات کیے
مسئلہ روح است کہ او مخلوق است بعضی را غلط افتادہ است کہ مخلوق نیست
و صحیح اینست کہ مخلوق است **قوله** و سمعت محمد بن الحسن بن محمد بن احمد بن
اللہ یقول سمعت محمد بن عبد الواحد بن بکر رحمہ اللہ ^{قال}
علیہ یقول حدثنی احمد بن علی البردعی رحمہ اللہ قال حدثنا
طاہر بن اسمعیل الرازی رحمہ اللہ قال قیل لیعی بن معاذ الرازی
رحمہ اللہ اخبرنی عن اللہ فقال اللہ واحد فقیل لہ کیف ہو
فقال ملک قادم فقیل این ہو قال لبالمصا د فقال السائل سم
اسالت عن هذا فقال ما كان غیر هذا كان صفة المخلوقین
فاما صفتہ فما اخبرتك عنه ازیحی معاذ رازی قدس اللہ سرہ العزیز
پرسیدند از خدا خبر دو گفت آمدید گائے کیے ہر ت گفتند صفت او چیست گفت
صفت کیفیت او ہمین است پادشا ہے بر ہم چیزے قادر گفتند کجا است
گفت او بر صا د باشد یعنی ہر چہ تصور کنی و تفعل کنی او از ان
بالا تراست او از ان پاکتر است و صاف تراست سائل گفت من ازین

۱۔ در رسالہ تشبیہ قلمی و مطبوعہ این عبارت زیادہ است کہ در شرح غالباً از سہو کاتب شامل نیست
”سمعت محمد بن الحسن السلی یقول سمعت ابا حسین الفارسی یقول سمعت براہدیر بن فاذک
یقول سمعت الجنید یقول متی يتصل من لا تشبیه لہ ولا نظیر لہ بمن نہ تشبیہ و نظیر
ہیہات ہذا ظن عجیب لا بما لطف اللطیف من حیث لا درک ولا وهم ولا حاطة الا اشار
الیقین و تحقیق الایمان“

نمی پرسم گفت ہر صفتی کہ جز این است صفت مخلوقات است قولہ اخبارنا
محمد بن الحسین رحمہ اللہ قال سمعت ابا بکر الرازی رح
يقول سمعت ابا علی الرود باری رحمہ اللہ يقول کل ما توهم
متوهم بالجہل انه كذلك فالعقل يدل انه بخلافه ابو علی رودباری
رحمۃ اللہ علیہ فرمودہ است بروم برندہ و گمان برندہ سبب جہلے کہ باو
است گمان برد او تعالی بریں و ہم و بریں تصور است خدا تعالی خلاف آنست یعنی
غیر آنست و عقل حکم کند کہ غیر آنست اینجا مشکلی است بسیار الہیات باشد کہ
کہ عقل را آنجا حکم نیست پس فالعقل يدل علی خلافہ چونہ درست آید
مشابہات ہم ازین متشابہ است کہ عقل و فہم در نمی آید و ہر کہ کشف و تجلی
دارد او دانکہ اینجا سراسر است قولہ و سأل ابن شاہین المجتہد **جمہما**
اللہ عن معنی مع فقال مع علی معینین مع الانبیاء بالنصر والکلاء
قال اللہ تعالی اننی معکما اسمع و اری ومع العامۃ بالعلم والاحاطۃ
قال اللہ تعالی ما یکون من نجوی ثلاثۃ الاہور ابعہم فقال ابن
شاہین مثلك یصلیہ دال الامۃ علی اللہ ابن شاہین علیہ الرحمۃ **جندیہ**
پسید از معنی مع کہ در کتاب اللہ آمدہ جائے گفت مع المتقین جائے
گفت رھو معکما یماکنتم این معیت چہ معنی دارد جندی علیہ الرحمۃ گفت
باقتبار مختلف است چو گوئی مع الانبیاء یعنی بالنصر والکلاء ایشا نرا صرا
و حافظ است اننی معکما اسمع و اری موسی و ہارون علیہما السلام
گفتہ بودند کہ فرعون چنین و چنین کہے است اچونہ رویم برو گفت اننی معک
این معیت بمعنی نصرت و حفظ است ومع العامۃ باجملہ وجودات بعلم و احاط
است یعنی ہم معلوم او اند و محاط او اند او ہمہ محیط است قال اللہ

تعالیٰ مَا يَكُونُ مِنْ مَجْوَى ثَلَاثَةِ اِلَآهُوَرَا بَعْتُمْ رَاجِعٌ بِذَاتِ سَمِيحٍ جَمْعِ
 نیست کہ او تعالیٰ آن جمع نیست یعنی محیط بہمہ است و عالم بہمہ است و مبعی
 بہمہ است ابن شاہین رحمہ اللہ گفت جنید رحمہ اللہ علیہ را مثل تو شاید کہ رہ نام
 امت محمد علیہ السلام باشی با تو سخن گویم علما بسیار در مسئلہ معیت خلافت و اختلافی
 کردہ اند از من یک سخن جامع و شامل یادوار کہ جملہ خلافت و اختلافات یک
 فہم پریدہ است معیت باری تعالیٰ با شیا اعتباری و معنوی است یا حتی
 اگر حتی گوئی با جمع ادیان و عقل خلاف گفتہ باشی و اگر اعتباری و معنوی گوئی خود جزا
 نیست بہین است فعلی بذلا اعتبار خواہ معیت بذات گو خواہ بصفات اما لطیف
 ہست اینجا ہر کہ بذات میگوید شوق و ذوق او غالب تر است و احتمال ابا حنہ
 و الحادے ہم دارد در روشی درویشاںست و اگر بعلم و قدرت گوئی ازین ہر دو
 بدور باشی قولہ و سئل ذوالنون المصری علیہ الرحمۃ والغفران
 عن قولہ تعالیٰ الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰی فَقَالَ اثْبَتْنَا
 وَنَفِي مَكَانَهُ فَهُوَ مَوْجُودٌ بِذَاتِهِ وَالْاَشْيَاءُ مَوْجُودَةٌ تَحْكُمُهُ
 لِمَا شَاءَ ذُو النُّونِ مِصْرِي عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰی
 پرسید گفت ذات خویش را اثبات کرد و نفی مکان کرد زیرا چہ رحمان گفت
 صفت رحمانیت مستوی بر عرش است و او تعالیٰ و رای آنست پس اثبوت
 ذات کرد و نفی مکان کرد قولہ فهو موجود بذاتہ او خود بخود موجود و صفت
 رحمت او بر اشیا محیط زیرا چہ عرش محیط اشیا و اللہ تعالیٰ محیط عرش پس
 اثبات ذات آمد کہ او مدبر است و او محیط محیط است قولہ و سئل النبي
 رحمة الله عليه عن قولہ الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰی فَقَالَ الرَّحْمٰنُ
 لَمْ يَزَلْ وَالْعَرْشُ مَحْدَثٌ وَالْعَرْشُ بِالرَّحْمٰنِ اسْتَوٰی شَبَّ عَلَى الرَّحْمٰنِ

پرسیدند از معنی الرَّحْمَنِ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى حاصل سخن شبلی نسبت
 او تعالیٰ لم یزل ولا یزال است بر صفتی کہ بود و هست باشد استوار او بر عرش
 تغیر و تحوّل و ذات او بدین نشدہ یعنی کہ او استوی نبود شد این صفت
 درونیت چو او محیط بحدثات شد و قوام محدثات بدو شس پس این سخن شبلی
 آید والعرش بالرحمن استوی

قوله وسئل جعفر بن بصیر رحمه الله عن قوله الرَّحْمَنِ عَلَى
 الْعَرْشِ اسْتَوَى فقال استوی علمه بكل شیء فلیس شیء اقرب
 الیه من شیء جعفر بن بصیر علیہ الرحمۃ والغفران گفت کہ علم او ہمہ اشیا متوی
 است پس هیچ چیز قریب تر بدو از شے دیگر نیست قوله وقال جعفر
 الصادق رضی اللہ عنہ من زعم ان اللہ تعالیٰ من شیء اوفی
 شیء او علی شیء فقد اشرك اذ لو کان علی شیء لکان محمولاً ولو
 کان فی شیء لکان محصوراً ولو کان من شیء لکان محدثاً ہر کہ گمان برد
 کہ خدا از چیزے است یا در چیزے یا بر چیزے او بخدا شرک آورد زیرا چہ اگر گوی
 بر شے پس آن شے حاصل باشد و این محمول باشد و حال قدیم قدیم باید پس
 شرکے در شے کہ ثابت شود اگر گوی در چیزے است پس این چیز محیط باشد
 و آن محاط و آن ظرف نباشد و او منظور پس ہماں آید کہ گفتیم و اگر گوی از چیزے
 است فعلی ہذا محدثے باشد کہ او را ابتداء و انتہاء لازم آید قوله وقال
 جعفر الصادق رضی اللہ عنہ فی قوله شُدَّ دَنِي فَتَدَلِّي مَنْ
 تَوَهَّمَا نَدَّ نَابِنَفْسِهِ جَعَلَ شَرًّا مَسَافَةً انَّمَا التَّدَلِّي
 اِنَّه كَمَا قَرَّبَ مِنْهُ جَعَلَ عَنِ اَنْوَاعِ الْمَعَارِفِ اِذْ لَا دَنُوًّا لِجَعَلٍ فِي
 آيَةِ قَوْلِهِ شُدَّ دَنِي فَتَدَلِّي جَعْفَرُ صَادِقٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَرَمَوْهُ اسْتَبْرَأَ بِرُكْنِ كَمَا نَبَرَدُ

کہ او قریب بنفس خویش بحق باشد یا حق بذات خویش قریب بدو شد پس
 در مقام دنو و تدلی اثبات مسافتی کرد و با شدت تدلی کہ ہر گاہ قریب بدو شد
 از انواع معارف و ورافتا و زیر اچہ او قریب نہ آن قریبے کہ تو با خویش راست
 میگیری و تو قریب دانی نہ آنکہ از ہمہ معارف و ورافتی زیر اچہ در حضرت تعالی
 دنوے و بعدے نیست زیرا چہ آن دنو و بعد از امور اضافی است و التوید
 قطع الاضافات پس اگر دنو و قریب با خویش راست گرفتہ مراد واری از ہمہ
 معارف و ورافتی **قوله قال رضی اللہ عنہ و رأیت بخط الاستاذ**
ابی علی سرح انه قيل لصوفی این اللہ فقال اسحق اللہ تطلب مع ^{بہ}
العین این شیخ ابوالقاسم قشیری میفرماید بخط استاذ ابی علی وفاق ہشتہ ویدم
 گفتہ شد مرصوفی را این اسد گفت ہذاک گرداند خداے تعالی ترا تو با مشاہدہ
 مغائبہ می طلبی و در شدت ظہور و توازن ہایت غیبت سوال کنی نہ آنکہ مستحق آن شوی
 کہ ترا گویند اسحق **اللہ قوله** اخبرنا الشیخ ابو عبد الرحمن
السلمی رحمہ اللہ قال سمعت ابا العباس بن الخشاب بنی بصری
رحمہ اللہ یقول سمعت ابا القاسم بن موسی رحمہ اللہ
یقول سمعت محمد بن احمد رحمہ اللہ یقول سمعت انصار
یقول سمعت الخراز یقول حقیقۃ القرب فقد حصل لاشیاء
من القلب وهدی والضمیر الی اللہ تعالی ابو سعید خراز رحمہ اللہ
 گفت حقیقت قریب عبارت ازین است کہ فقدان وجودات حیات شود بدینچہ
 شود عقلاً و ہما و حساً ہر دو امر آئینہ ہر دو نذا و ماند تعالی قریب عبارت ازین ہر دو
 اوست قریب بدو اوست کہ نزدیک او فقدان ہما شیا شدہ است
 ہر آئینہ ہمو مانندہ است این اطلاع این عرفان عبارت از قریب است و غیر

قریب نگفتہ ام الاطلاع علی مترانہ مع کل شئی لا بمقارنتہ وغیر کل شئی لا بمزائمتہ قوله
 سمعت محمد بن الحسن بن احمد اللہ یقول سمعت عمر بن علی الحافظ ^{محمد}
 یقول سمعت ابا معاذ القزوی بنی رحمہ اللہ یقول سمعت علی
 اللہ لال رحمہ اللہ یقول سمعت ابا عبد اللہ بن قہرمان
 رحمہ اللہ یقول سمعت ابراہیم الخواص رحمہ یقول ^{تہمت}
 الی رجل وقل صرنا الشیطان فجعلت اذنی فی اذنه فنادانی
 الشیطان فی جوفہ د عنی اقلہ فانه یقول القرآن مخلوق ابراہیم
 خواص رحمۃ اللہ علیہ میگوید نزدیک مردی رسیدم می بینم او بیہوش افتادہ است
 اور اشیطان بیہوشانہ کردہ است در گوش او بانگ نماز گفتن گرفتہ شیطان از شکم
 او با من گفت بگذارتا این را بچشم زیر اچہ این قرآن را مخلوق میگوید بدبختی شیطان را
 نظارہ شوئی خواہد کہ او تنبیہ کند کہ قرآن غیر مخلوق است میخواہد کہ تا او ہمیراں
 عقیدہ بمیرد۔ قوله وقال ابن عطا رحمہ اللہ ان اللہ لما خلق الاحرف
 جعلها سرّاً لہ فلما خلق آدم علیہ السلام بث فیہ ذلک
 السر ولیدبث ذلک السر فی احد من ملائکة فخرجت
 الاحرف علی لسان آدم علیہ السلام فبنون الجہان وفنون
 اللغات فجعلها اللہ تعالیٰ صوراً لہا فصرح القول ابن عطا
 رحمہ اللہ بان الحروف مخلوقہ ابن عطا رحمہ اللہ گفت اللہ تعالیٰ
 حروف را آفرید و سرخوش را در ان حروف نہاد یعنی ہر خفایا و کمین سرے
 را کہ خواست بیان بحروف کرد و این حروف تمام آدم را علیہ السلام تعلیم کرد
 تا آنکہ آدم علیہ السلام با انواع لغت تکلم کردہ است مقصود این سخن این آورد
 کہ ابن عطا رحمہ اللہ علیہ صریح کردہ کہ این حروف مخلوق است قوله وقال

سهل بن عبد اللہ رحمہ اللہ ان الحروف لسان فعل
لا لسان ذات لانها فعل في مفعول وهذا ايضا صريح
بان الحروف مخلوقة سهل بن عبد اللہ رحمہ اللہ گفتت حروف ترجمان فعل است
نه ترجمان ذات یعنی ذات او بدین حرف سخن نگفت این حروف آفریدان
علمی کہ در نفس او ست علم نفسی را در لباس این حروف در پرده این حروف
گفت و آنکہ گویند او تعالی متکلم بکلام واحد است ہمہدین معنی باز کرد و در نفس
تعالی در ذات او بجانہ علمی بود کہ آن علم نہ نبی دارد نہ صیغہ امر دارد نہ انشاء نہ
جز خواست آن علم را اظہار کند مثلاً صیغہ امر آفرید در آن علمی کہ در ذات
او بیان کرد کن لک باقیات الصالحات این سخن را بسیار بانو تکرار کن و
بداں متکلم بکلام واحد چه باشد متکلمان و دیگران چیزے چیزے بیان کردہ اند
قوله وقال الجنید في جوابات مسائل الشاميين التوكل
عمل القلب والتوحيد قول القلب وهذا اقوال اهل
الاصول ان الكلام هو المعنى الذي قام بالقلب من معنى الامر
والنهي والخير والاكاستنخبار مگر شامیان سواہا از جنید علیہ الرحمہ کردہ
و او جوابہا فرمودہ کیے ازاں اینست جنیدم در جواب شامیان گفتہ است
توکل عمل قلب است یعنی دل بریں قرار گیر و اتکال بریں کند ہرچہ شود او
کند تعالی و قائل از ویاد و نقصان نباشد در جملہ چیز در رزق و در مال
و در محنت و مصیبت ہرچہ شود از خود و دفع و جاذب و جالب جزا و نصیبت
و توحید قول دل است دل بیندیشد جز کیے را با لونیبت اثبات نکند
اینجا مشکل شود میان آن قول و میان آن عمل چہ تفرقہ است مگر این تفرقہ
گویند توحید کیے کردن کیے دانستن است این بیان نسبت بقول می

و دل را بران داشتند و بران قرار دادند این عمل دل است گفتم فرقی
 باریک دارند و الا اینها چنداں تفرقه نیست و در توحید کے گفتن است و در
 توکل دل را بر قدرت او و برخواست او داشتن است بریں تفرقه میشود
 و اگر در بحث استقصا میکنی مال کے میشود و این سخن اہل اصول است آنکہ در
 علم کلام سخن گویند و معرفت حق بعلم ہیائے کسند شیخ قدس اللہ روحہ
 گوی عذر خواہست کہ سخن صوفیان نیست سخن مسکلمان است آنکہ گفت توحید
 نسبت بقول وارد آن قول ہم قائم بدل است تفرقه مشکل باشد قوله و
 قال الجنید رحمہ اللہ فی مسائل الشامیین تفرق الحق
 بعلم الغیوب فعلم ما کان وما یکون وما لا یکون ان
 لو کان کیف کان یکون و این سخن ہم ازال جوابات شامیان است
 حق تعالی بعلم غیب مفرد است یعنی جز او کے نیست عالم باشد ہرچہ بہت
 و شود او داند ہرچہ قابل نیست کہ شود او داند ہرچہ پیش از موجودات بود
 او داند و پس وجودات چہ شود او داند و ہرچہ امروز در میان موجودات
 میشود او می داند و آنکہ کسے را از کان کون علمے شود آں علم بذات نیست ان
 بعلم اللہ است قوله و قال الحسین بن منصور الحلاج من عرف الحقیقہ
 فی التوحید سقط عنہ لہ و کیف ہر کہ توحید را بحق شناخت لہ و کیف
 از سینہ او برود چراچنین کرد و این چون شد این ازوے زاید قوله اخبارنا
 محمد بن الحسین رحمہ اللہ قال سمعت منصور بن عبد اللہ
 رحمہ اللہ یقول سمعت جعفر بن محمد رحمہ اللہ یقول قال
 الجنید قدس اللہ روحہ اشرف المجالس و اعلاھا المجلس
 مع الفکرۃ فی مید ان التوحید جنید علیہ الرحمۃ گفت بہترین کار او توحید

نہتہا آفت کہ بغرت توحید نشینی و ہرچہ اندیشہ شود سیر را نہایتے نباشد
 قوله وقال الواسطی رحمۃ اللہ علیہ ما حدث اللہ شیئاً الا کرم
 من الروح صرح بان الروح مخلوقہ واسطی علیہ الرحمۃ کفۃ است
 بیچ چیزے خداے تعالیٰ شریف تر و مکرم تر از روح خلقت کرده است این سخن
 صریح بہت از واسطی کہ روح مخلوق است قوله وقال الاستاذ الامام
 زین الاسلام ابوالقاسم رحمہ اللہ دلالت ہذا الحکایات
 علی ان عقائد مشائخ الصوفیۃ یوافق اقارب اهل الحق فی
 مسائل الاصول وقد اقتصرت علی ہذا المقلد من خشیتہ جزو
 عما استفاد من الاجاز والاختصار استاذ ابوالقاسم علیہ الرحمۃ میگوید این حکایات
 کہ گفتم از ان مشائخ و سبل بریں مسکت کہ عقاید ایشان موافق قول صحابہ و مرتضیٰ و
 مصطفیٰ است رضوان اللہ علیہم و معتقد مصطفیٰ و مرتضیٰ بود علیہما السلام و بسیار
 بیچ تفاوتے نیست میان ایشان اما این مقدار تفاوت است کہ اہل ظواہر
 بر ظاہر رفتہ اند و ایشان ہم بر ظاہر و بر باطن مطلع اند۔

فصل

قوله قال الاستاذ الامام و ہذا فصول یشتمل علی بیان
 عقاید ہمہ فی مسائل التوحید ذکرناہا علی وجہ الترتیب
 قال شیوخ ہذا الطریقۃ ما یدل علیہ متفرقات کلامہم
 و مجموعاتہم و مضافاتہم و التوحید ان الحق سبحانه قانہا
 فاطرہ و وجود قدیم و احد حکیم جواد حلیم قادر رحیم مرید

سمیع جمیل رفیع متکلم بصیر متکبر قدیر حی احد باق صمد
 وانه عالم بعلم قادر بقدرة مرید بارادة سمیع بسمع بصیر
 بصیر متکلم بکلام حی حیوة باق ببقاء وله یدان هما صفتان
 یخلق بهما من لیشاء علی التخصیص وله الوجه الجمیل وصفات
 ذاته مختصة بذاته لا یقال هی هو ولا هی اغیار له بل هی صفات
 له ازلیة ونفوت سیرمدیه وانه احدی الذات لیس یشبه شیئا
 من المصنوعات ولا یشبهه شی من المخلوقات لیس نجسم
 ولا جوهر ولا صفاته اعراض ولا متصور فی الارهام ولا یقلد
 فی العقول ولا له جهة ولا مکان ولا یجری علیه وقت وزمان
 ولا یجوز فی وصفه زیادة ولا نقصان ولا یختصه هئیه وقد ولا
 یقطعده نهاییة وحادث ولا یحله حادث ولا یجمله علی الفعل باعث
 ولا یجوز علیه لون ولا کون ولا ینصرف ماک ولا عون ولا ینخرج
 عن قدرته مقلد ورس ولا ینفک عن حکمه مقطور ولا یعزب عن
 علمه معلوم ولا هو علی فعله کیف یصنع وما یصنع ملوم لا یقال
 له این ولا حیث ولا کیف ولا ینتفع له وجود فیقال متى کان
 له بقاء ینتهی اذناء فیقال استوفی الاجل والزمان ولا یقال لم فعل ما
 بامارة فعل اذلا علة لا فعاله ولا یقال ما هو اذلا جنس له فیتمیز بامارة
 عن اشکاله یرى لا عن مقابلة وبعلامات یرى لا علی مقابلة
 ویصنع لا بمباشرة ورمز اوله له الاسماء الحسنی والصفات
 العلی یفعل ما یرید ویدل بحکمه العبد لا یجری فی سلطانه
 الا ما یشاء ولا یحصل فی ملکه غیر ما سبق به القضاء ما علمانه

یرى غیره لا
 علی مقابلة

يكون من الحادثات اراد ان يكون وما علم انه لا يكون
 مما جاز ان يكون اراد ان لا يكون خالق الساب لبعاً
 خيرها وشرها ومبلع ما في العالمين من الاعيان والآثار قلها
 وكثيرها ومرسل الرسل الى الامم من غير وجوب عليه ^و متعبد
 الا نام على لسان الانبياء عليهم السلام بما لا سبيل لاحد اليه
 باللوم والاعتراض عليه وموئل بني اصيلي الله عليه وسلم
 بالمعجزات الظاهرة والايات الزاهرة بما اراح به العلم ووضح
 به اليقين والفكر وحافظ بيضة الاسلام بعد فاته صلى الله ^{لن} النكر
 عليه وسلم خلفائه ثم حارث الحق وناصره بما يوضحه من
 حجج الدين على السنة اوليائه عصم الامة الحنيفة عن الاجتماع
 على الضلالة وحسم مادة الباطل بما نصيب من الدلائل واخرج
 ما وعك من نصرة الدين لقوله تعالى ليظهره على الدين كله ولو
 كره المشركون فهذه فصول نشير الى اصول المشايخ على وجه
 الایجاز وباللہ التوفیق شیخ قدس اللہ روحہ آنچه معتقدین بود تمام بیان فرمود
 مرد مو من خصوص متعلم این قدر فریضه دین اوست شاید سر کے داند و بدین شناسد
 اگر ہر کیے را ترجمہ میکنم سخن زیادہ میشود اگر کے را مشکل میشود از متعلمے پس از انہا
 شکل نیست کہ ممکن بیان است

باب

قوله باب في ذكر مشايخ هذه الطائفة وما يدل من سيرتهم واقوالهم

على تعظیم الشریعة

اعلموا رحمکم اللہ ان المسلمین بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یتسموا فاضلہم فی عصرہم بتسمیة علم سوی صحبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ لا فضیلة فوقہا تقبل لہم الصحابة فلما ادرك ال عصر الثانی سمي من صحب الصحابة التابعین او ذلک اشرف سمة ثم قبل من بعدہم اتباع التابعین ثم اختلف الناس بتیانیت المراتب قبل لخواص الناس ممن لهم شدة عناية بامر الدين الزهاد والعباد ثم ظهرت البدع وحصل التلاعي بين الفرق وكل فريق ادعوا ان فيهم زهادا فانفرد خواص السنة المراعون انفسهم مع الله الحافظون قلوبهم من طوارق الغفلة باسم التصوف واشتهر هذا الاسم لهؤلاء الاكابر قبل المائتين من الهجرة ونحن نذكر في هذا الباب اسامي جماعة من شيوخ هذه الطائفة من الطبقة الاولى الى وقت المتأخرين منهم ونذكر جملا من سيرهم واقاويلهم بما فيه تنبيه على اصولهم وادابهم ان شاء الله تعالى شيخ قدس الله سره نخت ذكرا قوامه كرد كه ايشان اعلام دين اند و بدواة و دعاء اول السلام اند اول صحابه اند رضوان الله عليهم اجمعين ايشان بوده اند آنچه بوده اند پيچ شرف ايشان شارف تر و پيچ فضل ايشان فاضل تر از صحبت رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبود ہر آنکہ باشرف نسبت ايشان را خوانند گفتند صحابه صحابی اصحاب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم و آنکہ رسول الله را ندید صحابه را یافت اورا تابعین نام کردند و آنکہ از ايشان پسر شد بیک مرتبه ايشان را تبع تابعین نام کردند پس ايشان مردم صلحا را زاهد و عباد نامیدند بعد آن جهالات و بدع و امویہ سر بر کرد

صحابة

ہمان شد ففیشوا اللذب ہر قومے برائے خویش معتقدے و مذہبے و دینے
اختیار کروند و آزاگزیدہ ترشناختند دریں چنین ایام ہر طرف نے فتن و آفات و بدع
و جہالات سر بر کردہ است مردے بمبالغت و بقدر وسع و طاقت خود در کار
دیں بذل مجہود کروند و آنچه استقصاء آن بود بدیاں رسانیدند اہتمام دریں کروند
البتہ نفس ایشان جز اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در جزوی و کلی نباشد
و بواطن ایشان جز بحق مستغرق نبود البتہ نحو استند کہ طرقتہ العین دل ایشان
طرفے متعلق شود جز طرف حق و خطرہ در دل ایشان در آید جز خطرہ خدا از جملہ اکسا
واجبان منقطع و منزوی گشتند و تمام خود را بدیں دادند ایشان را صوفی نامیدند
از آنچه از ہمہ صافتر و پاکتر آمدہ اند و این از خود نکردند و خود با اختیار خویش چیزے پیش
نگرفتند سرور ایشان مرتضیٰ است کہ از دیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ملازم تر و نزدیک تر کے بنود و بر سیر ظاہری و باطنی جزا و کے مطلع ہووے تا آنکہ بر اس
این سند را شجرہ و عنعنہ اثبات کردند یعنی ما از خود پیش نگرفتہ ایم آنکہ او اخص
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بود از و گرفتہ ایم از و اشارات و عبادات بخبر
صحیح بدیشان رسید و حصول را وہو در امرے امکانی دیدند و مسلک و طریق را
ہم از وے یافتند آن کار کردند کہ در ہمانجا کہ مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ بود ہم بد آنجا رسید
جنید رحمہ اللہ گفتہ است کہ علی کرم اللہ وجہہ فرمودہ است لو کشف الغطاء عما
انرددت یقیناً اگر این سخن از و نبودے ما بچہ اقتدای کریم و ما را چہ دستگیر
بودے و ہم گفت لثم عبد ربنا لسماره و ہم گفت اطفی المصباح فقد
طلع الصباح چو ایشان بدیں دوستے ممکن قریب الحوصلے یقین کردند و یقین
دانستند آن کار کردند کہ مرتضیٰ علیہ السلام کردہ بود و ہمہ آنجا رسیدند کہ مرتضیٰ
علیہ السلام رسیدہ بود شیخ قدس اللہ روحہ نخست سرور ایں قوم را ذکر

کہ وہ انہیں اعمال و مقامات صورت اثبات یافتہ است

ابو اسحاق ابراہیم بن ادہم
 قوله فمنهم ابو اسحاق ابراہیم بن ادہم بن
 منصور من کورة بلخ وکان من ابناء الملوک رحمہ اللہ فخرج
 یوما متصیلا واثار ثعلبیا واریبا وھو فی طلبہ فھتف بہ ہا
 الھذا خلقت ام یرت شہتف بہ ہاتف من
 قریوس سرحبہ واللہ ما بہذا خلقت ولا بہذا امرت
 فنزل عن دابته وعقل التوبہ مع اللہ عزوجل وصادف راعیاً
 فاخذ جبۃ الراعی من صوف فلبسھا واعطاه فرسہ ومامعہ
 من السلاح ثم اندہ دخل البادیۃ ثم دخل مکة وصحب بہا منفا
 الثوری رحمہ اللہ والفضیل بن عیاض رحمہ اللہ ودخل الشام
 ومات بہا وکان یاکل من عمل یدک مثل الحصاد وحفظ البشا
 وغیر ذلک واندرای فی البادیۃ رجلاً علیہ اسم اللہ الاعظم
 فدعاہ بعد فراہ الخضر علیہ السلام فقال انما علمک اخی
 د اود علیہ السلام اسم اللہ الاعظم شیخ قدس اندرود نخست
 ذکر سلطان ابراہیم ادہم علیہ الرحمۃ کرد اگرچہ از وہ مشائخ بسیار ان مقدم اند
 زیراچہ عظیم القدر و جلیل الشان است وآنچہ میان ایشان اورادست داو
 کسے راندادہ است شیخ قدس اندرود حہ اورا از انبار ملوک فرمود او
 خود پادشاہ بود از جد و پدر ایشان راز سلاطین سامانیہ گویند سلطان ابراہیم
 ادہم علیہ الرحمۃ تا ہمدہم جا پادشاہ و پادشاہ زادہ است شیخ نہ سبب توبہ
 او ہمیں قدر گفت کہ او در شکار بود دنبال شکارے کردہ تیر بار کردہ خواست
 بگذرد از ان شکارے بعضے رو باہ گویند و بعضے ارنب گویند او از شنید

وازمہ زین آوازخاست راست میگوید گوئندہ کہ برائے آن آفریدہ نہ و بدیں
 مامورہ این سخن در دل شیخ رح اثرے تمامے دارڈ تا آنکہ از اسپ فرو آمد و داد
 آنچه با خود داشت لباس و سلاح و ثبانیے بود از آن پورا و این اسپ
 و ہمہ اسباب بدوداد و جامہ کلیم او در بر کرده باویہ گرفت سالہا در بادیه بودیں
 آن در کہ آمد و صحبت فعیل بن عیاض و سفیان ثوری علیہ الرحمۃ و الغفران چند
 گماند مسلک و مقصد از ایشان تحقیق کرد تمام قصہ نئی نویسم شیخ رحمہ اللہ بعض
 موجب توبہ او گفت این یوم تنبیہ است دو بار پیش ازین بود اگر نویسم در این
 می شود قولہ و کان یا کل و او کہے کردے از ان چیزے خوردے و بعضے اوقات
 بعدہ روز حالت محضہ گدای ہم کردے قولہ و اندر ای شخصے را در بادیه دید
 او تعلیم اسم اعظم کرد اسم اعظم عظیم ترے است ہر کرا براں اطلاع دہند
 مجمع خیرات در جنبہ او گرد آورده باکشد قولہ ذل عابدہ سوسے خداوند تعالی
 بدان اسم اعظم دعا کردے و خواندے یا حضر علیہ السلام ملاقات شد خضر علیہ السلام
 این فرمود آنکہ او ترا اسم اعظم تعلیم کرد او دود و پیغمبر صلوات اللہ علیہ بود از اینجا
 این معلوم میشود ارواح را تعلیمے و تلقینے و ارشاد دست اگرچہ کشف ارواح را صوفیائے
 اندک مرتبہ گفتہ اند اما مجمع خیرات و احوال اخراوی بغیر تمثیل و تاویل تحقیق میشود
 بسیاران دست و پا زده اند حتی بمعنوی آورده اند تحقیق را تاویل نمودہ اند
 و در کشف ارواح اگر تاویل است و اگر تمثیل است و اگر تحقیق است ہم کشف
 و عیان معلوم میشود قولہ شہراخبرنی بذلک الشیخ ابو عبد الرحمن
 السلی رحمہ اللہ قال حدثنا محمد بن الحسین بن الحسن
 رحمہ اللہ تعالی اخبارنی ابو الحسن علی بن محمد البصری
 قال حدثنی ابو سعید الخازم قال اخبارنی ابراہیم بن

بشارح قال صحبت ابراہیم بن ادھم فقلت اخبرنی عن
 بد امرک فذکر هذا وكان ابراہیم کبیر الشان فی باب
 الورع یحکی عنہ انه قال اطب مطعمک ولا علیک ان لا
 تصلی باللیل والصوم بالنهار ابراہیم بشارح گفته است کہ صحبت ابراہیم
 ابراہیم کردم و از آغاز کار او پرسیدم آن حکایتی کہ گفتہ شد ابراہیم علیہ الرحمہ
 ہم از آن خبر داد و ابراہیم رحمہ اللہ در قسم ورع جلیل الشان عظیم القدر بود حکایت
 کردند از وی کہ او گفتست مطعمک و ما کول خویش حلال کن و بر تو نیست کہ شب
 بیدار باشی و روز روزہ داری او از اصل ورع خبر داد و قوله وقیل کان
 عامۃ دعائہ اللہم انقلنی من ذل معصیتک الی عتر طاعتک
 و چنین گویند عظیم ترین دعا نزدیک او این دعا کہ گفتہ قوله اللہم انقلنی
 سے بار خدا سے مرا از ذل معصیت خود بہر و بجز طاعت خود رساں قوله
 وقیل لا ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ ان اللہ قد غلا
 فقال ارحصوہ بالترک ای کا تمشترو ابراہیم ابراہیم رحمہ اللہ را گفتند
 گوشت گراں شد گفت شما از آن کسید چو ترک کردید از آن شد قوله
 اخبرنا محمد بن الحسین قال سمعت منصور بن عبد اللہ
 قال سمعت محمد بن حامد یقول سمعت احمد بن
 خضروبیہ یقول قال ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ لرجل
 فی الطواف اعلم انک لا مال درجۃ الصالحین حتی تجوز
 ست عقبات اولہ تعلق باب النعمۃ و تفتیح باب الشکر و
 الثانی تعلق باب العز و تفتیح باب الذل و الثالث تعلق باب
 الراحة و تفتیح باب الجهد و الرابع تعلق باب النوم و تفتیح

تصوم

باب السُّهْرُ وَالْحَامِسُ تَعْلُقُ بِأَبِ الْغَنِيِّ وَتَفْتَحُ بِأَبِ الْفَقْرِ
وَالسَّادِسُ تَعْلُقُ بِأَبِ الْأَمَلِ وَتَفْتَحُ بِأَبِ الْأَسْتَعْدَادِ
لِلْمَوْتِ أَحْمَدُ خَفَرُ وَيُحْمَدُ مِيكَوَيْدُ أِبْرَاهِيمَ أَوْ هَيْمَ رَحِمَهُ اللَّهُ وَرَوَيْتُ طَوَافَ
شَخْصٍ رَأَى مِنْ بَنِي دَادٍ أَنَّهُ تَوَدَّرُ بِصَالِحِ الْحَانِ زَيْسِي تَأَنُّدِي أَوْ حَيْبِ عَقَبَاتِ
عَقَبَةٍ كَوَيْدٍ أَنَّهُ تَزَاكَرَ بِدَايَسٍ أَنْزَلَهُ دُونَ رَأَى رَاهِ تَوَابِ شَدَّ أَوَّلَ الْبَيْتِ مِنْ نَعْمَتِي
وَأَسَانِي كَمَا بِرِ تَوَابِ شَدَّ دِرَاسٍ مَبْنِي وَدِرِ سَخْتِي كَبْشَانِي وَدَوْمِ عَزْتِي كَمَا مِيَامِ دَا
دَارِي وَرَأَى عَزْتِ مَبْنِي وَدِرِ خَوَارِي نَفْسِ خَوَيْشِ بِرِغْوَدِ كَبْشَانِي وَآنكَ كَوَيْدِ
لَا يَحِلُّ لِأَمْرٍ أَنْ يَدُلَّ نَفْسَهُ بِعَيْنِي مَرْدٍ عَاقِلٍ رَأَى شَيْدِ كَمَا نَفْسِ خَوَيْشِ مَعْصِيَتِ
خَدَاخَوَارِ كُنْتُ دِرِ يَوْمِ دِرِ رَاحَتِ مَبْنِي وَدَمَقْتِ كَبْشَانِي هَمَانِ سَخْنِ اسْتِ كَمَا
كُفْتُ أَيْخِينِ تَكْرَرَاتِ دِرِ سَخْنِ مَاصِحِ مِيثُو وَوَرَأَى أَعْطَارِ تَيْبِيهِ رَأَى وَجْهَارِ مِثِيَتِ
كَمَا دِرِ خَوَابِ مَبْنِي وَدِرِ بِيَدَارِي كَبْشَانِي وَدِرِ خَوَابِ مَبْنِي بِرِ بَسْتِنِ بِرِ بَسْتِنِ
طَعَامِ مَبْنِي آبِ وَابْتِمَامِ بَرَأَى مَبْنِي كَلِي أَيْسِيَتِ وَبِخِيمِ أَيْسِيَتِ دِرِ تَوَلُّغِي
بِرِ مَبْنِي وَدِرِ فُقْرِ رَأَى كَبْشَانِي كَمَا بِرِ نَخْنِي بِجَاكِرِي دِنْبَالِ كَمَا نَهْ شَوِي وَبِرِ حَسْبِ
بِشَدِّ بِنْدِ كَانِ خَدَا أَيْتَارِ كَمَا بِرِ أَسِيَتِ وَرَغْنَا بِنْتِ شُو وَوَشْتَمِ أَمِيدِ كَمَا دِرِ
حَيَاتِ بِرِ بَسْتِنِ رَهْ أَلِ وَرِبْرِ مَبْنِي وَاسْتَعْدَادِ بَرَأَى مَوْتِ رَأَى كَمَا أَلِ اذْ
وَمِيكَوَيْدِ أَمْرٍ خَوَا هَيْمَ كَرُوزِيرِ كَمَا أَمِيدِ دَارِ كَمَا خَوَا هَيْمَ زَيْسِيَتِ وَاسْتَعْدَادِ
بَرَأَى مَوْتِ رَأَى بِرِ بَسْتِنِ كَمَا وَرَقْتِ خَوَا رَأَى سَاعَتِ مَبْنِي
بَدَانِي كَمَا أَيْسِيَتِ خَوَا هَيْمَ مَرُودِ يَزَامَانِي وَكَرْفَوْلِهِ أِبْرَاهِيمِ رَأَى
رَحِمَهُ اللَّهُ يَحْفَظُ كَرْمًا مَبْنِي حَبْنِي فَقَالَ أَعْطَانِي مِنْ هَذَا
الْعَنْبِ فَقَالَ مَا أَمْرِي بِصَاحِبِهِ فَأَخَذَ بِضَرْبِهِ سَبُوطَهُ وَطَاطَأَ
رَأَى وَقَالَ أَضْرِبْ رَأْسَ طَالِ مَاعَصِي اللَّهِ تَعَالَى فَاعْجَزَ

الرجل ومضى سلطان ابراهيم ادهم حتى اناك انكورى راكبه مى داشت شخصه لشكرى
 مى گذشت از دے انكور طلبید سلطان ابراهيم عليه الرحمه گفت صاحب این مالکین
 مرا این کار نفرموده است که ازین چیز بدیم آن مرد طالب عنب غضب کرد تا زیاده
 بدست گرفت و بر سر سلطان مى زد سر فرود کرده گفت بزنی سر را که بسیار بے فریانی خدا
 کرده است مرد عاجز شد و باز گشت عاجز شد از بسیار زدن یا سلطان را شناخت عاجز گشت
 از ان زدن قوله وقال سهل بن ابراهيم رحمه الله صحبت ابراهيم
 بن ادهم رحمه الله فرضت فانفق على ثقفته فاشتغيت شهوة
 فباع حماره وانفق على فلما تمايكت قلت يا ابراهيم ابن الحمار فقال بعته
 فقلت فعلى ماذا اركب فقال يا اخى على عنقى فحملتى ثلثة منازل سهل بن ابراهيم
 عليه الرحمته والرضوان ميگويد سلطان ابراهيم را عليه الرحمته والمغفرة مصاحب شدم بعده
 رنجور گشتم او بر من انفاقى مى کرد روزى شهوتى را آرزو کردم لاشه داشت آنرا
 فروخت انفاق بر من کرد گشتم دیدم مى بینم فریست پرسیدمش در از گوش چه شد
 گفت فرو ختم گفتم تو او را فروختى من بر چه سوار خواهم شد گفت برگردن من سه روز بر خود سوار
 کرده بوده است.

ابوالفيض ذوالنون
 المصرى

قوله وسئلهم ابو الفيض ذوالنون المصرى واسسه ثوبان
 بن ابراهيم وقيل ابو الفيض بن ابراهيم وابوه كان نوبياً توفى
 فى سنة خمس واربعمين ومائتين فابى فى هذا الشأن واوحد
 وقتہ علماء ودرعا وحوالا وادباً سعوا به الى المتوكل فاستحضره المتوكل
 من مصر فلما دخل عليه وعظه فبكى المتوكل ورده مكرما وكان
 المتوكل اذ ذكر بين يديه اهل الورع يبكى ويقول اذ ذكر اهل
 الورع فبى هلابدى النون المصرى وكان رجلاً قلعوه حمة ليس

با بیض اللحمیة و بعضے ازاں مثل کچھ کہ قول و فعل او حجت است ذوالنون مصری است
 علیہ الرحمہ ابو الفیض کنیت اوست و نام او ثوبان و نام پدر او ابراہیم سید پوت
 بود کہ بسرخی زدے یگانہ وقت خویش بود در اں زماں بچو او کسے کم بود متوکل خلیفہ
 اں وقت بود سعایت ذوالنون کردند ہر گاہ اورا حاضر کردند و عطیے می گفت متوکل خلیفہ
 بگریست پس اں باغرا زواکرام باز گردانید بعدہ وقتے کہ ذکر اہل ورع افتادے
 ذوالنون علیہ الرحمہ را یاد کردے و گریستے قولہ سمعت احمد بن محمد
 یقول سمعت سعید بن عثمان یقول سمعت ذوالنون رحمہ اللہ
 یقول مدار الکلام علی اربع حب الجلیل و بعض القلیل و اتباع النزل
 و خوف التحویل ذوالنون علیہ الرحمہ فرمودہ است کہ کلام بر چہار چیز می گرد و یعنی مقرر
 او چہار چیز است بدین چہار چیز تمام او باشد حب الجلیل آنکہ بزرگ باشد اور اطاب
 باشی و خزان و آنچه سفلی و فرومایہ باشد و افتادہ و قلت باشد از ور و بگردانی و دل
 بدو ندہی و آنچه کتاب است فرمودہ است و در کتاب اللہ است ہاں گوئی و خوف آن
 باشد از آنچه توئی ازاں بگردانند و آنچه گفتہ شاید خلاف اں باشد برگفت کسے
 اعتماد کند چو اعتماد نہ کند ہر آئینہ مبہ لغت در تحقیق اں کوشد قولہ سمعت محمد
 بن الحسین رحمہ اللہ یقول سمعت سعید بن احمد بن جعفر
 یقول سمعت محمد بن سہل یقول سمعت سعید بن عثمان
 رحمہ اللہ یقول سمعت ذوالنون المصری رحمہ اللہ یقول من
 علامات المحبۃ للہ تعالی متابعت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و
 سلم فی افعالہ و اخلاقہ و اوامرہ و سننہ نشان محبت خدا است کہ متابعت
 محبوب او کنی یا متابعت محب او کنی محب ہرچہ کند برائے رضائے محبوب کند
 محبوب ہرچہ کند بداند ہرچہ میکنم مرضی اوست چو این محب بودہ باشد یا محبوب

بودہ باشد و گریے کہ اور دوست دار و سلوک محبان بشنود او ہم ہاں کند
 امید باشد کہ ازا بخاک اور رسیدہ است این ہم ہاں بخاک برسد قوله و سئل
 ذوالنون المصری رحمہ اللہ عن السفلة قال من لا یعرفنا طریقاً
 الی اللہ تعالیٰ ولا یعرفہ ذوالنون علیہ الرحمہ را از سفلی پرسیدند یعنی فرمایہ کسیت
 گفت ہر کہ رہ خدا نماند و اورا تعرفہ ہاں نباشد ہاں سفلا است قوله
 سمعت الشیخ اباعبدالرحمن السلییؒ یقول سمعت ابابکر محمد
 بن عبد اللہ بن ساذان رحمہ اللہ یقول سمعت یوسف بن
 الحسین رحمہ اللہ یقول حضرت مجلس ذی النون یوماً وجأ
 سالم مغربی زائرأ فقال له یا ابا فیض ما کان سبب توبتک فقال
 عجب لا تضيقہ قال محبوبک بمعبودک الا خبرتنی قال ذوالنون
 رحمہ اللہ اردت الخروج من مصر الی بعض القرى فمیت فی الطريق
 فی بعض الصحاری ففتحت عینی فاذا بقبرۃ عمیاء سقطت من
 وکرھا علی الارض فانشقت الارض فخرج منها سکر جتان احلھا
 ذهب والاخری فضة و فی احدیہما سمس و فی الاخری
 ماء فجعلت تاكل من هذا وتشرب من هذا فقلت حسبی قد
 لزمت تلبت والزمت الباب الی ان قبلنی سالم مغربی رحمہ اللہ زیارت البواہی لفضی
 آمد و پرسید سبب توبہ تو چہ بود گفت بگویم وے رطانت فہم تومیت گفت سو
 محبوب تو بر تو باشد گر آنکہ خبر کنی کہ سبب توبہ تو چیست ذوالنون رحمہ اللہ گفت
 از مصر بروں آدمم خواستم در ویہے بروم پس در بعض صحاری خفتم پس از خواب
 بیدار شدم چشمم کشودم دیدم پرنده خردے ضعیفے کورے از بالا کے و رخت
 بر زمین افتاد زمین پارہ شد و سکورہ بیروں آمدی کے ازاں زرویکے ازاں نقرہ

در یکجا کنجد و در یکے آب کنجد را چید آب آشامید و آن سکر جہا از پیش او غائب شد از بیجا و نتم
 خدا قادر است بغیر کسب کے از غیب رزق دہد و خدا قادر است بریں کہ زمین
 را پارہ کند و از چینین اعجوبہ بیروں آر د پس من باز گردم بخداے خود مرا
 رزق بے واسطہ بدد و عجائب قدرت مرا نماید آدم در بتم بخداے خود مشغول
 شدم آنکہ او مرا قبول کرد و قولہ سمعت محمد بن الحسن بن ^{اللہ} رحمہ
 يقول سمعت علی بن عمر الحافظ رحمہ اللہ يقول سمعت ابن
 رشیق رحمہ اللہ يقول سمعت اباہ جاندہ يقول سمعت
 ذ النون المصری رحمہ اللہ يقول لا استکن الحکمة معدة ملت
 طعاما ذوالنون مصری فرمودہ است شکمے کہ پر از طعام باشد و راں شکم
 حکمت کنجد قولہ و سئل ذوالنون عن توبہ فقال توبہ العوام
 من ذنوب و توبہ الخواص من الغفلة ذوالنون را از توبہ بہ
 پرسیدند گفت توبہ عوام از گناہ است و توبہ خواص از غفلت اگر یک
 ساعتی از خدا غافل شوند گوی گناہ کبیرہ کنند۔

قولہ و منهم ابو علی الفضیل بن عیاض خراسانی
 من فاجبة مرو و قيل انه ولد بسم قند و نشأ بایو سردو
 مات بمکہ فی الحرم سنة سبع و ثمانین و مائة سمعت
 محمد بن الحسن بن رحمہ اللہ علیہ يقول اخبرنا ابو بکر
 محمد بن جعفر رحمہ اللہ قال اخبرنا الحسين بن عبد اللہ
 العسكري رحمہ اللہ قال حدثنا ابن خنی زرعہ رحمہ اللہ قال حدثنا
 محمد بن اسحق بن راہویہ قال حدثنا عمار بن فضل بن موسی رحمہ اللہ
 قال كان الفضیل شاطرا یقطع الطريق بین ایسور و سمرخس

وكان سب توبته ان عشق جاریہ فیما هو یرتقی الجبل ہر ان
 الیہا سمع تالیاً یتلووا السمریان للذین آمنوا ان تخشع قلوبکم
 لذلکیر اللہ فقال یارب قد ان فرجع فاواه اللیل الی خربہ
 فاذا فیہا رفقة فقال بعضهم نرخل وقال بعضهم حتی
 نصل فان فضیلاً علی الطریق یقطع علینا کتاب الفضیل انہم
 وجاؤا الحرم بعضی ازاں مشایخ معتبر و متبع کہ در قول و فعل او اعتبار
 است خواجہ فضیل است رحمہ اللہ از خراسان بود از نواحی مرو گفتہ اند
 مولد او در سمرقند بود و انتشار او در اپور و دورکہ و در حرم کعبہ مرو فضیل
 بن موسی رحمہ اللہ حکایت کند سب توبہ فضیل چہ بود گفت فضیل مردے
 شاطر یعنی بازندہ یا وہ گرو چنانچہ جوانان می باشتند عورتے بود برو ابتلا
 داشت شبے برو بار ابرمی رود چنانچہ رسم این طائفہ است در انتشار این
 شنید کہے این میخواند السمریان للذین آمنوا ان تخشع قلوبہم
 بنور وقت آن نیامدہ است آن کسان کہ ایمان آوردند کہ خاشع شود دل ایشان
 بذکر خداے گفت یارب قد آن اے پروردگار من آمدہ است بازگشت
 و مجاور حرم کعبہ شد و ہا پنجامد شب بازگشت بور و خویش مشغول بود ناگاہ
 در ان مرعایہ می شود قوی کہ مسافر اند ایشان میگویند بگذریم تعجیل ترے اینجا
 فضیل مزاحم است بعضی می گوید صبح شود بگذریم فضیل میگوید مترسید من توبہ
 کردم در بعضی کتب سلوک حکایتے بریں مذکور ہے اند فضیل عیار بود مردان
 عیار با خود یار داشت و خود در باد یہ بعبادت مشغول بودے یاراں باستغاث
 اورہ زنی میگردند عورتے داشت در مرو کہ باوسے در ابتلاش بود ہرچہ حاصل
 کردے باوسے خرچ کردے شبے قافلہ در ان جاے کہ مقطع فضیل است میگذرت

کاروانیان با خود گفتند فضیل رحمہ اللہ رہنے خدا ترس است مقرر
خوش آوازے را بر شتر در شایم او قرآن را بالحن خوش بشنود و بدان متعلق
شود و ابگذریم مقرر را بر شتر شانند و او با و از بلند و صوت حسن قرآن را
میخواند آنجا رسیده بود آنستہ بیان للذین آمنوا ان تخشع قلوبکم
لذکر اللہ فضیل رحمہ اللہ این آیت بشنید فریاد بر آورد آمدہ است
آمدہ است از ایشان روے گردانید رہ شہر گرفت کے میان کاروانیان
میگوید تعجیل بگذرید کہ این مقام فضیل است فضیل رحمہ اللہ گفت بخاطر جمع
بروید چنانچہ شما از فضیل میگذرختید فضیل از شما میگریزد قوله وقال الفضیل
بن عیاض رحمہ اللہ اذا احببت اللہ عملا اکثر غمہ و اذا ابغض
عبد اوسع علیہ دنیا فضیل رحمہ اللہ گفت است چون
خداے تعالی بندہ را دوست دارد غم خویش در دل او بسیارست و چون
بندہ را دشمن دارد دنیا بروے فرخ کند قوله وقال ابن المبارک
رحمہ اللہ اذا مات الفضیل ارتفع الحزن ابن مبارک رحمہ اللہ
گفت است چون فضیل رحمہ اللہ مرد حزن از جہاں رفت گوی تمام حزن
جہاں بمرداشت اسباب حزن بسیار است اگر بنویسم کتاب دراز شود قوله
وقال الفضیل رحمہ اللہ لو ان الدنیا جمل نیرھا عرضت
علی ولا احاسب بہا لکن اتقدر ہا لکما اتقدر احدکم
الجيفة اذا مر بہا ان تصیب ثوبہ فضیل گفت رحم اگر تمام دنیا
بمن دہند و گویند ترا بمقالہ این حساب نخواہد بود و ترا برین حساب حساب
چنان از وزننگ دارم چنان ازو بہر پیوستہ باشم چنانچہ یکے از شما در ایرا
پیش کند از وزننگ دارد و چون یکے از شما بگذرد بہتر سد کہ نباید جا

بدان مردار برسد ہر چند دنیا ترا دہند و برال حساب نباشد ^{تشت} وقت و خرچ و دخل نقد وقت او باشد ^{قوله} وقال الفضیل ^{رحمہ اللہ} لو حلفت انی مرأء احب الی ان احلف انی لست بمراء و قال ترك العمل لاجل الناس هو التریاء والعمل لاجل الناس هو الشرك فضیل رسمہ افندگفتہ است این کہ من سوگند خورم بریں کہ مرائی ام بہتر باشد نزدیک کہ من کہ سوگند خورم بریں کہ مرائی نہ ام یا صفت نفس است ہر چند کہ از و دور کردہ باشی و لیکن در و این تمیز باشد البتہ خواہد کہ نماید ^{قوله} وقال ترك العمل فضیل رحمہ اللہ فرمودہ است اگر کسی ترک عمل کند بریں کہ کسے اور امرائی گوید این ترک عمل اور یا بود و اگر بہا شر عمل شود بر یا آن شرک ^{باشد} ^{قوله} وقال ابو علی الرازی رحمہ اللہ صحبت الفضیل رحمہ اللہ ثلاثین سنۃ ما رأیتہ ضاحکاً ولا متبسمًا ولا متبشراً الا یوما مات ابنہ علی فقنت لہ فی ذلک فقال ان اللہ تعالی احب امرأ فاحببت ذلک ابو علی را زی رحمہ اللہ علیہ میگوید سی سال صحبت فضیل رحمۃ اللہ علیہ بودم اور اضا عاک و متبسم و متبشہ ندیدم مگر آن روز کہ سپر او علی نام بود مرد آن روز خوشاں دیدم پر سیدمش گفت خدا کارے و دست داشت من ہم موافق او دوست داشتم ^{قوله} وقال الفضیل رحمہ اللہ اخ لا عصی اللہ تعالی فاعرف ذلک فی خلق حماری و خادہ می گے باشد خدا را گنہ کنم خیرے کہ دارم و خاوسے کہ دارم اطاعت من نکنند سوء خلق و ایشاں ظاہر شو و آن اثر شو بے معصیت من باشد

^{قوله} ومنہم ابو محفوظ معروف بن ذیر و ذالکری رحمہ اللہ کان من المشائخ الکبار حجاب الدعویۃ یستسفی

ابو محفوظ معروف
بن ذیر و ذالکری

بقبرہ یقول البغل دیون قبر معروف رحمہ اللہ تریاق مجرب
 وهو من موالی علی موسیٰ الرضا رضی اللہ عنہ مات سنۃ
 مائتین وقل احدی ومائتین وكان استناد السری السقطی
 رحمہ اللہ وقد قال له يوماً اذا كانت لك الى الله حاجة
 فاقسم عليه بي و بعضی ازان معتبران ومعتبران خواجہ معروف
 فیروز کرخی است و او سبب الدعوة بود تا آنکہ ہر کسے حاجتے بتربت او گوید
 حاجت او بر آید تا آنکہ بغدادیاں گویند قبر خواجہ معروف رحمہ اللہ تریاق مجرب
 است و او از موالی علی رضا است رضی اللہ عنہ و تاریخ مائتین گذشت تبو
 کہ او وفات یافت علی ہذا او ہم تبع تابعین است و شیخ سہری رحمہ اللہ گفته
 است اگر حاجتے از خدا بخوای خدا را سوگند من بدہ یعنی چنانچہ میگویند
 الہی بمرمت دوستان خویش الہی بمرمت النبی وآلہ سبحناں گو الہی بمرمت
 خواجہ معروف کرخی و از عربیت این معنی آید چنانچہ یکے دیگرے را گوید
 فلاں بہ سر فلاں چنینی کارے کن و اینجا آن مرادداشت کہ گفتم این اقسام سبیل
 بریں کند کہ معروف علیہ الرحمہ از محبوبان بود پس این اقسام محبوبی باشد
 قوله سمعت الاستاذ ابا علی الدقاق رحمہ اللہ یقول کان
 معروف رحمہ اللہ ابواہ نصرانیین فسلموا معروفاً الى
 مودّ بہم وهو صبی وکان المودّ ب یقول قل ثالث ثلاثہ
 ویقول المعروف بل هو الواحد فصری بہ المعلم یوما ضربا
 مبرحاً فہرب معروف رحمہ اللہ وکان ابواہ یقولان
 لیتہ یرجع الینا علی ایّ دین شاء فنوافقہ ثم اذہ المسلم
 علی یدی علی بن موسیٰ الرضا ورجع الی منزله فلدق الباب

فقيل من بالباب فقال معروف فقالوا على اي دين فقال
 على الدين الحنيفي فاسلم ابو اوه شيخ قدس الله روحه ميگويد از
 استاد ابو علی وفاق رحمه الله شنیدم مادر و پدر معروف رحمه الله نصرانی بودند اورا
 با استاد نصرانی تسلیم کردند استاد اورا تعلیم کرد و گفت بگو هوذا لث ثلثه معروف
 رحمه الله گفت بل هو الواحد بلکہ او یکے است استاد نصرانی بزوش و سخت بزوش
 از و گریخت پیش علی رضارضی الله عنه آمد اسلام آورد و بر مادر و پدر رفت و نزد
 ایشان گفتند کیستی گفت معروف گفت منبر کد ام دینی گفت بروین اسلام
 مادر و پدر و رول طلبیدند و خود ہم مسلمان شدند قوله سمعت محمد بن
 الحسين رحمه الله يقول سمعت ابا بكر الرازي رحمه الله
 يقول سمعت ابا بكر المحرمي رحمه الله يقول سمعت سري
 السقطي رحمه الله يقول رأيت المعروف الكرخي رحمه الله
 في النوم كأنه تحت العرش فيقول الله تعالى الملكة من
 هذا فيقولون انت اعلمين انت فيقول هذا معروف الكرخي
 سكر من جى فلا يفيق الا بقاء سري رحمه الله ميگويد معروف عليه السلام
 را بعد نقل در خواب دیدم گوئی او در زیر عرش ایستاده است خداوند تعالی
 از فرشتگان می پرسید این کیست گفتند الهی تو بهتر میدانی گفت این
 معروف کرخی است رحمه الله دست دوستی من است بسیار نشود جز بقاء
 من مگر میگوید که این من است که هیچ وقت بسیار نشود قوله وقال معروف
 رحمه الله قال لي بعض اصحابه اد اورد الطائي اياك ان
 تترك بسرك العمل فان ذلك الذي يقربك الى رضامولاك
 فقلت وما ذلك العمل فقال دوام الطاعة لربك وحرمت

المسلمین والنصيحة لهم معروف کرخی رحمہ اللہ گفتہ است بعضی
اصحاب داود طائی رحمہ اللہ مرگفتند زینہار عمل را ترک نیاری بسبب صفاً
سرتے کہ ترا با خدا است زیرا چہ این اعمال مقرب بسوی خداست و
رضاء خدا بدل است معروف کرخی رحمہ اللہ پرسید آن عمل چیست گفت
ہمارہ طاعت خدا کنی و مسلمانان را حرمت داری و ہمارا نصیحت ایشان
کنی ہا نیچہ گفتہ اند المتظیم لا مر اللہ والشفقة علی خلق اللہ و در بعض
سخ لفظ بسترک نیفتادہ است معنی درست ہمان است و اگر باشد آن
معنی ہم عنایت کردم و اگر بسترک باشد یعنی خواہی از مردمان پوششی و ترک
آری نہ از سبب این ترک میار قولہ سمعت محمد بن الحسین
رحمہ اللہ یقول سمعت محمد بن عبد اللہ الرازی رحمہ اللہ
یقول سمعت علی بن محمد بن عبد اللہ الدلال رحمہ اللہ
یقول سمعت محمد بن الحسن رحمہ اللہ یقول سمعت ابی
رحمہ اللہ یقول رأیت المعروف الکرخی رحمہ اللہ فی النو
بعد موته فقلت ما فعل اللہ بک فقال غفر اللہ لی
فقلت بزهدک اروعک فقال لا بقبولی مو عظمتہ ابن
السماک رحمہ اللہ ما قال معروف کنت ماراً بالکوفہ
فوقفت علی رجل یقال له ابن السماک وهو یخط الناس
فقال فی خلال کلامہ من اعرض عن اللہ بکلیۃ اعرض اللہ
عندہ نجملة ومن اقبل علی اللہ بقلبه اقبل اللہ برحمته
الیہ واقبل نجممیع وجوہ الخلق الیہ ومن کان مرۃ ومرۃ
فاللہ یرحمہ وقتا وقتا علیہ فوقع کلامہ علی قلبی واقبلت

علی اللہ تعالیٰ وترکت جمیع ما کنت علیہ الا خدمت مولای
 علی بن موسی الرضا علیہ السلام و ذکر تہذا الکلام
 لمولای فقال کیفیک بهذا مو عظمت ان
 تعظمت محمد بن الحسین رحمۃ اللہ علیہ میگوید معروف کرخی را رحمہ اللہ
 بعد مرون او در خواب دیدم پر سیدمش خدا با تو چه کرد معاملہ گفت پیامر زید
 گفت بسبب زہد و ورع گفت نہ نصیحت ابن سماک را قبول کردم و
 آنرا بعمل داشتم خدا پیامر زید و آن نصیحت چه بود در راہ می گذشتم
 ابن سماک رحمہ اللہ مردمان را پسند می دادے این سخن گفت ہر کہ از
 خدا بہ تمامی خویش اعراض کند خدا نیز بجمہلت از و اعراض کند
 و ہر کہ بدل بکلیہ خویش سوے خدا اقبال کند خدا بدل او بر حمت خویش
 اقبال کند ضمیر بجمہلتہ یا با اللہ یاد کرد و یا بدان معرض خدا بجمہلتہ رحمت خویش
 از و اعراض کند این سخن پسند آوردم بر مولای خویش علی رضارضی اللہ
 عنہ او گفت اگر بدین سخن پسندگیری لعنہ باشد ترا این مو عظمت پسند
 و گرا احتیاج نماید قولہ اخبرنی بہذا الحکایۃ محمد بن الحسین شیخ قدس اللہ
 سرہ میگوید این حکایت بر من محمد بن حسین گفتہ است قولہ قال
 سمعت عبد الرحیم بن علی الحافظ بغلادی رحمہ اللہ
 یقول سمعت محمد بن عمر بن الفضل رحمہ اللہ
 یقول سمعت علی بن موسی رحمہ اللہ یقول سمعت
 السری السقطی رحمہ اللہ یقول سمعت معروف فاقول
 ذالک و قیل لمعروف فی مرض مو تہ ارض فقال اذا
 مت فتصدقوا بقمیصی هذا فانی اری ان اخرج من
 الدنيا

عرباناً لما دخلتها عربياً ناراً ومرتسقاء يقول رحمه الله من
 يشرب هذا الماء وكان صائماً فقد شرب فقيل له السح
 مات صائماً فقال بلى ولكن رجوت دعاءه معروف رحمه الله كفتند
 ومرض موت وصيته كن كفت پیر این مر اصدقه و مسید پیر دنیا پیر مسینه آمده
 ام از دنیا برهنه روم و روزی معروف رحمه الله بر سقا گذشت مگر سقا شخصه
 معروف معتدبه بویا خود هر سقا که بود سقا کفت رحمت کند خداى تعالى که
 را که این آب خورد و معروف صائم بود آن آب خورد و کفتند تو صائم بودى
 آى و لکن دعا را اورا امیدوار شتم

ابو الحسن السرى
 بن مفضل السقطى

قوله ومنهم ابو الحسن السرى بن الطفاس السقطى
 رحمه الله خال الجعيد واستاذه وكان تلميذ معروف
 الكرخى كان ارحم زمانه فى الورع والاحوال السنیه وعلو
 التوحید بعضه ازان مثل سرى السقطى است بزرگ و آن رحمه الله خدا
 بنید است و اتنا و جنید و شیخ سرى سقطى شاگرد معروف کرخى بود رحمه الله
 یگانه روزگار بود و ورع و احوال و مقامات عالیه و اسرار توحید قوله
 سمعت محمد بن الحسین رحمه الله يقول سمعت عبد
 بن علی الطوسی رحمه الله يقول سمعت ابا عمیر بن علوان
 يقول سمعت ابا العباس بن مروق رحمه الله يقول قال بلغنى
 ان السرى السقطى رحمه الله كان یكون فى السوق وهو
 من اصحاب معروف الكرخى رحمه الله فجاءه معصوم بن
 یوما و معه صبی یتیم قال اکس هذا الیتیم قال سرى
 فکسوته ففرح به معروف و قال بغض الله الیتیم الدنيا

واراحات مما انت فيه قال فقيمت من الحانوت وليس
شي ابغض الي من الدنيا وكل ما انا فيه من بركات معروف
رحمه الله سری رحمه الله در بازار بدکان نشسته بود و معروف رحمه الله
با کود کے بیٹھے آمد معروف سری را گفت این کودک را پویشاں مگر انداش
برسند بود سری پویشاں نے معروف رحمه الله علیہ دعا کر دی کہ خدا تعالیٰ
دنیا را بر تو دشمن گرداند یعنی دل تو دنیا را دشمن دارد و از آن بچہ تو دور آئی بر اندازا حک
را منقوط ہم درست آید و غیر منقوط ہم سری رحمه الله علیہ میگوید از دکان خواستم
و هیچ شی نزدیک من دشمن ترا از دنیا نبود و ہرچہ مرا ہست از برکت دعا
معروف است قولہ سمعت الشيخ ابا عبد الرحمن السبکی رحمہ اللہ
يقول سمعت ابا بکر السرازی رحمه الله يقول سمعت ابا
عمر الا نماطی رحمه الله يقول سمعت الجندی رحمه الله
يقول ما رأيت ا عبد من السري رحمه الله انت عليه
ثمان وتسعون سنة ما يرضي مضطجعا الا في علة الموت جنيد رائع
رحمہ اللہ میگوید سچ کیے را عابد ترا از سری ندیدم رحمہ اللہ نو ہشت سال
برو گذشت سچ وقتے اور اور تکیہ ندیدم مگر در علت موت کہ او بخلطید
قولہ و یحکی عن السری رحمه الله انه قال التصوف اسم
لثلاثة معانی وهو الذی لا یطغی نور معرفتہ نور و رعدہ
ولا یتکلم بباطن فی علم یتقضہ علیہ ظاہر الکتاب ولا تحملہ
الکرامات علی ہتک استار محارمہ اللہ مات السری سنة
سبع و خمسين و مائتین سری گفت رحمہ اللہ تصوف نام است مر
معنی را یعنی وقتے کہ آن سے معنی جمع شود انکہ تصوف باشد و اس سے معنی چیت

نور معرفت اور نور و عرف اور افروز نشاند و سخن نگوید در علم معرفت و حقیقت کہ آزا نشانند
ظاہر کلام اللہ مخالف باشد و اگر خارقے درو پیدا باشد این نباشد
کہ خوارق او بہتک اتنا محارم اللہ کند بہتک محارم صیبت تعظیم اور ترک
آرد و بر مواجب او نرود اگر در نفس او چیزے زاید بدال چنداں الگفائے
نکند قولہ مات السری رحمہ اللہ سری از ہجرت و وصیت پنجاہ ہفت
سال مرد پس اوتبع تابعین نباشد گر ازین جہت کہ معروف را در یافتہ بود
ہرچہ در بابہ است تابعین است ہرچہ در وصیت است تبع تابعین بعداں
تبع تابعین نماز قولہ سمعت الاستاد اباعلی اللہ اللہ اللہ
یحکی عن الجنید رحمہ اللہ انہ قال سالنی السری رحمہ اللہ
یوما عن المحبۃ فقلت قال قومہوا المواقفۃ و قال قومہوا ایثار
و قال قوم کذا و کذا فاخذ السری جلد ذراعہ و رماہا فلم یتمتد
ثم قال و عزتہ لوقلت ان ہذا الجلد یبست علی ہذا العظم
من محبتہ لصدقت ثم عشی علیہ فلون وجہہ کانہ تمر
مشرق و خان السری رحمہ اللہ بہ ادمۃ ابو علی فان رحمہ اللہ از جنید
علیہ الرحمۃ حکایت مسیکہ و گفت روزے سری علیہ الرحمۃ مرا از محبت پرسید
جنید علیہ الرحمۃ گفت قومے عبارت از طاعت کردہ اند و موافقت و قومے
از ایثار و بذل سری رحمہ اللہ دست بر پوست بازوے خود زد و پوست با تنخواں
دست چنان خشک متصل شدہ بود کہ بر نیامد سری رحمہ اللہ گفت اگر گویم پوست
من بدین استخوان من بجمبت او خشک شدہ راست گفتہ باشم این سخن گفت
بیہوشانہ افتاد و رنگ روے او همچو نورمہ و رخشدہ گشت و او بزرگ اصل
خویش بزرگ بود قولہ یحکی عن السری علیہ الرحمہ انہ قال

منذ ثلاثين سنة في الاستغفار عن قولي الحمد لله مرة قيل
 وكيف ذلك قال وقع بيغلا دحريق فاستقلني احد فقال
 لي نجا حانوتك فقلت الحمد لله فمئذ ثلاثين سنة انا
 ناد على ما قلت حيث اردت لنفسى خيرا مما للمسلمين ترى رحمته
 گفته است سى سال استغفار کردم از آنکه یکبار را الحمد شد گفتم پرسیدند چون باشد
 گفت یکبار سے و ربا ز آتش افتاد و کانہا سوخت کے مرا گفت و کانہ
 تو سلامت است من گفتم الحمد لله اکنون پشیمانم بدانچه مسلمانان را زیان باشد
 و من خورا بہتر از ایشان دانستم و گفتم الحمد لله بقوله قال سمعت ابا بکر الرضی
 رحمہ اللہ يقول سمعت ابا بکر بن الحری يقول سمعت السری انه
 قال انا نظرت في انفى في اليوم كذا مرة فخافة ان يكون قلا سود
 و جہی خوف من الله لو ان يسود صورتي لما اتعاطاه سرى ميگويد
 رحمہ اللہ روز سے چند بار رو سے خود را پنجم خوف آنکہ نبايد سياه شدہ باشد
 سبب کار سے کہ از من مي آيد الف گفتم است وجہ مراد داشته است
 معلوم است کہ انہ را تحفہ رو سے گویند مقصود اين وارو بدان حد خوف و بديا
 حد تحفظ و متفحص وقت خود بودے کہ آن قدر خوف داشت اين بدانی ہر کہ
 با خدا مقرب است از بہار و ربے بيار باشد قوله سمعت محمد
 بن الحسين الخشاب رحمہ اللہ يقول سمعت جعفر بن
 محمد بن نصير رحمہ اللہ يقول سمعت الجعيد يقول سمعت
 السرى رحمہ اللہ يقول اعرف طريقا مختصرا قصدا الى الجنة
 فقلت له ما هو فقال لا تسال من احد شيئا ولا تأخذ
 من احد شيئا ولا يکن معك شيء تعطى اجلا جنيده رحمۃ اللہ

میگوید از سری علیہ الرحمہ شنیدم گفت رہے مختصرے نزدیک سوسے
 بہشت میں انم گفت چیت آن گفت از کے چیزے بخواد و از کے چیزے
 گیر و اگر کے چیزے خواہد با تو آن نباشد کہ چیزے دی قولہ سمعت
 عبد اللہ بن یوسف الاصفہانی رحمہ اللہ بقول سمعت
 ابانصر السراج الطوسی رحمہ اللہ بقول سمعت جعفر بن
 نصیر رحمہ اللہ بقول سمعت المجتہد بقول سمعت السری
 رحمہ اللہ بقول استتھی ان اموت ببدل غیر بغداد فقیل
 له ولماذا فقال اخاف ان لا تقبلى قبرى فانتضع جنيد
 رحمه الله فيكون من سري عليه الرحمه شنيدم کہ میگفت آرزو دارم کہ غیر بغداد
 جاے میرم می ترسم کہ زمین گور من مرا قبول نکند و مرا برون
 اندازد و میان اقران و اہل خویش فضیحت شوم قولہ سمعت عبد اللہ
 بن یوسف الاصفہانی رحمہ اللہ بقول سمعت ابا الحسن

بن عبد اللہ بن طوسی الطرطوسی رحمہ اللہ بقول سمعت ^{ن عبد اللہ}
 المجتہد رحمہ اللہ بقول سمعت السری رحمہ اللہ بقول ^{الطرطوسی}
 اللهم مهما عذبتني بشئ فلا تعذبني بذل الحجاب جنيد
 رحمه الله فيكون من سري عليه الرحمه شنيدم کہ می گفت الہی بہرچہ عذاب کنی
 مرا بکن بگر بذل حجاب عذاب کنی ہر حجاب شد ذل شد و بیچ عذابت تر
 ازین نیست کہ از محبوب خویش محبوب ماند قولہ و سمعت عبد اللہ
 بن یوسف الاصفہانی رحمہ اللہ بقول سمعت ابا بکر
 الرازی رحمہ اللہ بقول سمعت الحریری رحمہ اللہ بقول
 سمعت المجتہد رحمہ اللہ بقول دخلت يوما على المري

وہو کی نقلت ما یلیک فقال جاء تني البارحة الصبية فقالت
 انی یا ابنت هذه ليلة حارة وهذا الكوز اعلقه هلمنا شمائه
 حملتني عيناى صمت فرأيت جاريت من احسن الخلق قلت
 من السماء فقلت لمن انت قالت لمن لا يشرب الماء الملبس
 فى الكيزان وتناولت الكوز فضربت به الارض قال الجني
 رحمه الله فرأيت الخنزف المكسور لم يرفع ولم يمسسه
 حتى عفى عليه التراب جنيد خلد ميگويد برى عليه الرحمه رقتى منى ميمى كرى ارباب
 كرى پر سپيدم گفت دخترے آمدورين معلقه اين كوزه را آویخت گفت
 مگر گرم است آب سرد شود وقت سحر بخوری ختم در خواب رقتى دیدم دختر کے
 در غایت حسن و جمال از آسمان فرود آمد اورا پر سپيدم برائے کہ فرود آئندہ
 گفت برائے کسے کہ کوزه در معلقہ نہ بہ تا آب سرد شود و در سحر بخور و ايا
 سخن گفت و کوزه را بر زمین زد بشکست پر کا لہا، کوزه شکستہ در زمین
 ماند تا آنکہ خاک بر آن پر کا لہا افتاد پویشيدہ شد اين احتمال دارد کہ او
 بخدا چنان مشغول است کہ پرواے آن ندارد کہ آزاد و کند يا برائے
 تشبیرہ خویش را دور نمی کرد۔

ولضر بشيرين
 الحرفش عاني

قوله ومنهم ابو نصر بشير بن الحرث الحافى اصله من
 مرو وسكن ببغداد ومات بها وهو ابن اخى علي
 بن خشر ومات سنة سبع وعشرين ومائتين وكان
 كبير الشأن وكان سبب توبته انه اصاب في الطريق
 كاذبا مكتوبا عليها اسم الله تعالى وطشها الاقلام
 فاخذها واشترى بدرهم كان معه غالية فطيب

بہا الکاغذ وجعلہا فی شق حائط فزای فیما یری الناس کانت
قائل یقول لہ یا بشر طیب اسمہ لا طیبت اسمک فی الدنیا
والآخرة بعضے کہ قول و فعل ایشان متبع است ابو نصر بشر بن الحرث حانی است
اصل او از مرواست و مسکن او بغداد است و ہم در بغداد مردہ است و او شریف
بود زیرا چہ مادر بشر خواہر علی خشرم است رحمہ اللہ و او سیدے حسنی است غرض از
کہ اورا نسبتے باہل بیت است و دروے یک شرف این ہم است و ویست
ست ہفت سال از ہجرت بود کہ مردہ است این ہم قرین تبع تابعین باشد
چنانچہ سری رحمہ اللہ در کار دین و در ورع و تقوی بس مرتبہ بلند داشت و سبب توبہ
او میگویند در رہ کاغذ افتاد بود در پائمال مردان آن را برگرفت در مے باوسے
بود غالیہ خرید و بیداں کاغذ انداخت و در شوق و یوارے داشت شب را در
خواب دید کہ نام مارا خوشبوے کردی ما نام ترا در دنیا و آخرت خوشبوے کردیم بیدا
شد و در آنچه بود توبہ کرد بخداے مشغول شد و سبب توبہ او نوع دگر ہم نویسند
او کاغذے یافت در ان نام خدا بود و او پائمال می شد اورا برگرفت و خوشبوے
کرد و در گوشہ داشت دوم روزان شمارہ شستہ با پاراں در ان کار بود شخصی
آمد بر در بشر آواز داد بشر پائے برہنہ بیرون آمد او گفت خدا تعالی گفتہ است تو
نام مارا خوشبوے کردی و تعظیم داشتی ما نام ترا در دنیا و آخرت معظم کردیم و خوشبوے
کردیم او ہما سجا استادہ پا برہنہ توبہ کرد و بخدا مشغول شد و البتہ بعد از ان
پا افزاز نپوشید گفت مرا ہماں حال خوش می آید کہ با خدا آشتی کروم قولہ سمعت
الاستاذ ابا علی اللّاق رحمۃ اللہ علیہ یقول مر بشر ببعض
الناس فقالوا هذا الرجل لا ینا ربنا اللیل کلہ ولا یقطر الا فی
کل ثلثۃ ایام مرۃ فبکی بشر فقیل لہ فی ذلک فقال انی لا اذکر

انی سہرت لیلۃ کاملۃ ولا انی صمت یوما لسم افطر من اللیۃ ولكن
 اللہ سبحانہ یلقی فی القلوب اکثر مما یفعلہ العبد لطفاً منہ
 سبحانہ وکسما ثم اندہ ذکر ابتداء امر کیف کان علی ما ذکرنا
 ابو علی دقاق رحمہ اللہ گفت بشر علیہ الرحمۃ بعض مردمان می گذشت ایشان ^{گفتند}
 این مردے است کہ تمام شب بیدار می باشد و بعد سے روز افطار می کند بشر
 علیہ الرحمۃ این سخن بشنید و می گریست سبب گریہ پرسیدند گفت خداوند سبحان
 و ردل مردمان القامی کند بیش از آنکہ بندہ می کند سبب لطفی و کریمی کہ دارد
 پس آن شب اصلاً نخفت و بعد سوم روز افطار می کرد و قولہ سمعت الشيخ
 ابا عبد الرحمن السلی یقول محمد بن عبد اللہ السرازی یقول
 سمعت الشيخ ابا عبد الرحمن بن ابی حاتم رحمہ اللہ یقول
 بلغنی ان لبشر ابن السحرث الحانی رضی اللہ عنہ قال رأت النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام فقال لی یا بشر ادری باسم
 رفعت اللہ من بین اقرانک قلت لا یا رسول اللہ قال باتباعک
 بسنتی وخدمتک للصالحین و نصیحتک لاکوانک و محبتک
 لاصحابی و اهل بیتی بلغک منازل الابرار شبہ و خواب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم با بشر رحمہ اللہ گفت میدانی خدا سے تو ترا بمرتبہ بلند
 بچہ رسانید گفت نمی دانم یا رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم رسول علیہ السلام فرمود
 بسبب آنکہ پس روی سنت من کردی و مردمان عمل را حرمت داشتی و بیاران
 ہم کار صحبت کردی و بیاران مراد و رت داشتی و اہل بیت مراد و رت گفتم
 و در بعض نسخ اقارہ است و نصیحتک لاکوانک ہم معنی درست و لایق
 است ہیں کار بود کہ ترا مقام ابرار رسانید قولہ سمعت محمد بن

الحسين رحمه الله يقول سمعت محمد بن عبد الله الرازي يقول سمعت بلال الخواص رحمه الله يقول كنت في تيه بني اسرائيل فاذا رجل قام عندي فتعجب ثم الهمت انه الخضر فقلت له بحق الحق من انت فقال اخوك الخضر فقلت ان اريد ان اسالك فقال سئل فقلت ما تقول في الشافعي رحمه الله قال هو من الاوتاد فقلت ما تقول في احمد بن حنبل قال رجل صدق قلت فيما تقول في بشر بن الحرث فقال سمعته خلق بعدك مثله فقلت باي وسيله رايتك فقال ببرك بامك بلال خواص رحمه الله ميگويد در تيه بني اسرائيل بودم ناگاه مردی بشر آمد پس عجب پنداشتم که بيايد که آمد بعده در دل افتاد که اين خضر است گفتم بحق حق راست گوئی که گفتم بر او تو ام خضر رحمه الله گفتم مرخوش می آيد که از تو چیزی پرسم گفت پرس گفتم در حق شافعي چه ميگوئي او چه مرتبه دارد گفت او مرتبه اوتاد دارد گفتم در باب احمد حنبل رحمه الله چه می گوئي گفت او مردی صديق است گفتم در باب بشر چه می گوئي گفت بعد او مثل او نباشد ناوړه است گفتم که ام کار نيک کردم که با تو ملاقات کردم گفت باور خود بار بوده بدین ملاقات شدي قوله سمعت الاستاذ ابا علي رحمه الله يقول اتى بشر الحافى باب المتعاف بن عمران فذق عليهم الباب فقبل المعافى من انت فقال بشر الحافى رحمه الله فقال بنية من دخل اللد لو اشتريت نعلا بد اتقين لذهبك عنك اسم الحافى اخبرني بهذا الحكاية محمد بن عبد الله الشيرازي

رحمہ اللہ گوید بشر حافی برور معاف عمران آمدور کوفت گفتند کیستی تو گفت
بشر حافی دختر معاف از درون خانہ گفت اگر بدو و آنگ نعلین خری این اسم
حافی از تو بود و این حکایت را بشر خود می گفت کہ آن دختر مرا این سخن گفت
و این دلیل بر شکستگی بشر و قبول سخن حق باشد قوله قال حدثننا عبد الغفر
بن الفضیل رحمہ اللہ قال حدثنی محمد بن سعید رحمہ اللہ قال
حدثنی محمد بن عبد اللہ قال سمعت عبد اللہ المغازی رحمہ اللہ يقول سمعت
بشراً یذکر هذه الحکایة و سمعت محمد بن الحسین رحمہ اللہ
يقول سمعت ابا الحسین الجعفی رحمہ اللہ يقول سمعت ابا
نقول سمعت الحسن مسوحی يقول سمعت ابا الفضل العطا
رحمہ اللہ يقول سمعت احمد بن علی الدمشقی رحمہ اللہ يقول
قال لی ابو عبد اللہ بن الجلاء رحمہ اللہ علیہ رايت ذ النون
و كانت له العبارة و رايت سفلاً و كانت له الاشارة و ترا
بشر بن الحرث و كان له الورع ثقيل له فالی من كنت تمشي قال بشر بن الحرث استاذنا
عبد بن جلاء ميگويد ذ النون رحمہ اللہ و رايت اومر و صاحب عبادت بود یعنی سخن که از او پرسیدند بعبارة
بيان کرده و سهل را رحمہ اللہ و رايت اومر صاحب اشارت بود حقائق و معارف
را اشارت کرده بعبارة بيان نکرده و بشر را رحمہ اللہ و رايت اومر و رايت
او بود پرسیدندش میان این هر سه ميل یک داری گفت بشر ادا است
قوله وقيل انه انتهى الباقي سنين فلم ياكله فرؤى
في المنام بعد وفاته ثقيل له ما فعل الله تعالى بك فقال
غضبي وقال كل يامن لم ياكل لاجلنا واشرب يامن لا
يشرب لاجلنا بعد من او در خواب دیدند گفتند خدا با تو چه کرد گفت هر

باقی داشتیم و برائے خدا را نخوردیم این جو کس و شهوت نفس دشمن
 خداست خداوند تعالیٰ پیام زید مرا و گفت هر چه خوش آید بخور اے کسے
 کہ هر چه خوش آمد از کرده ما نخوردی بیاشام آن قدر که خوش آید و آنچه
 خوش آید شیر و شہد و شراب اے کسے کہ از کرده ما نیا شامیدی سخن
 دریا کول بود مگر آب ہم نفس را سیراب ہواے نفس ندا وہ است قوله
 اخبرنا الشيخ ابو عبد الرحمن السلتی قال اخبرنا عبد الله
 بن عثمان بن يحيى رحمه الله قال حدثنا ابو عمرو ابن سماء
 قال حدثنا محمد بن عباس رحمه الله قال حدثنا
 ابو بكر بن بنت معاوية رحمه الله قال سمعت ابا بكر
 بن عفان رحمة الله عليه يقول سمعت ابشر بن الحرث
 رحمه الله يقول انى لا شهتى الشواء منذ اربعين سنة
 ما صفالى ثمنه وقيل لبشر رحمة الله بائى شئ ياكل الخبز
 فقال اذكر العافية واجعلها ادا املك بشر حافی رحمه الله
 گفت چهل سال آرزوے بریاں داشتیم مرا و چه بے شبه نشد کہ آن را
 بخرم نخورم قوله وقيل لبشر گفته شد مر بشر را انان بچه خورد گفت انان
 از وجه حلال کن و عاقبت را انان خورش ساز و معنی و گران برائے چه خورد
 برائے قوام بنیہ را یا برائے چه خورد بشر رحمه الله گفت عاقبت را یا و کن
 و آنرا انان خورش ساز چنانکہ گیرند را گویند انان خشک در کای انداز و چند
 بخاکه آن انان نا خورش شود قوله اخبرنا محمد بن الحسين
 قال اخبرنا عبد الله بن عثمان رحمه الله قال حدثنا
 ابو عمرو ابن سماء رحمه الله قال حدثنا عمر بن سعيد

قال حدثنا ابن ابی الدین قال قال رجل لبشر الحکایة و
 قال بشر لا یحتمل الحلال السرف بشر رحمہ اللہ گفتہ است
 حلال احتمال نکند اسراف را یعنی در محل خرچ شود قوله و سرفی لبشر
 علیہ الرحمة فی المعنا و فقیل له ما فعل اللہ بک فقال غفر
 و اباح لی نصف الجنة و قال لی یا بشر لو سجدت لی علی البصر
 ما ادیت شکر ما جعلت لک فی قلوب عبادی و قال
 یا بشر لا یجد حلاوة الآخرة رجل یحبت ان یعرفہ الناس
 بشر رحمہ اللہ در خواب دیدند گفتند خدا با تو چه کرد گفت نیمے بہشت مرہاج
 کرد و گفت اے بشر اگر بر آتش مرا سجدہ می کردی شکر آنکہ گردا سیدم من
 تر اور وہاں بندگان سجا نمی آوردی قوله و قال یا بشر مردے کہ در دل او آن باشد
 کہ مردمان اورا بشناسند حلاوت آخرت نیاید۔

قوله و منهم ابو عبد اللہ بن الحرث بن اسد المجاشعی
 رحمہ اللہ عدیہ النظر فی زمانہ علماء و ورعاً و معاملہ و حالاً بصری
 الاصل مات ببغداد سنة ثلث و اربعین و مائتین قیل
 انه ورت من ابیہ سبعین الف درہم فلم یأخذ منه شیاً
 لان اباه کان یقول بالقدر فرأی فی الورع ان لا یأخذ من میراثہ
 شیاً و قال محبت التروایة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال لا
 یتوارث اهل ملتین شیاً بشئ بعضہ ازاں معتبران و معتدیان کہ قول و
 فعل ایشان در دین حجت است حرث مجاشعی است علیہ الرحمہ و الغفران مبالغتہ
 و ورع داشت پدر او مرد مہفتاد ہزار درہم گذاشت عارث میراث نگرفت مگر
 پدر او مغزنی بود و است زیرا چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفتہ است القدری

ابو عبد اللہ بن
 الحرث المجاشعی

مجموع ہذہ الامتہ حارث گفت در اختلاف دین میراث نیست قول رسول است
صلی اللہ علیہ وسلم لا یتوارث اهل ملتین و دولت مختلف یکدیگر میراث نہ برند
قوله سمعت محمد بن الحسين رحمه الله يقول سمعت الحسين
بن يحيى رحمه الله يقول سمعت جعفر بن محمد بن نصير
رحمه الله يقول سمعت محمد ابن مروق يقول مات الحرث
المحاسبى رحمه الله وهو محتاج الى درهم وخلف ابوه ضياعاً
وعقاراً فليساخذ منه شيئاً ابن مروق ميگويد حارث رحمه الله مرد
واو محتاج يك درم بود پيراوميراث گذاشته بود ويچ از ان بزگرفت قوله
سمعت الاستاذ ابا على الدقاق رحمه الله يقول كان الحرث المحاسبى
عليه الرحمة اذا مدت يده الى طعام فيه شبهة تحرك على صبعه
عرق قال ابو عبد الله رحمه الله فكان يمتنع منه شيخ قدس الله
رواه ابو على دقاق شنيد كه حارث عليه الرحمه دست بطعامى برد و اگر در ان
طعام شبهتى بود رگه و دست و نه بچنيد او دانستى كه اين شبهتى
دارد دست گرو آورد بجايه و اگر نبشاند در خلق نرفت و جانيه و بگزيانيد
انگشت او ايتساوده شده مانده برائى لقمه گرو آوردن مير شد
قوله وقال ابو عبد الله بن خفيف رحمه الله اقتدوا بخمسة
من شيوخنا والباقون سلموا لهم حالهم الحرث بن اسد المحاسبى
والجنيد بن محمد وابو محمد روير وابو العباس بن عطاء وعمرو
بن عثمان المكي رحمهم الله لانهم جمعوا بين العاصم والحقايق
عبد الله خفيف رحمه الله گفته است به پنج نفر از مشايخ ما اقتدا كنيد و باقى
اگر چه حال ايشان سنيه است اما چون جمع نكرد و اند با علم ظاهر عموم خلق را از ايشان نفع

نباشد و آن پنج مشایخ حرث محاسبی و جنید و ابو محمد رویم و ابو العباس عطا و
 عمرو بن عثمان مکی رحمہ اللہ علیہم زیراچہ ایشان میان علم ظاہر و حقایق و معارف تطبیق
 داده اند حقایق را بر صورتی بیان کرده اند کہ هیچ مظهر را مخالف نباشد
 معنی دیگر حقایق را بر حقایق داشته اند و ظاہر را بظاہر و دیگر حقایق را اصول شناخته
 اند و ظاہر را بر آن فرس نکرده اند چنانچہ شیخ محی الدین ابن اعرابی قوله
 سمعت الشیخ ابا عبد البر حمن السلی رحمہ اللہ یقول سمعت
 عبد اللہ بن علی الطوسی رحمہ اللہ یقول سمعت جعفر الخلدی
 رحمہ اللہ یقول سمعت ایا عثمان المبلدی رحمہ اللہ یقول قال
 الحرث المحاسبی رحمہ اللہ من صحیح باطنہ بالمراقبۃ و الاخلاص
 زین اللہ تعالیٰ ظاہرہ بالمجاهدۃ و اتباع السنۃ حارث رحمہ اللہ
 فرمودہ است ہر کہ تصحیح باطن کرد یعنی باطن را راست درست بریں آورد کہ کار او
 جبر بر اے خدا را نیست طلب او جز خدا چیز دیگر نیست چو این درویش متقیم است
 ہر آئینہ مراقبہ لازم حال او باشد از آنچه ہمارہ محبوب در محضر محب است و ہر ہا
 و خیالاً و تصوراً بہرچہ گوئی گوئی البتہ او در محضرمی باید اینچنین کہ را خداوند سبحان
 و تعالیٰ بیاراید ظاہر او را بجاہدہ نفس و اتباع سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
 مجاہدہ بر صفتی کہ بد کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ کردہ است
 قوله و یحکی عن المجتید رحمہ اللہ انه قال مَرَّ بِي يَوْمَ الْحَرَمِ
 الْمَحَاسِبِي رَحِمَهُ اللَّهُ فَرَأَيْتَ فِيهِ أَثْرَ الْجُوعِ قُلْتُ يَا عَمْرُو خَلَّ
 الدَّاءُ وَتَنَادَلَ شَيْئًا فَقَالَ نَعَمْ فَدَخَلَ الدَّارَ وَطَلَبَتْ شَيْئًا أَقْدَمَهُ
 إِلَيْهِ وَكَانَ فِي الْبَيْتِ شَيْءٌ مِنْ طَعَامٍ حَمَلٍ مِنْ عَرَسٍ قَوْمٌ فَقَدِ
 إِلَيْهِ فَأَخَذَ لِقْمَةً وَادَّارَهَا فِي فَمِهِ مَرَاتٍ ثَمَّ إِنَّهُ قَامَ وَالْقَلْبُ

فی الدہلیز ومرفلما رايتہ بعد ذلک بايام قلت له فی ذلک فقال
انی کنت جابعا و اردت ان اشرك باکلی واحفظ قلبک و
لکن بینی و بین اللہ علامتہ ان لا یسوغنی طعام فیہ شبهة
فلم یکنی ابتلا عہ فمن این کان ذلک الطعام فقلت له انه
حمل من دار قریب لی من العرس ثم قلت تدخل الیوم فقال
نعم فقدمت الیہ کسیرة کانت لنا فاکل وقال اذا قدمت
الی فقیر شیئا فقدہ مثل هذا جنید علیہ الرحمہ میگوید روزے عارث رحمہ
بمن گذشت اثر گرسنگی در روی وے دیدم گفتم در خانہ درمی آئی و چیزی
میخوری گفت آری عارث رحمہ اللہ درون خانہ در آمد چیزی در خانہ طلبیدم
تا پیش او آرم و در خانہ طعامی بود کہ از عروسی کسے آمدہ بود نغمہ ازاں در وہاں
انداخت و چند بار در وہن گردانید پس آن حث رحمہ اللہ خاست و آن
نغمہ در وہلیز از وہن انداخت و رفت پس آن بعد چند گہے دیدم و ازاں حال
پرسیدم چه بود کہ نغمہ انداختی و رفتی گفت من گرسنہ بودم خواستم با تو بقلعہ شکر
شوم و دل تو نگاہ دارم کہ تو می طلبی برائے خاطر تو آدم و لیکن طعامی
کہ دروشبہ باشد و حلق من زود ابتلاع او مرا ممکن نشد کہ اورا فرو برم بگو
از کجا بود آن طعام در خانہ تو این چنین طعام چه نسبت گفت در خانہ ہم سایہ عروسی
بود آن طعام ازاں خانہ آمدہ بود باز گفتم امروز میخواہی درون در آئی گفت آری
پس پر کا لانا نے بود پیش او آوردم او خورد و گفت اگر پیش فقیرے مانے آئی
مثل این طعام بیا راینجا شکلی می آید اگر علامت آن بود کہ رگے جنیدے خود
در وہن چرا گرفت تا عدم امکان ابتلاع علامت شود برائے شبہ را اللہ اعلم
مگر آنکہ گہے چنین بود و گہے چنان یا آنکہ برائے خاطر جنید رحمہ اللہ ابتدا انا امتناع

نکر و چو دروہن انداخت و آن امکان ابتلاع نہ ضرورت پیش او نینداخت
بیرون آمد و دہلیز انداخت تا آنکہ بالاگفتہ است و احفظ قلبک۔

قوله و منهم ابو سلیمان داود بن نصر الطائی رحمہ اللہ

ابو سلیمان داود
بن نصر الطائی

وكان كبير الشأن اخبرنا الشيخ ابو عبد الرحمن السلي رحمة الله

قال اخبرنا ابو عمرو بن مطر رحمة الله قال حدثنا محمد بن

المسيب رحمة الله قال حدثنا ابن خبيق رحمة الله قال قال

يوسف ابو يوسف ورت داود الطائي عشرين ديناراً فاكلها في عشر

سنة بعض ازال مشايخ كاشا سنة اقتداند داود الطائي است رحمة الله عليه

ابو يوسف فقيه عليه الرحمة گفته است داود طائی رضی اللہ عنہ بیت دینار

از پدر میراثش رسیده بود بیت سال زبیت در ہر سالے یگان وینار خرچ

کرد ہم چنین معلوم می شود این بست دینار بود سائل و ضیف را و خرچ را ہم ہر

اقتصار میکرد صوفی می تواند چند روزے گر گنگی اختیار کند قوله سمعت

الاستاذ ابا علی الدقاق رحمة الله يقول كان سبب زهد

داود الطائي رحمة الله انه كان يمر ببغداد يوماً فتنحاه

المطرقون بين يدي حميد الطوسي فالتفت داود رحمة الله

فراي حميد فقال داود رحمة الله اف لدنيا سبقت بها

حميد فلزم البيت واخذ في الجهد والعبادة شيخ قدس الله

سره العزیز گفته است از استاذ ابو علی دقاق رحمة الله شنیدم سبب زہد

داود و علیہ الرحمہ چہ بود روزے در بغداد می رفت تنخیہ کردند اورا یعنی چنانچہ

رہم است پیش لوک چند نفر ہچنان میگفتند وورشوید داود علیہ الرحمہ سرپوش

کرد و دید کہ حمید است گفت اف لدنیا خزاری با و مرو و نیار کہ حمید

سابق شدہ است اور یعنی مالک شدہ است اور اور ملک اور آدیس لایم
گرفت خانہ را شروع کرد و در کوشش عبادت چو دنیا را بدیں خواری دیدہ
ہمچو حمیدے را دست دادہ است بہت حمیت مرو نباید کہ متوجہ این چنین
شے شود مرد مومن را خصوص ماعقل را شاید دست در آن زند کہ دیگرے باو
شکرک بر خصوص زینے و لیلے کہ در حسابے ورنیاید اور ایند کہ بروقا در دست
فالحدار والحدار ایها الاحرار قوله وسمعت ببغداد بعض الفقراء
يقول ان سبب زهدك انه سمع نائحة تنوح باي خديك
تبدلی البی وای عنیک اذن سالاشیخ رحمہ اللہ میگوید از بعض
فقرا بغداد شنیدم سبب زہد او داین بود عورتے نوہ گری میکر و مرتب
این بود بائی خدی یک بکدام دو خد تو کہ بی ظاہر خواهد شد یعنی گذاخت و خواہد
ریخت و بکدام دو چشم تو کہ خواہد ریخت یعنی کدام خسارہ است و کدام چشمے
است یعنی بدیں حسن و بدیں جمال کہ خواہد ریخت داؤد شنید این فکر و روش
او نمود البتہ در سرچہ باشی باش نہایت کار فقا و زوال باشدم و ماعقل و شہد
بغائی و زائل متعلق نشود قوله و قیل کان سبب زهدك انه كان
تجالس ابا حنيفة رضى الله عنه فقال له ابو حنيفة يوما
يا ابا سليمان اما الاداة فقل احبنا فقال له داود فای شئی نفع
فقال العمل به قال داود رحمه الله عليه فنازعني نفسي الى
العزلة فقلت لنفسي حتى تجالسهم ولا تتكلم في مسألة قال
فجالسهم سنة لا اتكلم في مسألة وكانت المسئلة تمرني
وانا الى الكلام فيها اشد نزاعا من العطشان الى الماء البارد
ولا تكلم به ثم صار امره الى ان مل صار وچین ہم گفتمہ اند سبب القطار

واختیار تعبّد وانزواء داود علیہ الرحمہ چہ بود وقتے امام رضی اللہ عنہ با داود
رحمۃ اللہ علیہ فرمودہ است اقرار را استوار چنانچہ باید کردیم داود علیہ الرحمہ
گفت پس این چہ کنیم امام رضی اللہ عنہ فرمود دست اقرار را در عمل آریم
و استیم چہ باید کرد چہ نباید کرد و کرنی را کنیم و ناکر و نکر را ترک آریم از لازمہ این
سوال و جواب این سخن درست آید برلے چہ کنیم گویند برلے نجات را گویند
برلے درجات را برلے قربات را گویند برلے تجلیات را ہمیں مقالات و
ہمیں حالات و امن گیر داود علیہ الرحمہ شد حتی اختار الخلوۃ والعزلة
والانزواء عن الناس خواستم من این اختیار کنم نفس من با من منازعت
کرد نمی خواہد کہ از مردم اللہ فی اللہ گوشت گیر و پس گفتم نفس خود را ترا این قدر
بسنده باشد بیارم میان مرواں بنشانم و درگفت بشنید ایشاں شریک
نباشی و چنین بود مسلہ و سخن بر من گذشتے و برلے سخن گفتن در ان
مرا سخت تر از ان دل کشیدے کہ تشنه را سوسے آب و بر نفس من این سخت
ترین مجاہدہ ابو ذاکر آنکہ کار او گشت تا آنجا گشت اما بعد اے او این بود قولہ وقیل حمہ
جنید الحجام داود طای رحمہ اللہ فاعطاه دیناراً فقیل هذا
اسراف فقال لا عبادة لمن لا مروءة له جنید حجامے بود داود طای
رحمہ اللہ را حجامت کرد داود علیہ الرحمہ اور ایک دینار داود مگر ہاں حجامت
برلے این کار را دینار و اون اسراف است داود علیہ الرحمہ گفت اورا عباء
درست نباشد کہ اورا مروءتے نباشد گوئی منع کرد کہ این اجرت نیست کہ
تو اسراف نام نہی این مروءت است قولہ وکان يقول فی اللیل الہی
اللہ اللہ ہمک عطل علیّ ہموء الاسباب و حال بنی و بین القاد شہا باخذ
این راز در میان نہادے اے خدا من اے آفریدگار من قصد تو حملہ مقاصد
سے یعنی حجامے بود کہ جنید نام داشت - ع ح

را وجہ اسباب ہر مقصدے را بر من بیکار گردانیدہ است یعنی مرا
از ہمہ بیکار گردانیدہ است۔ نظم
باغم تو الفت ہنجانگی است از دگران وحشت و بیگانگی است
تا این ہم را ہر کسے گمان خود چہ معنی گوید دقیق ترین آن معانی این باشد

نظم

عجب نیست کہ گزشتہ شود طالب دوست عجب نیست کہ من وصل ہر گز نم
قوله سمعت محمد بن عبد اللہ الصوفی رحمہ اللہ قال حدثنا
محمد بن یوسف رحمہ اللہ قال حدثنا سعد بن عمرو قدس اللہ
سرہ قال حدثنا علی بن حرب الموصلی رحمہ اللہ قال حدثنا اسمعیل
بن زیاد الطائی رحمہ اللہ قال قالت داود الطائی رحمہ اللہ
لداود اما تشقی الخبز فقال ما بین موضع الخبز و شراب القنیت
قراءة خمسین آیتا و اید داود رحمہما اللہ بر داود گفت منجوامی نان بخوری
گفت میان خابین نان و ریزہ کردہ فرو بردن و یا آب خوردن پچاہ آیت
تواں خواند یعنی قرآن خاطر بہر یا نان و آب خورم چہ بہتر یعنی نان خورم و وقت را بخواند
قرآن مشغول دارم قوله و لما توفی راہ بعض الصالحین فی المنام و هو
بعد ا فقال له مالک فقال الساعة تخلصت من السجن فاستنقذ
الرجل فارفع الصیاح مات داود الطائی رحمہ اللہ چنین گوید
شبے کہ داود علیہ الرحمۃ مرد بعضہ صالحان در خواب ویدند و درین حالت کہ او مرد
اورا پسیدند سبب چیت کہ ہی دوی گفت این زمان از بند نجانہ خلاص یا ختم
شخص بیدار شد و گریاں شد کہ داود علیہ الرحمۃ مرد قوله و قال له رجل صلی
فقال عسکر الموتی ینظرک نک مرد داود علیہ الرحمۃ را گفت و سمیت الموت

شکر مردگان ترا منظر اند یعنی السببہ بمیری فعلی ہذا وقت را عنیت دار
و کارے مکن کہ بعد مردن پشمانی آرد قوله ودخل بعضهم عليه فجعل
ينظر اليه فقال ما علمت انهم كانوا يكرهون فضول النظر كما يكرهون فضول الكلام
وبعض مردم بردار در رحمہ اللہ آمدند و شخصی بسیار طرف او می دید گفت چنانچہ
بسیار گفتن مکروه است ہمچنان بسیار دیدن مکروه است قوله ودخل
بعضهم عليه فرأى جرة ماء انبسطت عليها الشمس فقال
له الا تحملاها قل حيث وضعتها لم يكن شمس وانا استحيى
ان ایرانی امشی لما فيه حظ نفسي بوسے در صحن نہادہ بران آفتاب
آمد و آب گرم می شد شخصی گفت این را در سایہ نداری گفت وقتے کہ من
ایجا نہادم آفتاب نبود مرا شرم از خدا می آید کہ خدا مرا بیند و ریں حال کہ من بہو
نفس چند گانے بزعم قوله اخبرنا عبد الله بن يوسف اصفهانی
رحمه الله قال اخبرنا ابو اسحق ابراهيم بن محمد بن يحيى
المرزكى رحمه الله قال حدثني قاسم بن احمد رحمه الله
قال سمعت ميمون الغضال رحمه الله قال قال ابو الربيع الواسطي
رحمه الله قلت لداود الطائي اوصيني فقال صد عن الدنيا وحبل
فطرك الاخرة وقهر من الناس كفراك من الاسل ابو الربيع ^{سطحي}
رحمه اللہ و او علیہ الرحمہ را گفت مرا وصیت کن گفت از دنیا مساک کن و
آخرت را افطار خود ساز و در حدیث است صوم الرویة و افطار الرویة
مردم محدث عنیر رویت را بر شہر دارند یعنی شہر رمضان بیتند روزہ دارند
شہر شوال بنیند افطار کنند متحققان چنین گویند ضمیر راجع سوی اللہ است یعنی
صوم الرویة اللہ و افطار الرویة اللہ دارد علیہ الرحمہ میگوید از دنیا مساک

کن و افطار برویت خدا کن و از مردمان بگیریز و مستزوی شو و معاملت با ایشان کن
و همچنین گریز از ایشان چنانچه می گریزی تو از شیر-

ابو علی شقیق بن
ابراہیم رحمة

قوله و منهم ابو علی شقیق بن ابراهیم البلیخی رحمه الله
من مشایخ خراسان له شان فی التوکل و کان استاذ حاتم
الاحمر رحمه الله بعضه از مشایخ شقیق بلخی است و در مقام توکل شایسته
و بیانی و اروا استاد حاتم اصم است قوله قیل کان سبب توبته
انه کان من ابناء الاغنیاء خرج للتجارة الى ارض التبرک هو حدیث
فحل بیت الاصنام فری خادما للاصنام فیه حلق راسه و لحینته و لبس
ثیابا رجوانیة فقال شقیق للتجارة ان لك صانعا حیا عالما
فابعده و لا تعبد هذا الاصنام التي لا تضروک و لا تنفع فقال
ان کان لما نقول فهو قادر علی ان یرزقک ببلدک فلم تعبت
الی ما ههنا للتجارة فان تبه شقیق رحمه الله و اخذ فی طریق
النهد سبب توبه او گویند که او از ابناء اغنیاء بود و جوان بود که در تجارت
برون آمد و در خانه که بتان می پرستند درآمد و دید شخصی خادم بتان سروریش
حلق کرده بتان رامی پرستید شقیق رحمه الله گفت ترا آن فریدگار صانع
مست کنفع و ضرر تو از اوست چرا این رامی پرستی که نه ترا زیان تواند کرد و نه نفع
بت پرست گفت اگر چنین است کنفع و ضرر از اوست تو براسه تجارت را ^{اد}
چندین سنج چرا دیدی این سخن و ردل من اثر کرد و زود را پیش ساخت قوله
وقیل کان سبب زهد و انه سماعی عملو کا یاعرب و یسرح فی
زمان قحط و کان الناس یهتمین من الخبز و القحط فقال له ^{شقیق}
ما هذا النشاط الذی فیک اما تری ما فیه الناس من الخلد

والقحط فقال ذلك المملوك وما على من ذلك ولمولاي قرية خا
يدخل منها ما يحتاج نحن اليه فانتبه شقيق رحمه الله وقال
ان كان مولاه قرية مملوكة ومولاه مخلوق فقير ثم انه ليس منهم
لرزقه فكيف ينبغي ان يهتم المسلم لاجل الزرق ومولاه ^{غنى}
وايچنين ہم گویند سبب توبہ او ان بود در بلخ قحط افتاد همه خلق در اندوه و غم بودند
شقیق در بازار میگذشت مملوک شخصی بازی و مریح می کند یا مریح خوشحال می رود
شقیق رحمه الله باوے گفته است چیست این خوشی و نشاط تو مردمان همه
در غم اندا و گفت خوندگارے دارم که وی ہے مملوک اوست از ان دیدہ آن قدر
برو می رسد که مارا خوش می گذرد شقیق رحمه الله با خود گفت خوندگار او دیدہ مملوک
دارد و خود ہم مملوک این را چندین خوشی و نشاط بران و ترا خوندگارے که
مالک الاملاک است و قادر بر همه تو چرا چنین نمکین قولہ فکیف ینبغی
پس چونہ شاید کہے را کہ غم خورد و مولای او غنی قولہ سمعت الشیخ ابا
عبدالرحمن السلی رحمه الله یقول سمعت ابا الحسن
بن احمد الطار البلیغی رحمه الله یقول سمعت احمد بن
محمد البخاری یقول قال حاتم الامیر رحمه الله کان
شقیق بن ابراهیم علیہ الرحمۃ موسرا و کان یفتی و یعیاش
الفتیان و کان علی بن علی بن علی بن ہامان امیر بلخ و کان محب
کلاب الصید فقد کلبا من کلابہ فسمعی برجل انه عندک
و کان الرجل فی جوار شقیق رحمه الله فطلب الرجل فہرب
و دخل دار شقیق رحمه الله مستجیرا فمضى شقیق رحمه
الله الی الامار و قال خلوا سبیلہ فان الکلب عندی اردہ

نعمینی

الیکم الی ثلثة ایام فخلوا سبیلہ وانصرف شقیق مہمتا
لما ضع فلما کان الیوم الثالث کان رجل غائباً من بلخ رجع
فوجد کلباً فی الطریق علیہ قلادۃ فاخذ وقال اہدیہ الی
شقیق رحمہ اللہ فانہ یشغل بالتفتی فحملہ الیہ فنظر شقیق
رحمہ اللہ فاذا ہو کلب الامیر فسر بہ فحملہ الی الامیر ونخلص
من الضمان فرزقہ اللہ لا ینبأہ وتاب مما کان فیہ وسلك طریق
الزہد شقیق علیہ الرحمہ مردے با تیار بود و کار جو انان کردے و با ایشان
معاشرت کردے و اگر تیفنہ باشد یعنی سگان داشتے و با سگان بازی کردے
و این بلخ سگان صید را دوست داشتے و بدیشان شکار کردے روزے کیے سگ
از ان ارگم شد شخصے در جو شقیق رح بود سعایہ کرد کہ سگ برویت اورا
گرفتند بردند و بر جانیدند و نگہ داشتند شقیق رحمہ اللہ برورفت کہ سگ تو
بر من است سه روز مرا فرصت بدہ بیارم بر سام و اورا بگذار و شقیق رحمہ اللہ
اندوگیں بازگشت کہ چه کردم بعد سه روز سگ را کجا خواہم یافت روز سوم کہ
روز و عدہ بود کہ سگ بر سام مردے بود از بلخ غائب بود در شہری آمد
در راہ سگے را یافت با قلاوہ اورا گرفت و شخصے را واد این سگ را شقیق بر علیہ الرحمہ
کہ او در کار جو انان مشغول است و اگر تفتی است در نسخہ یعنی در صید سگ
مشغول است پس شقیق دید کہ این کلب امیر است خوش شد و بر امیر برد
و از ضمانیت خلاص یافت درین ضمان شدن و نمکین شدن و خلاص یافتن
از ان اورا انبأے شد و تائب شد و رہ ز اورا پیش گرفت . قولہ
و حکي حاتم الاحمدي رضي الله عنه قال كنا مع شقيق رحمه الله
في مصاف نحارب الترك في يوم لا يرى الاروس تندثر و ملح

تتقصف و سیوف تنقطع فقال لی شقیق رحمہ اللہ کیف
تری نفسک یا حاتم فی هذا الیوم و تراہ مثل ما کنت
فی اللیة التي زفت الیک امراتک فقلت لا واللہ قال کیف
واللہ اری نفسی فی هذا الیوم مثل ما کنت تلك اللیة ثم
فام بین الصفین و درمقته تحت سراسه حتی سمعت غطیطه
حاتم اصم رحمہ اللہ حکایت میکند با ترکان جنگے بود با شقیق حاضر بود مہ روز جنگ
گذشت اتینہا شکست نیز ہا شکست شقیق رحمہ اللہ با حاتم گفت نزدیک تو
امروز بدان شب ماند کہ عورت را زفاف کردہ بودی حاتم گفت رحمہ اللہ
لا واللہ بیچ بدان نمی ماند شقیق رحمہ اللہ گفت مرا امروز آن شب برابر است
از اسپ فرود آمد در میان آن دو وصف و مرافرود فر و آئی غلطید و من زانو
خوردان نیز سر او نہا دم قلیلولہ کرو و خفت و آواز خفتن او در گوش من افتاد
و باز بیدار شد و صف کرد و گانہ گذار و قولہ و قال شقیق رحمہ اللہ
ان اردت ان تعرف الرجل فانظر لی ما وعدك اللہ تعالی و وعدك
الناس بايہما یکون قلبہ اوثق شقیق رحمہ اللہ گفت است
اگر خواہی مرد را بشناسی کہ با خداے تو چہ درستی دارد یا نہ نظر کن در
معاملہ او برائے او را چیزے خدا و وعدہ کردہ است و چیزے مردمان وعدہ
کردہ اند دل او بکدام استوارتر است بہر طرفے کہ دل او استوارتر است
بہاں مرد است قولہ و قال شقیق علیہ الرحمۃ يعرف تقوی
الرجل فی ثلثہ اشیاء فی اخذہ و منعه و کلامہ شقیق
رحمہ اللہ گفتہ است تقوی و پارسائی مرد در سہ چیز باشد اگر چیزے
از کسے بتا دین حق شدن باشد و البتہ بدانچونہ آورد و از چہ وجہ آورد و اگر

اگر منع کنند برائے خدا را کند بر او نفس نباشد و کلاً فضول کلام است کلام
 قوله منهم ابو یزید طیفور بن عیسی البسطامی رحمه الله ابو یزید طیفور
 بن عیسی البسطامی
 وكان حبه مجوسياً سلمو كانوا ثلثة اخوة آدم و طیفور
 و علی کلهم كانوا زهاداً و عباداً و ابو یزید کان اجلهم حالاً
 قبل مات سنة احدى و ستين و مائتين و قيل اربع
 و ثلاثين و مائتين و بعضه ازال اهل اقتدا و اتباع ابو یزید طیفور بسطامی است وجد
 ابو یزید مجوسی بود و اسلام آورده بود و با یزید رحمه الله با و برادر خود
 برادر بودند یکی را آدم نام بود و دوم را علی و سوم را طیفور و هر سه برادر زاده و با
 بودند و ابو یزید میان هر سه برادر بالاتر و بلندتر مرتبه داشت چنین گویند
 و ویت شصت و یکسال و نزدیک بعض و ویت سی و چهار سال از هجرت
 گذشته بود که با یزید رحمه الله مر و قوله سمعت محمد بن الحسين
 رحمه الله يقول سمعت ابا الحسين الفارسی رحمه الله يقول
 سمعت الحسن بن علی يقول سئل ابو یزید رحمه الله بائی
 شیء و حدث هذه المعرفة فقال بطن جابع و بدن عار
 با یزید را رحمه الله پر سید ندیدین معرفت و مرتبه بچه رسیدی گفت
 بدین که شکم را اگر کشند و اشم و تن را بر سینه داشته و قوله سمعت محمد
 بن الحسين رحمه الله يقول سمعت منصور بن عبد الله رحمه الله
 يقول سمعت عی البسطامی رحمه الله يقول سمعت ابا یزید
 رحمه الله يقول علمت فی المجاهدة ثلثین سنة فما وجدت
 شیئاً اشد علی من العلم و متابعتة و لو لا اختلاف العلماء
 لشقیبت فاختلف العلماء رحمة الا فی تجرید التوحید

وقیل لسمیخرج ابو یزید رحمہ اللہ من اللہ فیما حق منتظر
القرآن کلہ طیفور رحمہ اللہ گفتہ است سی سال مجاہدہ کروم ہیچ چیز
سخت تر از متابعت علم و بر اثران رفتن ندیدم و اگر اختلاف علما بودے و
ہیں اتباع یک فقہیہ بودے سخت و شوار شدے و من از کار می ماندم و از
مقصود محروم می شدم و اختلاف علماء رحمت است ہیں اختلاف مراد تکریر
شدہ مگر در تجرید و توحید کہ آنجا اختلاف را اعتبار نیست اگر آنجا اختلاف
شود یک طرف کفر بود ہمہ جا اختلاف را اعتبار ہست مگر در تجرید و توحید
توحید را تخلیص می کنند تا آنکہ جز فرد حقیقی ہمہ اعتبار باقی ماند ہم از با بزید از
رحمہ اللہ بعد نقل اورا در خواب دیدند از معاملات اورا پرسیدند گفت خدا
مرا پرسید چه آورده در درگاہ ما گفتم توحید صرف گفت اما تذکر لیلۃ
اللہ بن گم شب شیر خورہ بود و با دوا آن شکمش می پیمید از او پرسیدند چو
پیش شکم چیت گفت شیر خورہ بودم ہیں کہ صورت اضافت بسوی
شیر کردہ بود و غتاب آمد ہم ازین جا قیاس کن تجرید و توحید چه باشد قولہ و
سمیخرج با یزید با یزید از دنیا رفت تا آنکہ مستظہر تمام قرآن شد استظہار
چہ معنی دارو کیے ہیں کہ چنانچہ شرط است ہم چنان حافظ قرآن شد یا منتظر
بقرآن یعنی تمام حقایق و معارف خویش مقابل بقرآن کرد ہمہ برابر یافت
و گر بقرآن مستظہر شد یعنی بر ہمہ اسرار اطلاع یافت تا آنکہ واقف بمتاسیہات
شد و حکایت معرّن او کہ گویند ہمیں دلیل کرد منتظر بقرآن شد یعنی آنچه
در قرآن با شارت و بعبارت و بصریح و کنایت از کار و اعمال مذکور ہست
او بدان متصف بود قولہ اخبارنا ابو حاتم السجستانی رحمہ اللہ
قال اخبارنا ابو نصر الشرح رحمہ اللہ قال سمعت طیفور البسطامی

رحمہ اللہ بقول سمعت المعروف یعنی البسطامی رحمہ اللہ
 بقول سمعت ابی بقول قال ابو یزید رحمہ اللہ تم بنا حتی ننظر الحیض
 الرجل الذی قد مشہر نفسه بالولاية وكان رجلاً مقصوداً
 مشهوراً بالزهد فمضينا فلما خرج من بيته ودخل المسجد
 رعى بزاقه تجاه القبلة فانصرف ابو یزید ورسول الله عليه
 وقال هذا غير مأمون على ادب من اداب رسول الله
 صلى الله عليه وسلم فكيف يكون مأموناً على ما يدعيه
 شخصه را اور ایام یزید رحمہ اللہ بفضل و تقوی ذکر کروند! آنگہ او مقصود و مزور
 گشت یزید رحمہ اللہ با اصحاب خویش گفت خیزید برویم ببینیم کہ آن مرد
 خویش را بولایت شہرہ کرده است با اصحاب برو سے رفت اتفاقاً
 او از مقام خود بیرون آمدہ مسجد می شد آسب و بن خود را طرف قبلہ انداخت
 یزید رحمہ اللہ با اصحاب فرمود کہ این مرد ادب سے از اداب رسول مأمون
 و متصف بدان نیست چونہ استوار در ایم بدان چیز کہ او دعوی میکند لفظ
 یزید شہر نفس دلیل میکند کہ او با شراق باطن دانستہ بود کہ او از ادب یار
 نیست مدعی است قو کہ و بہذا لا سناد قال ابو یزید رحمہ اللہ
 لقد همست ان اسال الله تعالى ان يكفيني مونة الاكل
 ومونة النساء ثم قلت كيف تجوز ان اسال الله هذا
 يساله رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم ان الله تعالى
 كفاني مونة النساء حتى لا اجالى استقبلتني امرأة او حات
 ہم بدان اتا دے کہ ان حکایت فرمود شیخ ابن حکایت را ہم بدان اسناد
 گفت یزید گفتہ است قصد کردم کہ از خدا خواستم از نفس من احتیاج

اکل برود و احتیاج بزنان نباشد گفتم چونہ شاید مرا این خواستن کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواسته است از خواست متمتع شدم از برکت آن کہ نظر بر اتباع مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کردم کہ او نخواست من ہم نخواهم مرا ناخواسته خواست من رسید تا کار بجای است عورتے پیش آید یا دیوار سے پیش آید نزدیک من ہر دو برابر باشد قولہ سمعت یحییٰ بن ابا عبد الرحمن السلی رحمہ اللہ یقول سمعت الحسن بن علی یقول سمعت عمی البسطامی یقول سمعت ابی یقول سالت ابان بن زیاد رحمہ اللہ عن ^{ابتداء} زہک فقال لیس للزہد منزلة فقلت لماذا فقال لا فی کنت ثلثة ایام فی الزہد فلما کان الیوم الرابع خرجت منه فالیوم الاول زهدت فی الدنیا وما فیہا والیوم الثانی زهدت فی الآخرة وما فیہا فلما کان الیوم الثالث زهدت فیما سوی اللہ تعالیٰ فلما کان الیوم الرابع لم یبق لی سوی اللہ تعالیٰ فہمیت فسمعت ہاتفا یقول یا ابانیزید لا تقوی معنا فقلت هذا الذی ارید فسمیت قایلا یقول وحدت وحدت بزرگے از بانیذ رحمہ اللہ پرسید از ابتداء کار روز بد او بانیذ رحمہ اللہ گفتم زہد را منزلة بلندے کارے بطولے و عرضے نیست زہد یا در دنیا باشد یا در آخرت یک روز در دنیا و آنچه در دنیا است از لذایذ و حظوظ او و ہمی وحسی ترک آوردم روز دوم آخرت و آنچه در آخرت است و قصور از باغ و رضوان حور و از انہار و غلمان ترک آوردم روز سوم ما سوی اللہ را گذاشتم یعنی از وجود خود بدر شدم ترک دنیا و آخرت کردہ بود پس او بود ترک وجود خود کرد و از خودی خود بدر شد ہر آئینہ ترک ما سوی شد بعد انکہ روز چہارم شد جز خدا و گرے نماز اور رفتہ بود اوئی ادبا و باقی بود آن روز کارکش شد اوئی او ہم خاست جز او و گرے نماز بالا کہ گفتم بودم تجرید

توحید اینجا استقامت یافت و دیگر تو ان گفت روز چہارم آنچه در روز سوم فرمودہ
 بود استقامت یافت و در تملک و ضبط آمد بچنین شد کہ ہمہ او شد جزا و کسے
 نماند باوے تنہا شدم با من چیزے نماند موالت و مصاحبت از ہمہ نمانست
 اند و گیں شدم ہاتھے آواز داد بایزید تو با ما بودن نتوانی آرسے او فرد حقیقی او
 خود با خود از جملہ خطا نظر و از وداع تصور توان کرد و از ان دور تو از عالم دوم آنکہ
 چہ میگوئی تو از تو رفتنی بہت شدہ نزد گفتہ اند خدا تو اند بندہ را از بندگی
 معذور کند گویند ان اللہ لا یوصف بالمحال و بایزید رحمہ اللہ گفت من
 ہمیں میخوام تفرقہ با جمعے و جمعے با تفرقہ کہے من و گے او من شنیدم قائمے گفت ایفتی
 یافتی یعنی مقصود ہمیں استہ ای عرفت عرفت قولہ و قیل لابی یزید رحمہ
 ما اللہ ما القیت فی سبیل اللہ فقال لا یکن وصفہ فقیل ما
 اھون ما القی نفسک منک فقال اما ہذہ فنعمد عوتہا
 الی شیء من الطاعات فلم تجبني فمنعتها المأسنة از ابایزید رحمہ اللہ
 پرسیدہ شد سخت ترین چیز کہ تو کردہ دریں راہ چہ چیز است بایزید علیہ الرحمۃ
 گفت ازوے حکایت نتوان کرد گفتند آسان کارا چہ بود کہ تو کردی بایزید علیہ الرحمۃ
 گفت اما این را بگویم کیبار نفس را بکارے دعوت کردم اجابت نکرد یک سال
 آب را ازوے منع کردم تا آنکہ اجابت کرد و در کتب سلوک و گرمی نویسند شبہ
 برائے تہجد خاست وقت خاستن نفس چنان کاہلش چہ بود معلوم کرد ہاں شب کہ
 کاہلی کرد یک قدح آب زیادہ خوردہ بود سو گند خورد کہ نفس را یک سال آب نہ ہم
 و بعضے شش ماہ گفتہ اند قولہ و کان ابو یزید رحمہ اللہ یقول منذ
 ثلثین سنۃ أصبلی و اعتقادی فی نفسی فی کل صلوة کانی بھوئی
 اریان اقطع زاری ابو یزید رحمہ اللہ گفتے سی سال نماز گزاروم و اعتقاد

من در خود این بود چنانستے کہ من مجوسی ام میخوام کہ زنا را خود را بہرم شرک خفی مرد
 موحد در نفس خویش احساس کند خود را مشرک و اندہ ہر آئینہ گمان مجوسیت رود
 کارے کنی و مدانی کہ از تو کارے منزید جز شرک محض نباشد قولہ سمعت
 محمد بن الحسین رحمہ اللہ یقول سمعت عبد اللہ بن علی
 رحمہ اللہ یقول سمعت موسی بن عیسے رحمہ اللہ یقول قال
 لی ابی قال ابو یزید رحمہ اللہ لو نظرتم الی رجل اعطی من
 المکرامات حتی یطیر فی الهواء فلا تغتروا بہ حتی تنظروا کیف تجرد
 فی الامر والنہی وحفظ الحد واداء الشریعۃ بایزید رحمہ اللہ
 گفتہ است مروت را بینید و رہو می پرود و بر آب می رود و مغرور شود تا آنکہ
 بداند کہ او در شمیات و مامورات و معاملات چہ معاملہ می کند اگر بسن
 و روایت می رود و تحمل بر سندان شد قولہ وحی عمی البسطامی رحمہ اللہ
 عن ابیہ انہ قال ذهب ابو یزید رحمہ اللہ لیلۃ الی الربا
 لیکسر اللہ علی سور السراط فبقی الی الصباح لم یرد کفقلت
 لہ فی ذلک فقال تذکرت کلمۃ جرت علی لسانی فی حال
 صباہی فاحتثمت ان اذکر سبحانہ و تعالی عمی بسطامی
 میگوید شبے بایزید سوبے رباط آمد تا بذکر خدا مشغول شود و ہمہ شب بود البتہ
 بذکر مشغول نشد پرسید نگفت در کو دی سخن بر زبان من رفتہ بود احتشام
 ذکر خدا و وحشت آن کلمہ یاد آوردم ذکر خدا گفتہ شد و در بعض سلوک
 همچنین افتادہ است خواست نماز گزار و تحریمہ بند و کلمہ در کو دی گفتہ
 بود یاد آمد تحریمہ ب تن میترشد و نماز گزار و بریں تقدیر لیکسر اللہ یعنی لیصل
 اللہ باشد۔

قوله ومنهما ابو محمد سهل بن عبد الله التستري
 رحمه الله احداً من القوم ومن لم يكن له في وقته نظير
 في المعاملات والورع وكان صاحب كرامات القوي النون
 المصري رحمه الله بمكة سنة خروجه الى الحج توفي لما
 قيل سنة ثلاثة وثمانين ومائتين وقيل ثلث وسبعين
 وبعضه ازان مثل شيخه قده واسوه اندسهل بن عبد الله قشيري است
 كرامات بسیار دار و احوال و معاملات صادق و اثبت و در زمان او همه
 چو او کم بود و در آن سال که در مکہ بیرون آمد بر اسی حج را با ذوالنون رحمه الله
 ملاقات شد و بر سر و ولایت مشاودسہ یا مفیادسہ فرمان یافت البتہ
 شیخ اتمام وارد کہ تاریخ وفات می نویسد مقصود وارد کہ تابعین است
 و فلان تبع تابعین و دیگرے صحابہ و ایشان و قریب بدیشان آید قولہ و
 قال سهل کنت ابن ثلاثة سنين و کنت اقوم بالليل
 انظر الى صلوة خالي محمد بن سوار رحمه الله و كان يقول
 اللیل فرہبما کان يقول یا سہل اذہب فخر فقد شغلت
 قلبی سہل گفتہ است رحمہ اللہ سہ سالہ بودم شب بیدار می بودم و نظرمی
 کردم سوی نماز قال خویش محمد سوار مگر او متعبد و شب بیدار بودے و بارہا
 گفتے اے سہل بر و خواب کن کہ دل مرا مشغول ہی داری و دم شخص مزاجم
 است میخواست تا بفرغ مشغول باشد قولہ سمعت جھم
 الحین و حمدہ اللہ يقول سمعت ابا الفتح یوسف بن
 عمر النراحد و حمدہ اللہ يقول سمعت عبد اللہ بن
 عبد الحمید يقول سمعت عبید اللہ بن لو لورح يقول

سمعت محمد بن واصل المصري يحكي عن سهل بن عبد الله رحمه الله
قال قال لي خالي يوم ما اذكر الله الذي خلقك فقلت
كيف اذكره فقال قل بقلبك عند قلبك في ثيابك قلت
صراحت من غير ان تحرك به لسانك الله معي الله ناظر
الله شاهدي فقلت ذلك قلت ليال ثم اعلمته
فقال قل في كل ليلة سبع مرات فقلت ذلك ثم اعلمته
فقال قل في كل ليلة احدى عشر مرة فقلت ذلك فوقع
في قلبي حلاوة ولما كان بعد سنة قال لي خالي احفظ
ما علمتك ودم عليه الى ان تدخل القبر فانه ينفعك في
الدين والآخره فلم ازل على ذلك ستين فوجدت لها
حلاوة في سرى ثم قال لي خالي يوما سهل من كان الله
معه وهو ناظر اليه وشاهد عليه كيف يعصيه اياك
والمعصية وكنت اخلو بعتاني الى الكتاب فقلت
الي لا خشني ان يتفرق عني همي ولكن شارطوا المعلم اني
اذهب اليه ساعة فاعلم ثم ارجع فمضيت الى الكتاب
وحفظت القرآن وانا ابن ست سنين او سبع سنين
وكنت اصوم الدهر وقوتي خبز الشعير اثني عشر سنة فو
لي مسلة وانا ابن ثلث عشر سنة فسالت ان يبعثوني
الى البصرة اسال عنها فحيت البصرة وسالت علماءها فلم
يشف عنى احد شأ فخرجت اني عباد ان الى رجل يقال
بابي حبيب حمزة بن عبد الله العباد اني رحمه الله ^{فيا} لله

فلما

يعرف

عنها فاجابني فاقمت عندك مدة انتفع بكلامه وانا قد ب
 بادابه ثم رجعت الى لتتر شجعت فوقى اقتصارا على ان
 يشترى لي بدرهم من الشعير الفرق فيضح وتخبز لي
 فافطر عندا السحر كل ليلة على اوقية واحدة بغير ملح ولا
 ادام وكان يكفيني ذلك الدرهم سنة ثم عزمتم على
 ان اطوى ثلث ليال ثم افطر ليلة ثم خمسا ثم سبعا ثم خمسة
 وعشرين ليلة وكنت عليه عشرين سنة ثم خرجت سبيح
 في الارض سنين ثم رجعت الى لتتر وكنت اقوه والليل كله
 سهل ميگويد رحمه الله خال من روزے مرا گفتم میخوای خدا را ذاکر باشم گفتم
 چون ذکر گویم گفت بدل خود بکن بغیر آنکه بزبان سخن رانی مراقبه می آموزد چون دعا
 که از پہلو پہلو بگردانی سه بار بدل بگو خدا با من است خدا مرا می بیند و
 خدا حاضر وقت من است این سه کلمه را سه بار بدل بگو چند شبے بخین گفتم
 واورا خبر دادم کہ من این کار می کنم گفت درقلب هر شبے بخت بار بگوازم عم
 اعلام کردم بعد ازین یا زوه بار بگو بعد ازین تلاوت این کلمه کہ بخمال و بدل میگفتم
 در دل من افتاد بعد آنکه سه سال گذشته نیا من مرا گفتم آنچه ترا تعلیم کردم یاد
 دار و بدان مداومت کن تا آنکه بمیری زیرا چه این آن کارے است کہ نفع کند
 ترا در دنیا و آخرت در دنیا از همه بے نیاز گرداند و از گناہان باز دارد و در آخرت
 بدرجات قربات رساند ساہا بدین کار بوده ام تا در دل و ستم خوشش و ذوق این
 کار یافتم روزے خال من گفت اسکے سہل سہر کہ بداند خدا سے مطلع است
 و ناظر است احوال اورا او چونہ کہتے رہتا وہاں کہ طرف ہیچ صفیہ میل نہ کنی
 پس مرا برنویسانندہ فرستادند مرا در دل آمد کہ درآمدت بہ کتاب نباید تم من متفرق

شو دے کہ بریکے بستہ ام متفرق کر دو و مادر و پدر کہ اور امی فرستادند ایشان را
 گفت من می ترسم کہ ہم من متفرق شود شرط کنید با استادا تا ساعتی بروم و باز گروم
 بر معلمان رقوم و حفظ قرآن کروم و در ان ایام من شش سالہ یا ہفت سالہ بودم و صوم
 دوام داشتم و دوازده سالہ قوت من نان جو بود مسئلہ مرا مشکل شد و من سیزده سالہ
 بودم بر مادر و پدر خود گفتم مرا در بصرہ فرستید ازان مسئلہ پرسم در بصرہ آدم و علما بصرہ را
 پرسیدم اشکال مرا پیچ کیے حل نہ کر دو اماندگی مرا شناسند و در عبادان رقوم بر مرو
 کہ اورا حبیب نام بود ازان مسئلہ پرسیدمش او جواب داد مرا و مدتے برو باندم و استغاثہ
 از سخن او می گرفتم و آداب اورا می گرفتم پس آن دسترا دم قوت خویش گردانیدم
 بریں اقتضار کہ یکدم رافرق بخزم فرقی پمانہ است وقت سحر یک اوقیہ افطاری کھم
 بغیر نمک و نان خویش و یکدم مرا یکسال بس میگرد بعد غزیت بریں کروم بعد سہ
 روز بخورم از سہ بیچ و از بیچ بہفت تا آنکہ بست بیچ شب کروم بچین گفتہ اند بعد
 ما سے یک روزینہ خوردے و بریں صفت بہت سال بودم بعدہ سالہا سیاحت
 کروم پس باز گشتم بہترو این صفت بود کہ ہمہ شب بیدار می بودم **قوله سمعت**
محمد بن الحکیم رحمہ اللہ یقول سمعت ابا العباس البغدادی
رحمہ اللہ یقول سمعت ابراہیم بن فراس رحمہ اللہ یقول
سمعت نصر بن احمد یقول قال سهل بن عبد اللہ رحمہ اللہ
کل فعل یفعلہ العبد بغير اقتداء طاعة او کان معصية فهو
عیش النفس وکل فعل یفعلہ بالاقداء فهو عذاب علی النفس
 نصر بن احمد رحمہ اللہ میگوید از سهل رحمہ اللہ شنیدم گفت ہر عملی کہ بندہ کند
 و بغير اقتداء بغير علیہ السلام و سلف صالح بودہ باشد از فعل طاعت باشد
 یا معصیت نسبت حال او باشد از لذت نفس بودہ باشد و زندگی نفس بدان

باشد مثلاً مرد صدقہ بدہر آن ہوا، نفس بودہ باشد مطلوب شاد باشی
 و نام و آوازہ میان خلق یا ازدادون خود را بازدارو آن سبب شیخ کہ در جہت نفس
 است سبب آن بودہ باشد پس آن لذت نفسانی باشد و زندگی نفس ہم بدان
 بود و ہر فعلی کہ بندہ کند و آن باقتدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و پس روئی
 سلف صالح باشد آن عذابے بر نفس است

ابوسلیمان دارانیؓ

قوله ومنہم ابو سلمہ عبد الرحمن بن عطیة الدارانی رحمہ اللہ

وہ ازان قریۃ من قری دمشق مات سنۃ خمس عشرۃ و
 مائتین و بعضے ازان معمدان و مقتدایان ابوسلیمان دارانی است و داران و
 است ازویہ ما، دمشق و از تاریخ ہجرت دو سیت پانزودہ سال گذشتہ بود کہ او
 فرآن یافتہ است قوله سمعت محمد بن الحسین رحمہ اللہ
 یقول سمعت عبد اللہ بن محمد الداری رحمہ اللہ یقول خیر
 اسحق ابراہیم بن ابی حسان رحمہ اللہ یقول سمعت احمد
 بن ابی الحواری رحمہ اللہ یقول سمعت اباسلیمان رحمہ اللہ
 یقول من احسن فی نہارہ کفنی فی لیلتہ و من احسن فی لیلہ کونی کونی فی لیلہ
 فی نہارہ من صلقت فی ترک شہوۃ و ذہب اللہ بہا من قلبہ
 واللہ تعالیٰ اکرم ان یعذب قلبا بشہوۃ ترکھا لہ احمد ابو الحواری رحمہ اللہ
 میگوید کہ من از ابوسلیمان رحمہ اللہ شنیدم کہ در روز کارے نیکے کند و رشب
 اور آن احسان کفایت باشد و همچنین اگر در رشب نیکے کند در روز اور کفایت
 کند یعنی روز در حمایت شب است و شب در حمایت روز است کہ در روز
 عملے نیکے کرد البتہ و رشب ہم موفق بعمل نیکے شود و ہر کہ در رشب نیکے کرد در روز
 ہم موفق بعمل نیکے شود و معنی دیگر ہر کہ در روز احسانے کرد و در شب ازوے

تقصیرے رفت آن احسان روز مکافات تقصیر شب کند و کذاک الطس
احسان چیت چنانچه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود الا احسان ان
تعبد الله كأنك تراه یعنی ہر عملے کہ او بحضور دل کردہ باشد اس عمل مکافے
تقصیر عمل دیگر باشد و ہر کہ آرزوے نفس ابرائے خدا یا ترک آرزوہ باشد
خداوند سبحانہ و تعالیٰ آن آرزو از دل او بہر خداوند کریم برترست کہ عذاب کند
بندہ را کہ براسے او ترک آرزوے ہوا نفس کردہ باشد اور ابدال مواخذہ
کند یا جزا را و بدو ندید قولہ وبہذا لا ہمتا د قال اذہ اسكنت الدنيا
القلب تزحلت منه الاخرة ہم بدین سندے کہ سخن بالا بود ابو الحواری
رحمہ اللہ از دارانی این روایت کرد و ہر دے کہ دنیا قرار گرفت از ان دل آخرت
رفت آرسے ضلالت لا یجتمعان بلک نقیضان لا یجتمعان ولا یرتفعان
قولہ سمعت الشیخ ابا عبد الرحمن التلی رحمہ اللہ یقول سمعت
الحسین بن یحیی رحمہ اللہ یقول سمعت جعفر بن محمد النخعی
رحمہ اللہ یقول سمعت الجدید رحمہ اللہ یقول قال ابوسلیمان
الدارانی رحمہ اللہ ربما یقع فی قلبی النکتۃ من نکت القوم ایما
فلا اقبلہ منہ الا بشاہدین علیین الكتاب والسنة جید
رحمہ اللہ میگوید کہ ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ گفتہ است اگر نکتہ از طائفہ صوفیہ
ولطیفہ از حقایق و معارف در دل من جاے گیرد من ہرگز آن را قبول نکنم مگر کہ دو
گواہ عادل براں گواہی دہند کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بحکم آنکہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گواہی دہند
کتاب اللہ گواہی دہند ہمانست کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گواہی دہند
چہ رسول اللہ گواہی دہند ہمانست کہ کتاب اللہ گواہی دہند قولہ وقال ابوسلیمان

رحمہ اللہ افضل الاعمال خلاف ہو والنفس قال ولكل شیء
 علمٌ وعلماً لخذلان ترک البكاء وقال لكل شیء صدأ وصدأ
 نور القلب الشح وقل ما شغلتك من الله من اهل اومال و
 ولد فهو عليك مشوم بہترین عملها خلاف ہوا نفس است یعنی ہرچہ نفس
 آرزو کند مرد سالک را خلاف آن باید کرد و قولہ و لكل شیء علم ہر چیز سے را
 علامتتہ ہست و علامت آنکہ خداے کے را از در خویش رانڈ ہا شدا نیست گریہ
 کہ برائے خدا یا میگرد ترک آن گریہ کنند و بفرج باشد من قیدے گرفتہ ام
 و درین قید روئے شکلی کردہ ام زیرا چہ خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ فرمودہ است
 گریہ تیر وہ نوع است ہفدہ بہ نفاق است یکے بصدق قولہ و قال لكل شیء
 صدأ و دارانی رحمہ اللہ گفتہ است ہر چیز سے را مانعے و موجب تاریکی ہست
 و موجب تاریکی دل و بازماندن بخل است تا زنگ در دے افتد کہ او چسندہ گیرند
 باشد و شح چسندہ و گیرندہ دل است ہر آئینہ زنگ دل بہان باشد چو در دل
 شح افتاد بدل ہوا نفس تواند کرد و صفا پذیرد از جاہ و مال تواند خاست از نقد
 خاستن با امید و عدہ تواند پرداخت و ہمہرین آنچه باقیات نفس است قیاس
 کن قولہ و قال ما شغلتك و گفتہ است ہرچہ ترا از خدا بازدارد ہمہ شومست باشد
 اگرچہ اہل باشد و ولد باشد الکلام فی بعض الطاعات و الخسرات اگر
 کے راز ہر مطلوب باشد و ہم بر آن ماند ہوشوم او شد و باقی مقامات ہم برینوال
 است و در بعضے نسخ بجای شح شفیع افتادہ است آن نیز معنی ظاہر و در قولہ
 وقال ابوسلیمان رحمہ اللہ کنت فی لیلۃ بارودۃ فی المجراب فاقدمتی
 البرد فخبات احد الیدین من البرد و بقیات الاخری مملودۃ احدیدی
 فعلبتنی عینی فہتف بی ہاتف یا اباسلیمان قد وضعنا فی ہذ

ما اصابها لو كانت الاخرى لوضعنا فيها فاليق على نفسي
ان لا ادعو الا ويداى خارجتان حرا كان او بردا و ابوسلیمان دارانی رحمہ
گفتہ است شبہ ہواے سردے در محراب بودم ہر دو دست کشودہ از خدا خاست
میکردم سردی ہوا مرا مزاحمت کرد کہ از دور تعلق افتادم یک دست را پوشیدم
گرد آوردم پس آن خواب بر من غلبہ کرد با تفسی آواز داد ہر چہ تو میخواستی دستے
کہ فرزند بود آن بدال دست داویم و آن دستے کہ گرد آوروی ازان او بازداشتیم
سو گند با خود خوردم ہر موی جبے کہ باشد سراپا اگر ہر چہ دستے را گرد نیارم اینجا گویند
ہر دو دست فرزند بر لے ہر چہ خواہی خواہی آںچہ برائے دست دراز
بود داویم و آن دستے کہ پنهان کردی ازان او بازداشتیم چہ معنی دارد اینجا گویم
مراد ازین کلام آںچہ داویم موفرتام نبود و اگر ہر دو دست بودے موفرتام بودے
وقال ابوسلیمان رحمہ اللہ منت عن ورنی فاذا انا جواراء تقول
فی الخدر لی تنام وانا رجبی لك فی الجنة منذ خمس مایة عام ابوسلیمان رحمہ اللہ
گفتہ است وقتے ورونے مہرودے کہ دوشتم خواب غلبہ کرڈ بختتم ازان ورو باز
ماندم ناگہان در خواب خود را بجورائے یافتیم ان جورا با من گفت تومی خسی پانصد
سال باشد کہ مرا برائے تومی پرورد پرورش جورا عبادت ازان ویا و جمال و حسن
و پیرایہ او باشد تا ازین جورا دارانی علیہ الرحمۃ چہ عنایت کرد و تحمل مراد ازین تمثیل
قدسی باشد تمام اشارت برین کنند ورنہ نوم با آنکہ اورامی پرورد چہ مزاحمت
کنند یعنی تومی خسی و از جمال محرومی مانی چہ گوئی اکثر روایات را با سند گفت و چند
بغیر سند بران مثال باشد چنچہ ورا حدیث مسایند و مرا سیل می کند قولہ
اخبرنا عبد اللہ بن یوسف الاصفہانی رحمہ اللہ قال اخبرنا
ابوعمر و الحواستی رحمہ اللہ قال اخبرنا محمد بن اسمعیل رحمہ اللہ

قال حدثنا احمد بن ابی الحواری رحمہ اللہ قال دخلت
 علی ابی سلیمان یوما وهو یبکی فقلت له ما یبکیک فقال یا
 احمد ولولا ابی اذا جن اللیل ونامت العیون وخلل کل
 حبیب نجیبہ افتقرش اهل المحبة اقدامهم وجرى دموعهم
 علی خدودهم وتقطرت فی محاریبهم اشرف الجلیل تعالی فنادی
 یا جبرئیل بعینی من تلذذ بکلامی واستراح الی ذکری وانی لمطع
 علیهم فخلوا تهما سمع انینهم واری بکاءهم فلم کلا
 تناوی فیهم یا جبرئیل ما هذا البکاء هل رأیت حبیبا بعد
 حبیبا ام کیف یحمل بی ان اخذ قوم ما اذا جنهم اللیل فملقوا الی
 فی حلفت اذا ورد واعلی القیامة لا کشفن لهم عن وجهی الا
 حق ینظر الی و انظر الیهم احمد ابو الحواری رحمہ اللہ میگوید روزی بر
 ابوسلیمان در آمدم او می گریست از موجب گریه پرسیدمش گفت ای احمد چرا
 نگریم چون شب افتد و چشمها بنخید و هر دو دست بدوست خویش تنها شود اول صحبت
 پا دراز کنند بغلطند آب چشم ایشان بر رخسار ما ایشان روان شود و از قطرها و چشمها
 ایشان در محلها رسد ایشان بیفتد قوله اشرف الجلیل خداوند سبحان و تعالی بر
 ایشان مطلع است و بعد اطلاع بر جبرئیل ندا کند گوید ای جبرئیل بسوگند خود هر که
 بسخن من لذت گرفت و استراحت او منتهی بذکر من شود یعنی همه استراحت او
 بذکر من باشد و حال اینست تحقیق که بر حالات ایشان من مطلع ام و حال ایشان
 ایشان من نکومی و انم من مائد ایشان می شنوم و گریه ایشان می بینم پس ای
 جبرئیل چرا با ایشان ندانمی کنی که این گریه چیست از عذاب می ترسید میجو دست
 را دیده اید که دوست خود را عذاب کند چگونه نیک آید بکرم من که من بگیرم طائفه

گشت و انت مگر حاتم شنید حاتم رحمہ اللہ گفت سخن بلند گوتا بنوم آن عورت
 در خویش گمان برد کہ مگر حاتم کراست و خوش شد کہ آواز نہ شنید بمیدین این
 نام بروے افتاد او را حاتم اصم خوانند قوله اخبارنا الشيخ ابو عبد الرحمن
 رحمہ اللہ قال سمعت اباعلی سعید بن احمد رحمہ اللہ يقول
 سمعت ابی يقول سمعت محمد بن عبد اللہ رحمہ اللہ يقول سمعت
 خالی محمد بن اللیث رحمہ اللہ يقول سمعت حامدا للفاف
 رحمہ اللہ يقول سمعت حاتم رحمہ اللہ يقول ما من
 صباح الا والشيطان يقول لی ما تأکل وما تلبس و این تسکن
 فاقول اکل الموت والبس الکفن واسکن القبر حاتم رحمہ اللہ میگفت
 نفس شیطان ہر صبح بامن این گوید چه خواہی خورد و چیزے نداری چه خواہی پوشید
 کہ وجہ جامہ با تو نیست و کجا خواہی بود کہ خانہ نداری و من با این نفس شیطان گویم مرگ
 خواہم خورد کفن خواہم پوشید و در گور خواہم بود ہر کرا این مستقیم شد کہ البتہ مردنی
 بقداست از جملہ ہوا و آرزو با زانند و جملہ لذتہا از دل و سے رفت و وقت
 خویش را مصروف جز بطاعت وے نہ کرد قوله و با سنادہ قبیل لہ الا لشیقی
 قال شتھی عافیۃ یوم الی اللیل فقیل لہ الیست الا یام کلہا عافیۃ فقال ان عافیۃ
 یومی ان لا اعصی اللہ فیہ حاتم رحمہ اللہ پرسید ند چیزے را آرزو نمی کنی
 یعنی متہنی تو چیست گفت مشہتی و متہنی من اینست کہ روز تا شب بعافیت باشم
 مردان گمان بردند کہ صحت بدن و اصابت رزق این عافیت است گفتند نہ آنکہ در
 ایام تو مد عافیتی باصغنی و مرزوقی گفت عافیت روز من اینست کہ در آن روز
 بے فرمانی خدا کنم ہر قوی و عصیان دار و عصیان اہل محبت رغبت ایشان بغیر
 خدا باشد بلکہ تو ہم وجود غیر خدا و دل ایشان شود قوله حکمی عن حاتم رحمہ اللہ انه قال

كنت في بعض الغزوات فاحلني ترك واضجعتني للذبح فلم
يشتغل به قلبي بل كنت انظر ماذا يحكم الله فينا هو يطلب
السكين من خلفه اصابه سهم غرب فقتله وطرحه عنى
وقممت وحاتم رحمه الله كفته است روزه مرا تركه گرفت وغلطاسيد
تا ذبح كند در خاطر من نظر جز بحکم خدا نبوده است ہم میان این کہ قصد ذبح
من کرده بود و کار و رادرموزه خود می جست تیرے گذرنده کہ معلوم نباشد
کہ آن تیر را کہ انداخت بدور رسید او مرد من خاستم و رستم ازوے قولہ سمعت
عبد الله بن يوسف الاصفهاني رحمه الله يقول سمعت ابا
نصر منصور بن احمد بن ابراهيم الفقيه يقول سمعت
ابا محمد جعفر بن محمد بن نصير رحمه الله يقول روى
عن حاتم انه قال من دخل في مذهبنا هذا فليجعل في
نفسه اربع خصال من الموت موقا ابيض وهو الجوع وموقا
اسود وهو احتمال الاذى من الخلق وموقا احمر وهو العمل
ومخالفت الهوى وموقا اخضر وهو طرح الرقاع بعضنا على
بعض حاتم رحمه الله ميگويد هر که درين روي او رايد چهار خصلت را بر نفس خود
ملازم کند کيے موت سپيد و آن گرسنگي است گرسنگي را مرگ سپيد ناميد
از آنچه او موجب صفا و نور است و آن نسبت سپيدى دارد و دوم مرگ
سياه و آن مرگ سياه اين است کہ خلق برو جفا کند و او آن را تحمل کند
ابن را مرگ اسود نام نها و نه يرا چيے بر تو ترغ میکنند و با ستمانته و طعنه
و تشنيے پيش آيد و تو آن را بر خود می گيري و آن بار را بر می داري اين تحمل تو بد
است کہ او میکنند آنچه با باشد گوني تو آنچه نمانی کہ او بر تو می کنند اين

کس داند کہ این را تحمل می کنند هر آینه این را مرگ اسودنا مند و سیوم مرگ سرخ و آن عبارت ازین است که تو عملی کنی و آن مخالف هوا نفس تو باشد این را موت احمر خوانند زیرا چه خلاف هوا کردن بسیار خون خوردن است چون در خون خوردن بسیار باشد و خون نسبت با حمر دارد هر آینه او را موت احمر گویند و چهارم مرگ سبز و آن پر کاله بر پر کاله دو خمن خرقه است و این را موت اخضر خوانند زیرا چه پر کاله از هر جنبه دو وقتن انواع رنگها بجمع می آید مثال بادیه باشد که دروازه بر جنس گیاهی رسته باشد۔

ابو بکر زکریا یحییٰ
بن معاذ رازی

قوله ومنهم ابو زکریا یحییٰ بن معاذ الرازی رحمه الله
الواعظی زمانه نسبی و حدیثی و فقهی له لسان فی الرجاء
خصوصاً و کلامی فی المعرفة خرج الی بلخ و اقام بهامدک و رجع
الی نیشاپور و مات سنة ثمان و خمیس و مائتین کی ازان
صوفی یحییٰ بن معاذ رازی است کنیت او ابو زکریا و اعطی بود مرواں را پسند
داد بر منبر رفتی سخن گفته و در فن و عطا نادره وقت خویش بود سخن
خصوص در رجاء گفته مگر مقام رجاء بر و غائب بود در بیان معرفت خدا سخن
بلند داشت سو به بلخ رفت و مدتی آنجا بود و نیشاپور باز گشت از تاریخ
هجرت دویست پنجاه هجرت سال گذشته بود که او را مراجعت شد قوله
سمعت محمد بن الحسین رحمه الله یقول سمعت عبد
بن محمد بن احمد بن حملان العکبری رحمه الله یقول
سمعت احمد بن محمد السری رحمه الله یقول سمعت احمد
بن عیسیٰ رحمه الله یقول سمعت یحییٰ یقول کیف یكون زاهداً من لا یرع له
توسع عما لیس لك شما زهد فیما لك احمد عیسیٰ رحمه الله میگوید

کہ من از یحییٰ رضی اللہ عنہ شنیدم کہ او گفته کسے کہ در روع نباشد از مشتبہات
محرز نگردد و او چگونه شاید کہ زاید باشد در جملہ سلوک نبشہ اندر زید بعد ہفتاد
ورع است آنچه از ان توفیت و ترا بدن نسبت نباشد از ان ترک آری
ورع است و ان حلالے کہ در ملک تست آن را ترک آری این زید است
قوله و بہذا الاسناد قال جوع التواہین تجربہ و جوع الزاہدین
سیاسة و جوع الصدقین مکرمہ و مہمدین اسناد کہ سخن بالا گفته است
این سخن ہم گفت گرسنگی کہ تائب را باشد تجربہ باشد یعنی بواسطہ جوع اورا
تجربہ شود کہ کسر نفس جز تجوع میسر نشود تجربہ باشد کہ بجوع صفائی و زکائی میسر
است و تجربہ باشد کہ جوع بسوے گناہان نفس را مائل شدن ندید و گرسنگی
کہ زاید را باشد از موجب سیاست نفس او بود سیاست حفظ است یعنی حفظ
زید او بجوع شود چو زید کرد ہر آسینہ قلت لازمہ حال اوست و جمع لازمہ
وقت اوست زیرا چہ ترک حلال کرد و ہر وقت نہ نماذجوع اختیار شد
حفظ زید ہم بدن مستقیم گشت و گرسنگی صدیقان مکرمت است موجب عزت
و سبب کرامت و استقامت صدق و صفای اوست قوله و قال یحییٰ رحمہ اللہ
الفوت اشتر من الموت ان الفوت انقطاع عن الحق والموت
انقطاع عن المخلوقین و یحییٰ رحمہ اللہ گفته است فوت وقت فوت
مقصود و فوت ذوق سخت تر از موت است زیرا چہ فوت دور شدن از حق
است و موت دور شدن از خلق است و انقطاع از حق سخت از انقطاع از
خلق است قوله و قال یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ الزہد قلتہ اشیاء
القلۃ و الخلوۃ و الجوع سہ چیز لازمہ زید است قلت اندک چیز
بدو باشد تر عورت سد جوع و خلوت از خلق تنها بودن چو ترک حلال

طلال کرو ترک صحبت ہم نشود زیرا چہ از صحبت استقامت بر ترک نشود
 و سیوم گرسنگی لابدی است اگر جوع اختیار نشود ز بد کجا استقامت شود
 قوله وقال یحییٰ رحمہ اللہ لا ترخ علی نفسک بشئ ابل من
 ان تشغلها فی کل وقت بما هو اولی بہا بر نفس شیخ چیز
 سود مند نشوی مگر آنکہ اورا برال بداری کہ بہترین کار است قوله و
 قيل ان یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تکلم بیلح فی تفصیل الغنا
 علی الفقیر فاعطی ثلاثین الف درهم فقال بعض المشائخ
 رحمہ اللہ لا بارک لہ فی هذا الحال فخرج حلی نیشاپور فوق
 علیہ اللص و اخذ ذلك المال و تمام حکایت یحییٰ معاذ رحمہ اللہ
 این است کہ برو صد ہزار درم قرض شد و خرج آن قرض برائے فقرا و
 غرات بودہ است و اینان مطالبہ مال کردند یحییٰ رحمہ اللہ متعلق شد
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دید رسول اللہ علیہ السلام با
 فرود کہ خداوند سجانہ و تعانی ترا سبب صفار و لہا آفریدہ است تو در سفر شو و با
 خدا سخن گو ترا یکجا صد ہزار درم رسد و سخن گفت و آنجا غنار را بر فقر
 ترجیح داد و واقعہ خود را بر خلق گفت ہر کسے شیخ را چیزے داد تا آنکہ آن درم
 حاصل شد کسے سی ہزار کسے چیزے تا آنکہ بصد ہزار درم رسید مشائخ شنیدند
 یحییٰ علیہ الرحمہ غنار را بر فقر ترجیح داد و واقعہ خود را بر خلق گفت ہر کسے شیخ
 چیزے داد تا آنکہ آن درم حاصل شد کسے سی ہزار کسے چیزے تا آنکہ بصد
 ہزار رسید مشائخ شنیدند یحییٰ علیہ الرحمہ غنار را بر فقر ترجیح دادہ است و این
 قدر مال اورا دست دادہ است شیوخ فقرا رحمہم اللہ دعا بد کردند گفتند
 لا بارک اللہ تعالیٰ فی ما لہ و زوا افتاد تمام مال او برو بیشتر شد و

میثا پور آمد آنجا نیز وعظے کرو چند مردم در آن مجلس از سخن او از جان خود بیرون
 شدند جنازہ چندے شد و آنکہ بیوشش گشتند و جامہ پارہ کردند خدا و اندتا چقدر
 و آن خواب گفت چند مردم آن مال قبول کردند از اول واقع گفت مرار رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یکجا فرموده است آمد و رہبر یو آنجا وعظے کرو چند
 بذل روح کردند و بسیارے تائب و بیوشانہ گشتند و آن واقع و خواب را گفت
 دختر وزیر حاضر بود او گفت شیخ رحمہ اللہ ہاں شب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
 آلہ وسلم ترا خواب نمود کار خیر من بود پدر من از پیرایہ داوانی زر و نقرہ بسیارے
 داده بود ہاں شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در خواب دیدم با من گفت کہ
 آرزوے آن داری کہ فردا شفاعت من بتورسد گفتم یا رسول اللہ کسیت کہ
 این آرزو ندادی گفت اگر می خواہی شفاعت من بتورسد بیجی بن معاذ را صد
 ہزار درم قرض برفستہ است او می آید این مالے کہ برتست صد ہزار درم
 اورا بدہ فردا من شفاعت کنم گفت شیخ القاس وارم کہ کیبار و گرو وعظ بگوید شیخ
 رحمہ اللہ بار و گرو وعظ گفت او داوانی زر و نقرہ کہ از پیرایہ فتنہ بود آن مقدار کہ صد
 ہزار درم شود شیخ سپرد و خلق و گریہ خدمتے کردند شیخ رحمہ اللہ مقتدا و شتر پر نقرہ از
 ہر یو بیرون آورد باقی حکایت نمی گویم کہ مر از ان گفتار طالت می افراید قولے **خبیرنا**
 عبد اللہ بن یوسف الاصفہانی رحمہ اللہ قال حد ثنا ابو القاسم
 عبد اللہ بن الحسين ابن بالویہ الصوفی رحمہ اللہ قال سمعت
 محمد بن عبد اللہ الرازی رحمہ اللہ یقول سمعت الحسين بن
 علویہ رحمہ اللہ یقول سألت یحیی بن معاذ الرازی رحمہ ^{لله}
 یقول من خان اللہ فی السرہنک اللہ سرہ فی العلانیۃ سر کہ خدا را
 در نہانی طاقتے کہ موجب تعظیم او باشد ذکر و سب ترفع و تعجی کہ در نفس او

افتادہ است چنانچہ بعض صوفیاں راجی باشند البتہ خدا سے تعالیٰ اور در
ملا و عام خوار کنند قوله سمعت عبد الله بن يوسف رحمه الله
قال سمعت ابا الحسين محمد بن الغزير المودن رحمه الله
يقول سمعت محمد بن محمد الجرجاني رحمه الله يقول سمعت
علي بن محمد رحمه الله يقول سمعت يحيى بن معاذ يقول ^{كلمة}
الا شرار حجة بك وجههم لك عيب عليك وهان عليك
من احتياج اليك تزكية اشرار كني چنانچہ بعض مردم از جهت مصلحت بعض
لوگ و ظلمہ را کہ البتہ اشرار اند تزکیہ کنند آن نقصان تو باشد و آن عیب
تو باشد و آن سو رحال تو باشد و اینک تو ایشان را دوست داری البتہ فروا
بواسطہ این ترا غائب باشد صحبت تقاضا چسبیت کرد و ایشان معاتب
ہم معاتب باشی و ہان عليك و ہمان کس کہ محتاج است ترا خوار و سہل
دارند۔

قوله ومنهم ابو حامد احمد بن خضريه البلخي
رحمه الله من كبار مشايخ خراسان صحب ابو تراب النخشي
رحمه الله قدم نيشابور و زاد ابا حفص عليه الرحمة و حج
الى بسطام في زيارة ابى يزيد البسطامي قدس الله سره العزيز
و كان كثير افي الفتوة كى از ایشان کہ قول و فعل ایشان متبع باشند احمد خضرو
است رحمه الله بعضی از بزرگان پیران بزرگ خراسان بود با ابو تراب نخشی
رحمه الله عليه صحبت داشت و نیشابور آمد و زیارت ابو حفص حداد کرد و زیارت
بایزید رحمه الله ہم کرده است و در فتوت کارے بزرگے داشت قوله و
قال ابو حفص رحمه الله ما رايت احدا اكرهمة ولا اصل

حالا من احمد بن خضر یہ علیہ الرحمة والرضوان ^{ابو حفص}
 خدا اور حمد اللہ فرمودہ است بیچ کیے را بلند ہمت ترازا احمد خفرونی علیہ الرحمہ
 ندیدم وہم چنین بیچ کسے را صادق ترازوسے نیافتم صدق حال عبارت از
 وفق اعمال حسب حال است بہا بیچہ گفتہ اند چو معاملات نباشد سخن آشنا
 ندارد و حال عبارت از حالاتے است کہ بر مردم طاری شود حال محبت گویند
 و حال معرفت گویند و حال زبرد و ورع و تقوی گویند و کذا لک الباقیات
 فقر و غنا و صحت و مرض کیے از احوال باشد ^{اللہ} قوله و کان ابو یزید ^{رحمہ}
 یقول استاذنا احمد رحمہ اللہ ابو یزید رحمہ اللہ گفتے احمد علیہ ^{رحمہ}
 استاذناست مگر سخن و معالمتے لطیفے پیش با یزید رحمہ اللہ ظاہر شدہ است
 بدال با یزید رحمہ اللہ اورا استاد میخواند قوم صوفیہ از ہر کہ یک سخن گرفت شد
 و بفعلی و قولے و عملے از و نفعے یافتے باشند اورا استاد گویند شیعندہ باشی
 بینید میگوید کہ مراقبہ از گریہ آمونم ^{رحمہ} قوله سمعت محمد بن الحسین رحمہ اللہ یقول
 منصور بن عبد اللہ یقول سمعت محمد بن حامد رحمہ اللہ یقول کنت ^{جا} لسا
 عند احمد خضر یہ علیہ الرحمة وهو فی النزاع و کان قد
 اتی علیہ خمس و تسعون سنة فسأله بعض اصحابہ عن
 مسألة فدمعت عیناہ و قال یا بنی باب کنت ادقہ منذ
 خمس و تسعین سنة هوذا یفتح لی الساعة لا ادری
 بالستعادة ام بالشقارة انی لی اوان الجواب قال و کان علیہ
 سبعائة دینار دین و غرماؤہ عندک فنظر الیہم و قال اللهم
 انک جعلت الرهون وثيقة لارباب الاموال وانت تأخذ
 عنہم وثیقتہم فادعنہا قال فدق داق الباب و قال بن

غرماء احمد علیہ الرحمة نقضی عنہ شرح خرجت روحہما
سنة اربعین وما ین و ما ین محمد بن محمد رحمہ اللہ گفتہ است کہ نزدیک احمد علیہ الرحمۃ
شستہ بودم و او در حالت ترع بود و عمر او نو و پنج سالہ شدہ بود و بعض
یاران او از مسلہ پرسیدند چشمہا کو اوروان شد و گفت درے را نو و پنج سال
گفتہ ام آن در پیش من می آید نمی دادم اورا بسعادت کشانید و یا و العیاذ باللہ
منہ بشقاوت کشانید چراچہ جائے است کہ در جواب شروع کنم آرسے تجلی
جدید است تا بکدام صفت تجلی کنند و برا احمد علیہ الرحمۃ ہر قصہ دینار دین بودہ
است و صاحبان دین نزدیک او بودند سوے ایشان دید و گفت اسے
بار خدا یا تو گردانیدہ رہنما را معتمد خداوندان مال چنانچہ معتاد مردم است
رہنے می نہند ماے تانند از جہت من آن مال را تو ادا کن او این سخن
گفت پس آن شخصے آمد در اورا کوفت گفت داینان احمد کجا اند آن قدر
مال کہ بروے بود او اگرد بعد آن روح او از تن او برون آمد و نقل او بر سر و
چہل سال از یایخ ہجرت است قال وقال احمد بن محمد فریدہ رحمہ اللہ
لا نوم اثقل من الغفلة ولا رق املك من الشهوة ولو اثقل الغفلة
لما ظفرت بك الشهوة احمد گفتہ است رحمہ اللہ شیخ خوب لے گران غلیظ تر غافل کنندہ
از غفلت نفس نیست کہ نفس از حق و از کار حق غافل باشد و بیچ چیزے نفس را
مالک تر از شہوت نیست اگر ثقل غفلت نبودے شہوت بر تو غالب نیاید
ہر کہ بر خواب غالب است۔

قوله ومنہم ابو الحسن احمد بن ابی الحواری
رحمہ اللہ من اهل دمشق محب ابا سلیمان اللارانی فی
اللہ عنہ وغیرہ ومات سنة ثلثین ومائین وکان الجدید

علیہ الرحمۃ والرضوان یقول احمد بن ابی الحواری رتخانہ
 المشاہر احمد بن ابی الحواری صحبت با ابو سلیمان و بامثالین و گریہ داشت و
 از تاریخ روایت سی سال گذشتہ بود کہ بحضرت بازگشت قوالہ دکان الجنید
 یقول جنید رحمہ اللہ گفتہ است احمد ابی الحواری علیہ الرحمہ و رشامہ جوچو گلے
 خوشبوے! شد قوالہ سمعت الشیخ اباعبدالرحمن السلمی
 علیہ الرحمہ یقول سمعت ابا احمد الحافظ رحمہ اللہ یقول
 سمعت سعید بن عبدالعزیز الحلبی یقول سمعت احمد
 بن ابی الحواری رحمہ اللہ یقول من نظر الی الدنیا نضرہ ارادۃ
 و جب لها اخرج اللہ نور الیقین والنہد من قلبہ احمد گفتہ است
 رحمہ اللہ ہر کہ طرف دنیا بنظر رغبت دید نور یقین و زہد از دلش رفت گوی بچنین
 میگوید کہ اگر اورا یقینے بودے و زہدے بودے بطرف دنیا نظر رغبت
 نہ کردے فعلی ہذا من نظرہا ظنر معنی این باشد ہر کہ نظر کردہ است
 نور ایمان یقین از دلش برودہ است قوالہ و بہذا الاسناد یقول من
 عمل بلا اتباع سنۃ فباطل عملہ ہم بدین اسنادے کہ سخن بالابو
 این کلام است ہر عملے کہ بغیر اتباع سنت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 باشد باطل باشد یعنی معتد بہ نباشد و مقبول حضرت بنوداے عزیزانہ
 عمل مشایخ صوفیہ از متقدمان و متاخران ترا اشکالے شود کہ مگر بہ اتباع سنت
 نیست اللہ علیک از من پرس جزئیات و کلیات ایشان بروفق اتباع
 ترا نمایم بلکہ اشارتے و عبارتے از کتاب اللہ ہم باشد قوالہ و بہذا
 الاسناد قال احمد رحمہ اللہ افضل البکاء بکاء العبد علی
 ما فاتہ من اوقاته علی غیر الموافقة و ہم بدین اسناد رسیدہ است احمد

گفته است بہترین گریہ یا آنست کہ بندہ بگریہ سبب ورودے کہ از دوسے فوت
 شدہ باشد و سبب کارے کہ از دوسے رود کہ آن موافق اتباع رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نباشد یعنی کار کرد و آن بر وفق اتباع نبود سخن بالا
 ازاں ما بود و سخن احمد علیہ الرحمہ آنچه مافروتر جمہ کردہ ایم و سخن ما مباین سخن
 احمدیت فانہم قولہ و قال احمد بحمدہ اللہ ما ابتلی اللہ
 عبدا بشئ اشد من الغفلة والقسوة بیح بلائے خدا را بر بندہ
 ازین بدتر نیست کہ بغفلت و سختی دل مبتلا کند قسوة از غفلت زاید و غفلت
 از قسوة آید۔

قوله ومنہما ابو حفص بن عمر سلام الحداد من
 قریۃ یقال لہا کور اباد علی باب مدینہ نیشاپور علی طریق
 بخارا احد الائمة والسادۃ مات سنۃ ۱۱۵ ھین و ماتین
 و بعضے ازاں مشائخ معتبر و معتمد و مقتدی و مشد ابو حفص حداد است تام او
 ابو حفص است و بدان شہرہ است و پدراو عمر سلام نام و نزدیک نیشاپور
 و درہ گذر بخارا قریۃ است کور اباد نام مسکن شیخ آنجا بود یکے از امامان
 و سروران این قوم است و ویت شخصت چند سال گذشتہ بود او بر حمت
 پیوست قال ابو حفص رحمہ اللہ المعاصی برید الکفر لکما ان الحجی
 برید الموت ابو حفص رحمہ اللہ گفتہ است معصیت خدا کردن نشان کفر
 است و کشندہ کفر است و برندہ کفر است و نتیجہ کفر است چنانچہ تپ
 نشان مرگ است شیخ قدس اللہ روحہ معصیت را نشان کفر گفتہ ازین رو
 کہ گنہ است غایت یکے اکبر اگر این کبیرہ با عدوان و باصرار و بعدم مبالغت کشد
 قرین کفر شود آئینہ سخت بر روی وے اندک اضطلالے شود قدرے

ابو حفص عمر بن
 سلام الحداد
 ن کور اباد

صفا اور کم کنند اگر مردم اور اک آن نکند ہر طرفے مورچہ افتد و اگر آنرا
 ورنیابد مورچہ بسیار افتد و آئینہ چنانچہ تمام رازنگ گرفت و اگر این رازنرا ہل
 کرد ثم و ثم کار بجائے کشد تیغان گردد پس معصیت برید کفر درست باشد اسے
 مرد مسلمان ترا اندیشدی باید ایمان است کفر است این ثالث کہ اور افتق نامی
 این چہ شد کہ او بہر دو طرف نسبت وارد ہر طرفے کہ غالب خواہد آمد اور ایمان
 سو خواہد برد قولہ وقال ابو حفص رحمہ اللہ اذا سرايت المرید بحب السماع
 فاعلم ان فيه بقية من البطالة ابو حفص رحمہ اللہ گفتہ است اگر مرید را
 بینی کہ میل بسرودے میکند بدانکہ درو بقیہ طالت نسبت نیکو سخنے است این
 قصد مرید است کہ بقیہ اورا شو و سماع شو و تا آن بقیہ نقیہ گردد و اگر مردم این را بر معنی
 ظاہر برد چنانچہ در بعض سلوک ہمہ راں معنی اند منہم الشیخ شہاب الدین
 السہروردی رحمۃ اللہ علیہ از روے ترجمہ ظاہر ہمیں آید امانا و ام کہ در مرید ہوا
 نفس باقی است اورا طالب مرید نہ نامند بعد آنکہ کسے ہم ہوا ارا پشت و بد
 و طلب خدا در سرکش افتد اورا مرید گویند و زکیت دیگر این سخن نسبت بہ جنید
 کردہ اند رحمۃ اللہ علیہ قولہ وقال حداد الظاہر عنوان حسن ادب
 المباہن ابو حفص گفتہ است رحمۃ اللہ علیہ سرکہ در ظاہر عبادات اوسے کہ
 آمدہ است مراعات کنند نشان آن باشد کہ باطن او حسن ادبے کہ وارد
 قولہ وقال الفتوة اداء الانصاف وترك مطالبة الانصاف و او
 گفتہ است جو انفرادی حییت انصاف از خودوی و ترک طلب انصاف
 از دیگرے کنی و رود این سخن نیز حکایتے وارد اگر می گویم کتاب و رازمی شو
 قولہ سمعت محمد بن الحسين رحمه الله يقول سمعت ابا
 الحسن بن محمد بن موسى رحمه الله يقول سمعت ابا علی

الثقفی رحمۃ اللہ علیہ یقول کان ابو حفص رحمہ اللہ یقول
من لم یزین افعاله واحوالہ فی کل وقت بالکتاب وسنتہ ولم
یتہم خواطرہ فلا تعدّ فی دیوان الرجال واتّاد ابو حفص رحمہ اللہ فرمود
است ہر کہ احوال خود را بکتاب وسنت نسجد چنانچہ در ترازو سنگ در پلہ ہند
وچیرے در پلہ دیگر بدان سنگ نسجد ہمچنین اعمال واحوال خود را بکتاب وسنت
وزن نکتہ و متہم خواطر خود نباشد اتہام در خواطر چیست ہر خاطر حقانی کہ
اورا در دل گذر و ہر چند کہ صادق الفراسط بودہ باشد ہر چند کہ بیخ و
نبت را بداند با این ہمہ جواز آن سومی آید اعتماد در انشاید و اگر این آیت خواندہ
باشد و معنی را نہیں کردہ باشد و مکر و مکسر اللہ واللہ خیر الماکرین
این سخن را نیکو فہم کن اولاً بعدہ کہے کہ چنین نبودا اورا از مردان راہ و مردان
کار شرمیم۔

قوله ومنہما ابو تراب عسکر بن حصین النخشبی رحمہ اللہ
صحب ابا حاتم الاصبغی و ابا حاتم العطار البصری رحمہ اللہ
مات سنۃ خمس و اربعین و مائتین و بعضے ازان مردان دیندار و ورہ زوا
این کار ابو تراب عسکر نخشبی بودہ است با حاتم اصم صحبت داشت و با حاتم
عطار نیز صحبت داشت و از تاریخ ہجرت دو سہت چہل پنج گذشتہ بود کہ او
ازین جہاں انتقال کردہ است قوله وقیل مات بالبادیۃ نہشتہ
السباع و چنین گویند موت او در باد یہ بود و زندگان اورا وریدہ اند قوله
قال ابن الجلاء صحبت ستمائۃ شیخ مالقیۃ فیہم مثل
اربع اولہم ابو تراب النخشبی محمد بن جلال رحمہ اللہ گفتہ است کہ ششصد
پیرا صحبت کردہ ام ہچو این چہار کہے ملاقات نشد مقدم ایشان و سر ایشان

ابو تراب عسکری
حصین النخشبی

ابوتراب است علیہ الرحمۃ قولہ قال ابوتراب رحمہ اللہ الفقیر قوتہ ما
وحدہ ولباسہ ماسٹر و مسکنہ حیت نزل ابوتراب گفتہ است
رحمہ اللہ قوت فقیر ہرچہ یاد اگرچہ برگ درختے باشد ولباس او ہانچہ ستر
عورت او کند و دفع خرقہ او باشد و مسکن او بود ہر جا کہ فرود آید قولہ
قال ابوتراب رحمہ اللہ اذا صدق العبد فی العمل وحب حلاوتہ
قبل ان یعملہ فاذا اخلص فیہ وحب حلاوتہ وقت مباشرۃ العمل
ابوتراب رحمہ اللہ گفتہ است کہ بندہ عملے بصدق کند رغبت و حلاوت دلزد
آن عمل و رول خویش یا بد پیش از آنکہ کند یعنی بہ نشاط و بذوق و فرح کند و
چون در آن عمل مخلص باشد و عملے با خلاص کند در حالت مباشرت عمل
حلاوت یا بد میان صدق و اخلاص تفرقہ گفتہ اند صدق اول حال اخلاص
است سخن بسیار است جائے گفتار نیست کہ اکثر کلام میشود قولہ سمعت
الشیخ اباعبدالرحمن السلی رحمہ اللہ یقول سمعت جدی
اسمعیل بن نجید رحمہ اللہ یقول کان ابوتراب اذا رای من
اصحابہ ما یکرہ زاد فی اجتہادہ وحب توبتہ و یقول بشوخی
دفعوا الی ما دفعوا الیہ لان اللہ عزوجل یقول ان اللہ لا
یغایر ما یقوم حتی یغایر واما بانفسہم نجید گفتہ است رحمہ اللہ
کہ ابوتراب چون دیدے در اصحاب خویش چیزے را کہ اورا کارہ بودے یعنی
تجاوزے از حد تعبد و ترک احسن او بے یا تقصیرے در عملے یا العیاذ باللہ
میلے نبایستہ در مجاہدہ خویش از ویاد کردے و توبہ را از سر تجدید کردے و
گفتے از شومت من است کہ اصحاب من بچنین چیز مبتلا شدہ اند زیرا کہ
خداوند تعالی فرمودہ است بتحقیق خدا نے نعمتے را از قومے نکر دانتا آنکہ ایشان

اہل معاملہ با خدا دارند اہل معاملہ را نگردانند اینجا این سخن آید اگر صاحبی متغیر
 شد خداے تعالیٰ تغیر حال او کرد بر شیخ چه آید اما شیخ قدس اندر و حود را یکے
 از ایشان می شمرد و تغیر ایشان تغیر خود می داند گفته اند الفقرا کتفس واحد قوله
 قال وسمعتہ یقول اصحابہ من لیس منکم مرقعة فقد سال
 ومن قعد فی خانقاه او مسجد فقد سال ومن قرأ القرآن
 من المصحف او یکما یسمع الناس فقد سال ہر کہ مرقعہ پوشید یعنی نژدہ
 و خرقہ در بر کرد پس تحقیق از مردمان خواستے کرد کہ اورا چیزے بد مید و بچیزے
 برسند و ہر کہ در خانقاه و مسجدے شست فقد سال و ہر کہ قرآن را
 دست گرفت و بدین مردمان خواند و با و از بلند خواند فقد سال و نیز یکے
 از سالمان باشد قوله وكان ابو تراب رحمه الله يقول بنی و
 بین الله عهد ان لا آمدیدی الی حرام الا نصرت یدی عندہ
 ابو تراب رحمہ اللہ گفته است میان من و خدا عهدے است بسوے ہر حرامے
 طعامے یا چیزے دست فر از کنم و خواستم بتانم دست من کوتاہ شود یعنی بدو
 البتہ نزد و قادر بر ان توانم شد قوله و نظر ابو تراب رحمہ اللہ
 یوما الی صوفی من تلامذتہ قد مدیة الی قشر بطیح وقد طوی
 ثلثة ايام فقال له ابو تراب رحمه الله تمد یدک الی قشر بطیح
 انت لا یصلح لك التصوف الزوالستوق ابو تراب رحمہ اللہ و ید صوفی را
 کہ از دست بردن او بودہ دست سوے پوست خربزہ فر از کردہ است و او
 سه روز برآمدہ بود کہ طی کردہ است گفت کہ تو لائق تصوف نہ تو صوفی نیستی برو
 ملازم بازار باش مدد یدک می گوید این مد بطریقہ سوال بود یا پوست بطیح بود
 دست فر از کردہ آنرا بتانند بچنین گمان می رود مگر او بر غیبت خواست پوست

خریزہ را بستانذ لبیدیا کے می داداود دست فراز کردتا بستانذ ہر
 احتمالات سیان می آید قوله سمعت محمد بن الحسین رحمہ اللہ
 يقول سمعت ابا العباس البخلای رحمہ اللہ يقول سمعت
 ابا عبد اللہ انصاری رحمہ اللہ يقول سمعت ابا الحسن البراز
 رحمہ اللہ يقول سمعت یوسف ابن الحسین رحمہ اللہ يقول
 سمعت ابا تراب النخشبی رحمہ اللہ يقول ما امنت نفسي على
 قط الامرة امنت على خبز او بيضا واناني سفري فعادلت عن
 الطريق الى قرية فوثب رجل وتعلق بي وقال كان هذا مع
 اللصوص فبطحوني وضربوني سبعين جلدة فوقف علينا رجل
 فصاح وقال هذا ابوتراب النخشبی فخلوني واعتذر والى وادخلني
 الرجل منزله وقد مالى خبز او بيضا فقلت كلها بعد سبعين
 جلدة يوسف حين رحمه الله ميگوید ابوتراب عليه الرحمه ميگويد من در سفر بودم
 ام از راه سوے ديے شدم شخصے دايہ را گم کرده بود دايہ خود را می جست مرا گرفت
 و بنجد متعلق داشت و گفت این مرد کی ازان و زردان است که دايہ مرا برده
 اند مرا زدند و کوفتند بمقتاد و وال بر پشت من زدند شخصے مرا شناخت فریاد
 کرد که ابوتراب است مرا گذاشتند و عذرا این کوفتن و بستن خواستند
 من اعتذرا ایشان را قبول کردم مراد خانه پر و دندان سپیدے و بیضے پیش من
 آوردند و نفس من بیج و قتی آرزوے نکرده بود همین نان و بیضار آرزو کرده
 بود بانفس گفتم ہر بار کہ آرزو کنی بمقتاد و وال بخوری آرزوے تو بتو دهند قوله
 وحی ابن الجلاز رحمہ اللہ قال دخل ابوتراب رحمہ اللہ مكة
 طيب النفس فقلت اين اكلت ايها الاستاذ قال اكلت اكلة

ابو عبد اللہ بن
 الفارسی

ناب
 خشبة
 ن
 فصیح

بالبصره و اكلت بالنباح و اكلت ههنا ابن جلامي گوید ویدم ابو تراب
را رحمه الله در مکة نیک خوشان بانور و صفا دانستم که او طپها کرده باشد و طعام
گذاشته باشد این صفا از آنست پرسیدمش طعام کجا خورده بودی گفت
یک نغمه در بصره خوردم و یک نغمه در نباح خوردم موضعی است میان مکة
و بصره و یک نغمه در مکة از بصره در گامد جز نغمه نخورد یک دو وزیر اچہ سیوم نغمه همان است که در مکة
خورده است -

قوله و منهم ابو محمد عبدالله بن حنبل من زهاد المتصوفة صحب يوسف بن اسباط كوفي الاصل ولكنه سكن
انطاكية بعضه ازال پیران بزرگ و مشایخ که لایق اقتدار اند ابو محمد عبدالله
حنبل از زاد صوفیان است و صاحب یوسف اسباط بود و مولد او مولد آباء او
کوفه بود و در انطاکیه اند قوله سمعت محمد بن الحسين رحمه الله
يقول سمعت ابا الفرج الورثاني رحمه الله يقول سمعت ابا الازهري الميا
قائني رحمه الله يقول سمعت فتح بن شحرف يقول سمعت عبد الله حدثني
بن حنبل اول ما لقيته قال يا خراساني انما هي اربع لا غير عينك
ولسانك و قلبك و هوالك فانظر عينك لا تنظر بها الى
مالا يحل لك و انظر لسانك لا تنقل به شيئا يعلم الله
خلافه من قلبك و انظر قلبك لا يكون فيه غل و لا حقد
على احد من المسلمين و انظر هوالك لا تهوى شيئا من الشر فان
لم يكن فيك هذه الاربعة من الخصال فاجعل الرماد على
راسك فقد شقيت فتح شحرف رحمه الله از ارکان تصوف پرسید
ابن حنبل گفت جز این چهار نیست عملی در چشم است و عملی در زبان است

و عملی در قلب است و عملی در نفس است نظرے در چشم خویش کن زمینہ چیز
سوی چیزے کہ دیدن او ترا حلال باشد یعنی نظر بسوی اجنبیہ نبود و نظر
بسوی زخارف دنیا نہ بود و نظر بسوی چیزے کہ ترا مہلّی از حق و از کار حق باشد
نہود و نظرے زبان را کن بزبان آن گوی کہ دل مخالف آن باشد و دل میل
بہو ابا شد و تو بزبان سخن از ترک ہوا گوی و دل راغب بسوی دنیا باشد
بزبان سخن از ترک دنیا گوی از احوال و مقامات گوی کہ دل تو بدان متصف
و متعلی نیست و نظرے دل را کن دروغے و حقدے و حسدے نباشد
آنرا کہ مردمان متصوف غیرت و رشک نامند صوفی باشد کیے را دیدن تو نامند
بسبب حالے و مقامے و قبولے کہ اورا پیش آمدہ است ایشان این را حسد
نامند و غل خوانند و این نوع از غش باشد و ہوا خود را بسوی کہ پہچ بلاکے
را خوانان نباشد ہرچہ جز خدا و کار خدا بود آن شر بود ہلک ازین شر شرے بدتر
نباشد اگر در تو این چہا چیز نباشد خاکہ تر بر سہر خود انداز تحقیق کہ تو بد سختی قولہ
وقال ابن حنیف رحمہ اللہ لا تقنوا لامن شیء یفسد غذا
ولا تقنبرج الا بشیء یسیرک غذا غم مخور مگر چیزے را کہ ترا فردا غمگین کند
و خوش مباش مگر چیزے کہ ترا فردا خوش کند ازین غذا یا قیامت مراد باشد
یا امروز غم مخور چیزے کہ فردا زبان کند و امروز شاد مباش مگر چیزے کہ
فردا شادمان باشی بارہا گفتہ ام مرد عاقل آن عمل کند کہ چون کار آخر رسد
او با خود حسابے کند کہ عمر و چہ گذشت اگر چیزے مدوحے مقبولے موجودے
بود ہم این قدرے بیاید و دل آنچه بایستے کردم و قبول من اللہ است
بارے آنچه بایستے کردم نباید و نشاید و نسنو کہ در دوش این آید بد آنچه کار گذشت
نا بابت و ناست استہ بود اکنون کار آخر آخرا رسید جائے عذر نامند جز فسوس

جزو ریغ و رد امن اوزہ بتند زہے خسران وزہے خذلان نعوذ باللہ من
امثال ہذا الاعمال قولہ وقال ابن خنقی رحمہ اللہ وحشۃ
العباد عن الحق او حش منہم القلوب ولوا نہما نسوا
بر بہم لانستانس بہم کل احد ہر کہ از خدا وحشت وارد وہا
ہمہ از و مو حش اندو ہر کہ با خدا مو انست وارد قلوبا او مونس باشند
نیکو سخنے است این اما کلی نیست بچمل کہ چنین باشد اگر مو انست ہا
موجب مو انست با خلق باشد این نوع شیء مخوفے باشد اگر فردا آہنا
این را جز عمل او دارند چہ توان کرد قولہ وقال انفع الخوف ما حجزک
عن المعاصی وانفع الرجاء ما سهل علیک العمل لا بدی است مروی ہا
را میان خوف و رجاء بودن نافع ترین خوف ہا اینست کہ ترا از معاصی باز داند و نافع
ترین رجاء نیست کہ عمل بر طاعت تو آسان گرداند بارہا گفتہ ام خوف نیست
کہ با ہمہ طاعت کہ تو بجا آری خوف در دل تو آں بود کہ نباید او قبول نکند و رجاء
کہ ہمہ طاعت ہا بجا آری و امید داری کہ مگر قبول کنند بریں سخن من در کلام
این صوفی اشارتے ہست قولہ وقال طول الاستماع الی الباطل
یطفی حلاوة الطاعة من القلب بیا رغوش داشتن بسوسے
چیزے کہ آن نسبت بطلان وارد حلاوت طاعت از دل بردن نشاط عباد
اندو برو و چو بسیار گوش وارد علامت اینست کہ بدان تلذذ سے میکنند
و اورا آن خوش می آید چو باطل بنوشش آید ہر آئینہ لذت طاعت برو
و شیخ قدس اللہ روحہ در صدر ذکر آن بزرگوار را از زنا و متصوف
نامیدہ است و کلمات و اشارات او حکایت ہم ازیں کرد کہ از زنا و متصوف

بود۔

ابو علی احمد بن عاصم
الانطاکی

قوله ومنهم ابو علی احمد بن عاصم الانطاکی رحمه الله
 من اقران بشر بن الحارث والسرری والحارث المحاسبی رحمه الله
 علیهم كان ابو سلیمان الدارانی رحمه علیه یسمیه جاسوس
 القلب لحدة فراسته بعضه ازان صوفیان کہ بر من اتباع رفته اند قول و
 فعل ایشان حجت و منبع است احمد انطاکی است رحمه الله ازان اقران بشر حارث
 و سرری و حرث محاسبی بود رحمه الله علیهم و ابو سلیمان دارانی رحمه الله اورا جاسوس
 قلب گفته بموجب صدق فراسته کہ در او بود فراسته تیز داشت کہ ظاہر
 مردم را باطن آن فراست کرده کہ البتہ خطا بود و ابو الحسن نوری را
 رحمه الله نیز جاسوس قلب گویند چنین گویند کہ او بر خطرات دل مردم مطلع
 گشته قوله وقال احمد بن عاصم رحمه الله اذا طلبت صلاح
 قلبك فاستعن علیه بحفظ لسانك واحمد رحمه الله گفته است
 چون خواهی کہ دل تو صلاح باشد یعنی کدورتی و ظلمتے البتہ بروطاری نشود استعا
 بنگاه داشت زبان خود کن حفظ لسان عبارت از نگاه داشت او باشد از
 فحش و فحیت و بصناع و حفظ لسان عبارت ازان باشد کہ بزبان آن نگوید
 کہ در دل نیست و حفظ لسان عبارت ازین باشد البتہ آنچه در دل است بزبان نیاورد و دیگر حفظ لسان
 عبارت ازین باشد ہر چه میوی و بان مطلع شود ازان حکایت کند و حفظ لسان عبارت ازین بود باشد کہ از
 و حکایت سخن نگوید و حفظ لسان عبارت از سکون کلی باشد سخن گفتن خصوصاً
 بیادول را سبب کند قوله وقال احمد بن عاصم رحمه الله قال
 الله تعالى انما امواکم و اولادکم فیتنة و سخن نسبت زبید من
 الفتنة احمد رحمه الله گفته است خدا فرموده است

اموال شما و اولاد شما فتنہ شماست یعنی شمارا از مقصود شما ہم ایشان بازمی دارند و ما ہمین فتنہ را زیادتی کمی کنیم اولاد فتنہ است زیرا چہ دل مردم را متعلق بخود می کنند اولاد فتنہ است زیرا چہ سبب ایشان بسیار محالے کہ صوفیہ ازان محترز باشد شروع کنند اولاد فتنہ است زیرا چہ السبتہ بریں آرد کہ مرد صاحب ولد ذخیرہ کند چنانچہ گفته اند الولد بمنخل و مدین و مجین غمزد کند بہت بلند را پست سازد بہ سبب جہانتے کہ اور اطوار کا شدہ است اگر مرد و اولاد است گاہ جمال فرزند را یاد کنند کہ اگر من کشتہ شوم او ضائع گردد و جہانتے وردل او آید و فتنہ است زیرا چہ ولد بمنخل است و درے در گردو باشد مرد فرزند را یاد کند نخواہد بکسے و بدو شرح اموال ظاہر است۔

قوله و منهم ابوالسری منصور بن عمار من اهل
 مرو من قریبہ دندانقان يقال انه من یوسنج و اقام بالبصرہ
 و کان من الواعظین الاکابر و بعضے ازان مقتدایان دین و متبعان ال
 تحقیق و طلب منصور عمار است رحمہ اللہ خلق مرو بود و مولد او از دیہ دندانقان
 گردیہے از دیہ اے او است و ہمچین گویند کہ او یوسنجی بود و مقیم در بصرہ
 بودی کے از واعظان اکابر بود و میان واعظان او را در مرتبہ بلند شمرده اند کہ او غلطے بود بر نمبر رہے رفتے
 خلق را پندے گفتے قوله وقال منصور بن عمار و حمد اللہ من
 جزع من مصائب الدنيا حولت مصیبتہ فی دینہ سر کہ از سبب
 مصیبت دنیا و زیاں جزعے با فرطے کرد زیاںے کہ دنیا شدہ بود آن
 جزع او سبب آن شد کہ آل مصیبت در دین افتاد اور اضیہ پیتے کرد و چو صبر کرد
 جزع کرد مصیبتے نقدے در دین است قوله وقال منصور بن عمار

رحمہ اللہ احسن لباس العبد التواضع والا نکسار و احسن
لباس العارفين التقوی قال الله تعالى ولباس التقوی ذلک
خیر و منصور گفت است بہترین لباس ہر او بندگان خدا تواضع و انکسار است
و بہترین لباس عارفان تقوی است و لباس زینت نفس است و بہترین
زینت تواضع و انکسار است خود را مردم با فہمہ فضل و شرف و مرتبہ فرود نہند
بہترین لباس او باشد و لباس پوشیدن بزرگی خود را تواضع پوشیدن بہترین
لباس است تواضع تفاعل است تکلف و رجز ہے است کہ تو خواہان آن
نباشی او خود را بستم چہ چہ کہ خواہان آن نیست کہ فرود کسے باشد سبب پوشیدن
عزت و عظمت خویش را او تواضع میکند و نمیخواہد کہ وضع باشد تواضع برائے
خدا را با ہمہ شرفی کہ خدا ورنہا وہ است و عزت و عظمتی کہ او را اوہ است اورا
محبوب خود نامیدہ است و اورا گفتہ افعل ما شئت فانک معفو با این ہمہ در
حضرت او مسکنت و عبودیت و بیچارگی را برپای آورد خود را از جملہ طالبان روزگاری
کمتر و پستری دارد این مرد بہترین لباس ہا باشد و ہمہ لباس ہا باشد و ہمہ
چند سخن کہ گفتیم دیگر ہم ہست اما تو بریں قیاس کن و بہترین لباس عارفان تقوی است
مرد عارف باشد متقی باشد و قول و فعل و عمل و صحبت خویش این بہترین لباس ہا
باشد و بیچ لباس برائے پوشیدن معرفت ازین بہتر نبود کیے را تجلی شود بر
صورت نامحمود او تقوی را بکار و در بحسب آن تجلی مباحث نشود و الصبر عن اللہ
من اسد الصبر این بہترین لباس ہا باشد فہم کن چہ میگویم چہ دانم تو فہم خواہی کرد یا نہ
و گفتہ اند بہترین زینت ما تقوی و عبادت خدا است جوہ را بعبادت خدا مشغول
داشتن و نفس را بقوی بہترین زینت، ما باشد و عارف را بہتر ازین زینت نیست
کہ متقی بود و چہ میگوئی با ہمہ معرفت نفس را آرایش تقوی و ظاہر جوہ را بعبادت

زیبا ترین زینت ابوریانہ قولہ وقیل سبب توبتہ انہ وجد فی الطریق
 رقعة مکتوبہ علیہا بسم اللہ الرحمن الرحیم فاخذها فلم یجد
 لها موضعا فاکلها فاری فی المنام کانت قائلہ قال له فسح علیک
 باب الحکمة باحترامک لتلك الرقعة وحين کونید سبب توبہ او پر کا کہ کاغذ
 ورود افتادہ یافت و درو بسم اللہ الرحمن الرحیم نمیشد بجائے کہ
 نیافت کہ کاغذ آنجا دارد یا خود عزت و احترام نام خدا این تقاضا کرد کہ سینہ
 خود را و طلق و کام خود را بدان متخلط و ممتزج دارد آن کاغذ خائید و فرو برد اورا در
 خواب نمودند گویندہ می گوید تو نام خدا را احترام کردی و حکمت بر تو کشاند قولہ
 سمعت الشيخ ابا عبد الرحمن السلی رحمة الله يقول سمعت
 ابا بکر الرازی رحمة الله يقول سمعت ابا العباس القاصر رحمة الله
 يقول سمعت ابا الحسن الشعرانی رحمة الله يقول رايت منصور
 بن عمار رحمة الله فی المنام فقلت ما فعل الله بک فقال قال لی
 انت منصور بن عمار قلت بلی یارب قال انت الذی کنت تزهد
 الناس فی الدنیا وترغب فیہا قلت قد کان ذلک ولكنی ما
 اتخذت مجلسا بدأت بالثناء علیک وثنیت بالصلوة علی
 نبيک صلی الله علیہ وآلہ وسلم وثلثت بالنصيحة لعبادک
 فقال صدقت قال الله تعالی الملائكة صنعوا له کرسیا یحمدوننی
 فی سماء بین ملائکتی کما یجدوننی فی ارضی بین عبادی ابوالحسن
 شعرانی رحمه الله گفت منصور بن عمار را رحمه الله نخواست خواب دیدم پر سیدش خدا
 با تو چه کرد و گفت خدام را گفت تو منصور عمار را گفتم بے یارب گفت تو آنی کہ مردم
 را در بین می آوروی کہ ترک دنیا کنند و خود را در دنیا رغبت می کردی گفتم

صدق
 تجدنی

آرے یارب بود چنین و لیکن من هیچ تبرک محلی را نگرفته ام مگر آنکه آغاز حمد و ثنای تو کرده ام و دو مرتبہ بے مغییر تو گفته ام پس آن بیوم مرتبہ خلق را پسند داده ام خداوند فرمود راست میگوئی خداوند سبحانه و تعالیٰ فرشتگان را فرمود که سی بنهد برای منصور که او حمد من در آسمان من میان فرشتگان من گوید چنانچه در زمین من میان بندگان مرا بزرگی یاد کرده است و حمد و ثنای تو کرده است۔

قوله ومنهم ابو صالح حمدون بن عماره القصار النشابة

ابو صالح حمدون بن
عمار القصار النشابة

رحمه الله منه انشرد من هب الملامتية بنشابة صاحب سليمان
الفارسي و ابانرا ب النخشي رحمه الله عليهم مات سنة
احدى وسبعين ومائتين و بعضه ازان مشايخ كه ايشان را علم پند
و منع گزيده بود حمدون قصاص راست رحمه الله ب لامت از و مشرشد
صاحب سليمان فارسي بود و ابو تراب نخشي رحمه الله و دوست هفتاد و يك
سجرت گزشته بود كه حمدون قصاص بنا س حيات خود را آفرين جهان با كتر شسته
است قوله سئل حمدون رحمه الله متى تجوز للرجل
ان تكلم على الناس فقال اذا تعين عليه اداء فرض من فرائض
الله في عليه او خاف هلاك انسان في بدعة يرحوان ينجيه الله
تعالى منها از حمدون رحمه الله پير سيدند كه شايد كه مردم سخن با خلق گويد گفت
وقت كه برو فرض شود به شخص و تعين كه البته اين سخن بايد گفتن يا به بيند
بعصيت خدا بلاك ميشود و از دين برمي افتد و بدعتي بتلا گردد و اميد
دارد كه اين چنين كسي را از بدعت خداوند تعالي نجات دهد قوله وقال من
ظن ان نفس خيره من نفس فرعون فقد اظهر الكبر و حمدون گفته است رحمه الله پير كه
در خود اين گمان برد كه نفس من از نفس فرعون بهتر است پس تحقيق او اظهار كرد

کردہ باشد شیخ قدس اللہ سرہ می فرماید خود را خود چیزے دانستن و او را
 مرتبہ و وزنی نہادن جز از صفت کبر نباشد این مرد و در خود این گمان برد که من
 بہتر از فرعونم نظرش از فعل حق غافل شدن است کہ مرا توحید و ایمان آراست
 کہ آراست خدا و او را کہ کافر و خدا تو کیسی کہ نظر بر فعل خود کنی و حکایت با یزید و سگ
 گرگین قریب بدین است قوله و قال مذ علمت ان للسلطان قسۃ
 فی الاشرار ما خرج خوف السلطان من قلبی و قعما رگفته است
 رحمہ اللہ ازاں گئے کہ دانستم کہ بادشاہ را فراتے بہت کہ بدان مرد ماں شر
 شناسد بیچ وقتے ترس سلطان از من نہ رفت خود را شرمیدانست ترس
 داشت کہ سلطان بفرست بر شرم من مطلع کرد و قوله و قال اذا را بیت
 منکر افما تل لئلا تبغی علیہ فتبتلی بمثل ذلک و حمدون گفتمہ است
 علیہ الرحمہ چون منکرے بر منی منکر شدہ طریقیت یا منکر الی معرفت
 از و بگذر بسوے دگر شو تا تو بدان نہانی کہ تو ہم بدان مبتلا گردنی قوله
 وقال عبد اللہ بن منازل رحمہ اللہ قلت لابی صالح رحمہ اللہ
 ارضی فقال ان استطعت ان لا تغضب بشی من الدنیا و ان
 عبد اللہ منازل رحمہ اللہ گفت است کہ ابو صالح حمدون را گفتم مرا وصیت
 کن گفت اگر توانی کہ برائے دنیا بر کسے بغضب نشوی پس کن کہ این نیکو
 کارے است غضب کردن برائے دنیا دلیل بر رغبت و خواست است
 قوله و مات صدیق له و هو عند راسہ فلما مات اطفاء
 حمدون السراج فقالوا فی مثل هذا الوقت یزاد فی السراج
 فقال الی هذا الوقت کان له و من هذا الوقت صار اللہن
 للورثۃ یارے ازان حمدون مرد او بر سر او حاضر بود ہمیں کہ او مرد سپر اف
 ہر شیخ منقول عن الفاہرا کہم خوردہ است پس بیاض گزاروہ شد

راکت گفتند این وقت آنست کہ چراغ را فروزند تو چراکتی گفت تا اوزند
 بود ملک او بوده است چو او مرد ملک ورثه شد اکنون بوجہ کہ سوزند قوله
 وقال حمد بن رضی اللہ عنہ من نظر فی سیر السلف عرف
 تقصیرہ و تخلفہ عن درجات الرجال وقال لا تقش علی احد
 ما تحب ان یکون مستورا منک و حمد بن گفته است رحمہ اللہ ہر کہ
 نظر در سیرت سلف کند و اعمال و افعال و اقوال ایشان بنید تقصیر خویش را
 بشناسد کہ ہر چه کردم از ایشان پس آدمم و بدیشان نسبت ندارد و از ایشان
 تخلف کردم و تجاوز کردم قوله وقال لا تقش آنچه تو خواهی کہ در تو آن نہا
 ماند آن چیز را بر دیگرے فاش کن و معرفت خدا سرسریست از اسرار و قصد
 بر اسرار خاف است اگر آشکارا کنی سر خویش را فاش کنی۔

قوله ومنہم ابوالقاسم الجنید بن محمد سید
 الطایفہ و امامہم اصلہ من نہاوند و منشائہ و مولدہ
 العراق و ابوہ کان ینبع الزجاج فلذلک یقال لہ القواریری
 و کان فقیہا علی مذهب ابی ثور صحب السمری و الحرث
 المحاسبی و محمد بن علی القصاب رحمہ اللہ علیہمات
 سنۃ سبع و تسعین و مائتین یکے ازان شہبازان و سروران متبعان
 و مقتدایان ابوالقاسم جنید محمد است رحمہ اللہ اور اسید الطائفہ گویند
 رئیس القوم گویند امام الصوفیہ گویند اصل او از نہاوند است و منشا و مولد
 او عراق است و بغداد داخل عراق است بریں نسبت او را جنید بغدادی گویند
 و پدر او شیشہ فروشی کردے ہم ازان او را قواریری خوانند و جنید رحمہ اللہ
 بہیں کار کردہ است و اذ فقیہ بود بر مذہب ابوسفیان ثوری بودہ است

ابوالقاسم جنید
 بن محمد

سری مربی و استاد او بود و حال او بوده است و با عارفان مجاہدین مصافحت
و مصافقت بود و صاحبیت با محمد علی قصاب ہم داشت و بر سر دویست
نود و هفت سال اتفاق بازگشت کرد و قوله سمعت محمد بن
الحسین رحمه الله يقول سمعت محمد بن الحسين البغدادي
رحمه الله يقول سمعت الفرغاني رحمه الله يقول سمعت
الجنيدي رحمه الله يقول وقد سئل من العارف قال من
نطق عن سرك وانت ساكن فرغاني رحمه الله ميگويد از جنيد عليه الرحمه
پرسيدند عارف كيت گفت آنكه سخن از سر تو گويد و تو قائل ان سر نباشي
نطق از چيست حقيقي كه تراست كه آن بر تو نهان است او سخن از ان حقيقت حقيقيه
تو گويد و تو آن را عارف باشي يا نباشي وليكن مابين تو نباشي سر ايشان
اشارت بدانست كه در كلمات قدسي است خداوند تعالي فرموده لا انسان
سرى روح را هم گویند سر معنی دل را هم گویند و منتهی که در جزا است
آن سر جزا است خلاصه که با انسان متعلق است آن سر انسان است مردمان
معنی دیگر هم گویند یعنی هر چه در دل تو چنین میگذرد و چنین هست قوله
سمعت الشيخ ابا عبد الرحمن المتلي رحمه الله يقول سمعت
محمد بن عبد الرحمن الرازي رحمه الله قال سمعت
ابا محمد الحريري يقول سمعت جنيد رحمه الله يقول
ما اخذنا التصوف عن القليل والقال لكن عن الجوع وترك
الدنيا وقطع المالبومات والمستحسناات حريري ميگويد رحمه الله انما
جنيد عليه الرحمه شنيدم كه مي گفت ما تصوف را از دوستي و تعليمي و تعليمي گرفتيم تصوف از گرسنگي و ترك دنيا
و ترك علايق كرديم و هر چه مالبومات بود و مستحسناات ما بود آن را ترك كرديم تصوف

را ازین گرفتیم یعنی برین طریق سلوک کردیم شکم را گرسنه داشتیم توجہ بخدا کردیم
 حقیقت امر بدین مسلک ما را مفہوم گشت آنرا تصوف نامیدیم یا خود این
 مسلک را تصوف خواندیم و مقصود بیشتر است قولہ سمعت محمد
 بن الحسین و حمدہ اللہ یقول سمعت ابا بکر الرازی و حمدہ اللہ
 یقول سمعت الحریری و حمدہ اللہ یقول سمعت الجنید و حمدہ اللہ
 یقول لرجل ذکر المعرفة قال اهل المعرفة
 بالله يصلون الى ترك الحركات من باب
 الامر والتعرب الى الله تعالى فقال الجنيد و حمدہ اللہ ان
 هذا قول توفيقكوا باسقاط الاعمال وهو عندی عظیم
 والذي ليس في يزي احسن حالا من الذي يقول هذا
 وان العارفين بالله اخذوا الاعمال عن الله واليه رجعوا
 فيها ولو بقيت الف عاف لم انقص من اعمال البر ذرة
 الا ان تحال في ذنوبها حريري معي كويد رحمه الله مردی نزد جنید
 عليه الرحمه سخن معرفت میگفت جنید عليه الرحمه فرمود عرفا بائدی بند
 بخدا و غایت رسیدن ایشان برین می آرد هر علی نیک که ایشان کردند
 آنرا بخود اضافه نکردند آن اضافه را ترک دادند نسبت بخدا کردند
 آنجا و ہم سخن هست مردمان این سخن برین و ہم می برند که اهل معرفت ببرا
 ترک می آرند اما این سخن محققان نیست لفظ موهبم اما مراد اینست که ما
 گفتیم این گفتار آن قایل بود که لفظ موهبم آن بود اما جنید عليه الرحمه ما گفت
 که ما عنایت کردیم جنید رحمه الله مر آن قایل را گفت این سخن قوس
 است که قایل باسقاط اعمال اند و نزدیک من این سخن عظیم است

نشانید کہ اہل معرفت را این صفت باشد آنکہ زنا کنند و وزوی کنند بہتر از ان کس
 باشد کہ معتقد او این بود اَحْسَنُ عَالًا چہر است زیرا چہ آن قابل سخنی گفتہ است
 کہ از دائرہ اسلام بیرون آمدہ است سارق و زانی خود را فاسق و اند و قصد توبہ از
 و آن کسے کہ ابواب برابر بستہ است و ترک اعمال کردہ است از دائرہ دنیا
 بکلی خارج است و جنید رحمہ اللہ گفت صفت عارفان بہ تحقیق اینست عمل از خدا
 گرفتند یعنی اعمال یعنی آنچه خدا فرمود فرمان کردند یا آنچه من اللہ از ان شد بدان
 متصف شدند و باز نگشتند مگر بسوے خدا یعنی اعمال از او گرفتند و باز گشت ہم
 بدو کردند و گفت اگر من ہزار سال زندہ مانم ذرہ از اعمال ترک نکنم مگر آنکہ حایلی آید
 میان من و اعمال من و این حائل عبارت از چہ باشد یعنی من میرم و قدرت بر عمل
 نماند یا از من شعور رود و عقل مذہول شود یا آنکہ مانعی باشد ہر گم خواہم عمل کنم او بیاید مرا
 باز دارد عنایتی کہ جنید کردند ہم در گفتار قابل عنایتی کردہ ام اگر قابل آن عنایت
 کردے جنید انکا ز کردے تا آنکہ جنید ہم بدان باز گشت کرد قولہ وقال الجنید
 رحمہ اللہ ان امكنك ان لا يكون آله بيتك الا خرفا فافعل
 جنید گفت است حمد اللہ اگر ترا میسر آید آنچه در خانہ تست کہ بدان امور معاش
 متمشی میشود مثل بسوے و کوزہ و آوندے نباشد مگر گلین فافعل بچن این کار کہ بگو
 کارے است و ہم بدین سخن جنید رحمہ اللہ سری پسند دادہ است کہ ولیکن
 ادانی بیتک من جنسک یعنی تو از گلی و آوند ہم از گل باشد قولہ وقال الجنید
 رحمہ اللہ الطريق کلہا مسدودۃ علی الخلق الا علی من اقتفی
 اثر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم جنید گفت رحمہ اللہ علیہ ہمہ را بہا بر بستہ
 است مگر رو پس روی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفت اند الطرق الی اللہ
 شتی و گفت الطرف الی اللہ بعد انقاس الخلق اما ینکہ بحقیقت روند

کہ شائبہ و کدورتے در میان نباشد آن خیرا تباع مصطفیٰ نیست صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم و برخورداری و آرام قرار خیر بدان نیست قوله سمعت محمد
 بن الحسین رحمہ اللہ یقول سمعت منصور بن عبد اللہ یقول
 سمعت ابا عمرو الانماطی رحمہ اللہ یقول سمعت الجدید
 رحمہ اللہ یقول ولو اقبل صادق علی اللہ تعالیٰ الف الف سنہ
 ثم اعرض عنہ لحظۃ کان ما فاتہ اکثر مما ناله اگر ہزار ہزار سال
 صاوتے بخدا اقبال کرد و لحظۃ اعراض ازو کرد آنچه از وفوت شد بیش از ان
 زبان کار تیرا زانست کہ اور سیدہ بود آنچه او گم کرد و تخریر اینست کہ باز نیاید
 اگرچہ گوئی در توبہ بسد و نیست مثالش اینست سنگے را آتش زیند بسینزند
 نرم لطیف سازند و آن را چونہ نامند چنانکہ نازک و لطیف شود کہ بر لطیف ترین
 چیز را اوراضم کنند بخورند و اطبا از چونہ مرہے سازند شخصی کہ او سوخته شدہ باشد
 آن چونہ را بران سوختگی مالند اورا راحت و خنکی شود کہ ہمہ کس داند کہ او واجد شدہ است
 و اگر بریں چونہ آب برسد تر شود و نرم شود بعد آن خشک شود و لا قابل گردد و سرچینی
 کنی باز آمدنی نیست و بیچ کار نیاید قوله وقال الجدید رحمہ اللہ
 من لم یحفظ القرآن ولم یکتب الحدیث لا یقتدی بہ فی
 هذا الامر لان علمنا هذا مقید بالکتاب والسنة وقال الجدید
 مذهبنا رحمہ اللہ علمنا هذا مشید بخدیث رسول اللہ صلی اللہ
 مقید علیہ وسلم کہ حفظ قرآن نکر و معنی یا و نکر و معنی یا و نکر فت قرآن را یک معنی
 ہمین است اینست کہ در اعمال و افعال بحفاظت کلام اللہ بنا
 و عالم بسن و آثار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نباشد در کار تصوف بدان
 شخص اقتدا کند زیرا چہ علم تصوف مقید بکتاب و سنت است اگر آن معنی

مراد و ابریم کہ حفظ لفظ او اکثر صحابہ حافظ کلام اللہ نبودہ اند از مجموع صحابہ خبر یافت
نفر حافظ نبوند و کتاب احادیث اگر بظاہر رود و کرا میسر است علی بذ اور تصوف
بتہ شود قولہ سمعت محمد بن الحسین رحمہ اللہ بقول سمعت
ابانصر الاصفہانی رحمہ اللہ بقول سمعت ابا علی السرد باری
رحمہ اللہ بقول سمعت عن الجدید رحمہ اللہ مذہبنا
هذا مقید باصول الكتاب والسنة ہمان سخن بالا بازاوردہ است
ترجمہ کچھ کہ قولہ اخبرنا محمد بن الحسین رحمہ اللہ قال
سمعت ابا الحسین بن فارس رحمہ اللہ بقول سمعت ابا الحسن
علی بن ابراہیم الحداد رحمہ اللہ بقول حضرت مجلس ابی
العباس بن شرح رحمہ اللہ فتکلم فی الفروع والاصول بکلام
حسن اعجبت بہ فلما رای اعجابی قال اندری من این ہذا
قلت يقول القاضي فقال هذا بركة مجالستي ابا القاسم الجدید
رحمہ اللہ ابراہیم حد اور حمہ اللہ میگوید در مجلس ابوالعباس شریح رحمہ
حاضر بودم او سخن در قسم سلوک و معارف و حقایق می گفت بس عزیز و لطیف
کلام بود گفتار او مرا شگفت آورد بعد آنکہ ابوالعباس رحمہ اللہ در عجب آمدن
من دید گفتم میدانی کہ این سخن گفتم قاضی فرماید گفتم این بکت
آنست کہ با ابوالقاسم جنید رحمہ اللہ شستہ ام از سخن شنیدہ ام قولہ
وقیل للجدید رحمہ اللہ من این استفدت هذا العلم
فقال من جلوسی بین ید اللہ تعالی ثلاثین سنة تحت ثلاث
الذحاة و ارمی الی دوحہ فی داسر از جنید رحمہ اللہ پرسیدند
این علمے کہ تو داری از کجا گرفتی و استفادت از کہ شد گفتم متفید بدین علم

ازین عمل شدم کہ سی سال حضور خدا بودہ ام و نشست من بدان حضور زیر این
 درختے است کہ دریں خانہ است قولہ سمعت الاستاد ابا علی الدقاق
 رحمہ اللہ یحکی عن ذلک سمعته یقول رثی فی یدہ سبحۃ ^{فقیل}
 لہ انت مع شرفک تاخذ بیدک سبحۃ فقال طریق بدو ^{صلت}
 الی ربی کلا فارقہ تسبیح بروست جنید بود رحمہ اللہ و آزامی گروانید گفتند
 این شرف معرفتی و عزت و رحتے کہ تراست چسبیت کہ بدیں سبوح متعلق میشود
 گفت برے کہ بخدا رسیدم آنرا نگدارم از ان دور نشوم جدا نکردم خدا پرستان
 بر انواع اندیکے برسم و عادت پرستند و دیگرے برائے نجات پرستند
 و سہ دیگرے برائے حنات و درجات پرستند و کسے بالنظر من حیث
 انه الہنا و نحن عبیدہ پرستند قطع نظر از بہشت و دوزخ و از قبول و رد
 ویکے برائے دیدار پرستند نقداً طلبید یا بوعده قرار گرفتہ است و دیگرے
 بحق و فاد مروت پرستند ہر چند احتیاج بتعبد ظاہر نما ند از زیادتی نوافل فارغ
 شد اما ایفاء بحقہ و اداء لزما یت المر و تم خدا را پرستند جنید رحمہ اللہ برین اشارت
 کرد اگرچہ احتیاج بدین نیست اما برے کہ با خدا بر سند مروت و فاین تقاضا
 نکنند کہ آن را نگذارند قولہ و سمعت الاستاد ابا علی رحمہ اللہ یقول
 کان الجنید یدخل کل یوم حانوتہ لیسبیل السیر و یصلی
 اربعین رکعۃ ثم یعود الی بیتہ استاد ابو علی وفاق رحمہ اللہ
 گفتہ است جنید علیہ الرحمہ در دوکان خود پرودہ فروشتے و چہار صد رکعت
 نماز گذاروے بعدہ بخانہ بازگشتے و کان شستے و قارورہ فروختے قولہ
 وقال ابو بکر العطوی رحمہ اللہ کنت عند الجنید علیہ الرحمہ
 حین مات ختم الفہران ثم ابتدأ من البقرۃ سبعین آیۃ

ثمرات
 ارحمہ اللہ ابو بکر رحمہ اللہ میگوید وقت نقل جنید رحمہ اللہ حاضر بودم ختم قرآن کرو
 باز سر آغاز کرد و ہفتاد آیت از سورہ بقرہ خواند جان بحق تسلیم کرد۔

ابو عثمان سعید
 بن اسمعیل الجیری

قوله ومنہم ابو عثمان سعید بن اسمعیل الجیری
 المقیم بنیشاپور وکان من السری صاحب شاہ الکرمانی ویحیی بن معاذ
 رحمہما اللہ ثم ورح نیشاپور مع شاہ الکرمانی علی ابی حفص
 الحداد رحمہ اللہ واقام عندک وخرج بہ وزوجہ ابو حفص
 ابنتہ ماتت سنۃ ثمان و تسعین وما ستین وعاش بعد ابی
 حفص نيفا وثلثین سنۃ و بعضے ازان مشائخ کہ قول و فعل ایشان
 حجت است ابو عثمان جیری است رحمہ اللہ او در نیشاپور شاہ
 شجاع کرمانی ویحیی معاذ و ابو حفص حداد را مصاحب بود سخت در صحبت
 یحیی بود بعد مصاحب شاہ شجاع بود بعد صحبت ابی حفص حداد کرد و نزدیک
 او ماند و بعد ابو حفص رحمہ اللہ سی و چہد سال زیت قوله سمعت محمد
 بن الحسین یقول سمعت ابا عمر بن حمدان یقول سمعت ابا
 عثمان رحمہ اللہ یقول لا یكمل ایمان الرجل حتی یتوی قلبہ
 اربعۃ اشیاء المنع والعطاء والعز والذل ابو عثمان رحمہ اللہ گفتہ است
 مرد کامل نشود تا این چہار چیز ورول او مساوی نباشد منع و عطا اگر کسی او را مانع
 آید یا کسی او را چیز بد بد یا کسی او را عزیز دار دیا کسی او را غار دار و پرچہا
 برابر باشد و دیگر منع و عطا عز و ذل ہرچہ از خدا آید نزدیک او برابر باشد
 و این سخن اشارت برضاست و میان صوفیان بدو امر رضا جزا و سخن گفتہ است
 قوله سمعت محمد بن الحسین رحمہ اللہ یقول سمعت عبد الرحمن
 بن عبد اللہ رحمہ اللہ یقول سمعت بعض اصحاب ابی عثمان

رحمہ اللہ یقول سمعت اباعثمان یقول صحبت اباحفص رحمہ اللہ
 وانا شاب فطرح فی مرة وقال لا تجلس عندی فقمت ولم ازلہ
 ظہری وانصرفت الی رراء ووجهی الی وجهہ حتی غبت عنہ
 وجعلت فی نفسی ان احضر علی بابہ حفرة لا اخرج منها الا
 بامرہ فلما رای ذلك ادنانی وجعلنی من خواص اصحابہ بعض مصاحبان
 ابو عثمان رحمہ اللہ گفتند کہ ابو عثمان گفت سی سال با ابو حفص علیہ الرحمہ
 مصاحب بودم یک روز مرا گفت نزدیک من نشین خاک تم و پس پامی رنم
 روسے او نہادہ و پشت پس نا کردہ آن قدر دور رنم کہ از نظر غائب شدم
 با خود گفتم پیش در او کوکے کا دم دوران کوک فرو شوم و البتہ بروں نیامم گر با مرا
 چوا و حال مرا بدیں صفت احساس کرد مرا نزدیک خود طلبید از خواص اصحاب
 خویش گروانید قولہ وکان يقال فی الدنيا ثلثة لا رابع لہم ابو
 عثمان بنیثابور و الجندی بیغلہ و ابو عبد اللہ بن الجلاء بالشام
 و یحییٰ بن گویند و در دنیا سے تفر بووند ابو عثمان حمیری و زینثابور حنیید و بغداد و ابو
 عبد اللہ جلاء و در شام رحمۃ اللہ علیہ و علی اسلافہ رحمۃ و اسعة قولہ
 وقال ابو عثمان رحمہ اللہ منذ اربعین سنة ما اقامنی ا لله قعا
 فی حال فکر ہتہ و لا نقلنی الی غیرہ و من خطتہ و ابو عثمان گفت چیل سال بر
 ہر جاکے کہ مرا خدا سے داشت من ازان کارہ نبودم و بسوے غیر مقصود من
 انداخت من آزاد شو از دستم این کلام بدان اشارت میکند کہ من و عطا
 غز و ذول برابر است و این دو ام رضاست ہمہ صوفیاں رضارا از احوال گفتم اند
 و قول ابو عثمان رحمہ اللہ اشارت بدین کرد کہ رضا از مقامات است قولہ سمعت
 الشیخ اباعبدالرحمن السلی رحمہ اللہ یقول سمعت عبداللہ

خیر اینجا رعایت کنیم تا در حق صحابه درست آید صومئ که او روح رسول
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوده باشد و صحبت با اولیای خدا بشرط احترام و خدمت
 باشد و صحبت با اہل و ولد محسن خلق مداراتے با ایشان و لطف و شفقت کردن
 و آنچه نفع و ضرر دین ایشان باشد بطریق بہتر ایشان را بران داشتن و
 انان باز آوردن و با اصحاب و با برادران دین صحبت بکشاوگی روئے بخلق
 نیک ہر چه ایشان گویند با ایشان خوشی باشد مگر در کارے کہ در ان اثم
 باشد و صحبت نادانان اگر افت در محم و شفقتے بر ایشان کند کہ مسکینان
 بکدام چیزے بتلا اندو دعا کند کہ خدای تعالی از ایشان درگذرد و قوله
 سمعت عبد اللہ بن یوسف الاصفہانی رحمہ اللہ یقول
 سمعت ابا عمر بن نجید رحمہ اللہ یقول سمعت ابا عثمان
 رحمہ اللہ یقول من امر السنۃ علی نفسہ قولا و فعلا نطق
 بالحکمة و من امر الهوی علی نفسہ نطق بالبدعة قال اللہ
 تعالی و ان تطیعوہ ثقثد و ابو عثمان رحمہ اللہ گفت است ہر کہ
 سنت را بر نفس خویش امیر گردانید یعنی آنچه سنت تقاضا کرد بران رفت
 است سنت رسول اللہ و سنت صحابہ و سیر سلف صالح بختمی سخن او حکمت
 باشد و ہر کہ ہوا را بر نفس خویش امیر کرد سخن بدعت گفت یعنی آن کرد کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بر آن نیست و صحابہ بر آن نیند و سیر سلف صالح
 نیست زیرا کہ خدای گفته است اگر طاعت کنند و اطاعت ہین است
 کہ بر اتباع سنت رسول اللہ و صحابہ روید رضوان اللہ علیہم رہ راست یا بید
 قوله و منهم ابوالحین احمد بن محمد النوری
 رحمہ اللہ بغلادی المولد و المنشاء بغوی الاصل صحابہ السری

ابو الحسن احمد
 بن محمد
 النوری

وابن ابی الحواری وکان من اقربان الجدید رحمہ اللہ مات
سنة خمس وتسعين ومائتين وکان کبیر الشان حسن المعانی ^{ملا}
واللسان ویکے از مشایخ کبار و علماء با سدا عارفان و بیدار ابو الحسن نوری است
رحمہ اللہ در بغداد زاده اند و نشو و نما ہم در بغداد یافته است و مادر و پدر
او بغوی بودند صحبت با سری و با احمد ابی حواری داشت و از یاران خبید بود
رحمہ اللہ اقران یا جمع قرین گویا جمع قرن ہر دو صلاح است و تاریخ و دست
نویسند انتقال کرد از دارنا بسراے بقاپوست و در کار فصیح و معانی بلخ
اشارت کردے قولہ وقال النوری رحمہ اللہ التصوف ترک
کل حظ النفس و سخن نوری است کہ تصوف عبارت ازین است کہ ہمہ
حظوظ نفس ترک کنی قولہ وقال النوری رحمہ اللہ اعزالا شیا فی
زماننا شبان عالم بعمل بعلمہ و عارف ینطق بحقیقۃ نوری گفتہ عن حقیقتہ
است رحمہ اللہ زادہ ترین چیز باور زمانہ ماد و چیز است عالمی کہ عمل بمقتضی علم
کند و عارفی کہ سخن حقیقت خویش گوید یعنی خود را خود شناختہ باشد
و سخن از ان معروف خود فرماید شیآن گفت شی لفظ عام است بر ہمہ اشیا
اطلاق توان کرد اما اینجا شخصان مراد است یا از عالم و عارف علم و عرفان معلوم
شد یعنی علم کہ بعمل معروف باشد و عرفانے کہ از حقیقت نشان دید
است قولہ سمعت ابا عبد اللہ الصوفی رحمہ اللہ
یقول سمعت احمد بن احمد البردعی رحمہ اللہ یقول
سمعت المرتعش رحمہ اللہ یقول سمعت النوری یقول
من رایتہ یدعی مع اللہ تعالیٰ حالہ تخرج من حد العلم الشریح ^ن خرجہ
فلا تقرب منہ مرتعش رحمہ اللہ میگوید از نوری علیہ الرحمہ شنیدم کہ

میں کو یہ سہرا کہ ابینی با خدا دعویٰ حالت میں کیا کہ بدن دعویٰ از حد علم شرعی ہیرو
می آید پس بدن مروجے نزدیک مثنو گفت کہ او مردود و غیر مقبول است گفت
کہ تو نزدیک مثنو یعنی اگر چہ اور حالتے و صدقے بود اما ترا سو دست نہ بود
و از حد علم شرعی چہ مراد است اسچہ کتاب اللہ و سنت رسولہ بعبارة و دلالت
و اشارتہ بدن ناطق نشد نہ آنکہ مولانا فقیہ فلان الدین کہ عداوت با این طائف
محققان و عارفان و علماء با شد و اردو و بحسب گمان خویش اقبہا و کردہ
کہ احتمال خطا و صواب دارد بلکہ محض خطاست کہ تو آنرا کوئی مخالف قول
مجتہدانست لاجل و لا قوۃ الا باللہ قولہ سمعت ابا عبد الرحمن
السلی رحمہ اللہ یقول سمعت ابا العباس البغدادی رحمہ اللہ
یقول سمعت علی الفرغانی رحمہ اللہ یقول سمعت الجدید
مذمات النوری رحمہ اللہ لم تخبر عن حقیقۃ الصلح
احد فرغانی رحمہ اللہ گفتہ است از جنید رحمہ اللہ شنیدم کہ گفت تا آنکہ
نوری علیہ الرحمہ مرد از حقیقت صدقے بیچ کیے خبر ندارد و مردم ہر کیے داند
کہ من در عمل و قول و فعل صادق و از حقیقت کہ در کمین نفس است نہ
الا ان یطلع اللہ علیہ پس باید ہر چہ تو دانی کہ صدق است آنچنانکہ با سنی
نوری علیہ الرحمہ بدن نشان و امی قال اللہ تعالیٰ یسأل الصلح
عَنْ صِدْقِهِمْ ایں صدق انبیاست ازیشان پرسند میدانی کہ صدق
کہ تو دانی انبیازان عاری بودند و لکن صدق وقتے وارد ہمان کہ گفتم الا
ان یطلع اللہ علیہ اما کلی بدانی تا تو ی تو باتست صدق کما ہو حقیقہ ترا دست
و ادنی نیست تو یک سیر کبیرا وزن کنی دو کبجدے و سہ کبجدے کہ کم و بیش
است ترا قابل نیست کہ بران مطلع شوی اما اگر ازاں وزن و ازاں سسم

و آنچه بوزن نسبت دارد تو نسبت کردی هر چه هست هست تو از آن بیرونی صادق
 و درستی و راستی باشی قوله و قال ابو احمد المغازی رحمه الله
 ما رأيت اعبدا من النوری رحمه الله قیل ولا الجنید قال لا
 الجنید ابو احمد مغازی رحمه الله گفته هیچ کس را عابد و پرستنده تر
 از نوری علیه الرحمہ ندیدم گفته شد جنید را هم گفت آری جنید را هم ندیدم
 قوله و قال النوری رحمه الله كانت المراقع غطاءً علی الذمما
 فصارت مزابل علی جیف نوری رحمه الله گفته است مرقع پوشید
 یعنی تهنده که صوفیان پوشند پر کلاه و وزند برین مثال بود چنانچه در سے و در صد فی
 باشد تهنده می پوشید و مردمان نظر حقارت می دیدند و آن نور سے
 و صفای که در ایشان بود به ان پوشیده ماندے نوری رحمه الله میگوید در
 ایام من بمحیی شدم و در سے را بمنزله پوشند قوله و قیل کان یخرج
 کل یوم من داسره و یحمل الخبز ثم یتصدق به فی الطریق و
 یدخل مسجداً یصلی الی قریب من الظلمه ثم یفتح باباً یؤتی
 ویصوم و کان اهلہ یتوهمون انه یاکل فی السوق و اهل السوق
 یتوهمون انه یاکل فی بیده فبقی علی هذال فی ابتداءه عشرین
 سنه و چنین گفت اندھر روزے کہ از خانہ بیرون آمدے نامے از
 خانہ براسے قوت را برگرفته و آن را در راه صدقہ دادے و در مسجد در رفتے
 نماز گذاردے تا نماز پیشین بعدہ آمدے و کان را کثادے سشتے
 و خود صائم ماندے خلق خانہ می دانستند در بازار می خورد و اهل بازار می دانستند کہ در خانہ
 می خورد و برین طریق بیست سال بود و این در آغاز کار او بود۔

ابو عبد الله احمد
 بن یحیی الجلاء

قوله و منهم ما یوعد الله احمد بن یحیی الجلاء

رحمہ اللہ بغدادی الاصل اقامہ بالرملة ودمشق من اکابر
مشائخ الشافعی صاحب ابان وذا النون و ابا عبید البصری
و ابا یحیی بن الجلاء رحمہ اللہ و بعضی از دوستان حضرت رب العزت
و متبعان حضرت رسالت ابو عبد اللہ احمد جلا رحمہ اللہ و ما در و پدرا و از بغداد
در دمشق از بزرگان پیران شام بود و صحبت با ابوتراب و با ذالنون مصری
و با ابو عبید بصری و با پدر خود یحیی بن جلا داشت رضی اللہ عنہم ^{اسمعت} قوله
محمد بن الحسین رحمہ اللہ يقول سمعت محمد بن
عبد العزیز الطبری رحمہ اللہ يقول سمعت
ابا عمر الدمشقی رحمہ اللہ يقول سمعت ابن
الجلاء رحمہ اللہ يقول قلت لابی و امی
احب ان تهبانی لله عن و جعل فقالا قد وهبناک لله تعالی
فغبت عنہم منذ فلما رجعت کانت لیلة مطيرة فذقت
بالباب فقال ابی من ذاقلت ولدک احملا قال کان لنا ولد
فوهبنا لله ونحن من العرب لا نسئتر جمع ما وهبنا ولم
يفتح الباب ابن جلا رحمہ اللہ میگوید ما در و پدرا گفتم مرا خوش می
آید کہ مرا بخدا بخشید یعنی مطالبہ آداب حقوق خویش از من نکنید مرا بکارے
ندارید و مرا بکارے نفرمائید ہر چه مرا خوش آید آن کنم ما در و پدرا ہم
را بخدا بخشیدند پس از ما در و پدرا مدتی فاسب شدیم بدان کارے کہ
مرا مطلوب بود آن کار کردیم ہر گاہ کہ باز گشتم آمدیم بر ما در و پدرا کو فتم
و آن شب باران می بارید پدرا گفت کیت آنکہ در می کو بد گفتم منم فرزند تو
احمد پدرا و گفت ما را فرزندے بود بخدا بخشیدیم و ما قوم عزیزیم ہر چه بخشیدہ باشیم

بازنگر ویم پدرا این سخن گفت و در نکشاد اینجا معلوم نیست کہ بر بخش نکشاد یا بدین نکشاد
 کہ ترا بخداد اویم از رفتی باز چه برآمدی فعلی نہ اہمیت پدرا بالاتر از ابن جلا علیہ الرحمہ
 بود قولہ وقال ابن الجلاء رحمہ اللہ من استوی عندک الملاح
 والذم فہو زاہد من حافظ علی الفرائض یعنی اول مواقبتہا
 فہو عابد ومن سرائی الافعال من اللہ فہو موحد و ابن جلا علیہ الرحمہ
 گفتہ است ہر کہ نزدیک او بدگفت مردان و نیک گفت ایشان برابر باشد
 ز اہدایچنین کہے باشد یعنی تارک او بود از بیح و ذم فارغ باشد و ہر کہ محافظت
 فرائض کند یعنی اول وقت فرض را محافظت کند یعنی نہ آنکہ ہمہ وقت او محافظت
 کند بلکہ اول وقت را محافظت کند چہ بانظار و چہ ساختگی و تعلق پس اینچنین کہے
 را عابد گویند و ہر کہ اعتقاد کند و بیند افعال از خدا پس او موحد باشد
 ہر چہ می کہم از خدا میکنم فاعل آن بحقیقت باری تعالی است او موحد باشد
 قولہ ولما مات ابن الجلاء رحمہ اللہ نظر الیہ و ہو یضحک
 فقال الطیب اندھی ثم نظری نبضہ فقال اندھ میت ثم کشف عنتہ
 عن وجہہ فقال لا ادری ہو میت ام حی وکان فی داخل
 جلاہ عرق علی شکل اللہ آن وقتے کہ ابن جلا رحمہ اللہ فرمان یافت
 روے او دیدند میخندید طیب دید گفت زندہ است دست در نبض او نہاد و
 احساس و لمس او کرد گفت مردہ است روے او می بیند میگوید زندہ
 است تن او می بیند میگوید مردہ است و در تن او گے بودہ است نقش اللہ
 بود اینجا این احتمال می رود کہ بعد مردن ویدہ آن رگ یا اویم دیدہ شد ^{قولہ}
 قال ابن الجلاء رحمہ اللہ کنت امشی مع الاستادی فرایت حدیثا
 جمیلا فقلت یا استادی تری یعذب اللہ ہذہ الصورۃ فقال

ان نظرت ستری غیبه قال فلسیت القرآن بعد بعشرین سنه
 این جلا رحمة الله گفته است با استاد خویش در ره می رقم جو آنی امر دے
 خوب صورتی دیدم با استاد گفتم چه اعتقاد می کنی اینچنین صورتی را خدا خواهد سوخت
 استاد فرمود زیاں این تحقیق بینی گفت تا بست سال قرآن از من فراموش شد
 قوله ومنهم ابو محمد رویم بن احمد بغدادی
 من اجلة المشايخ مات سنة ثلث وثلاثمائة وكان مقربا فقيها
 علی مذهب داؤد رحمه الله و بعضی از ان محققان و عالمان با استد
 و متبعان دین ملت احمدی ابو محمد رویم است رحمه الله از بزرگان مشایخ بود بعد رسید
 به سال دنیا را خالی کرده است و مقری بود قرآن را خواندے و خوانا سید
 و بر ندیب داؤد طائی بود رحمه الله قوله قال رویم رحمه الله من
 حکم الحکیمانہ یوسع علی اخوانہ فی الاحکام و یضیق علی نفسه
 فیها فان التوسعة علیهم اتباع العلم والضیق علی نفسك من
 حکم الورع از علم حکیم اینست یعنی مروعے کہ حکیم باشد حکم او بریں صفت است
 در مسئلہ عزیمت است و رخصت است رخصت برادر مومن بیان کنند
 و عزیمت بر نفس خود گیرد آنچه مردم را فرمودی و مطالب از ایشان کردی آنچه
 آسان تو بود و هر چه بر خود گرفتی تنگ تر و سخت تر گرفتی مثلا امام فرموده است
 و را شرب و میل اباحت آنچه بود گفتم اما هرگز قطره از آن نوشیدم گویند بعد
 عشا اداے فریضه خواب مباح است گویم هر که بخشد بخشد اما خود تمام شب بیدار
 بودے و گفت توسیع براخوان بظاہر علم است و تنگ گرفتن بر نفس خود کار
 متورعانه است قوله سمعت الشيخ ابا عبد الرحمن السلي رحمه الله
 يقول سمعت عبد الله بن بكر رحمه الله يقول سمعت ابا عبد الله

ابو محمد رویم بن
 احمد بغدادی

الضعیف رحمہ اللہ یقول سألت رومیاً رحمہ اللہ فقلت
 اوصینی فقال ما هذا الامر الایبذل الروح فان امكنك الدخول
 فيه مع هذا والا فلا تشتغل بترہات الصوفیة عبد اللہ ^{ضعیف}
 رحمہ اللہ رویم گفت مرا وصیت کن فرمود این کار تو نیست مگر خواستن از سر جان اگر
 ممکن باشد دریں کار در کانی بذل روح بس نیکو کار است بکن والا فلا
 تشتغل بترہات الصوفیة اگر توانی کار کردن بدین مشغول مشو ترہات عبارت
 از سخاوت است کہ مردمان بدان عجب کنند کہ این سخنان است کہ معنی ندارد
 و در محل دیگر بدین عبارت است ان قدرت علی بذل الروح والا فلا
 تشتغل بترہات الصوفیة قوله قال رومی رحمہ اللہ تعودک
 مع کل طبقة من الناس اسلم من تعودک مع الصوفیة فان
 کل الخلق فعدوا علی الرسو و فعدت هذه الطایفة علی
 الحقایق فطالب الخلق کلهم انفسهم بطواہر الشرع و طالب
 هولاء انفسهم بحقیقة الوریع و ما و مة الصدق فمن
 تعد معہم و خالفہم فی شئ ما یتحققون بہ نزع اللہ نوسا لایمان
 من قلبہ رویم رحمہ اللہ گفتہ است با ہر طبقہ از مردمان کہ شستی ترازیانکا
 نیاید و سالم تر باشد ازین کہ با طائفہ صوفیان شینی زیرا چہ ہر خلق بر رسم و عادت
 شستہ اند و این طائفہ صوفیان بر حقایق و معارف اند خلق انفس خویش را
 مطالب بطواہر شرع کردہ اند و مطالبہ این قوم با نفوس خویش بحقیقت وریع
 و ہمارہ بر صدق بودن پس ہر کہ با ایشان شنید و آن چیز کہ محقق است
 نزدیک ایشان بشے مائی خلاف کند خداوند سبحانہ نور ایمان را از دل ایشان
 بیرون کشد حقیقت وریع چیست نزدیک محققان کہ جز خدا و طلب خدا

نباشد و جز خطر حق در دل خویش آمدن ندید و در دل جز یک وجود حق رسا و
 عادتاً وجود او و با خاطر از معدوم و منفی گویند مرد متزید و متفقه و عامی که با ایشان
 نشیند ہر آئینہ انکار و زرد آن مقصود ایمان عاقبتش ہماں شود کہ نور ایمان از
 دل ایشان بیرون آید ہمہیں نمط گفت آید کتب محققان مطالعہ نباید کروں و آن
 پیش نیاید داشتن سخن کہ مذکران بر فہم گویند فقیر ہاں
 در کس گویند آن سخن عامی را مانع باشد قولہ و قال رویم رحمہ اللہ
 اجازت ببغداد وقت الہاجرة ببعض السالك و انا عطشان
 فاستسقيت من دار ففحمت صبية باہار معها کوز فلما راتنی
 قالت صوفی بشارت بالہار فما افطرت بعد ذلك قط ابو محمد
 رویم رحمہ اللہ میگوید در بغداد مسیگد شتم در کوچی رستم و تشنہ بودم از خا
 آب طلبیدم دختر کے کوزہ آب آورد آن آب آشامیدم آن دخترک آغاز
 کرد صوفی و آب در روز خورد و بعد از ان بیچ وقتے افطار نکردم و جاے
 دیگر چین ست کہ آن دختر فریاد کرد کہ قیامت نزدیک رسید کہ صوفی در
 روز آب خورد قولہ و قال رویم رحمہ اللہ اذ رزقک اللہ
 تعالی المقال والفعال فأخذ منك المقال و ابقى عليك الفع
 فانها نعمة و اذا اخذ منك الفعال و ابقى عليك المقال فانها
 مصيبة و اذا اخذ كلامها فهو نعمة رویم رحمہ اللہ گفتہ است چو
 خداوند سبحانہ دو چیز روزی کند مقالی و فعالی یعنی سخن میگوید و موافق آن
 کارے میکنی اگر چین شد سخن از تو است و علمے کہ مقتضای آن میگوید
 آن باتو داشت این صفتے نعمتے عظمتے بر تو و اگر از تو است کارے کہ
 علم میگوید از ان باز داشت و آن مقال را باقی داشت سخن میگوید و بر حسب

آن کار نیکنی این نوع مصیبتی باشد که خدا ترا بدان مبتلا کرده است اگر نه مقابله
ماندونه فعال ماند این نعمتی است و عذاب بے تقدے است بر تو که خدای تو
بدان مبتلا کرده است

قوله ومنهما ابو عبد الله محمد بن الفضل البلخي
ساکن سمرقند بلخی الاصل اخرج منها فدخل سمرقند ومات
بها سنة تسع وعشر وثلاثمائة صحب احمد بن خضر
وغيره كان ابو عثمان الحيري رحمه الله يميل اليه جدا بسبب
المذهب وبعضه از جمله مشائخ و از اغراض سیدگان و متبع ملت دین
اسلام محمد فضل بلخی است اصل او در بلخ بود خلق بلخ برو جفا کردند از انجا بیرون
کردند و سمرقند آمد به انجا سکونت کرد و به انجا مرو و بتایخ سیصد و نوزده سال
و مصاحب احمد خضروی بود و جز او مشائخ دیگر ابو عثمان حیری رحمه الله میل بسوی
او کرده سبب آنکه مذہب صافی داشت البته بر اتباع سنت بود قوله
سمعت الشيخ ابا عبد الرحمن السلي رحمه الله يقول سمعت
محمد بن احمد الفراء رحمه الله يقول سمعت ابا بكر
عثمان رحمه الله يقول كتب ابو عثمان رحمه الله الى محمد
بن الفضل رحمه الله يسأله ما علامة الشقاوة فقال ثلثة
اشياء تزني العلم و تحرم العمل و ترزق العمل و تحرم الاخلاق
و ترزق محبة الصالحين و لا تحترموا لهم ابو عثمان حيري رحمه الله
مكتوب بے فرستاد متضمن بدین معنی علامت بد بختمی چیست او در جواب نوشت
س چیز علم نصیب شود و از عمل محروم ماند و عمل نصیب شود و از اخلاص محروم
ماند و صحبت صالحان و صوفیان روزی شود و از احترام ایشان محروم ماند

ابو عبد اللہ محمد بن
فضل اس بلخی

ن سیرق
ن محرم

قوله وكان ابو عثمان الحيري رحمه الله يقول محمد بن الفضيل
 سمسار الرجال ابو عثمان رحمه الله گفته محمد بن فضل دانستده قیمت
 مردمان است یعنی قدر هر یکے چنانچه ویت او داند خداوند سبحانه اورا
 این معرفت داده بود قوله سمعت محمد بن الحسين رحمه الله
 يقول سمعت محمد بن عبد الله الرازي رحمه الله يقول
 سمعت محمد بن الفضل رحمه الله يقول السراحت في السجن
 من امانى النفوس محمد بن عبد الله الرازي رحمه الله از فضل شنید علیہ الرحمہ
 کہ در زندان باشی و راحت طلبی جز آرزو اے نفس نباشد اے دنیا زندان
 خانه محنت کدوسراے رنج و بلا و زنجین موضع ہر کہ راحت جوید نہ آنکہ آرزو اے
 نفس باشد آرزو کند و لے بدل آرزو نرسد قوله سمعت
 محمد بن الحسين رحمه الله سمعت عبد الله الرازي
 يقول سمعت محمد بن الفضل رحمه الله يقول ذهاب
 الاسلام من اربعة لا يعملون بما يعملون ويعملون بما لا
 يعملون ولا يتعلمون ما لا يعلمون ويمنعون الناس من التعلم
 فضل رحمه الله گفت کمال اسلام بر چہا چیز رود کیے آنکہ بدانند عمل نکنند
 بدانند کہ دنیا و حاصل او مانع راه حق است و مع ہذا در طلب دنیا باشند
 و گیر علیے بیا موزند کہ درین عمل بدان نیت چنانچہ منطق اقلیدس ہند
 ہیئت محی نجوم ریاضی و دوم عمل کنند بدانچہ نمی دانند یعنی ہواے
 نفس ہرچہ خوش آید کنند و آن را از عمل دین دانند و سوم آنچه نمی دانند
 در تعلم آن نشوند نمی دانند سلوک چیت و مسلک چیت و مقصود چیت
 این را تعلم نکنند و چہارم مردمان را از تعلم باز دارند بسکین رہ سلوک نمانند

مقصود را شناسد یکے از جهال صوفیہ اور ازین مانع آید بدین چہار چیز ذاب
 کمال اسلام باشد **قوله** وبهذا لا سناد قال العجب ممن يقطع
 المفاد ويصل الى بيته ويرى آثار النبوة كيف لا يقطع نفسه
 وهو اهليصل الى قلبه فيرى آثار ربه فضل رحمه الله گفته است
 عجب از کسی کہ بیابانها و بادیه را بسپرد این چنین را ہما کرا
 قطع کند تا آنکہ بیت اللہ را رسد و آنچه نبی اللہ آنجا کرده بود آن محال
 و مقال را بیند چگونه باشد کہ قطع نفس کند از قطع رہ نفس بدل رسد
 و مشاہدہ آثار قدرت کند **قوله** وقال اذا سرایت المرید لیسئذ
 من الدنيا فذلك علامات ادب اسرہ چون طالبے مریدے را بینی
 کہ جنس دنیا را زیادت میکند جاست می افزاید نامے بر نامے آرد این و
 علامات ادب را اوست کہ البتہ از حق بازماند بدین استزادت غنی نشود اما مدبر
 گردد **قوله** سئل عن الزهد فقال النظر الى الدنيا بعين النقص
 والاعراض عنها تعزراً وتظرفاً اور از زہد پر سیدند گفت نظر بدنی کند
 بچشم نقص یعنی دنیا را کمتر و ناقص تر بیند و اورا بدین شناسد کہ اویسی
 است خلقے است موارے است با این نظر نقص اعراض از دنیا کند
 از سبب تعزیر کہ نفس را بنقصان چہم و ظرافت این نفاضا کند کہ خلقے
 موارے را اعراض میکنند و پشت نمی دهند

قوله ومنهم ابو بکر احمد بن الزقاق الكبير كان

من اکابر مصر و بعضے از ان صوفیان کہ داد و دین بواجبی دادہ اند و قدیم
 صدق بر اتباع مصطفی نہادہ ابو بکر زقاق است از قریبناں جنید بود و از بزرگا
 مشائخ مصر بودہ است **قوله** سمعت محمد بن الحسين رحمه الله

یقول سمعت الحسین بن احمد رحمہ اللہ یقول سمعت
الکتانی رحمہ اللہ یقول مات النراق انقطع حجة الفقراء
دخلوهم مصر کتابی رحمہ اللہ کتبتہ استانا ابو بکر زقاق مرد و آمد فقرا
مصر منقطع شد یعنی فقرا از کردہ او آمدند او مرد بر کہ آیتند قوله وقال
النراق رحمہ اللہ من لم یصحبہ التقی فی فقرہ اکل الحرام ^{لحمض}
ہر فقیرے را کہ مصاحب او تقوی نباشد ضرورت را حرام محض خورد ہر کہ
بیار و بخوردند انداز کجا آورد قوله سمعت الشیخ عبد الرحمن السلی
رحمہ اللہ یقول سمعت محمد بن عبد اللہ بن عبد العزیز
رحمہ اللہ یقول سمعت النراق رحمہ اللہ یقول تہت
فی یتہ بنی اسرائیل مقدار خمسة عشر یوما فلما وقعت
علی الطریق استقبلنی انسان جندی فسقانی شربة من
ماء فعادت قسوتها علی قلبی ثلثین سنة زقاق رحمہ اللہ کتبتہ است
کہ من در بادویہ بنی اسرائیل بودہ ام مقدار پانزودہ روز بعد انکہ در رہ اقام
شکرئی ملاقات شد فطرہ آبے خورائیدہ قسوت او بردل من سیال
بماند اول صفا بید بعد ان قسوت معلوم شود۔

قوله ومنہم ابو عبد اللہ عثمان المکی رحمہ اللہ
لقی ابا عبد اللہ النباچی وصحب ابا سعید الخزاز وغیرہ شیخ
القوم وامام الطائفة فی الاصول والطريقة مات
مبعدا سنة احدى وتسعين ومائتين وبعضه از ملازمان
اتباع رسول اللہ و متابعان سنت ابو عثمان مکی است رحمہ اللہ ملاقات
! عبد اللہ نباچی داشت و مصاحب ابو سعید خزاز بود رحمہ اللہ و مشایخ

ابو عبد اللہ عثمان المکی

دیگر راہم پیر و امام صوفیان بود و طریقت و تحقیقت و در بغداد اور حلت از و از فنا برد
 بقا کر و تاریخ و ویت نو و یک سال قوله سمعت محمد بن الحسن ^{الله} رحمه
 يقول سمعت محمد بن عبد الله بن شاذان رحمه الله يقول
 سمعت ابا بكر محمد بن احمد رحمه الله يقول سمعت عمرو
 بن عثمان المكي رحمه الله يقول كل ما توهمه قلبك او رسخ
 في تجاري فكريات او خطرني معارضات قلبك من حسن
 او بها او انس او ضياء او جمال او شبح او نور او شخص
 او خيال فالله تعالى بعيد عن ذلك الا تسمع الى قوله كَيْسَ
 بِمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ وَقَالَ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَ لَمْ
 يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ابو بكر محمد رحمه الله گفته است شنیدم از عمرو بن عثمان مکی
 کہ می فرمود ہر چیزے کہ در دل تو وہم برد کہ آن چیز اوست تعالیٰ پاروشن شود
 در محالے کہ فکر میکنی یا معارضاتے پیش می آید در دل تو یا خطر اتے کہ در قلب
 دل تو پیش می آید معارض یکدیگر از حسے زیبایے یا چیزے خوبے یا چیزے
 روشنے یا اینسی یا چیزے شیخ باشد ذاتے نماید شخصے نماید یا نورے باشد
 ہر نورے کہ ہست زردے و سپیدے و سفیدے و سیاہے نورے کہ روزیکے
 نباشد یا خیالے آید پیش تو کہ آزا و تحقیقت وجود نیست پس خداوند تعالیٰ از ان
 دورست از ان نیز راست بار اگفته امر انه سبحانه ویراء کل رساء کلام اللہ
 نشید کہ کيس بمثله شيء ولم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد
 شی لا کاشیا بقوله وبهذا الاسناد قال العلم قاید والخوف
 سابق والنفس حرون بین ذلك جموح خلدت رواعة
 فاحذرها وراعها بسااسة العلم وسقها بقصد يدا الخوف

یتمایا ترید و بدیں اسناد کہ گفتہ بود عثمان فرمودہ است علیہ الرحمہ علم قائم
 است می کشد ترا بسوی حق و حقیقت و خوف اللہ تعالیٰ ترا سابق است البتہ بدانچہ رضائے خداست
 ترا آن سو میراند و نفس حونی دارد و حرونی پسے را گویند در آن طرفی کہ را کبباند در آن طرف نرود و سر
 است خداع بسیار و در ترا چیزی نماید و مراد غیر آن بودہ باشد و ترا ترسانیدہ است کہ اگر چنین
 کتم چنین بر آید و چنین زیان دارد پس حذر کن اورا نگاه دار اورا بسخفظ علم ترا علی
 باید و یقین کہ آنرا علم باشد نامند نگاه داشت او بدان علم شود بران اورا بتا زیانہ خوف و سخت
 کن اورا بخوف علم باشد بدانی آنچه اوست ہمید کنی کہ اگر زوی چنین چنین کنم یا خدا چنین چنین کند
 آنچه میخوای ترا حال تمام و کمال شو و قولہ و قال یقع علی المجد عبادة لاندہ سر اللہ عند المؤمنین و کفہ
 است و جد را بیانی نیست زیرا چہ ان ستر اند کہ از غیب می آید صورت بیا
 ندار و از کجا آمد و چہ چیز است من و جد صرف

قوله و منهم سمنون بن حمزہ و کنیتہ ابو الحسن و

یقال ابو القاسم صحب البسری و ابا احمد القلاسی و محمد
 بن علی القصاب و غیرہم رحمۃ اللہ علیہم و بعضی از اولیاء
 خدا و دوستان حضرت عزت ابو الحسن سمنون حمزہ است رحمہ اللہ و بعضی
 گویند ابو القاسم سمنون مصاحب بسری و ابو محمد بن علی قصاب رحمہ اللہ
 و با درویشان و گرم صحبت داشت و قیل اندہ اندہ
 لیس فی ہواک حظ فکیف ماشیت فاحترنی

فأخذ الاسر من ساعة فكان يدك سر على المكاتب ويقول الصبا
 ادعوا الحكم الكتاب و گویند انشاد اوست لیس فی ہواک الی آخرہ
 اے جز تو مراد در جہاں خطیست پس آنچه میخوای بدان امتحان کن اینست
 خواند و ہم در آن ساعت بول گرفت و مضطر کرد و در ماندہ در جمع مکاتب جا

کہ کوہکان میخوانند میگشت و میگفت این عم کذاب خود را دعائے کنفید او دعوی کرده بود کہ چنانچہ خواہی بیازمانی چو آزمودن او آمد سر آئینہ کہ تو آمد تحمل کردن کار بدین کشید کہ در مکاتب می گشت قوله وقیل قد انشد هذا لابیہ فقال بعض اصحابہ لبعض سمعت البارحة وکنت بالرساق صوت استاذنا سمنون رحمه الله يدعوا لله ويتضرع اليه وليسال الشفا فقال آخر وانا ايضا كنت سمعت هذا البارحة وکنت بالموضع الفلانی فقال ثالث و رابع مثل هذا فاخبر سمنون رحمه الله وكان قد ملحن بعله الا سر وكان يصبر ولا تجزع فلما سمعهم يقولون هذا ولم يكن هو قد دعا ولا نطق بشئ من ذلك علم المقصود منه اظهار الجزع تاديبا بالعبودية وسائر الحالة فاخذ يطوف على المكاتب ويقول ادعوا لعمركم كذلك و این حکایت کہ اذان سمنون رحمه الله گفت تمام حکایت او برین جملہ است این بیت خواند اصحاب او یکے مروی کے را گفت کہ شب دو شین شینیم و من بیرون بودم در رتاق شاید از بعد او چند کردے صوت استاذ و پیش سمنون علیه الرحمہ شنیدم دعا میکنند و تضرع بسوے خدا میکنند و شفا می طلبد آنکہ بر حکایت مسیگر و او ہم گفت آئے من چنین شنیدم و سیوم و چهارم گفتیم کہ ما ہم شنیدیم سمنون خبر کرد کہ بعلت استمنون گشتہ ام و اگر اخیر مجهول است یعنی در ان رسانیدہ شد کہ سمنون بدین علت است باسر بول متعن شدہ است و صبر میکرد و جزع نمیکرد پس یہ کہ شاید سمنون رحمه الله کہ ایشان چنین میگویند کہ صبر میکند و دعا براے خود میکند و بیج سخن اذان نمیکند معلوم شد این کہ در مکاتب میگشت مقصود اظهار عبودیت و جزع

خویش و شرح حال خود قوله سمعت محمد بن الحسين رحمه الله
يقول سمعت ابا العباس محمد بن الحسين البغدادي رحمه الله
يقول سمعت جعفر بن نصير الخلدی يقول قال لي ابو احمد
المغازي كان ببغداد رجل فرق على الفقراء اربعين الف درهم
فقال لي سمعون رحمه الله يا ابا احمد اما ترى قد انفق هذا
وما قد عمله ونحن ما نجد شيئا فامض بنا الى موضع نصلي
فيه بكل درهم الفقه ركعة فمضينا الى الملايين فصلينا اربعين
الف ركعة مودى وربغدا و بودجهل نزار و درهم فقرا آ و روه سمعون رحمه الله
گفت می بینی ای احمد که این مرد چند اتفاق کرد و چه عمل کرد و ما چیزی نیابیم که
اتفاق کنیم پس بیا اور مقامے بدل پرورے یک رکعتے بگذاریم پس در
مدائن گشتم چهل نزار رکعت نماز گذار دیم قوله و كان سمعون رحمه الله
ظرف الخلق اكثر كلامه في المحبة وكان كبير الشأن مات قبل
الجنيد كما قيل و سمون رحمه الله خلقه نيك و ائت و سخن او شیرے
و محبت بودے تا آنکه سمون محب نامند چو سخن محبت گفتمے ہر آئینہ شائے
بزرگے داشت و مرتبہ بلندے و پیش از جنید رحمه الله در پردہ شد
قوله و منهم ابو عبید البسری رحمه الله من
قدا المشايخ صحب ابا عثمان النخشي و بعضه از انکہ در عداوے
و اعتداوے در دین و دینداری اند ابو عبید بسری است از مشايخ منتقم بود
با ابو تراب نخشی رحمه الله صحبت داشت قوله سمعت محمد بن
الحسين رحمه الله يقول سمعت عبد الله بن علي رحمه الله
يقول سمعت الرقي رحمه الله يقول سمعت ابي الجلاء

ابو عبید البسری

رحمہ اللہ بقول لقیث ستایہ شیخ مارایت مثل اربعہ
 ذی النون المصری و ابی تراب النخشبی و ابی عبید البسری
 رحمہ اللہ میگوید ششصد پیر را ملاقات شدہ ام ہچو این چہار پیر ندیدہ ام
 ہچو ذوالنون مصری و ابو تراب نخشبی و ابو عبید بسری ذکر چہارم جلا گرفتہ است
 از جہت آن چہارمی را نگفت قولہ سمعت الشیخ اباعبدالرحمن
 السبلی رحمہ اللہ بقول سمعت احمد بن محمد بن البغوی الثغری
 سمعت محمد بن معمر رحمہ اللہ بقول سمعت ابازرعۃ الحسنی النخشبی
 رحمہ اللہ بقول کان ابو عبید البسری رحمہ اللہ یوما علی
 جرجرید مس فحالہ و بینہ و بین الحج ثلثۃ ایام اذا آتاه رجلا
 فقال ایابا عبید تنشط للحج فقال لا ثم التفت الی و قال شیخک
 علی ہذا اقدس منها یعنی نفسہ دیدم اباعبید را رحمہ اللہ کہ بزحمت
 استادہ گندم را میگوید و میان او و میان حج سہ روز مانده بود و نفرے برآند
 گفتند برائے خلق دیدہ را میکنی گفت نہ بعد آن سوے من شد گفت شیخ
 تو برین قادر تر است ازیشان یعنی نفسہ یعنی این شخص کہ منم ازینہا بسیار تو نم
 کرو

قولہ و منهم ابو الفوارس شاہ بن شجاع الکرمانی رحمہ اللہ
 و کان من اولاد الملوک صاحب ابو تراب النخشبی و اباعبید

برائے خلق دیدہ را میکنی۔ معنی این الفاظ واضح نیست و لیکن عبارت متن است
 تنشط للحج تنشط از نشاط است و معنی نشاط آب کشیدن از چاہ پس این معنی متبادر میشود کہ آن دو مرد
 از بسری رحمہ اللہ پدید نہ آید کہ نزد حج قریب است یا تو برائے خلق آب از چاہ خواہی کشید سریع

البسری رحمہ اللہ واولیٰک الطبقة وکان من احد الفتیان
 کبیر الشان مات قبل ثلثمائة وقبره لبشیرکان و بعضی ازان معتبران
 و بلند ہمتان ابو الفوارس ابن شجاع کرمانی است رحمہ اللہ واز ابنابار بلوک بود
 مصاحب ابوتراب و ابو عبید علیہما الرحمۃ بود و با دیگران از طبقہ صحبت داشت
 و یکے ازان جو افرودان است و در تصوف شانے عظیمی داشت پیش ازانکہ
 سی صد سال بگذروروی بنقاب گرد آورد و قر او بموضع شیرکانست قوله
 وقال شاه علامه التقوی الورع و علامه الورع الوقوف عند
 الشبهات علامت تقوی ورع است و ورع بہین است کہ از مشبہات محترز
 باشد و ورع را بشناسد مہدین کہ محترز از شہات باشد قوله وکان یقول
 لا صحابہ اجتنبوا اللذی و الخمانہ والغیبۃ ثم اصنعوا ما
 بد الکم و اصحاب خویش را گفتے دروغ گوئید ہر کارے کہ خواہد کہ اضافت
 بخود کنند آن دروغ گفتہ باشد آن بحقیقت اضافت او بسوے خدا
 اجتناب از خیانت کنیدا سر ارباری سبحانہ امانہ اندزد و یک بندہ است
 کہ آنرا فاش کند و برنا ایلمے گوید خیانت کردہ باشد بر حسب این قوم
 می گویم و آنچه فقیر گفتہ است آن ظاہر است و چیزے کہ نقد وقت تو بناید
 و از تو نمائے بود حکایت ازان کنی این غیبت باشد چنانکہ گویند ذکر
 الغائب غیبیہ و بعضی اصحاب را و یا آنکہ آنچه در نفس تو است ازان حکایت
 کنی کہ نفس بدان راضی نیست این غیبت باشد ترا ستروا جب است آنچه
 مرد مذکر متعلم ترجمہ گوید آن ہر عامی و غلام و کنیزک بدانکہ ازان اجتناب باید
 کرد و کلام فی الاجابۃ اما بحسب این طائفہ صوفیان عنایت کردیم قوله
 ثم اصنعوا چو این ہمہ چیز نقد وقت شما باشد ہر چه خوش آید در دین

از حلاوت و مباحات بکنید چندان زبان تاں نباشد قوله سمعت
 الشيخ ابا عبد الرحمن السبلی رحمه الله يقول سمعت جدي
 من جهة الامام بن نجيد رحمه الله يقول قال شاه من غصت
 بصره عن الحارم و امسك نفسه عن الشهوات و عمر باطنه
 بد امر المراقبة و ظاهره باتباع السنة و عود نفسه اكل الحلال
 لم تخطي له فراسته شاه رحمه الله گفت است هر که چشم را از دیدن محارم
 باز دارد و از شهواتی که او را از عبادات و معاملات باز دارد و باطن خویش
 را بدوام مراقبه معمور دارد و ظاهر را معمور با تبع سنت رسول الله صلی الله
 علیه و آله و سلم و صحابه رضوان الله علیهم اجمعین و سیر سلف صالح کند و نفس
 خویش را عادت بر اکل حلال کرده باشد البته او را در فراست خطا نیست
 فراست چیست از ظاهر حال استدلال کند باطن و سچیت در کلمه که بالاتر
 بسخن عامیانه است عنایتی درستی است که نسبت باحوال صوفیان وارد
 نمی گویم خوف اکتار و اطالت یکد و جا گفته ام تو بران قیاس کن آنکه شیخ دوام
 مراقبه گفته است اگر این معنی میسر آید که حضور بر دوام است خود از جمله شهبها
 و منکرات و محرمات بطبیعت بغیر قصد او را اجتناب پیش آید۔

قوله ومنهم يوسف ابن الحسين شيخ الری و الجبال يوسف بن حسین
 في وقته وكان نسيج و حاك في اسقاط التصنع وكان عالما ادبيا
 محب ذوالنون المصري و ابا تراب و رافق ابا سعيد الخزاز
 رحمه الله مات سنة اربعة و ثلثمائة و يكي ازان بندگان دين که
 لايق ائتد او پس روی اند یوسف حسین رحمه الله است و شیخ ری و
 جبال بود یعنی در وقت خویش شیخ ری و جبال او بود هم وقت را بدو استند

و در وقت خویش بیکانه روزگار بود و اسقاط تصنع بے نظیر بود که امام صوفی
 باشد که اسقاط تصنع ندارد اما کسی قسمی مبالغه است بنا بر این اورا نسبت
 آن می کنند و مردی عالم بود و او بے مبالغه داشت که از دیگران
 او بگیرند و بازو النون و بوتراک رحمه الله صاحب بود و با ابوسعید خدری
 رحمه الله یاری داشت و در سیصد و چهار سال جهان را بجهان آفرین سپرد است
 قوله قال یوسف بن الحنین رحمه الله لان الفی الله بجمیع المعانی
 احب الی من ان القاه بذنقه من التصنع و یوسف حنین گفت
 است اگر نزد ابا جمیع گناها ن پیوندم دوست دارم ازین که با تصنع پیوندم تصنع
 از معنی شرک آید و از غلبه عقلت و خود نمائی باشد و تصنع قرین ریافتن
 فعلی نرا از جمله معاصی بدتر باشد قوله قال یوسف بن الحنین رحمه الله
 اذ اسریت المرید یشغل بالترخص فاعلم انه لا یجعی منه
 شتی یوسف حنین رحمه الله گفت است چون طالب را بینی که عمل بر
 میکند تو بدانی که از وی هیچ کاری نیاید قوله و کتب الی الجدید رحمه الله
 لا اذ اذات طعم نفسک فانک ان ذقتها لاتذوق بعد ها خیر
 ابدا

تجیحی

قوله و قال یوسف بن الحنین رحمه الله رایت آفات الصوفیه
 فی صحبت الاحداث و معاشره الاضداد و رفیق السنون یوسف حنین
 رحمه الله گفته است آفات صوفیان در چند چیز دیدم یکی آنکه صحبت با حداشینی
 کو و کان امروز چرا چه خوف فتنه است و مروان را در فتنه انداختن است و صحنه
 تو ترا حدات را چه عقل و چه هم خواهد بود و چون تو در صحبت ایشان باشی عجب نباشد
 سه و زنده منتول منه شرح این عبارت متن تاخیر ابد امر قوم نیست و بیاض گذاشته شده است ...

کہ کم عقلی و کم فہمی در توبہم اثر کند و دوم بامردی کہ کار او ہم مذہب و ہم مطلب تو
 نباشد با ایشان صحبت و معاشرت کنی درین ہم آفت صوفی است بامر
 متعلم صحبت کند مضر باشد و سوم در رفق زنان یعنی در مونت ایشان نباشد رفق
 نسوان ہرچہ ایشان کنند او با ایشان نرمی از سر ایشان بگذرد و دیگر از او گزشمہ
 کہ ایشان کنند آنرا با خود گیر و دیگر آنچه ایشان طلبند بر آسے آن ہر طرفے بدود
 از ہر جا کہ باشد حاصل کند ایشان را بدود و رفق نسوان دیگر است ہم اما اندکے
 کہ گفتیم تو باقی بریں قیاس کن

قوله ومنهم ابو عبد الله محمد بن علي الترمذي رحمه الله
 من كبار الشيوخ وله تصانيف في علوم الفقه و صحب ابا تريب النخشي
 و احمد خضرويه و ابن الجلاء غيرهم رحمه الله و مردے از مردان
 دين سرورے از سروران اہل اسلام متبع و مقتدی از كبار مشايخ ابو عبد الله
 حکيم ترمذی است مصاحب ابوتراب نخشی و احمد خضرويه و محمد بن جبار و جزآن و
 مشايخ ديگر بود رحمہ اللہ و قرين ایشان بود و در حقايق و معارف و در سلوک و
 مسلک قوم تصانيف دارد کہ مقدم عليه است قوله سئل محمد بن
 علي رحمه الله عن الخلق فقال ضعف ظاهر و دعوى عريضة ابوعلي
 ترمذی رحمہ اللہ را از صفت خلق پرسيدند گفت ضعف ظاهرے کہ در ایشان
 پيدا است احياناً در ہر جزے و دعوی فراخے درازے نہ اندازہ عہد خود و قولہ
 وقال محمد بن علي رحمه الله ما صنعت حرفاً من تدبير ولا ينسب
 الي شيء منه ولكن كان اذا اشتد علي وقتي التسلبي بده محمد علي رحمه الله
 گفته است کہ من حرفے را تصنيف نہ کردہ ام از تدبير خویش و بر آسے آن نکردم
 کہ نسبت بمن کنند کہ اين تصنيف اوست وليکن وقتے باشد کہ دل من گرفتہ

گرفت شود یا وقتی باشد که از همه وحشت گرفته باشم و دل من بچیز قرار نگیرد
چیز از احوال روزگار خود بنویسم و آنچه شاید و بایدها را در قلم آورم و بدان مرا کجا
شود و عمری درین مقال اشارت بر روزگار حال من باشد

قوله ابو بکر محمد بن عمر الوراق الترمذی رحمه الله

ابو بکر محمد بن عمر
الوراق الترمذی

اقام مبلغ و صاحب ابن خضریه و غیره وله تصانیف فی الرياضیات

و یکی از آن که قول و فعل ایشان حجت باشد ابو بکر محمد و راق ترمذی است

مقیم مبلغ بود و مصاحب احمد خضریه و جزا و از صوفیان دیگر را بود و ابو بکر و راق

رحمه الله در ریاضت صوفیان مصنفات دارد ابو محمد علی را رحمه الله تصانیف

در علوم قوم گفت و از عبادت و از حقایق و معارف از مجموع علم این قوم است

اما علم ریاضت علم مخصوصی است قوله سمعت محمد بن الحسین رحمه الله

يقول سمعت محمد بن علی بن محمد البلخی رحمه الله يقول سمعت

محمد بن محمد البلخی

ابا بکر الوراق رحمه الله يقول من ارضى الجوارح بالشهوات غرس

فی قلبه شجر الندامات هر که جوارح را چشم را و زبان را و کام را و دست را

و پا را بحسب لذت ایشان در کار داشت این شخص درخت پشیمانی را در دل

خویش نهال کرد یعنی البته آن پشیمانی در دل او باشد و محکم که قلع آن مشکل شود

قوله سمعت الشيخ ابا عبد الرحمن رحمه الله يقول سمعت ابو بکر البلخی رحمه الله

يقول سمعت ابا بکر الوراق يقول لوقيل للطبع من ابوك قال الشك في المقدك

ووقيل ما حرقك قال اكتساب الذل ووقيل ما غايتك قال

الحجران فرموده است اگر فرض کنیم که گفته شود مطعم را از چه زاو طمع گوید آنچه من

برای من مقدور است رسد هم رسد پس طمع کند که ازین طرف برسد

و اگر از طمع پرسند کار تو چیست گوید غازی و اگر گویند نیت تو چیست گوید حرام

نوسید شود و بنشیند طمع کرد و آن میسر شد آخر الامر حرام پیش آمد قوله و کان
 ابو بکر الوردی رحمه الله يمنع اصحابه عن الاسفار والسیاحات یقول
 مفتاح کل برکت الصبر فی موضع اسراء تکالیفی ان تصحح لیس الا اسراء
 فاذا صححت لک الارادة فقد ظهر علیک اوائل البرکة ابو بکر رحمته
 مترشدان پیش را از سفر منع کرد و فرمود که کلید هر برکتی و خیر است مترشدان
 که منظر و متوقع تست که ملازمت و حبس نفس در موضع کنی که خداستعالی ترا آسجاده
 ارادت نصیب کرده است آری از موضع ترا خیر و برکتی رسید
 انتظار خیرات و برکات همانجا کن که فتح باب ترا پانجا شده است تا آن زمان
 ملازمت کنی که صحت ارادت ترا مستقیم شود با شرایطی که اوراست تا آنکه نام باید
 که ارادت صحیحی شده است تحقیق کفح اوائل برکات و خیرات باشد
 قوله ومنهم ابو سعید احمد بن عیسی الخزاز
 ابو سعید احمد بن
 عیسی الخزاز
 من اهل بغداد صحب ذ النون المصری والنباجی و اباعبید
 البسری والسری و بشرًا او غیرهم مات سنة سبع سبعین
 و مائتین و بعضی از مشایخ کبار و سروران نامدار ابو سعید احمد خراز است
 و او از اهل بغداد است و بسیار مشایخ را مصاحب بود چنانچه ذوالنون و
 ابو عبید الله نباجی و بشر حافی و آن ایام که در پرده شد از تاریخ هجرت دوست
 بنقاد بیفت سال گذشته بود قوله وقال ابو سعید الخزاز رحمه الله
 کل باطن یخالفه ظاهر فهو باطل ابو سعید رحمه الله گفته است هر باطنی که ظاهر منجا
 او باشد آن باطن باطل باشد و بران رفتن و امضا کردن و بران دعوت
 کردن روان باشد و در باطن مساکی تجلی شود ظاهر شرع آنرا مباین است
 امضا بان رفتن بران خطای محض باشد اینجا ساکنان ظاهر بین و متعلنان

کہ متعلق بجز فی وصوتے اند اینجا گویند ہرچہ در باطن مردم باشد از وہمیات و غیلات شیطان
 و نفسانی کہ مروفقہ آن را انکار کند آن باطل باشد قولہ سمعت محمد بن الحسن
 رحمہ اللہ یقول سمعت ابا عبد اللہ السرازی رحمہ اللہ یقول سمعت
 ابا العباس الصیاد رحمہ اللہ یقول سمعت ابا سعید الخزاز رحمہ اللہ
 یقول رأیت ابلیس فی النور وهو یمیر عنی ناحیة فقلت تعال فقال
 ایسا عمل بکمرانتہ طرحتم عن نفوسکم ما اخادع بہ الناس
 قلت وما هو قال الدنيا فلما ولی عنی التفت الی فقال غیر ان لی فیکم
 لطیفة قلت ما ہی قال صحبت الاحداث ابو سعید رحمہ اللہ مسکوید
 ابلیس را در خواب دیدم او از من میگذاشت گفتمش بیا گفت بر شاہیا یم چه کنم بد آنچه
 مردمان را مکر میکردم و در شہوت می انداختم شاہ از ابلیس ترک آوردید گفتم آن چیست گفت
 دنیا دیدی ترک آوردن دنیا زخارف او و جاہ و اعتبار و نام و ہرچہ او را غیر اللہ بنا
 آن دنیا صوفیان باشد بعد آنکہ مرا پشت داد و او ان شد سوے من التفات
 کرو و گفت یک لطیفة است مرا بر شاہ کہ بدان فرجہ مرا بدخلے بر شاہ است گفتمش آن
 چه چیز است ابلیس گفت با جوانان امر و بودن گفتم ام احتجاب این ثواب بسیار
 آفات و ہلیات را القصاب شود اگر فرض کنم کہ بدین مصاحب پاک و صاف است
 اما دیگران را بسیار زبان کند قولہ وقال ابو سعید الخزاز رحمہ اللہ صحبت
 الصوفیة فما وقع بینی فبینہم خلاف قالوا لہ قال لانی کنت معہم
 علی نفسی ابو سعید گفتمہ است رحمہ اللہ با صوفیان صحبت کردم میان من و میان
 ایشان بیچ خلائے نبود گفتمند چرا گفت زیرا چہ من چنان بانفس خود بودم و چنان
 مشغول بودہ ام کہ ہمیں نظر کیے نمیکردم۔

قولہ و منها ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل المغربي

ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل
المغربی

رحمہ اللہ استاذ ابراہیم بن سلیمان رحمہ اللہ و تلمیذ علی بن
 رزین رحمہ اللہ عاش مائتہ و عشرين سنة و مات سنة تسع و
 تسعين و مائتين و كان عجيب الشأن لعمياكل مما وصلت اليه ايدي
 بني آدم مسنين كثيرة و كان يتناول من اصول الخشيش اشياء تعرف
 اكلها و بعضه ازان و اعيان دين اسلام كما يقول و عمل خویش بندگان خدا را و عود
 کرده اند ابو عبد اللہ مغربی است رحمہ اللہ و استاد ابراہیم بن سلیمان بود و از متشرکان
 و شاگردان علی رزین است صد بیت سال زیتہ است و در سردوست نود و پنج
 از جهان سفر کرده است و بسیار کارهای او عجیب بود و سالهاکے بسیار آنچه مصنوعات
 آدمی کہ دست آدمی بدان رسیدہ آن نخورده است گیاه ہائے کہ بر زمین آمدہ
 است بغیر کسب کسے و بغیر زرع آن آن خوردے و نفس را ہم برین عادت کرده
 بود و عجیب حیاتے طول عمر را حکم تدبیر نبشتہ اند ازان ہم تدبیرا بیرون اکلے بے عیب
 و حیاتے از غیبے قولہ و قال ابو عبد اللہ المغربي افضل الاعمال عمارة
 الاوقات بالموافقات بہترین عمل صوفیان این است وقت بموافقت
 اتباع معموداری و دیگر عمارت وقت بحسب اقتضائے او باشد نیکو سخن است
 این قولہ و قال اعظم الناس ذلًا فقیر و اهن غنیا و تواضع لہ و اعظم
 الخلق عزًا غنی یذل للفقراء و حفظ حرمتہم بالاترا زہمہ ذلیلان و خواران
 از ہمہ خواران فقیرے کہ مدائمت غنی کنند ہر چہ از او آید این ساکت باشد تا راضی
 بدان باشد چنانچہ مروان را بی مدح و ثنائی کنند از احوالہ گوی و عظیم ترین مردم
 و عزیز ترین ایشان در عزت و کرم است غنی کہ مر فقیر را تذلل کنند با ایشان تواضع کنند
 و خود را خوار تر دارد و احترام فقرا کند و نگاہ داشت مرتبہ ایشان کہ عند فقیر بزرگ اند مرتبہ نگاہ
 دارد و در ہر دو جملہ اعظم گفته است و حبلہ مانیہ نسبت و در حبلہ اول صنعت مشکاکہ کرده است و الا انجا

واحقر مناسب است .

قوله ومنهم ابوالعباس احمد بن محمد بن مسروق

ابوالعباس احمد
بن محمد بن مسروق

من اهل طوس سكن بغداد وصحب الحرث المحاسبى والستري
السقطي رحمه الله توفي ببغداد سنة تسع وتسعين ومايئين

وبعضه از مشائخ آن شهر بزرگواران احمد مسروق است رحمه الله ازال طوس بود

در بغداد ساکن شد ہما نجا وفات یافت مصاحب حرث محاسبی و سری سقطنی بود

وفاتش در بغداد بود و تاریخ و وصیت نود نہ بود قوله قال ابن مسروق رحمه الله

من راقب الله في خطرات قلبه عصمه الله في حركات جوارحه

در خطرات دل خویش مراقب خداوند بجانہ و تعالیٰ باشد اورا در حرکات جوارح

او عصمت کند و آنچه ناشائستہ و ناپائستہ باشد خداوند بجانہ نخواہد کہ از جوارح او

آن صادر شود و قوله راقب الله في خطرات قلبه یعنی ہر خطہ کہ در دل او بیاید در آن ^{خطہ}

خدا را مراقب باشد و ہر خطرہ کہ می آید آن را دفع نمیکند و دل را ہم بر مراقبہ خدای ^{دارد}

و دیگر مراقب است در خطرات یعنی خطرات او ہمیں مراقب خدا شوند و بس مراقبہ

ہمیں خطرہ است لیکن خطرہ حق و دیگر در ہر خطرہ کہ اورا تغلب می شود و در آن تغلبات

ہم با خطرہ خدا متغلب میشود و دیگر در ہر خطرہ کہ می آید شر او و خیر او آنرا خطرہ خدا میداند

چند سخن نازک است اما ترا فہم دہد قوله وقال تعظیم حرمت المؤمنین

من تعظیم حرمة الله تعالى و به يصل العبد الى محل حقيقة التقوى

تعظیم حرمت بندگان خدا تعظیم خداست و بریں تعظیم بندہ بحقیقت تقویٰ برسد

تعظیم حرمت مؤمنین چنانچہ ماور و پدرو استاد و آنکہ از بزرگ شد و عمر و تقویٰ

و پارسائی حقیقت تقویٰ چیست از غیر خدا پرستند پرہیز از غیر خدا چہ باشد کہ

جزا ورا نطلب جزا ورا نخواہد جز بجمال او تسلی نگیرد جزا ورا نشناسد و نداند و نہ

قوله وقال شجرة المعرفة تسقى بماء الفكرة وشجرة الغفلة تسقى بماء
 الجهل وشجرة التوبة تسقى بماء الندامة وشجرة المحبة تسقى بماء الاتفاق
 والموافقة ودرخت معرفت را باب فکر و اندیشہ پرورد و برآید و فکرت بچند
 معنی باشد یکے ہمیں کہ متعلم مفسر و محدث در کلام اللہ و حدیث رسولہ فکرے
 و اندیشہ کند بدان اور آساخت خدا شود بما یلیق بفکرته و دیگر شخص تکلم قضایا ^{منطق}
 و اصول کلام و از نیران انی و علی اثبات و حدائیت او کند اقترانی و استصناعی
 و باقی قضایا کہ بہت گفتن مناسب مقام نیست و دیگر مرد طالب صوفی و مراقبہ
 ملازمت کند حضور اور افضیب المعنی تصور کند و ازان تجلیاتے و کثوفاتے
 اور ارفے نماید بدان عرفان خدا شود و ازان تجلیات فکرے و دیگر کند کار بیشتر
 شود القصہ بطورہا قوله و شجرة الغفلة و درخت غفلت آب جہل پروردہ شود یعنی
 ہر کہ جان باشد غفلت بر وطاری شود قوله و شجرة التوبة و درخت توبہ آب پشیمانی پروردہ شود یعنی کار
 کند و کن پشیمانی بار آرد و توبہ کند آن توبہ پرورش آب پشیمانی یا بدچنانکہ گفتہ اند التوبة ان لا تسکى ^{پشیمی}
 ذنبک ہر بار گنہ خویش را یاد می کند و ازان پشیمان می شود و توبہ قوت میگیرد قوله و شجرة
 المحبة و درخت محبت آب موافقت محبوب و آب اتفاق کہ در راہ محبوب کنند
 بدان و درخت محبت بر آید بار و گل نماید و بخش قوی گردد اگر بجای اتفاق باشد
 مرادف موافقت باشد یعنی چہن بینہا موافقت باشد محبت قوت گیرد قوله
 وقال متى طمعت في المعرفة ولم تحکم قبلہا مدارج الاسرادت
 فانت في جہل و متى طلبت الارادة قبل تصحيح مقام التوبة فانت
 في غفلة مما تطلبہ و دیگر ابن مسروق رحمہ اللہ گفتہ است ہر گاہ کہ طمع در معرفت
 بری یعنی خواہی کہ مرد عارف گردی و آنچه مدارج و مقام ارادت است آنرا محکم
 نکرده باشی پس تو در نادانی و جہل مفرطے باشی ہمیں آید خواست تو اراد

کہ تو با خدا واری آن محکم شدہ اطلاع بر اسرار خدا و عرفان چونہ دست و ہد نہ چہل نادانی و نادان باشد و ہر گاہ کہ تو طالب باشی خواہی کہ طلب خویش خدا روزی کنند و منور توبہ استقامت نکرده باشی و آن نصیحتی کہ باندیشیدہ باشد پس تو در غفلتی نمیدانی کہ چہ باید تا دولت ارادت نصیبہ او شود۔

قوله ومنهم ابو الحسن علی بن سهل الاصفہانی

ابو الحسن علی بن سهل
الاصفہانی

رحمہ اللہ من اقتران الجنید رحمہ اللہ قصد عمر بن عثمان مکی فی دین رکبہ فقضاء عنده وهو ثلاثون الف درهم لقی ابانتراب النخشی رحمہ اللہ والطبقة و بعضہ از ان مرآضان و راضیان بقضاء در رحمن تعالی و متبع دین احمد ابو الحسن سهل اصفہانی است از باران جنید بود و اقتران یا از قرین است یا از قرن است ہر دو معنی درست است عمر و عثمان مکی قصد او کرد و از کردہ دین کہ بر سهل اصفہانی بر رفتہ بود آنرا ادا کرد و آن سی ہزار درم بود و ابو تراب نخشی بر احمد اشد طاقات کردہ بود و از شائع طبقات غیر او ہم قولہ سمعت محمد بن الحسین رحمہ اللہ یقول سمعت ابا بکر محمد عبد اللہ الطبری یقول سمعت علی بن سهل رحمہ اللہ یقول المبادی مرآة الی الطاعات من علامات التوفیق و التقاعد عن الخالقات من علامات حسن الرعاۃ و مراعات الاسرار من علامات التيقظ و اظهار الدعوى من رعونات البشرية و من لم یصح مبادی الارادة لا یسلم فی منتهی عواقبہ شواقین بطرف طاعات نشان آنست کہ خداوند سبحانہ اورا توفیق طاعت دادہ است این لفظ در نسخہ منقول عنہ ہمچنین نوشتہ شدہ است و معلوم شد کہ صحیح یہ لفظ است و لیکن ترجمہ لفظ مبارت است سع

یا وید اینجا سخن هست المبادی من احدی علامه التوفیق این کہ مباہرت کردیم
توفیق کرد اگر توفیق نہ ہوے مباہرت نکردے قولہ والتقاعد وازتقاعد با زمان
علامت اینست کہ خداوند سبحانہ در باب او حفظ و عصمتے دارد اینجا ہم ہاں سخن است
تقاعد آن مخالف ہم عصمت باری است مگر انکہ ابتدا و استقامت ہاں گیرند قولہ و
مراعات الاسرار سرے کہ میان خداوند بندہ است آن را نگاہ دارد بر ہر اے و مالے
نگوید نشان آنست کہ تقیظے و تحفظے در کار او اور قولہ و اظہار الدعوی گفتہ است
اما اگر چنین اتفاق افتد کہ من چنین کسے ام و چنین ام خبر از رعوت و خود نمائی
نفس نیست اظہار دعوی گفتہ است اما اگر چنین اتفاق افتد جکایت را یقین کند
برائے ارشاد و یا برائے مصلحتے دیگر آن ازین خارج ہر کہ در تصحیح مبادی و آغاز کار خویش
نکرد و انتہائے کار خویش نماید در عاقبت یا در عاقبت

قولہ ومنہما ابو محمد احمد بن محمد بن الحسن المحمدری

ابو محمد احمد بن محمد
الحسن المحمدری

رحمہ اللہ من کبار اصحاب الجدید علیہ الرحمۃ و صحب سہل
بن عبد اللہ رحمہ اللہ اقع بعد الجدید فی مکانہ و کان عالماً
بعلوم ہذہ الطائفۃ کبیر الحال مات سنۃ احدی عشر و
ثلثمائۃ و سرے از سروران دین و بزرگے از بزرگان ملت اسلام ابو محمد احمد حیر
است رحمہ اللہ از بزرگان اصحاب جنید بود رحمہ اللہ و صاحب سہل عبد اللہ
بود و بعد جنید در مقام او ابو محمد حیر شست رحمہ اللہ و معلوم این طائفہ و با سر
و حقایقے و معارفے کہ این طائفہ دارند عالم بود ہر آئینہ چو از اصحاب جنید بود
مقام جنید شست چنین باشد و طالعے بزرگ داشت بیخ نیم و یا زوہ سوال
اقتیاد استار کرد قولہ سمعت ابا عبد اللہ الشیرازی رحمہ اللہ یقول
سمعت احمد بن عطاء الرود باری رحمہ اللہ یقول مات المحمدری

سبیل الی مقام مشاہدۃ الاصول الا تعظیم ما عظم اللہ من
الوسائط والفرع اصول حقایق و معارف را نظر کند و معارضہ آن بفروع کند
و حال این باشد کہ تصحیح فروع بمعارضہ اصول کند اور ابدان صحت و بدو رہ نیست
کہ کسی شہود اصول رسد مگر بتعظیم چیزی کہ خداوند سبحانہ اورا معظم داشتہ است
و رعایت و ساطع بحق تعظیم این سخن را بجبارات خویش بیان کنم کہ اصول را کرو
و مسایل شرع را بران مقابلہ و معارضہ کرد جز حرام نے عظیمی اورا پیش نیامد او از حجاب
قابلیت لا قابل شد ز ندوۃ و اباحت و الحاد نقد بذل خرقہ وجود او بہ بستند
یکے سخن کہ اندکترین و اول احوال اصول است گوئی اند خالق افعال العباد و کما
خالق لا عیانہم کہے را کہ خدا تعالیٰ خواہد از مشاہدہ غیب محروم گرداند این سخن
را اصل سازد و مسایل بیان فروع سازد گوید ہرچہ کنم کنم من نکردم او کرد کار بجای
کشد چنانچہ قوم فلند و حیدری و مولہ دیدہ اقوال و افعال ایشان مردم با مروت
صیانت سان ازان کند گوید اسے عزیز مرد طالب خداے را بخدا بسیار است
ہرچہ من خواہد و مسیکن چیزیے ہا تو منیگویم ان اسم راست کہے را خیا ادا یا را را
و شمارا ان کا نیست شرک و کفر و زندقہ و اباحت و انجا و را اثر بود او کرد سخن کہ
بریں رود آنچه کتاب اللہ بدان ناظم و وزع نقدا و و اورا صاحب و عا سر عا ندہ
این آیت را و مکر و او مکر اللہ واللہ خیر الماکیرین قصہ حسین منصور شہیدہ
انا الحق را قابل او خود بود و در مظاہر بندگان این آفرید کہ اورا انکار کنند
و سنگسار و پرکالہ پرکالہ کنند خدا ہی است خدا ہی اورا بخدا سپارند کہے
را انجام غل نیست چہ کنم اگر واسلے و عارفے بودے کہ اورا مشاہدہ ہوا بہ
باوے میگفتم کہ بود وقتے چنین کہ ترا اد تعالیٰ بغیر واسطے کہے گفت اینچنین و
آپناں چرانہی کنی تمہم آخرا زینچنین دولے چرا محروم می ہا ہی از کہ می تر کسی

تا کہ ام نیکبختی باشد تا کہ ام کسے بود کہ حرفے از نقطہ نبوت ورود او نقش گرفته
است او فرماید او کند اگر کسے را در خاطر افتد کہ او می فرماید بی فرمانی او خوف کنند
آن احمق نمی داند آن مقام آن مقام است ہر چه این کند او کند ہر چه این
را خوش آید آن کند و ہر چه خوش نیاید کند فافہم و اعقبنہ انشاء اللہ تعالیٰ
خدا تر الضیعیہ کند بدیں معائنہ رسی۔

قوله ومنہم ابو العباس احمد بن محمد بن سہل

ابو العباس احمد بن
محمد بن سہل بن
عطاء الادمی

بن عطاء الادمی من کبار مشائخ الصوفیہ و علمائہم و کان
الحجاز بعظم شانہ و هو من اقربان الجنید و صاحب ابراہیم المارستانی
مات سنۃ تسع و ثلاثاۃ کیے ازان دعوات و ہدایات متبع و مشد احمد عطا
است رحمہ اللہ از بزرگان مشائخ و علمائے صوفیہ بود و ابو سعید خراز رحمہ اللہ
تعظیمش کردے و او تعظیم ایشان داشتے و او از یاران جنید بود و صاحب
ابراہیم مارستانی بود و تاریخ سعید و نہ سال پودہ حجاب را بر رؤے خود کشید
است قوله سمعت محمد بن الحسن بن الحسن بن احمد بن محمد بن عطاء
ابا سعید القرشی رحمہ اللہ يقول سمعت ابن عطاء رحمہ اللہ
يقول من النرم نفسہ باء اب السنۃ نور اللہ قلبہ بنور المعرفۃ
و لا مقام اشرف من مقام متابعت الحبیب فی اوامرہ و افعالہ
و اخلاقہ ابن عطاء رحمہ اللہ گفتے است ہر کہ نفس خویش را التزام با و اب
سمت کرد البتہ ہمہ ان داشت دل او را خداوند سبحانہ بنور معرفت خویش
روشن گرداند و ہیچ مقامے بالاتر ازان نباشد پس روی دوست خدا کنی یا پس
روی دوست خود کنی محبوب را چہ بہتر کہ پس روی محبوب کند و طالب را
چہ بہتر آنچه محبوب خداست پس روی کند قوله و قال ابن عطاء رحمہ اللہ

اعظم الغفلة غفلة العبد عن ربه عز وجل وغفلة عن اوامره
وغفلة عن آداب معاملته ابن عطار رحمہ اللہ گفتہ است بزرگترین غفلتہا
غفلت بندہ است کہ از خدا غافل شو یعنی کارے برائے او نکند کارے
بمحضور او نکند و اور اساقہ فساقہ حاضر و ناظر خویش نداند قولہ وغفلة عن اوامره
این ہم غفلت از خداست اما انواع غفلت بیان فرمائی کہ دو دیگر خدا را حاضر و نا
و ادب حضور او نگاہ ندارد و معاملت با او مرواوی او نکند و او بے کہ در ان او
و نوای ہی آمدہ است آرا نگاہ ندارد و قولہ سمعت ابا عبد اللہ الشیرازی
رحمہ اللہ يقول سمعت ابا عبد الرحمن بن احمد الصوفی
رحمہ اللہ يقول سمعت احمد بن عطاء رحمہ اللہ يقول کل
ما سئلت عنہ فاطلبہ في مفازة العلم فان لم تجد ففيميدان
الحكمة فابرجد فزنده في التوحيد فان لم تجد في هذه المواضع
الثلاثة فاضرب به وجه الشيطان ابن عطار رحمہ اللہ گفتہ است از ہر چو
ترا پرسند مسؤل را در مفاوزہ علم طلب کن یعنی علمے کہ ترا حاصل است از
شرائع و سنن آنجا طلب کن آن علم او از انہا است کہ کتاب اللہ بدان ناطق و
رسول اللہ مباحث راوست و اگر آنجا نیابی نظر در حکمت کن کہ بحکمت دارد و اگر
در حکمت ہم نیابی با تو حید برابر کن یعنی از ان سخنانے ہست کہ موحدان گو
یہ و بتوحید نسبتے دارند و اگر آن مسؤل نسبتے بریں یکے ازیں سہ ندارد آن سخن ہم
بر روی آن سائل زن کہ آن سائل شیطانے است کہ ازیں ہر سہ دائرہ بیرون
است آنچنان سائل را شیطانے نام کرد از بس سخن شیطانے کہ از و زاو
قولہ ومنہم ابواسحاق ابراہیم بن احمد الخواص

ابواسحاق ابراہیم بن احمد
الخواص

رحمہ اللہ من اقران الجدید والنوری ولہ فی التوکل والریاضیات
 حظ کثیر مات بالری سنۃ احدى وتسعين وما یتین کان مبطوناً
 ان البسوة وكان كلما قار وتوضأ وعاد الى المسجد وصلى ركعتين فدخل مرة الماء
 فمات رحمہ اللہ وبعضہ از محبان صادق وواصلان حق ابواسحق ابراہیم
 خواص است از اقران جنید و نوری بود رحمہم اللہ و لفظ اقران و احتمال می باشد
 یکے قرین اوست یعنی از یاران اوست و دیگر از مترشدان و مثلذان مثل گویند
 فلاں از یاران شیخ است یعنی از مثلذان و مترشدان و دیگر را گویند از یاران
 شیخ است یعنی ہم خرقہ او ہم قدم او من جا بجا اشارت بدین کنتم کہ می روم اینجا
 ابراہیم رحمہ اللہ از یاران جنید علیہ الرحمہ یعنی ہم سران اوست و اورا جامعہ و
 ریاضت و توکل بسیار حظ است یعنی ذوق توکل آن قدر گرفته است کہ آنرا بسیار
 نامند و کذاک ریاضت نقل و رومی بود در تاریخ روایت نمود و یک اورا علت
 مشکم بود یعنی کناک داشت ہر بار سبکے تقاضا شد و وضو کرد و در مسجد
 و آمدے دو گانہ گزار و سنہ یکبار سے چھینن بود و آب در آمد ہا نجابان را بجا
 سپرد این حکایت را برین جملہ نوشتہ اند نمازت او بود ہر بار کہ اورا وضو حاجت شد
 غسل کردے و آمدے دو گانہ گزار و سے مقام با چھینن بود ہا نجابان غسل کرد
 و کارش تمام شد تو کہ سمیت محمد بن الحسین یقول سمعت
 ابابکر الرازی رحمہ اللہ یقول سمعت الخواص رحمہ اللہ یقول
 ليس العلم بكثره الرواية انما العلم من اتبع العلم واستعمله واقتل
 السمین وان كان قلیل العلم گفتار ابراہیم است رحمہ اللہ کہ او گفت
 اگر شیخ را با نوع علوم خویش شود او در اتباع درست نباشد اورا عالم خوانند
 عالم نباشد مگر آنکہ بمقتضات علم علی کند و بر اتباع مصطفی و صحابہ سیر و سلف

صالح باشد و اگر چه علم او اندک تر باشد قوله و سمعت محمد بن الحسین
 يقول سمعت احمد بن علي جعفر رحمه الله يقول سمعت
 الانسري رحمه الله يقول سمعت الخواص رحمه الله يقول
 دواء القلب خمسة اشيا قراءة القرآن بالتدبر و خلاء البطن
 و قيار الليل و التضرع عند السحر و مجالسة الصالحين ابراهيم بن محمد بن
 رحمه الله گفته است تصفيه دل پنج چیز شود تلاوت قرآن بشرط تدبر و تفکر
 و بشرط حضوری که لایق تلاوت کلام است و شکر از بسیاری طعام خالی باشد
 آزانام بصوم نباشد و غذا تغلیب باشد و سخن تغلیب با خود چنانچه صوفیان چندگان
 روزه طی کنند و مقام همین تقاضای کند و لایق همین است و بیداری شب
 بتلاوت و تذکر و مراقبه و وقت سحر اتجا بحضرت و تضرع کند بشرط تعلق بحضور کسی که
 برو تضرع و تعلق میکند یکی یک آیت نیست که تضرع کنند خدا تعالی بر رحمت
 کند دل او را روشن سازد و دیگر همین تضرع نفس مصفی دل است درین وقت
 دل گرم می شود و حضور تمام دست میدرد و این سرد و مصفی دل اند و دیگر نشست
 با صالحان باشد هر آینه چون صحبت با صالحان شد و ایشان هر چه گویند
 و هر چه کنند هم در امر صلاح و دین باشد و آن صلاح مصلح دل گردد

قوله و منهم ابو محمد عبد الله بن محمد الخزاز

عبد اللہ بن
 الخزاز

اهل الري جاورد بكة صحب ابا حفص و ابا عمران الكبير و كان من
 المتورعين و مات قبل العشر و ثلثمائة و بعضه ازان که اتباع بذیل او
 کرده اند ابو محمد عبد اللہ است رحمه الله از ساکنان ری بود و مجاور مکہ شد
 بود و ابا حفص و ابا عمران کبیر اصحاب بود و مودے متوع بود تزیید و توسع
 با فراط داشت و پیش از آنکه سیصد و دو سال بگذرد بر روی او پشت روی

زمین را وداع کر دو شکم زمین را منزلے آبادان ساخت حاصل عبارت
 این معلوم شد کہ سیصد چند سال نہ و ہشت ہفت وفات یافت قولہ سمعت
 الشیخ ابابعد الرحمن السلی رحمہ اللہ یقول سمعت ابانصر الطوسی
 رحمہ اللہ یقول سمعت الرقی یقول دخلت علی عبد اللہ الخزاز
 ولی اربعۃ ایام لم اکل فقال تجوع احدکما اربعۃ ایام فیصبح
 ینادی علیہ الجوع ثم قال ایش یکون لو ان کل نفس منفوسۃ
 تلفت فیما توئلہ عن اللہ تری یکون ذلک کثیرا تری علیہ الرحمہ گفت
 برابر عبد اللہ خزاز ہستم چار روز بود کہ چیزی نخورده بودم گفت چونہ با
 یکے چار روز فاقہ کند و اگر اثر گر سنگی در و ظاہر گردد یعنی ضعیفی و نزاری
 و زردی در و ظاہر شود پس خزاز گفت رحمہ اللہ چہ باشد و چہ اعتبار دارد و چہ
 زیان کند تلف نفس بنا بر کارے کہ طالب آنست و آنرا امید میدارد
 از خدای تعالی قولہ قال عبد اللہ الخزاز رحمہ اللہ الجوع طعام
 الزاہدین والذکر طعام العارفین عبد اللہ الخزاز رحمہ اللہ گفتہ است
 گر سنگی طعام زاید آنست و ذکر طعام عارفان یعنی زایدان بجای طعام گر سنگی
 کردہ اند علی ہذا اگر گر سنگی طعام ایشان باشد و دیگر رجوع قوت روح زیادت
 می گردد و صفای دل و تزکیہ نفس کمال می باشد فعلی ہذا رجوع طعام زایدان باشد
 و دیگر ہر کہ اعتبار بر رجوع شد و نفس بدان اطمینان گرفت اگر او طعامے
 خور و ضعف درو آیدستی بر و غلب کند مرد احوال را آن قدر بگر سنگی نباشد
 کہ اورا بسیری باشد اگر کسی اعتبار ترک طعام کرد چندگہ و بعد آن خورد و اگر
 زید عجیب باشد بیگانہ دو از وہ سال طعام نخورد و بعد از دو از وہ روز کبر خور و
 و بعد کی ساعت قے کردے آن دہا کبر بیرون افتادے با چیزے بلغم درو

ہم دو وزوہ سال بریں بود و البتہ حرکتے و سکتے نبودے یعنی و شاوی متعلق نشد
 و دیگرے ہم ہیں کار کرد و سال بریں بود اہل ولد اور امر احمیت کردند اور
 طعام خورانیہ خورد و بہار کہ دوم روز آن مرد الجوع طعام الزاہدین و رست
 آید و ذکر نقدے دارو کہ آن نقدے بجای طعام باشد ذکر بند کور بر و شہود مذکور غذا نفس
 و غذا و روح باشد مردمانے باشند سالہا بہرہود مذکور ماندہ و از طعامے و آبے
 ایشان را شعور نبود

قوله و منهم ابو الحسن بنان بن محمد بن الجبال واسطی ابو الحسن بنان
 الاصل اقا و بمصر مات بها سنة ست عشرة ثلثمائة كبير الشيا
 صاحب الكرامات و بعضے از ان رو رواں دین و رہبران اہل اسلام ابو الحسن
 بنان است اصل او واسط بود و اقامت بمصر کرد و ہم در مصر این جہان را
 وداع کرد و بتایخ سپید و شازوہ مرد بزرگ بود و خوارق بسیار داشت قوله
 سئل بنان رَحِمَهُ اللهُ عَنْ اجل احوال الصوفية فقال الثقة
 بالمضمون والقيام بالاوامر و مراعاة السر والتخلي من الكونين
 از ابو الحسن پرسیدند رحمہ اللہ بہترین اعمال صوفیہ چیست گفت آنچه خداوند
 بجزانہ در علم ازلی خویش مضمون کردہ است یعنی آنچه در ازل تقدیر کرد بود
 آزا چنانستے کہ ضمان شد لذتے و لطفے رودے و قبولے ہجر و وصالے دل
 بدان ثقہ باشد قوله والقيام بالاوامر آنچه خداوند فرمود دوران بحق آن باشد
 یعنی آزا بجا آورد بشرط آن بہر بر و با این صفت کہ ثقہ باللہ باشد توام او با و امرامے زیادتے باشد
 صوفی را با این توام با و امر بشرط سیر بر قوله و مراعاة السر و ان سرے کہ مینہ زمین ارب تعالی
 است نگاہ دارد یعنی افشار آن نکند و دیگر چہ ستر فراید بدان رود و دیگر او را کدرو و نظم شدن نہ ہر با
 صفا و جلا سے و دیگر او و قوله و التخلي من الكونين و انزل جہان و ازان جہان

دل و نفس خویش را خالی دارد یعنی تعلق بر ایشان نکند و رفتے ازین جہاں و
از ان جہاں بر نفس خویش رواندارد و مرد صوفی این جہاں را دیدہ است
و بدین مباحث و متعلق است تخیلی کرد و آن جہاں را کہ ندید جز آنکہ حکایتے شنید
و بران یقینے بست از وے چہ تخیلی کند چہیں ہم می باشد صوفیان را احوال
قیامت و بہشت و لذایذ و نعیم او مشاہدہ میشود کار بجائے باشد دوران بیابند
با وے در افتد چنانچہ عورت طالب آن کار مرد فحل را خواهد کہ رغبتے شود دوران
حالت آن طالب صادق را و عاشق جمال حضرت را التفاتے بدیشان نشود
و اگر شود خط طعن بر رسم طلب او کشند و بزنام او در دیوان این طائفہ مالے
رود عنایت از احوال و اعمال کردیم از آنچه احوال میان محققان آنچه از تجلیات
و تقلبات تجلیات تقدیرت ایشان شود و سائے سائے بصورتے و سمیتے دگر تجلی شود
ما این را احوال نامیم قولہ سمعت محمد بن الحسین رحمہ اللہ یقول
سمعت حسین بن احمد الرازی رحمہ اللہ یقول سمعت ابا
علی اللرود باری یقول القی بنان الجمال بین یدی السبع فجعل السبع ^{لشہہ}
ولا یضہ فلما اخرج قیل له ما الذی کان فی قلبک حیث شک
السبع قال کنت اتفکر فی اختلاف العلماء فی سور السبع چہیں
گویند ظالمے بر بنان جمال رحمہ اللہ غضب کرد و در حجرہ کہ انواع سباع بودند
اینجا انداخت تا بدزد و پر کالہ پر کالہ کنند و در روز آن حجرہ کشودند و بدزد جمال
رحمہ اللہ بخدا مستغرق است و آن سباع بعضے بوے او میکردند گردان
بر اندام او و اشته می بوسند ظالم از ان پشیمان شد شیخ را رحمہ اللہ از ان پرو
آوردند کہے پرسید کہ در آن حالت کہ ایشان ترامی بوسیدند در دست چہ می کند
گفت اختلاف علما کہ در سور سباع رفت است و در ان اندیشے میکردم چہیں

وانعم جمال علیہ الرحمہ وراں حالت جمع الجمع بود و اگر در جمع بودے گفتے سبب
کہ بودے کہ و من کجا تا مرا پید و دولت چہ می گذشت دل کہ و دل کجا من کہ و
من کجا ساہاست دل و خود را گم کردہ ام و من کہیم

قوله و منہما ابو حمزۃ البغدادی البزازمات ^{ابو حمزہ البغدادی}
قبل الجدید کان من اقارنہ صاحب السری والحسن المسو
وکان عالما بالقراءة فقیہا وکان من اولاد عیسی بن ابان
رحمہ اللہ و بعضی ازان مردم کہ اعتماد اہل دین و ملت اسلام ابو حمزہ و بغدادی
بزاز است رحمہ اللہ و او از اقراں جنید یعنی یار و ہمسر بود و موت او پیش از موت
جنید بود علیہ الرحمہ صحبت با سری و با حسن سوحی داشت و علم قرأت داشتے
و فقیہ بود و او از اولاد عیسی ابان بود قوله و کان احمد بن حنبل رحمہ اللہ
يقول له فی المسائل ما تقول فیہا یا صوفی و احمد حنبل رحمہ اللہ در
مسائل فقہ از او پرسیدے کہ اے صوفی تو اینجا چہ میگوئی یعنی در مجتہدات متنبط
مشورہ با او کردے قوله و قيل کان يتكلم فی مجلسہ یوم جمعة فتغیر
علیہ الحال فسقط من کرسیہ ومات فی الجمعة الثانیة و حسین
گویند در روز جمعہ در مجلس خویش سخن میگفت و رائے گفتن حال بر دست
شد چنانچہ از منبر فرود افتاد و در روز جمعہ بخدا بازگشت قوله و قيل مات
سنة تسع و ثمانین و مائتین گفته اند بیخ و و سیت و ہشاد و نہ نقل کردے
برین روایت موت او پیش از موت جنید علیہ الرحمہ نباشد زیرا چہ موت
جنید بر دو سیت ہفتاد و بود قوله قال ابو حمزۃ رحمہ اللہ من
علم طریق الحق سهل علیہ سلوکہ و لا دلیل علی الضریق الی
اللہ الا متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی احوالہ

و افعالہ و اقوالہ ابو حمزہ رحمہ اللہ گفتہ است ہر کہ راہ حق را دانست سلوک آن رزہ
آسان شود و روندہ کہ رزہ نداند رزہ رفتن بر او آسان نباشد و دیگر علم طریق صیبت نمایندہ
کہ رزہ نماید و بر طریقہ کہ سلوک فرماید اینچنین کہے را سلوک کردن آسان باشد قولہ
و لا دلیل آن سخن بالا گفتہ ہر کہ رزہ داند سلوک بر او آسان شد آنرا بیان کردہ
و لا دلیل علی الطریق بر رزہ حق بیچ رزہ نمونے نیست و بیچ رزہ نامے نیست مگر آنکہ
متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنند و احوال او و در افعال او و در اقوال
او و اقوال او آنچه فرمود چنین کنید چنانچہ آنچه او فرمود بران مباحث باشد و از آنچه
بازداشت ممنوع باشد اقوال و اشارت بغیر میت ہم بود و برخصت ہم بود
طالب را اخذ بغیر ہم شود و اگر از ان فرود آید بارے برخص و متابعت در افعال
او او شب بیدار بودے و چندگان روز طعی کردے و دائم شکم گرسنہ داشتے
و البتہ فقر نزدیک او مدوح بود و غنا مذموم و بذل و ایتار سیرت و شمیت او بود و
ہمیرن قیاس باقی افعال او اما متابعت احوال نیک شکل حال امرے
طاری من اللہ بر بندہ نیاید متابعت او چون نشود اما ازین متابعت این مراد
دارند احوال خود را بیزان احوال نبی بسجد ہرچہ برابر آید و مانند او باشد قبول کند
و ہمان نوع را متابعت باشد و ہرچہ خلاف آید از ان اعراض قولہ قال ابو حمزہ
رحمہ اللہ من رزق ثلثۃ اشیاء فقد نجح من الافات بطح خال
مع قلب قانع و فقر دائم مع زهد حاضر و صبر کامل مع ذکر
دائم ابو حمزہ گفتہ است رحمہ اللہ ہر کہ را حسیب رضیبہ شد او از آفات
نفسانی خلاص یافت و داخل شیطان را بر بست شکم خالی از برائے طعام و از
گرانی آن و دے قانع یعنی شکم خالی است و دل بد آن خوش است و قانع
است و فقری و نیستی باشد در ملک و مال و آن اضطرابی نباشد با اختیارے

وترکے نقد باشد و صبرے کالے باشد البتہ اضطراری و اضطراری نباشد
شب و روز باقرار باشد و با آن ذکرے دایمے باشد و دوام ذکر عبارت
از دو چیز باشد شخصے بود کہ البتہ وقت او ضائع نہ و دریا و خدا باشد بہ تلاوتے
و ذکرے و بصلوتے و تخلل جز ماور بشری ضروری نباشد و ذکر و اعلم عبارت
از ذکر خفی ہم کنند و بدوام ہمان میسر است و دیگر مراقبہ خود و دوام چنانچہ حق دوام
است ہمیں بیش نیست زیرا چہ کہے را کہ حضور مراقبہ دست داد و ذکر دوام بشرط
و حقیقت بجز این نیست در ہر حالتے کہ ہست او میجو او حضور نباشد و حضور
اورافر و گرفته است۔

قوله ومنہم ابوبکر محمد بن موسی الواسطی ^{رحمۃ اللہ علیہ}
خراسانی الاصل من فرغانہ صحب الجنید والنوری رحمہما ^{اللہ}
عالم کبیر اقامبر و ومات بہا بعد العشرین ثلاثاۃ و بعضے از
متکلمان بحقایق و معارف و واعیان بحق و حقیقت بشرط متابعت حضرت
رسالت ابوبکر محمد واسطی بودہ است رحمہ اللہ اصل او از خراسان بود و با ^{جنید}
و نوری صحبت داشت بزرگے عالم بعلم لدنی بود اقامت بہ مرو کرد و ہا نجا از
عالم تفصیل بعالم اجمال شد بعد مضمی سید بست سال قوله قال الواسطی
رحمہ اللہ الخوف والرجاز ماما من یمنعان من سوء الادب ^{اسطی}
رحمہ اللہ علیہ گفتہ است بیم از خدا و امید از خدا ہر دو مہماستے اند کہ در روایت
نفس کشیدہ اند مردم را از سورا د ب بازمی دارند خوف از خلیفے باشد و از
عقاب باشد حضور عظیم نگذار و امید وار ہم تو اند کہ سورا د ب کنند و پانچہ تہ
از ان امید نا امید شو و بریں عبارت خوف و رجائیں باشد و لکن از خوشنے
است کہ از رجائے است گفتہ ام خوف آنست کہ با سہ طاعت و حسنات

ومبرات امیدان ارودکہ عبادت اور قبول فرماید قوله وقال مطالعة الاعواض
 علی الطاعات من لسیان الفضل یعنی طاعت و عبادت کند و نظر او بر عواض
 باشد یعنی چنین کارے کم و چنین ثوابے و درجہ یا بم این نظر از معنی نسیان فضل
 حق باشد و ہمیش این رفت کہ طاعت و عمل اثر کند آنکہ درجہ یا بند و اینچنین
 نیست کہ سبب طاعت و ریشیت درجہ یا بند بلکہ با وجود سہم طاعات و مبرات اگر
 فضل کند درجہ بہت و مدو قبول کند و آلا نہ قوله قال الواسطی رحمہ اللہ
 اذا اراد الله هوان عبد القاه الى هولاء الاثان والجيف
 یرید بہ صحبۃ الاحداث واسطی گفت است رحمہ اللہ چون خدا خواہد
 بندہ را عوار کند دل اور میں بسوے این گندگیہا و بسوے این مروارہا و مدیعی
 بسوے امار و پریشان حال و پریشان صورت و زبان پریشان شیخ رحمہ اللہ عننا
 باحداث کرو و اگر حدیثے صالحے طالبے باشد و مرشدے عارفے سوے او
 میل کند سبب طالبے کہ اور است و استعدادے کہ خدای تعالی اورادہ
 است ازین دائرہ خارج باشد جنید رحمہ اللہ کو دک بوکہ مشائخ کبار بسوے
 او میلے تمام التزائم داشتند و بسیار مشائخ چنین اندیکے جنید رحمہ اللہ
 گفتند و دیگران ہمہ چنانچہ عثمان حیری و غیران پس ضرورت بیانے کہ ما کر ویم دست
 آید قوله سمعت محمد بن الحسين رحمه الله يقول سمعت ابا
 بكر محمد بن عبد العزيز المروزي رحمه الله يقول سمعت
 الواسطی رحمه الله يقول جعلوا سوع آدابہما خلاصاً و شمر
 نفوسہما نبساً طار و دناءة الهم جلادۃ فغموا عن الطریق و سلکوا
 فیہ فیہم المضیق فلاحیوۃ تموانی شواہدہم و لا عبارۃ تزکوانی
 محاضرہم ان نطقوا فبا الغضب وان خوطبوا فبالکبر قویب الفسہم

نبی عن ضمائرهم وشرطهم فی الماکول ینظروا فی سوادہم اسرارہم قاتلہم اللہ انی
 یوفیکون واسطی رحمہ اللہ گفتہ است مردان بے ادبیا خود را اخلاص امیند سخن برآمدہ یا وہ گویند
 کہ ما مخلصانیم و سخن صدق میگویم و شرہ نفس را کہ در ان خوشی نفس است گویند این انبیا
 حضرت است و کم ہمتی را جلالت خوانند و نام ہمت و وصفت است میانہ در
 دل و جلالت و در ظاہر بظاہر شوخی تا برو سے کیے برآمدہ می نماید و او را از داون
 باز میدار و ظاہر جلالت می نماید نحو اہم و ادبر اے چہ دہم و بدان خیانت دل را می پوشد ظاہر
 بخلاے این و نارت ہمت را جلالت نام کرد چنانچہ گویم ظاہر خیانت دارونی
 تو اند برو سے کیے گفتن کہ مذہم و دل دلاور و اولبتہ می خواہد کہ بد بقولہ فعموا
 عن الطریق پس از روح کو را مذہم و سلوک در رہے تنگے کرو مذہم استند
 در مضیق کار افتاد مذہم تے در ایشان بر نیاید در مظاہر ایشان ایشان را آن مظہر
 نیست گوئی مظہر سے مردہ و مردار سے وارند و عبارتے نذرند اگر سخن گویند
 بغضب گویند برآمدہ گویند نذرند کہ از دہن چہ بیرون می آید و اگر کے ایشان را خطا
 کند ایشان بصفت کبر باشند نمی گویم سخن تو چہ لایق این کہ با تو بگویم قولہ قوت
 انفسہم بر آمدن نفس ایشان آنچه درون دل ایشان است ازان خبر بید
 و قصدے خوشے کہ در غور و غیبها و از ند حکایت میکند آنچه در نہانی دلہا ایشان
 بر اندازند ایشان را خداے تعالی نیست و نا بود گرد اند چون دروغ گویند و چہ دروغ
 بر خود برمی بندند قولہ سمعت الاستاد ابا علی الدقاق رحمہ اللہ یقول
 سمعت بعض المرادین انہا ناصید لانی یقول اجاز الواسطی
 رحمہ اللہ یوم الجمعة باب حانوتی قاصدا الی الجامع وانقطع
 شمس نعلہ فقلت ایہا الشیخ اتاذن لی ان اصح نعلک فقال
 اصح فاصح شمسہ فقال اتذری لہم انقطع شمس نعلی فقلت

حتی تقول فقال لا بی ما غسلت للجمعة فقلت یا سیدی هم هنا
 حاتم دخله فقال نعم فادخلته الحمام فاغتسل صیدلانی رحمہ اللہ میگوید
 واسطی رحمہ اللہ بدروکان میگذشت و قصد سوسے مسجد جامع داشت بند نعل او جدا
 شد گفتم شیخ دینوری میدہید نعل ترا راست کنم گفت راست کن بند نعلین را
 راست کردم گفت میدانی بند نعل از وصل چرا جدا شد گفتم من میدانم تا آنکہ تو گویی آنکہ
 بدانم گفت زیرا چہ من براسے جمعہ غسل نکرده ایم گفتم اسے سید آنجا حامے است
 درمی آئی درو گفت آرسے اور اور حمام درآوروم او غسلے کرو مقصود ازین حکایت
 این بود کہ غسل رانسیان کرد تا بوقت چنان مشغول بود پرواے غسل نداشت
 یا خود چنانچہ رسم بعضے متاثر ہست التفاتے آثار سنن نکند یا ازان بود یا عذر
 بود یا دروے وے داشت کہ غسل مضر باشد او در رہ می رفت بند از وصل
 جدا شد او اتنبیہہ کرد کہ بایست غسل کن نا غسل کردہ می روی لا بد سزاے آن تقصیر
 این بود بند نعل شکست اشارت برین کرد کہ مردست قدمی در رعایت سنن قدم
 ثابت نداری این قدر تقصیر بریں اسبابے کہ گفتم این قوم معذور نیست اگر گویی نسیان
 عذرت گویم حالت ایشان حالت تذکار است نسیان برایشان عذر نیست
 و اگر گویی مرض گفتہ و مرض عذراست راست میگوید اما ایشان اہل عزیمت

اند

قوله ومنهم ابو الحسن بن صایغ واسمہ علی بن

ابو الحسن بن صایغ
 دینوری

محمد بن سهل الدینوری رحمہ اللہ اقام بمصر مات بہا
 و هو من كبار المشائخ و بعضے ازان درویشان نامور و مشائخ سرور متابع
 سنت احمد خیر البشر ابو الحسن صلیغ است و نام او علی بود و دینوری بودہ است
 و مقیم در مصر و ہا بنیاد ہر خود را باطن سپردہ است از بزرگان مشائخ بود

قوله قال ابو عثمان مغربی رحمہ اللہ ما رايت من المشايخ انور
من ابى يعقوب النهرجورى رحمہ اللہ ولا اکثرھيبتہ من ابى
الحسن بن الصايغ مات سنۃ ثلثين وثلثمائة ابو عثمان مغربی رحمہ اللہ
گفتہ است کیے از مشایخ روشن تر از ابی یعقوب نہر جوری ندیدم چو نور بود
انس با او بیشتر باشد و صورت جمال ظاہر تر و ہیچ شیخے را در بسیاری سمیت از
ابو الحسن صلح ندیدم و از دار فنا بسرے بقا ارتحال تبایخ صدوی سال کر قوله
سئل ابن الصايغ عن الاستدلال بالشاهد على الغائب فقال
كيف يستدل بصفات من له مثل على من لا مثل له ولا نظير
اور اپر سید ند چونہ باشد کہ چو ذات حسی را بر الہیات دلیل ساز ند گفت چونہ
استدلال درست آید بصفات چیزے کہ اورا مثلے و نظیرے نہ در کتاب
ال کلام دیدہ باشی و شنیدہ باشی بسیار اوصاف انسان را دلیل می آرند بر اسے
اثبات صفات الہیہ اور بحث سمع و بصر و امثال این و ابن صالح میگوید
این استدلالے بہو او خطاے است این محمول و مخلوق و مہمی و زائل اورا مثلے
و نظیرے نہ چون استدلال صحیح آید زیر اچہ منہا مہانہ است قوله و سئل
عن صفة المرید فقال ما قال الله عز وجل وَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ
الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ أَنْفُسُهُمْ ورا از صفت مرید پدید
کہ مرید چونہ کسے باشد گفت صفت مرید اور کلام مجید اشارتے کردہ است
زمین را با آن فراخی کہ دارد بر ایشان تنگ نفوس این طائفہ با آن فراخی کہ دارد
بر ایشان تنگ شد ہمارہ و ر بند آند البتہ نفس و مضیق باشد قوله وقال
الاحوال كالبرق فاذا ثبت فهو حدیث النفس و ملازمہ
الموافقۃ للطبع و گفتار ابن صالح است کہ اعمال ہم چو برق است یعنی آید

درود و باقی نماز و اگر باقی ماند آن حدیث نفس باشد یعنی حدیث نفس معتقد نیست
 و معتقد علیہ نہ حال سہاویج دکہ آمد و رفت وانکہ دووم بار شد و باقی ماند یا موافقت طبع
 است یا غولیات نفس اینجا کسے باشد از اقران شیخ این عرضہ دارد اگر سخن نیست
 کہ شیخ فرمود احوال بھو برق اند شیخ چہ می فرماید اگر تو الی بروق شو و آرسے گفتہ اند
 کہ اعراض بقا نیست اما تجدد و امثال باشد و دیگر این سخن راست است
 ہر چہ رو و باز نیاید اما امثال باشد میان فرو تم و تم باشد کہ جزفا صلہ و ہی
 نبود و انکہ شیخ فرمود فاذا اثبتت فھو حدیث النفس یعنی چنانچہ حدیث
 نفس متوالی است ساعت ساعت می آید و بغیر اختیار نیاید و این موافق طبع است
 زیرا چہ متوالی میشود طبع بدان خو گیرد و موافق او باشد اگر حال موافق طبع شود حال
 تو متوالی شود و مقام تو بر گرد و

قوله ومنہم ابو اسحاق ابراہیم بن داود الرقی من

ابو اسحق ابراہیم رقی

کبار مشائخ الشام و کان من اقربان الجنید و ابن الجلاء و قد عمر
 عاش الی سنۃ ست و عشرين و ثلثمائة و بعضے ازالہ روان
 صراط یقیم و رہنمایان ملت خاتم النبیین ابو اسحق رقی است رحمہ اللہ از بزرگا
 مشائخ شام بود و از مسمران جنید و ابن جبار بود رحمہم اللہ و عمر بسیار یافتہ بود اگر
 حساب کنند تاریخ را نزدیک پنجاہ سال بعد جنید رحمہم اللہ زسیستہ است تا سیصد
 و بت و شش سال از تاریخ ہجرت زسیستہ است قوله وقال ابراہیم
 الرقی رحمہ اللہ المعرفۃ اثبات الحق خارجا عن کل موهوم
 معرفت ایست کہ حق را اثبات کنی بریں صفت کہ وراے ہر موهومے است
 یعنی یا انکہ وہم سیر و اردیج چیزے از وہم بیشتر و تیز سیرند و آں وہم موهومے
 بیند و اللہ تعالیٰ وراے موهوم است بحق الحق اثبات شد کہ ہو تعالیٰ وراے

کل وراء قوله وقال القدر ظاهرة والاعين مفتوحة ولكن انوار
 البصائر فقد ضعفت و ابراهيم رقی رحمہ اللہ گفته است حق بقدرت خویش
 ظاهر و پیداست و چشمها مستند کشاده کنی نشست چشم سر و چشم دل اما نور البصائر
 ضعیف گشته است بدین صفت کہ اگر گویند شاید کورے باشد چشمها کشاده
 وار و و گمان رود گرمی بیند ضعف گشته است اشاره برین کرده است
 این ضعیف را قوی توان کرد و قوله وقال اضعف الخلق من ضعف
 عن ردة شهوانة و اقوى الخلق من قوى على ردها و گفته است
 ضعیف ترین مردمان آنست کہ قادر بر دفع شهوت خویش نتواند شد آرزو
 نفس را نمی تواند مغلوب کند و قوی تر او کہ بخلاف این ضعیف باشد قوله
 وقال علامة محبة الله اثار طاعته و متابعة نبيه عليه السلام
 گفته است نشان محبت خدا آنست یعنی اگر کسی را گمان برند کہ او محبت با
 خدا دارد نشان باشد کہ او فرمان خدا بجا آورد و محبت پیغمبر باشد
 صلی اللہ علیہ وسلم و علی آله۔

قوله و منهم ممشاد الدینوری من کبار مشائخهم مات ممشاد الدینوری
 سنة تسع و تسعين و مائتين و بعضه ازال صفت کہ با صفا و نور اند و
 داعیان تهذیب اخلاق و اتباع رسول اللہ اند ممشاد دینوری است از بزرگان
 مشائخ صوفیان بوده است و نفس او بر و و است و نور و نور است
 قوله قال ممشاد رحمه الله ادب المرید فی التزام حرمات
 المشائخ و خد مت الاخوان و الخروج عن الاسباب و حفظ اداء
 الشرع علی نفسه کار مرید و راه او حرمت داشت پیران است حرمت پیران
 بودن بحضرت ایشان با د ب و مقدم داشتن ایشان و نشست و نماز است و

ورود و دستد و در اکل و شرب و اطاعت و اتقیا و ایشان ہرچہ ایشان فرمایند
آنرا بدل و جاں گیرند و باید کہ ترک اعتراض باشد **قوله** و خدمتہ الاخوان و
خدمتہم کار از خویش ہر طالب بے مر طالبے دیگر را معاونت و راضی بے بشری و معاو
و را موردینی یارسے نماز گزار دو البتہ خواہد بے جماعت نگذار تو او را معاونت
کنی براسے جماعت را و ہمیں قیاس مذہب مریدانست **قوله** و الخرج عن
اسباب و از اسباب ظاہر بیرون شود بیرون شدن و وصف استیکے
آنکہ بسبب متعلق بہت اما سبب را در میان نمی بیند اعتبار و حقیقت خروج باشد
و دیگر صورت کسب در میان نباشد مرد و بزرانجامہ فروشی گزار حفظ مایہ و سر تا
بکنند و شاید مراد شیخ رحمہ اللہ ہمیں باشد زیرا چہ آنچه اول گفتیم وظیفہ پیران است
و این سخن در مریدان می رود و شکل سخن استیکے بسبب متعلق می باشد و
سبب را در میان نمی بیند و قیقہ و لطیفہ است ہاں محققان دانستہ **قوله** و
حفظ آداب الشرع و آداب شریعہ را بر نفس خویش لازم دار و زیر را چہ این سر ہمہ کارا
ست قوله و قال مشاد رحمہ اللہ ما دخلت قط علی احد من
شیوخی الا و انا حال من جمیع مال انتظر برکات ما یرد علی من
رویتہ و کلامہ فان من دخل علی شیخ بحظہ انقطع عن برکات
رویتہ و مجالستہ و مشاد رحمہ اللہ فرمودہ است بر ہیچ پیران خویش
ورنیادم مگر آنکہ در آن حال ہرچہ مرا بود ازان خالی بودم از ملک و مال خویش
بودم این براسے آن میکردم کہ انتظار می داشتم امیدوار آن بودم کہ آنچه بمن فرود
می آید از دیدن او و کلام او برکت آن گیرم زیرا کہ ہر کہ بر پیرے بہو اسے و بحظ خویش
و را ید و آنچه بدو نسبت کنند برکتے از دیدار و کلام و مجالست او بود آن برکت
منقطع گردد و این عالم الہیت است دوی را مساع نیست یا حظ خود باشیابر

حق باشد قوله ومنهم خیر النساج رحمہ اللہ صحب ابانیر النساج
 حمزہ البغدادی ولقی السری رحمہ اللہ وكان من اقتران النوری
 رحمہ اللہ الا انه عمر طویلا وعاش کما قیل مایة وعشیرین
 سنة وقاب فی مجلس الشبلی والخواص رحمہ اللہ وكان استا
 الجماعة وقیل كان اسمه محمد بن اسماعیل من سامره جماعة
 وانما سمی خیر النساج لانه خرج الی الحج فاخذ رجل علی باب
 الكوفة وقال انت عبدی واسمک خیر وكان اسود فلم یجأ
 فاستعمله الرجل فی نسج الخزف کان یقول یا خیر فیقول لبيک
 ثم قال له الرجل بعل سمن غلطت لا انت عبدی ولا اسمک
 خیر فمضى وقال لا غیر اسما سمانی به رجل مسلم بعضه ازان
 قاعدان مجلس حق وقاعدان موصد صدق ومحققان مقتدا واما مت خیر نساج
 است وصحبت با ابو حمزه بجزوی داشت و با سری هم ملاقات بود و از یاران
 نوری بود رحمہ اللہ و لیکن عمر سے دراز یافتہ بود همچنین گویند صد و بست سال
 زیستہ است دو مجلس شبلی رحمہ اللہ و خواص رحمہ اللہ توبہ کرده است و وجہ توبہ کرده است و جان تو
 کردن چه معنی دارد کرم هر دو یکجا بود ندیا یکجا توبہ کرد و بروم همان توبہ را تجدید لرو و ساز
 جمع مسترشدان و مریدان بود یعنی بسیار کس را تلمذ علم طریقت کرده است و گویند
 نام محمد بود و از چه اورا خیر گفتند از آنچه او طرف حج روان شد از اسنجا باز می گشت
 یامی رفت بر در کوذ ایستاده بود و بعضی گویند بر سر آبے شسته بود و وضو میکرد
 مرد سے آمد گرفت و گفت توبہ گفت آرسے بنده ام گفت بنده منی
 گفت ازان تو باشش کو گفت ترا خیر نام است گفت چه بد خیر باشش کو سب
 چرده بود و کونہ بالا بود صورت غلامان داشت پس اورا گرفت و در خانہ برو

در عمل نساجی داشت شعر بانی آموخت و وازوہ سال در خانہ او بود ز سہ معانت
 بانہ کہ اوست خوارق و کرامات راست کردہ غلام شدہ زسیت تا آنکہ آن مرد از
 کردہ پشیمان شد گفت ظلم کردم بر تو و گفت نہ تو بندہ منی و نہ نام تو خیر است بعدہ شیخ
 را گذاشت و عذر سے خواست و استغفار سے کرد شیخ گفت چه بد کردی مرا
 خیر نام کردی و تہرے آموختی و در بغداد آمد و خود را بتسمیہ خیر شہرہ کرد و گفت نگردم
 اسمی را کہ مرا مردے مسلے از غیب نام کردہ است قولہ و قال الخوف سوء
 اللہ یقوہ بہ انفسا قد تعودت لسوء الادب خوف تا زیانہ خداست
 کہ بدان می ترساند نفوسے را کہ بر بے ادبی عادت گرفته است یعنی منہی باشد
 و تو منہی اورا مباشر شوی و بدانی کہ او حاضر است مرا می بیند این را سو را ادب
 می نامند و بیکن فاحش ترین معاصی است قولہ سمعت الشیخ ابا عبد اللہ
 السلی رحمہ اللہ یقول سمعت ابا الحسن القزینی یقول سمعت ابا الحسن مالکی رحمہ اللہ یقول
 سالت عن موت خیر النساج عن امرہ فقال لما حضرت صلوة المغرب
 غشی علیہ تم فتح عینہ و اری الی ناحیة البیت و قال قف
 عافک اللہ فانما انت عبد مومر و انا عبد مومر و ما امرت بہ لا یفوتک ما امرت
 بہ یفوتنی و دعا بماء فتوضاء للصلوة و صلی شرمک و غمض عینہ
 و تشہد و مات فرأی فی المنام و قیل لہ ما فعل اللہ بک
 قال لا تسالنی عن هذا و لکنی استرحت عن دنیا کما الوضوء
 مالکی رحمہ اللہ گفتہ است کہ در وقت موت خیر نساج رحمہ اللہ حاضر بود اورا
 پر سیدم خبر دہ ازاں کار سے کہ دران وقت گذشت او گفت پہوش
 گشت و چشم پر بست وقت نماز شام در آمد چشم کشود سوسے گوشہ از گوشہاں
 خانہ و دید گفت باسیت خدا ترا بہارہ بر عافیت دارد آنچه ترا فرمودہ اند از توفت

نخواہ شد و آنچه مرا فرموده اند از من فوت می شود باز نخواهم یافت آب
 طلبید و عنود و نماز گذار و پا دراز کرد و غلطید چشم بست و کلمه شهادت گفت و از دل
 جان را بدست سپرد و در خواب دیدند و با او گفتند خدا با تو چه کرد گفت ازین سپرد
 که سر است و خالص است از خصوصیات الهی و لکن این قدر شد که ازین
 دنیا پر زور و ضار خلاص یافتیم۔

قوله ومنهم ابو حمزة الخراسانی نیشاپوری من محلة ملقبا ^د ابو حمزة خراسانی
 من اقران المجید و الخراز و ابی تراب النخشی رحمه الله و كان ورعا ذميا
 و یکی از سران تکلمان در حقایق و وقایق معرفت ابو حمزه خراسانی است و از
 محلت مخصوص بود ملقا باد و از همه این جنید و خراز و نخشی بود در همه اش و متورع
 بود و ورع با فراط داشت و ادیب بود قوم عوفیه را ادب آموخته و در
 بیداری و دیانت بسیار شهرت بود قوله و قال ابو حمزة رحمه الله
 من استعزذ کس الموت جبب الیه کل باق و بغض الیه کل
 فان و هر که مرگ را بجز دانستن دانست هر چه صفت فنا دارد یا فنا محقق
 یا فنا مکانی یا فنا که نبود شد پس آن باقی ماند متبعض او باشد و آنکه او را
 صفت بقا است بهیچ وجه فنا در پیرامون او نگردد او محبوب او شود این
 مقال حکما و عقلا است قوله و قال العارف یدافع عیثه یوما
 بیور و یاخذ عیثه یوم لیس و صفت عارف اینست که بنقد وقت
 مشغول باشد عیش خویش را بروزه بدافعت کند امروز با امروز گذارد و فردا
 بفرود گذارد و روزی بروزه و وقتی که گفته بود بدیت

وی رفت گذشت باز ناید فردا آید و گرنه آید شاید
 امروز بنقد وقت خوش باش فردا آید هر آنچه آید آید

قوله وقال له رجل اوصيني فقال هي زادك للسفر الذي بين يديك
 مروي از وصیت طلبید گفتم ساخته شو بر اے سفرے کہ البتہ آن پیش آمدنی
 قوله سمعت محمد بن الحسين رحمه الله يقول سمعت ابا الطيب
 العلي رحمه الله يقول سمعت ابا الحسن المصري رحمه الله يقول
 سمعت ابا حمزة الخراساني رحمه الله يقول كنت قد بقيت محرما
 في عبا أسافر في كل سنة الف فرسخ تطلع على الشمس وتغرب كلما
 حللت احرمت توفي سنة تسعين ومايتين سالها محرم مانده ام دور
 يك گلیم ہر سالے ہزار فرسخ مسافرت کر دے آفتاب برآمدے و فروشدے
 من این کار می کردم ازین عالم فانی بتایخ و ویت و نو دسال بعالم باقی رفتی
 قوله ومنهم ابو بكر دلف بن محمد الشبلي رحمه الله بغلاد
 المولك والمنشا و اصله من اسر شنه صحب الجنيذ ومن في عصره
 كان شيخ وقد حال وطرفا و علما مالكي المذ هب عاش سبعا و ثمان
 سنة و مات سنة اربع و ثلثين و ثمان مئة و قبرة ببغداد و بعضه اذا
 ديو انكان حضرت و بتلايان جمال صديت ابو بكر شبلي بود رحمه الله كنيته ابو بكر
 و نام پدر او محمد راز مستر شدن جنید رحمه الله بود و مصاحب مشیخ بود کہ در عهد
 جنید بودند و در بغداد از او اندو زبان جا جہاں را خاکی کرده است و یگانہ وقت
 خود بود حالے کہ او داشت و طرفے کہ او داشت و علمے کہ او داشت تا در وقت
 بود مذہب مالک رحمه الله داشت ثرنا و مفت سال زیستہ است و از
 عالم شہود بعالم غیب رفت سیصد و سی و چہار سال بود و دفن او ہم در بغداد است
 ہما نجا برآمد و ہما نجا دفن کردند قوله و لما تآب الشبلي رحمه الله في مجلس
 خير النساج رحمه الله اتى د ماوند وقال كنت والى بلدكم فاجعلوا

ابو بكر دلف بن
 محمد الشبلي

فی حل وکانت مجاہداً ته فی بدایتہ فوق الحد و شبلی رحمہ اللہ توبہ
 کرد پیش خیر سلاح رحمہ اللہ و در و ما و نداد و گفت من والی شہر شما بودم ہرچہ کردم کردم
 مرا بچلے کنسید و مجاہدہ اے کہ شبلی علیہ الرحمۃ در بدایت کرد تہ اندازہ بود قولہ
 سمعت الاستاد ابا علی الدقاق رحمہ اللہ یقول بلغنی انه کتھن بکذا
 و کذا من الملح یعتاد السھر و لا یأخذہ النور و لو لم یکن من
 تعظیمہ للشرع الا ما حکاہ بکران الدیوری رحمہ اللہ فی آخر عمر
 لکان کثیراً و شبلی رحمہ اللہ چنین گویند تاک بجائے سر مرد و رشیدے تا خواب
 از چشم رو و اعتیاد و بر بیداری شود قولہ و لو لم یکن تعظیمہ اگر فرض کنیم کہ او را
 در رعایت و محافظت شرع و العیاذ باللہ تقصیرے بودے مگر آن دیوری روایت
 کہ وقت نقل او کرد ہماں بسیار باشد و بیل کند کہ بیچ و قیقہ شرع او فرو گذشت کردہ
 است و آن حکایت آن ست آخر وقت او را غشی آوردہ خوسے در پیشانی زویدہ
 چنانچہ در وقت انزاق روح میشود زبان مانده است قوت سخن نداد و اشارت
 بتوضیح کرد و خادم وضو تمام کنا سید و تحلیل بحیثہ کرد و در آنجاں حالت قوتے
 در و نامندہ غشی شدہ و نزدیک انزاق شدہ دست او گرفت تحلیل بحیثہ کرد
 قولہ سمعت الشیخ ابا عبد الرحمن السبلی رحمہ اللہ یقول سمعت
 ابا العباس البغدادی رحمہ اللہ یقول کان الشبلی رحمہ اللہ
 یقول فی ایامہ

و کرم من موضع لومت فیہ لکن تہ نکالاً فی العشرہ

شبلی رحمہ اللہ میگفت در آخر ایام خویش چند جا باشد کہ در آن موضع مسیم
 ہر آئینہ بر قرابتاں و نزدیکان خویش بلاے باشم و عذابے بر ایشان کردم یا از
 جفاے ایشان می نالد کہ ہر گمن ہم راضی نہ اندیا حکایت از لطف و شفقت ایشان

اما اول لایق تراست یعنی آنچنان گرانم و آنچنان ز میم و میم هر جا که میرم بر عشیره و قرابتها
 خویش گران باشم قوله و كان الشبلي رحمه الله اذا دخل شهر رمضان
 اول من جدد في الطاعات ويقول هذا شهر عظمه ربي فاني اولي ان اعظمه
 سمعت الاستاذ ابا علي رحمه الله يحكي ذلك چون رمضان در آمد
 شبلي رحمه الله سجد و طاعت مشغول شد و گفته این شهر است که
 خدا و راحمت داشته است پس مرا اولی باشد که من او را حرمت دارم
 قوله و منهم ابو محمد عبد الله بن محمد المرتعش
 رحمه الله نیشاپوری من محلة الحيرة و قيل من ملقباد صحب
 ابا حفص و ابا عثمان رحمه الله و لقي الجنيدي رحمه الله و كان
 كبير الشأن و كان يقيم في مسجد شونيزيه مات ببغداد سنة
 ثمان و عشرين و ثلثمائة بعضه ازان که ره دین را بسر برد و طابا بنا بمقصد
 و مقام رسانید عبد الله مرتعش است رحمه الله نیشاپوری است از محل
 حیره و گفته اند از علمت ملقباد صحبت ابو حفص و ابو عثمان حیري داشت و جنید
 را رحمه الله ملاقات کرده بود و در کار تصوف بزرگ بوده است از بزرگان
 و مقيم در مسجد شونيزيه بود و در بغداد ازین جهان اعراض کرده و اقبال حضرت
 آورد و از اینج پجرت سیصد و بیست و ششت سال گذشته بود قوله قال
 المرتعش رحمه الله الاسرادة حبس النفس عن مراداتها و الاقبال
 علی او امر الله تعالى و الرضا بمواجر القضا علیه مرتعش رحمه الله فرموده
 است ارادت حق آن عمل فرماید که نفس را بازدارند از خواست او و اقبال خدا
 خدا تعالی فرموده است و هر چه از قضا بر مرید افتد دل مرید را بدان رضا
 باشد چو او مرید است نظر او در موارد قضا نیست هر چه ازان سوا آید او طاب

ابو محمد عبد الله
 بن محمد المرتعش

ہاں یک چیز است پس بضرورت اور بقضارضا باشد و دیگر محب از محبوب ہرچہ
 یا بدترخ وقت او باشد و اگر دشنام و اکرام قولہ وقیل لہ ان فلانا بمشی علی
 الماء فقال عندی من مکنہ اللہ من مخالفة ہواہ فہو اعظم من
 المشی فی الہواء مرتعش رارحمہ اللہ گفتند فلانہ بر آب می رود گفت اگر خداوند
 بجانہ اورا قوت آن دہد و بدان موفق گرداند کہ خلاف ہواسے خود کند بہتر از ان باشد
 کہ بر آب رود اینجاسخنہ ہست آنکہ بر آب می رود نہ آنکہ سخت قادر بر سخت ہوا
 خداست تا آنکہ عین روح روحانی گشت پس آنکہ قادر بر مشی آب شدہ است
 مگر ہمیں میگوید او موفق بکسر ہوا شد تا تمکن بر مشی آب گشت پس تمکن بر کسر ہوا
 بالاتر از تمکن رفتن بر آب و دیگر اقتدارے کہ بر مشی بر آب نکر دے و دریں کسر
 ہواسے نفس او شدے این بہتر بودے نہ آنکہ بر آب رفت تا آنکہ مردمان گفتند

قوله ومنہم ابو علی احمد بن محمد الرودباری

رحمہ اللہ البغدادی اقام مصر ومات بہا سنة اثنین وعشرین
 وتلمائة صحب الجدید والنوری وابن الجلاء والطبقة اظرف
 المشائخ واعلمہم بالطريقة وبعضہ ازان کہ قدے ثابت ومعالیہ بر حسب
 اتباع سنت داشتند ابو علی احمد رودباری است رحمہ اللہ بغدادی بود نسبت
 بغداد داشت مقیم بصر بود و بہا نجا صورت مراجعت نمودہ است صحبت با جدید
 و بانوری و ابن جلاء وطبقة مشائخ دیگر داشت بسیار نظافت و مہالفت و رتقہ
 داشت و از مشائخ زمانہ خویش بعلم طریقت عالم تر بود قولہ سمعت الشیخ
 ابا عبد الرحمن السلی رحمہ اللہ یقول سمعت ابوالقاسم
 الدمشقی رحمہ اللہ یقول سئل ابو علی الرودباری رحمہ اللہ
 عن یسمع الملاہی ویقول می لی حلال لانی قد وصلت در

لا یوتر فی اختلاف الاحوال فقال نعم قد وصل ولكن الی شقوة
 ابوعلی رودباری رحمہ اللہ را پر رسیدند از شخصی کہ او ملاہی رامی شنودومی گوید
 کہ این خاصہ مراحل است زیراچہ من بدرجہ رسیدہ ام کہ اختلاف احوال عطا
 و عصیان ورود قبول ابتدا و انتہا بر من اثر نمیکنند یعنی ہمہ برابر است رودباری
 رحمہ اللہ گفت آری رسیدہ ولیکن بعمل بذخمتی ابوعلی رحمہ اللہ درست نمی
 ہر کہ با تنوائے حالات رسیدہ اگر بما لایح فی الشرع مہا شتر شد آنکہ چه شد
 بعمل بذخمتی رسید اگر چنین بود بہبے التفات بودن و ہرچہ خوش آید کردن
 مزیدے در تجلی و قربت بودے من کہ محمد حسینی ام عالی تر و مبتلا تر
 بدینہا من بودم قوله و سئل عن التصوف فقال هذا مذهب
 کلہ جد فلا تخلطوہ بشئ من الیہنر رودباری را رحمہ اللہ از تصوف
 پرسیدند گفت این رسہ است ہمہ جداست اورا تخطا بہر کنید یعنی کل تصوف کل جداست
 کارے جز کارے کہ در ان مزیدین باشد و موجب تصفیہ باشد و آنچه محبان و عاشقان
 کنند و اگر ازیشان ہرے زاید ہاں باشد کہ ہنر لہم جد و جد ہم
 جد قوله سمعت محمد بن الحسین رحمہ اللہ یقول سمعت
 منصور بن عبد اللہ رحمہ اللہ یقول سمعت ابا علی الرودباری
 من علامۃ الاغترار رحمہ اللہ یقول من الاغترار ان تسئ فیحسن الیک فترک
 الانابۃ والتوبۃ توہما انک تسامح فی الہفوات وترى ان
 ذلک من بسط الحق لک رودباری علیہ الرحمۃ فرمودہ است از غرور
 نفس است و از نظر خود بینی است و وہم بریں کہ من چیزے شدہ ام یا چیزے
 ہستم کہ سوء ادبی از تو زاید و خداوند سبحانہ ترا بدان نگیرد بر تو احسان کنند
 و تو ترک انابت کنی عذرے نخواہی استغفارے توبہ کنی کفارے در میان

نہی و خود منزه بر منکر نگردی بنا بر تو ہے کہ در نفس تو باشد کہ خداوند سبحانہ ترا در سوراخ
 تو مسامحت میکند و تو اعتقاد کنی کہ این احسان و مسامحت بسطی است کہ
 حق سبحانہ بامن میکند اگر محب و محبوب یکے باشند محب را حفظ ادب و صیانت
 سوراخ و اجبی بود و اگر نہ مغزوری بود اشارتے بحالتے عزیزے میکند محققا
 و اند قولہ و قال کان استاذی فی التصوف الجدید رحمہ اللہ و
 فی الفقہ ابوالعباس بن شریح رحمہ اللہ و فی الادب ثعلب
 فی الحدیث ابراہیم الحربی رحمہ اللہ ابو علی رحمہ اللہ علیہ فرمودہ است
 و تصوف اتاد من جنید است و در فقہ ابوالعباس و در ادب و در حدیث امام ابراہیم حرمی رحمہ
 قولہ و صلہ ابو محمد عبد اللہ بن المنازل شیخ الملائکۃ ابو محمد عبد اللہ بن نماز
 و اوحد وقتہ صحب حمدون القصار و کان عالما کتب الحدیث
 الکثیر مات بنی شابور سنۃ تسع و عشرين او ثلثین و ثلثمائة و بعض
 ازان دینان مخلص و دینداران صادق ابو محمد عبد اللہ منازل است پیر ملامتیاں بو
 یگانہ وقت بودہ است مصاحب حمدون بود ہر آسینہ حمدون قصار مذہب ملامت
 باختیار خویش کردہ است برائے ملامت را ہر کسے چیزی گفتہ اند اخلاص و صدق
 نفس را از اول خبر نیا شد و دل را از روح خبر نیا شد و روح را از سر ہمہ دانستیم
 اما نزدیک من اینست در استتار لذتے و صورت از عیون اغیار راجحے و اردو
 ان نشناسد کہ در اظہار ہر گز پیر امون آن لذت نتوان گشت ہر قصہ کہ فاش شد تو بلا
 کہ لاش شد و عالم بود بنن و آثار نبی علیہ السلام و حدیث را کتابت کردہ است
 و جمع آوردہ است و از اقربان و اخوان و از اقارب و عشایر تبلیغ پیغمبر و سنی و
 نہی اسی از یاری بھرت فرقت و ہجران اختیار کرد و در نیشابور قولہ سمعت محمد
 بن الحسین رحمہ اللہ یقول سمعت عبد اللہ المعلم رحمہ اللہ

يقول سمعت ابا عبد الله بن منازل رحمه الله يقول لمريض احد
 فرضية من الفرضيات الا ابتلاه الله تعالى بتضييع السنن ولحميتل
 احد بتضييع السنن الا يوشك ان يتلى بالبدع يبيع كيه فرضيه را
 ضائع واهل نكر وكر آكه بتلاشد بتضييع سنن وبيع كيه تضييع سنن نكر وكر آكه بتلا
 شد بدعت قضيه منعكس ميشود اين بايسته گفت هر كه مباشر بدعتي شود او بتلا
 بتضييع سنن گردد و هر كه تضييع سنن كند بتلا بتضييع فرضيه شود اين محقق است
 هر كه بتلا بتضييع فرضيه شد بے شبهه او ترك سنن كرد هم مباشر بفعله بقطع آمد البته آنرا
 بايد كرد و رسول آنرا فرمود و خود كرد اين سخن را اگر بدین معنی ميگويم درست مي آيد
 كه يبيع كيه فرضيه را ضائع نكرده است مگر آكه او سخت مباشر بدعتي شده است
 قوله سمعت الشيخ ابا عبد الرحمن السلي رحمه الله يقول سمعت ابا عبد الله بن منازل
 رحمه الله يقول افضل اوقاتك وقت تسلم فيه من هو احسن
 نفسك و وقت يسلم الناس فيه من سوء ظنك فاضل ترين
 و بهترين وقتها تو ايمست و قته كه تو از مواجس نفس خویش سالم ماني و هو احسن
 خطرات رويه را گویند مواجس اين سخن را دو احتمال است يكه آنكه ترا واجب
 باشد و تو اتباع اجنبه كخي دوم سالم ماني از اجنبه يعني حاجه نفساني ترا نباشد و سخن محققاً
 و عوفيانه همین است و سخن متعلمانه آن است كه اول گفتيم و قته دگر آكه ترا صفا و جلا
 باشد و چنان بوقت خویش مشغول باشي كه يبيع كيه بر تر سورظن نبرد و با تو در چون
 و چرا و در كمن كمن نباشد گمانه مسلم بر تو نيست و مواجس خطرات مخصوص است
 كه آن البته رقيه باشد اما رسا و كس عامم تراست شيطاني باشد ملكي باشد
 رحمانی باشد و غير آنكه در خطرات مواجس ردي نظيره بے نظيره ميكنند اين هم

و ساوس است شنیذہ ذکر باللسان لقلقہ و ذکر بالقلب و سوسہ

قوله و منهم ابو علی محمد بن عبد الوهاب الثقفی ^{رحمہ اللہ}

ابو علی محمد بن
عبد الوهاب

امام الوقت صحب ابا حفص و حمد بن القصار و بیدہ ظہر التصوف

بنیثا بوسر مات سنہ ثمان و عشرين و ثلثمائة و بعضی ازان کہ قول و فعل

ایشان حجت باشد و مذہب معتقد او مذہب مرتضیٰ و مصطفیٰ بود و علی احمد علیہ

و علی آلہ ابو محمد ثقفی است رحمۃ اللہ علیہ در وقت خویش پیشوا سے اہل دین بود

و صحبت با ابی حفص و حمد بن قصار داشت و در نیثا پور کہ تصوف ظاہر گشت

بدو گشت تبلیغ سیصد و بست سال ازین جہاں خرامیدہ است و بر حمت باری تعالیٰ

قرار گرفته قوله سمعت محمد بن الحسین رحمہ اللہ يقول سمعت

منصور بن عبد اللہ رحمہ اللہ يقول سمعت ابا علی الثقفی رحمہ اللہ

يقول لو ان رجلا جمع العلوم كلها و صحب طوائف الناس لا يبلغ

مبلغ الرجال الا بالریاضة من شیخ او امام او مودب ناصح و من

لم یأخذ ادبہ من استاذ ینبہ عیوب اعمالہ و رعونا مستا ینبہ

نفسہ لا یجوز الا قتلا ۴ بہ فی تصیح المعاملات ابو علی ثقفی رحمہ اللہ

گفتہ است اگر مردے ہمہ علوم را عالم شود و طوائف صحرا ینان را از ہر جنبہ صحبت

کرده باشد بازاد و عباد با اہل طلب مرتبہ مرغان فی زمینہ گویا نوع را

کہ بارشاد شیخ و بتعلیم امانے یا بتاریب مودب نے اصح شدہ است کہ کسی را

نگیرد از استادے و شیخے کہ اورا از عیوب نفس او تنبیہ کنسند و در بیان

بازدارد و در تصیح معاملات اقتدا بدو کردن بدانیاست کہ او را

است و دیگر را چونہ تہذیب خواہد کرد اینجا سخنہ است کہ در بیان تہذیب غایب

و طلب اخلاق و وجدان حقایق و معارف جزو بارشاد شیخ نیست این شیخ را

خواہ امام یا مودب یا استاد و ان قولہ وقال ابو علی رحمہ اللہ یاتی
 علی ہذا لامۃ زمان لا تطیب المعیشۃ فیہ لمومن الا بعد استئنا
 الی منافق و ابو علی ثقفی رحمہ اللہ گفتہ است برامت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 زمانہ بیاید کہ معیشت کسے خوش نباشد مگر تکبیر و جب منافقے کند یعنی کسے کہ باشد
 کہ حق و بنداری بجا نیار و بر اس وسعت عیش را بتدبیر و ترتیب مشغول باشد
 ہر کہ آن کار کند کہ او کرد اورا معیشت خوش باشد این نوع مشاہدہ شدہ
 است اگر درین زمانہ ما بر قومے کہ ایشان بعینہ و منہ نسبت دارند مراحت
 و مدارات کنند جذب منفعت از ایشان و طیب معیشت شود نعوذ باللہ من
 شر زماننا قولہ وقال اف من اشغال الدنیا اذا قبلت واف
 من خسرانہا اذا دبرت والعافل من لا یرکن الی شیء اذا قبل
 کان مشغول و اذا ادبر کان حسرة زجر باد بعض اشغال و نیار اگر کسے را
 پیش آید و زجر باد امر خطرات طلب دنیا را وقتے کہ روگرداند اگر آید اف مراورا
 و اگر باز گردد و خطرہ او باقی ماند آن بانگشت او اف مراورا و عاقل کسے است
 کہ میل نکند بسوے چیزے کہ چون پیش آید شمرے پیش آمدہ باشد البتہ
 بیدی کشد و چیزے از او منظر نمود و چون برود و در دل آن مرد حسرت باقی ماند
 ہما سنجہ گفتیم خطرہ آن باقی ماند۔

قولہ ومنہما ابو الخیر الاقطع مغربی الاصل ساکن تینا
 ولہ کرامات کثیرة و فراسة حادة کان کبیر الشان مات سنۃ
 نیف و اربعین و ثلثمائة و بعضے از انکہ از دنیا بجلی بریدہ اند و اتصال باختر
 کردہ اند ابو الخیر الاقطع است رحمہ اللہ کہ اصل او از مغرب است و ساکن تینات
 بود و مرا و را کرامات و خوارق بسیار بود و فرستے تیزے داشت البتہ آنچنان بود

ابو الخیر الاقطع

اور اقبال حاجت نبود بظاہر بر کہ نظر کردے بباطن او آ پنجان رہ بردے کہ
البتہ خطا نباشد کرامت و فراست یک قبیل اندا ماکرامت عبارت از
خوارق بسیار باشد و فراست مخصوص است از ظاہر بباطن استدلال
کند و در کار تصوف بزرگ کسے بود تیاریخ سیصد و چہل چند سال اتفاق نظارہ
آن جہان کردہ است قولہ قال ابو الخیر ما بلغ احد الی حالۃ شرفہ
الا بملازمة الموافقة ومعانقة الادب و اداء الفرائض و
صحبت الصالحین و ابو الخیر رحمہ اللہ فرمودہ است این پنج کسے بجا آئے لطیفہ
کہ مقصود قوم است ز سیدہ است مگر آنکہ ملازمت موافقت عملجا کردہ است
و صلاح دین از ایشان گرفتہ و ادب را چنان با خود التزام گرفتہ چنانکہ یکے مر کسے را
کنا گیر و اداسے فرائض بشرائطها و ارکانها و واجبات و محبت صالحان باشد
شرط آنکہ نظر او بر صلاح ایشان باشد آنچه ایشان کسندند او ہاں کند۔

قوله و منهم ابو بکر محمد بن علی الکتانی رحمہ اللہ ابو بکر محمد بن علی

بغدادی الاصل صاحب الجندی و الخراز و النوری و ابن الجلام
و الطبقة اظهرها المشايخ و اعلمهم بالطريقة و جوار رحمة الی
ان مات سنة اثنين و عشرين و ثلثمائة و یکے از ان کا فلاں کسے دو صاحب
و موصلان ابو بکر محمد کتانی است رحمہ اللہ اصل او بغدادی بود و مصفا بہت با جندی
و باخسرا زونوری و ابن جبار داشت رحمہ اللہ و جزآن کہ مشایخ طبقات بودند با
ایشان ہم صحبت داشت از مشایخ زمانہ خویش ظریف تر و نترہت تر بود و وانا
بہ مسلک قوم بود و مجاور کہ بود آنکہ تیاریخ سیصد و بست دو سال صحبت ز ترائی
و ہمیشہ ادنی اختیار کرد قولہ سمعت الثیثمع ابا عبد اللہ محمد بن اسمعیل
رحمہ اللہ یقول سمعت ابا بکر السرازی رحمہ اللہ یقول نقلت من الکتانی

رحمہ اللہ الی رجل ابيض الراس واللحية لیسال الناس فقال
 هذا رجل اضاع حق الله تعالى في صغره فضيعه الله في كبره
 ابو بکر کتانی رحمہ اللہ شخصے را دیدموسے سروریش او سپید شدہ بود از مردمان گلی
 میگردگفت این مرد کے است کہ در اول عمر خود آنچه حق خداے باشد بجا نیاید
 ضایع کرد خداوند بجانہ در آخر عمر اور اضایع کرد فرودگذاشت صورت ذل و ہوان
 وقت او داشت قوله وقال الکتانی رحمہ اللہ الشهوة زمام
 الشيطان من اخذ بزمانہ کان عبده کتانی رحمہ اللہ گفتہ است
 مشہی نفس مہار شيطان است کہ در دہن انسان نہادہ است ہر کرا شيطان
 اخذ زمام او شد این شخص ماخوذ بندہ شيطان باشد ہر جا کہ خوش آید آنجا

برو۔
 قوله ومنہم ابو یعقوب اسحق بن محمد النہر جوری
 رحمہ اللہ صاحب عمر و المکی و ابا یعقوب السوسی و الجنید و غیر
 رحمہ اللہ علیہم ومات بکلمة مجاور رأسہ ثلثین وثلاثمائة
 و بعضی ازان روندگان راہ دین و متعمدان ملت اسلام ابو یعقوب نہر جوری است
 رحمہ اللہ صاحب ابو عثمان عمر و مکی و ابو یعقوب سوسی و جنید و غیر ایشان رحمۃ اللہ
 علیہم بود و بتاریخ سیصد و سی سال دیش ازین جہان ظلمت گرفته شد و رہ نور
 و صفا گرفت و در کہ مجاور بود قوله سمعت محمد بن الحسین
 رحمہ اللہ يقول سمعت ابا الحسن احمد بن علی رحمہ اللہ
 يقول سمعت النہر جوری يقول الدنيا بحر و الاخرة ساحل
 و المرکب التقوی و الناس سفر نہر جوری رحمہ اللہ گفتہ است دنیا
 بدریائے ماند و آخرت کنارہ این دریا یعنی این تمام شود باخرت رسند و مرکب

ابو یعقوب اسحق
 بن محمد النہر جوری

تقویٰ باید و سلامتی درین سفر بدین مرکب است و اگر نہ گذشت ہمہ راست
 و رسیدن باختر ہمہ راست و لیکن مرکب کہ اور سلامت رساند آن تقویٰ
 است تعین بحر ازان اختیار کرد البتہ در وہالک و مخاوف بسیار است قولہ
 سمعت محمد بن الحسین رحمہ اللہ یقول سمعت ابا بکر الرازی
 رحمہ اللہ یقول سمعت النہر جوری یقول رايت رجلا في
 الطواف بفردين يقول اعوذ بك منك فقلت ما هذا
 الدعاء فقال نظرت يوما الى شخص فاستحسنه فاذا الطمة
 وقعت على بصرى فسالت عيني فسمعت لطمه بنطرق فلورث
 لزدناك و ابو يعقوب رحمه الله گفت در طواف کعبہ دیدم مردی را کہ می گفت
 اعوذ بك منك پرسیدم چیست این دعا گفت شخصی را روزی
 دیدم و حسن و جمال اورا استحسان کردم دستہ از غیب بر چشم من زد چشم من سخت
 و کور شدم آواز شنودم یک طپانچہ بیک دیدن بود اگر زیادت کنی ماہم زیادت کنیم
 اینجا چسند سخن پرسند اعوذ بك منك درین محل گفتن چہ مناسب باشد
 اعوذ بك منك و روی ما شور درین مقام ندکور است تقوٰذ از فعل بفعل کرد
 گفت اعوذ بعفوك من عقابك و ازین ترقی کرد تقوٰذ از صفت بصفی
 کرد گفت اعوذ برضاك من سخطك و ازین ترقی کرد تقوٰذ از ذات
 بذات کرد گفت اعوذ بك منك این تقوٰذ دران فعل گفتن چہ نسبت
 دارد و تحمل قایل ازان مردم است کہ ترقی اواز فعل و از صفت شد بذات
 رسیدہ ہر آئینہ اعوذ بك منك گوید این سخن گفتہ اما تمام حکایت ازین
 سخن آبی است زیرا چہ لطمہ بلطمہ برین سخن نسبتہ ندارد و کذا لک لوزد مت
 زدناك اما تحقیق سخن این باشد کہ تقوٰذ از فعل بفعل و از صفت بصفی

بحقیقت تعویذ ہم از دست عفو و عقاب سخت و رضای ہم از ذوات اوست چو ہم
از دست بہاں گفت کہ اصل و منبع است چنانکہ باو شاہے را گوئی از تو با یزید
و ترس از عظمت و عظمت او اخص خواص را باشد اما عوام را از صفت و فعل ایشان
گویند از سلطان تبرسید قوله و سمعت محمد بن الحسین رحمہ اللہ
یقول سمعت احمد بن علی یقول سمعت النہر جوری رحمہ اللہ
یقول افضل الاحوال ما قارن العلم بہترین احوال صوفیہ نیست کہ با علم
ظاہر قرین باشد و دیگر افضل احوال صوفیہ آن باشد کہ آن را در بیان علم توان آورد
و دیگر افضل واعز احوال آنست کہ مقارن علم باشد باشد مثلاً رسول اللہ صلی
علیہ وسلم فرمود است راایت ربی لیلۃ المعراج فی احسن صورۃ روندہ را
این حال و این روزگار بیش آید مقارن علم باشد او یعلم باللہ دانستہ
کہ حقیقت معنی راایت ربی چہ معنی است و انیز چہ مفہوم است این علم و این مفہوم
از خداے تعالی گرفتہ باشد۔

قوله و منهم ابو الحسن علی بن احمد المزین رحمہ اللہ
من اهل بغداد من اصحاب سهل بن عبد اللہ و الجدید و الطبقة
رحمہم اللہ مات بکلمۃ مجاوراً سنة ثمان و عشرين و ثلثمائة
و کان ورعاً کبیراً و بعضہ از اساتذان مابہر و مصلحات ملت احمدی ابو الحسن علی
مزین رحمہ اللہ از یاران سهل بن عبد اللہ تشریح و جنید و طبقہ مشائخ دیگر بود رحمہ
و تاریخ سید و سبت و شہت سال از حرج و سلم این جہان و ارستہ باصحاب
احوال و مقامات بخدا رسیدہ دریں حال کہ مجاور مکہ بود و ستورے بزرگے بود یعنی
ہر چہ از احوال مقامات اورا روے نمودے انچہ مشتبہ و نسبت با شہابہ داشت
از ان ورع کردے آزاوز نے نہادے قوله سمعت الشیخ ابا عبد اللہ المزین

ابو الحسن علی بن
احمد المزین

السلی رحمہ اللہ یقول سمعت ابا بکر الرازی رحمہ اللہ یقول
سمعت المزین یقول الذنب بعد الذنب عقوبة الذنب الاول
والحسنة بعد الحسنة ثواب الحسنة الاولى اگر کیے رازے لے زاید عقوبت زلت اولی
باشد گفته اند ان ذنب تجرالی الذنب والطاعة تجرالی الطاعة گنہ کرو
عقوبت آن گنہ چہ باشد کہ دش سیه شد تا آنکہ بار و گرمباشتر آن شدہ
وحسنہ کہ بعد حسنہ باشد حسنہ ثابتہ ثواب حسنہ اولی باشد ثواب حسنہ صفا و نو
آید کہ اول کرو صفا و نورے داشت موجب آن حسنہ در وجود آمد این حسنہ
بعد آن در وجود آید ثواب حسنہ اولی باشد حسنات حسنات و ہیبات بانفسہا بہشت
و دوزخ باشد ہر کہ حسنہ امر و موافق است او بہشتے نقدے دارد و اگر
کسے والعیاذ باللہ بچیزے دیگر مبتلا است او دوزخے نقدے دارد این
نقد موصل بدان و عدم بہت قولہ وسئل المزین رحمہ اللہ عن التو حید
فقال ان تعلم ان اوصافہ باینہ لا و صاف خلاقہ باینہم بصفاتہ
قلما ما باینہ بصفاتہم حدثا مزین را رحمہ اللہ از تو حید پرسید گفت
قدم را بقدم سپار و حادث را بحادث حدوث مباین قدم است و این حدوث
ہم ازان قدم حاصل کلام است کہ گفتم اما ترا جہ انیت تو حید انیت کہ تو بدانی
اوصاف او از اوصاف خلق جدا است یا نسبتے ندارد سمعے داری و بصرے
داری و فعلے داری او سمع دارد نہ چنین سمعے کہ تو بگو کشش می شنوی او بصرے
دارد نہ چنین بصرے کہ تو داری پیو کہ و حدقمی بینی و فعلے داری کہ فعل تو بدان پیو
مباشرو فعل او ازان منزه قولہ وقال من استغنی باللہ لہ الحق اسجوج
اللہ الخلق الیہ مزین رحمہ اللہ گفتہ است ہر کہ بخدا غنی شد خلق را محتاج
بسوے او کرد یعنی استغنی باشد عبارت از کیے شدن بندہ با خداست چو او با خدا

کے شد خلق محتاج خدا اندہر آئینہ محتاج او باشند۔

قوله ومنہما ابو علی بن کاتب رحمہ اللہ واسمہ الحسن

ابو علی بن کاتب

بن احمد صحب اباعلی الرود باری و ابابکر المصری وغیرہما
رحمہم اللہ کان کبیرانی حالہ مات سنۃ ثیف و اربعین ثلثمائة

کے ازان با زندگان جان و جہاں بموجب دریافت رضاے رحمن ابو علی کاتب
است رحمہ اللہ و نام او حسین بود بارود باری و ابابکر مصری رحمۃ اللہ علیہم و ابوبکر
جز این دو صحبت داشت در حال خویش بزرگ روزگارے داشت و در تاریخ
سید و چہل و چہند اشتیاق حضرت غلبہ کرد قلب و قالب روح را تمام خویش

بد و سپرد قوله قال ابن الکاتب اذا سکن خوف القلب لم ينطق
اللسان الا بما يعنيه چون خوف در دل قرار گیرد و زبان گویا نباشد مگر چیزی
را کہ معنی و مراد مردم باشد کلامے از جنس حکمت باشد و آنچه مراد و مقصود

قوم است قوله وقال ابن الکاتب رحمہ اللہ المعتزل ارتزہو اللہ
من حیث العقل فاخطوا والصوفیة تزہوہ من حیث العلم

فاصابوا حسین کاتب رحمہ اللہ می گوید معتز کہ تنزیہ خدا بفرہم عقل کردند و صوفیہ

تنزیہ او بحسب علم کردند و صوفیہ را علمے من اللہ بود آنرا کہ علم من الدنی گویند

و علم کہ از مصطفیٰ و صحابہ و سلف صالح رضوان اللہ علیہم بدیشان رسیدہ بود ان

تنزیہ کردند ہر آئینہ معتزلہ در تنزیہ باری خطا کردند قوم صوفیہ و علمائے دین

را مجرہ و شبہہ نامیدند و صوفیہ چو علم از خدا گرفتند و از مصطفیٰ و صحابہ رضی اللہ

عنہم بصواب رسیدند و نسخے درستی آنچه بودے بایستے آن گفتند عقل مخلوقے

از مخلوقات باری است اورا بخالق رہ بدون چنانچہ باید درست نیاید صوفیای

علمائے دیندار اگر تحقیق و اگر تقلید ہاں گفتند کہ مصطفیٰ و صحابہ رضوان اللہ

علیہم گفتند و اگر تجلید و اگر بعبیان ہما پنجہ بایتے ہما نرا اثبات کردند۔

قوله ومنہم مظفر القرمیسی رحمة اللہ من مشایخ الجبل

مظفر قمر مبینی

صحب عبد اللہ الخراز و غیرہ رحمہ اللہ و یکے ازان متخلفان باخلان

اند و متصفان بصفت رب تعالیٰ مظفر قمر مبینی است رحمہ اللہ از صوفیان جبل

است جبل کو ہے است کہ انجا مسکن صوفیان بود چنانچہ گیلان و غیر ان حساب

عبد اللہ خراز و جزان از صوفیان دیگر بود قوله وقال مظفر القرمیسی رحمہ اللہ

الصوم علی ثلثة اوجہ صوم الروح بقصر الامل و صوم العقل بخلا

الہوی و صوم النفس بالامساک عن الطعام و الشراب و المحارم

قمر مبینی رحمہ اللہ فرمود صوم بر سه نوع است یکے صوم روح است کہ امید بود و

ماندن بود درین جهان از و منقطع شود این را بدین معنی صوم نامید کہ از حیوات خود

را بتیقن خود امساک کرد گوئی روح خود را از حیات بازداشت دیگر صوم عقلست

کہ خود را از ہوائے نفس باز دار و عقل این تقاضا کند کہ چیزیے مباشد شود

کہ فانی بود و ہر چیزے کہ از معانی معالی باز دار و بدان مشغول شود و صوم نفس عبارت

از امساک باشد از طعام و شراب و ہر محرمة کہ غذاے او باشد قوله

وقال احسن الارفاق ارفاق النسوان علی ای وجہ کان و بہترین

رفقہا کہ مردان کنند و نرمے و لطفے کہ از ایشان باشد از ارفاق نسوان بود

بچند وجہ یکے انکہ ایشان بطبیعت قومی مخلوق باعتیاج اند و دیگر ضعف طبیعت

ایشان مجبول است و دیگر نظر ایشان خیر بر مردم نیست کہ از و چیزے رفتے برسد

و طائفہ حرام خوار اند ہرچہ کنی کنی اصطحاب شکار انہا بجانیارند بلکہ متصفان بصفت

کفران گردند و دیگر التزام و اصطحاب با تو دارند و ہر کہ با تو اصطحاب و التزام دار

مزورہ است کہ باوے رفتے کنند و دیگر بسیار امور اعانت مردان کنند

در آن محله کسی که مدخل نباشد اگر چه پدر و مادر و سپرو دیگر تو سبب بر عیال مستحب
 است و دیگر مرتضی رضی اللہ عنہ فرموده است بگذر مے که در حق یار خود خرج
 کنی به ازاں که ده درم در راه خدا خرج کنی و یار همو است که ملازم و مصاحب باشد
 این ارفاق نسوان اضافت مصدر بود بسبب مفعول و اگر کسی بر عکس گوید آن
 مقال مخالف قول صوفیان باشد ایشان گفتند صوفی در رفق نسوان نباشد
 قوله وقال الجوع اذا ساعدت القناعت يكون مزرعة الفكرة و ينوع
 الحيلة و حيوة الفطنة و مصباح القلب و گفت چوں باگر سنگی قناعت
 یار باشد آن گر سنگی محل زراعت فکر باشد یعنی فکر آنجا زراعت شود و میوه
 و غله از او برود معانی و موارد و مصادر بر آید و چشمه حمت باشد یعنی حکمت از او
 برون آید چنانچه آب از چشمه حیات قول صواب با علم و عمل و حکمت دانستن
 ارتباط ملک و ملکوت و جبروت با علم لاموت قوله و حیوة مرد و انایش بدان
 باشد و بران روح قوت گیرد و دل صاف پذیرد و عقل صاف و تیز بین شود و
 و در اندیشش گردد قوله و مصباح القلب و چراغ دل بود سرچشمه دل بشکم
 خالی و عقل صافی و نفس پاک بیند درست بیند خطا برو نفیست قوله و قال
 افضل اعمال العبيد حفظا و قاتهم و هو ان لا تقصر و ان فی امر
 و لا تجاوز و اعن حد و بهترین کارهاے بندگان خدا حفظا و قات ایشان
 است یعنی ایشان وقت راه نگاه دارند کارهاے بحسب وقت کنند که
 حفظ وقت این باشد و روزه و نمازهاے که هر وقت معین دارند بهمت بران
 که وقت هم بران کار بگذرد و دیگر نگاه داشت وقت کند وقت چه تقاضا کرد
 هم بران رود اگر وقت قهر است امتناع و انتظار و انحصار و اگر بیط است طلب
 دعا بشرط اوست و اگر وقت وجدان است بر حسب آن پوی و اگر وقت استتار

است بموجب آن بودنی ہم برین قیاس است انواع چه گویم ہرچہ وقت تقاضا
کنند ہماں کند چنانچہ گفتہ اند الصوفی ابن الوقت وقتے دوسبتے گفتہ بودم

بیت

بے ورد مبادیچ فرو سے نامرد مبادیچ مرو سے
بے ورد مبادیچ وقتے بے وقت مبادیچ وردے

این دو بیت جامع ہر دو کلام است قولہ وقال من لیریاخذ الادب
عن حکیم لیریتاد ب بہ مرید ہر کہ ادب از حکیمے نیا موخت مترشد
از و ادب نگیرد۔

قولہ ومنہما ابو بکر عبد اللہ بن طاہر الاہری
رحمہ اللہ من اقتران الشبلی رحمہ اللہ من مشایخ الجبل عالم
ورع صاحب یوسف بن الحسین وغیرہ مات بقرب الثلاثین
وثلاثین و بعضے ازان رسیدگان ہر اوقات خود و واجدان مطالب دل ابو بکر
عبد اللہ اہری است رحمہ اللہ از ایزان شبلی بود رحمہ اللہ و از کان جبل
عالم بعلم صوفیہ بود و مستور بود و معنی تورع بالا گفتہ ام باز چہ گردانم و با یوسف
حین کہ رحمہ اللہ کہ از اجلہ مشایخ است صحبت داشت رہ طریقت از و امور
و با مشایخ دیگر غیر او تیانج مسجد و بست چند سال اختیار مشاہدہ و رب خلیل جبار
بتمام خود کرد و خواست چنانچہ دل و روح بجال او محفوظ نفس ہم ازان تصبر تمام
گیر قولہ سمعت الشیخ اباعبدالرحمن السلی بقول سمعت
منصور بن عبد اللہ رحمہ اللہ بقول سمعت ابابکر رضی اللہ عنہما
يقول من حکم الفقیر ان لا یكون له رغبۃ فان کان ولا ید فلا تجاؤ
رغبۃ کفایۃ بعضے از امور درویش طالب و عارف محقق است کہ اورا

ابو بکر عبد اللہ بن طاہر
الاہری

رغبتے بر ہوا ہے نباشد و اگر فرض کنیم کہ اورا رغبتے شود باید کہ از حد شرع متجاوز نہ بود
و این فرمودہ است رغبت او کفایت اورا متجاوز نہ بود یعنی آنچه لابدی اوست
بے آن اورا بودن ممکن نیست ہم بدان کفایت کند مثلاً اگر رغبت لطعام کرد باید
کہ از قدر قوام بنیہ بیشتر نہ رود و اگر بزوحی و ازدواجی محتاج گردد باید ہماں قدر کہ اورا
آن میسر و ممکن است حرص و طلبے دیگر نکنند قولہ و بہذا لا سناد قال اذا
اجبت اخافی اللہ فاقفل مخالطتہ فی الدنیا چون کیے را برای خدا دوست
گیری پس احتیاط در دنیا باو کم کن کثرت مخالطت خوف آن دارد کہ من این
چیزے زاید کہ در حسب تقصیر رود و نقصانے شود مخالطت بقدر ضرورت
باشد در جوی و کلی اگر انبساط شود ہم آن باشد از بسیار انبساط کیے از دیگرے
گرفته گردد بقائے محبت بشرطہا نشود

قوله و منهم ابو العین ابن بنان رحمہ اللہ بینتمی الی ابی سعید
الخزاز رحمہ اللہ من كبار مشایخ مصر و من کسے کہ از خودی خود برون آمدہ
و ہوائے خویش را وداع کردہ بحق اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایستادہ
ابو نعیم بنان است رحمہ اللہ نسبت بانی سعید خزاز کردہ رحمہ اللہ یعنی علم قوم
و سلوک طریقہ ازو گرفته است و یکے از بزرگان مشایخ مصر بودہ است قوله
وقال ابن بنان رحمہ اللہ کل صوفی کان ہم الرزق قائمافی
قلبہ فلزوم العمل اقرب لہ ابن بنان رحمہ اللہ علیہ گفتہ است
در دل ہر صوفی کہ قصد رزق ثابت باشد یعنی البتہ ہم رزق در دل اومی باشد اورا
متعلق بکسب شدن بہتر باشد قوله و علامۃ سکون القلب الی اللہ
ان یكون بما فی ید اللہ و اتق منہ بما فی یدہ و علامت آنکہ کسی را
قرار دل بضمون رزق شدہ است اینست ان چیز را کہ او مالک است

و پیش او حاضر است و آنچه عہد اللہ است ثقہ بدانچہ عند اللہ است بیشتر
 باشد از آنکہ بدست اوست قوله وقال اجتنوا ذلہ الاخلاق
 لما تجتنبون الحرام و گفت پرهیزید از خلق و فی چنانچہ می پرهیزید از شئی
 محرّم خلق و فی مقدمہ مباشرت حرام باشد از موجب وقایہ احتراز کنید
 تا ببلای مباشرتہ ممنوع و محرّم نیفتید

قوله ومنهم ابو اسحق ابراهیم بن شیبان القمینی

ابو اسحق ابراہیم
 بن شیبان قمینی

رحمہ اللہ شیخ وقتہ صاحب اباعبک اللہ المغربی و الخواص
 و غیر ہما رحمہم اللہ و یکے از ساکنان قبہ غیرت و ہشیان حضرت غرت
 ابو اسحق ابراہیم قمینی رحمہ اللہ در وقت خویش شیخ بود و صحبت با عبد
 مغربی و خواص داشت قوله سمعت محمد بن الحسین یقول سمعت
 ابانیرید المرزوقی الفقیہ یقول سمعت ابراہیم بن شیبان
 رحمہ اللہ یقول من اسراد ان یتعطل و یتعطل فلیلزم الرخص
 قمینی رحمہ اللہ گفتہ است ہر کہ میان صوفیان خواہد کہ عطلت و بطلانے پیش سازد گو
 عمل بر رخصت کند و عمل بر رخصت کردن نزدیک ایشان از قدم ارادت بسر آمدن است
 چو از قدم ارادت پیش آید پس آید کارش پیشتر نشود قوله و یہذا الا سناد
 قال علم الفنا و البقاید علی اخلاص الوحلانید و صحت العبود
 و ماکن غیر ہذا فهو المغالیط و الزندقہ علم فنا و بقاء و امر بر اخلاص و حقا
 و صحت عبودیت است و ہر چہ جز این باشد از مغالیط و زندقہ بود فناء
 بقا بعد ثبوت اخلاص و حدانیت و صحت عبودیت نبود فناء و بقاء بود و در این ہر فانی شود
 نمیگویی علم اخلاص نماز بجائے او را آید میگویم و حدانیت برود و بجائے او مشرک شود نمیگویم کہ صحت عبودیت
 برود و نزل و ظلم عبادت شود بلکہ با این ہر فانی شود باقی بخدا کرد و بعد ثبوت بقا باللہ اخلاص و حدانیت

صحیح عبودیت بواجبی بجا شود این فنا و بقا باشد و فنا و بقا و اربا شد
 بدیں ہر سہ و این ہر سہ از میان بصفت فنا و بقا باشد با این ہمہ اگر شیخ این معنی
 کہ ما گفتیم میگوید خود کلام بصحت و سدا و با شد آنکہ شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ و زندہ
 نام نہاد بر آن صفت کہ کسے گوید کہ من مرد فانی ام چو فانی ام ہرچہ کنم کنم من نمی
 کنم باقی بخدا ام او میسکند بحسب آن ہرچہ ہو و ہوس او باشد مباشر آن شود این
 زندہ باشد فانی کہ او با خود نماندہ است و او را از وسے برود اند بازا و را بدو
 نمی دہند کار او را سے این سخن است فنا و بقا حالتے است کہ صفت
 تجرد دارد و حالتے است کہ صفت ثبوت بقا دارد و اینجا بیان رو سے اسکا
 دارد از خود رفتہ ہست بدیت

زباہہ چون کف ساقی تھی نمی گردو کجا و باغ لطیفم زمستی آید باز

قوله وقال ابراهيم رحمه الله السفلة من يعصى الله
 عن وجه و ہمیں قول ابو حفص جدا است برحمہ اللہ سفلة کسے را گویند کہ
 کہ او خدا را عاصی شود و سفلة مرد فر و افتادہ و را گویند آنکہ از طاعت خدا بمعصیت
 افتادہ آنکہ از علو بفل شد او را سفلة خواندن لایق حالش باشد سفلة او را
 گویند کہ کار و فی کسند و ازیں بدترچہ ذلت باشد کہ عصیان خدا و زرد۔

قوله ومنهم ابو بكر الحسين بن علي بن يزدان يار رحمه الله
 من ارمينية له طريفة يختص بها في التصوف وكان عالما و
 قال ينكر على بعض العراقيين في اطلاقاتهم والفاظهم وبعض
 از مہمان در کار وین و مقتدا این و طالبان حقیقت ابو بکر حسین است رحمہ اللہ
 رسے خاصہ داشت و تصوف کہ مشایخ وقت او را کمتر بود و او عالم بود بمطربقت
 و اشکار کرد سے عراقیازا و اطلاقات الفاظ ایشان کہ از ایشان برون

ابو بکر الحسین بن علی
 بن یزدان یار

اقتادہ سخن گویند درین کار دو گمان است یا آن مفہوم شیخ نبود یا این گفتار اطلاق
روانداشته قوله قال ابن یزدان یا رحمہ اللہ ایاک ان تطمع
فی الاانس باللہ وانت تحب الاانس بالناس ابن یزدان یا رحمہ اللہ
علیہ گفتہ است احتراز کن ازین طمع کہ ترا انس باللہ شود و تو دوست
داری انس با مردمان اکنون ازین احتراز و ازین تحذیر این مراد است کہ ممکن
نہود میان این دو انس جمع کنی انس بالناس بگیر و مگر کہے کہ اورا وحشت بخدا
باشد و انس بخدا شود مگر کہے کہ اورا وحشت از مردمان باشد انس باللہ چہیت
بعضی گویند بطاعت اللہ تعالیٰ و بعضی گویند بصفات اللہ و بعضی کہ میسند بذات
اللہ تعالیٰ انس بذات اللہ تعالیٰ چہ معنی دارد کہ تو با او یکے گردی و تفرقہ رتو بحال
باشد انس باللہ تعالیٰ بحقیقت مہمی بود انس بطاعت اللہ تعالیٰ تفرقہ و تفرقہ
و انس بصفات اللہ تعالیٰ عبارت از جمع است و انس بذات اللہ تعالیٰ عبارت
از جمع الجمع است گر ہر یکے را گویم سخن زیادت شود و ما را غرض ترجمہ است این
سخن زیادتی است کہ نویسانیدم قوله و ایاک ان تطمع فی حب اللہ
و انت تحب الفضول و بجز باش ازین کہ طمع کنی در دوستی خدا و تو فضول
ہو را دوست داری فضول بسیار است اگر آن می نویسم سخن فضول می شود
اینجا سخن ہست موانست باللہ حب فی اللہ نشود و نبود و در کلام علی بذات اللہ
و تاخرے باشد ہرگز باشد کہ فضول را دوست دارد اورا انس باللہ شود
و ہرگز باشد کہ کسی را انس باللہ شد اورا طمع فضول باشد و فقہ سی اقتادہ
لو يعلم المشتغلون بذکری ما فاتہم عن النسی میخندند کہو اقتادہ
کثیراً لو یعلم المشتغلون بانسی ما فاتہم عن قربی لیبکوا و ادماء
و لو یعلم المشتغلون بقربی ما فاتہم عنی لتقطعوا و اجمہم

قوله وایاک ان تطمع فی المنزلة عند الله وانت تحب المنزلة
عند الناس وحذرکن ازین طمع کہ ترا غمے و منزلتے عند اللہ شود و تو دوست
میداری منزلت میان مردمان شیخ از اعلیٰ بادنی می آید هر دو طریقہ بیانست
از اعلیٰ بادنی آیند و از ادنی با اعلیٰ روند۔

ابو سعید ابن الاعرابی

قوله ومنهم ابو سعید بن الاعرابی رحمه الله واسمه

احمد بن زیاد البصری جاور المسجد الحرام ومات بها
سنة احدى واربعين وثلاثمائة صحب الجند وعمر بن عثمان
الملكی والنوری وغيرهم رحمة الله عليهم بعضه از مشایخ ماضی کہ
وزجال واستقبال مردم در صیغ امر و نہی اتباع ایشان کرده اند و ایشان در
کل امور و شیون خویش متابع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بودند ابو سعید
احمد بصری است رحمہ اللہ مجاور مسجد حرام بود و ہم در مسجد حرام تبلیغ میسود
چہل و یک سال از عالم فانی و زائل بجهان باقی ارتحال کرد صحبت با جنید و با عمر
بن عثمان کمی و ابا ابوالحسن نوری و جز ایشان داشت رحمہ اللہ قوله قال
ابن الاعرابی رحمه الله اخسر الخاسرين من ائدی للناس
صدايح اعماله بارز بالقبيح من هو اقرب اليه من حبل الوريد
زبان زودہ ترا ز مردمانی کہ زبان خورده اند اوست کہ بر لب مردمان اعمال نیک
را پیدا کند و مبارزه و مبارزه کند بعمل قبیح با کسی کہ بہر گ گردن او از
نزدیک تراست عجیب شوخه مبارزه است او کہ ایمان برین دارد هر کہ
میکنم خدامی بسیند و هر چه می گویم خدامی شنود و با این همه عملی کند کہ او بدان
راضی نباشد فرمان او ہم بران نبود آن ظالم ہم بے شرم است ہم مبارک است
از خلق پنهان دارد بدین کہ ایشان گویند این کار میسکند کہ خدا انفرده است

ہمو کہ فرمودہ است حضور اکوند۔

ابو عمر و محمد بن ابراہیم
الزجاجی نیشاپوری

قوله ومنهما ابو عمر و محمد بن ابراهيم الزجاجي
النشاپوري رحمه الله جاور مكة سنين كثيرة ومات بها
صحاب الجند اباعثمان والنوري والخواص وشرقها ومات
سنة ثمان واربعين وثلثمائة و بعضه ازان اوليا و احفيا كه متابع
محمد مصطفي صلي الله عليه وسلم بودند ابو عمر و محمد زجاجي است رحمه الله سالها
بسيار مجاور كه بود و كار او همانجا تمام شده است جنيد و ابو عثمان و نوري و ابراهيم
خواص و رويهم را مصاحب بود ببايخ سيصد و چهل و شست سال رسول خدا را اجابت
نموده است قوله سمعت الشيخ اباعبد الرحمن السلي رحمه الله يقول
سمعت جدي اباعمر بن نجيد رحمه الله يقول سئل ابو عمر
الزجاجي رحمه الله مالك تتغير عند التكبير الاولي في الفرائض
فقال اني افتح بخلاف الصلوة فمن يقول الله اكبر وفي قبله شيء
اكبر منه او قد كبر شيئا سواه على مرور الاوقات فقد كذب
بنفسه على لسانه پرسيدند چه موجب است كه تغيير و تكبير اولي در توطأ
مي شود و گفت زيرا چه افتتاح در فريضه مي كنم و در آن خود را بصورت صديقي نمي يايم قوله
فمن يقول الله اكبر خلاف صدق را بيان كرد و هر كه الله اكبر ميگويد و ديگرے درش
آيد از و اكبر است يعني با اين همه كه تو بلائي و ترا معتقد باشد كه جز او اكبرے
نيست و حضرت ديگرے با طاعت و انقيادے پيدا شود كه حضرت آن اكبر بود
نه آنكه آن اكبر دانستی يا مثل او ديگران را اكبر كردی از آنچه در حضرت او ميكردي
همان كردی نه آنكه اين عمل او آنچنان باشد كه دل با زبان خلاف نموده است
و دروغ كرده است قوله على مرور الاوقات اي في وقت من الاوقات

اینجا این مشکل می شود که تعیین فرایض چیست اگر نماز سنت اگر فرضیه است اگر
 سنت است اگر واجب است و اگر مستحب است هم تعبد خداست تعیین
 فرضیه چه باشد و اگر این گویند که فرضیه است از صلوات و دیگر اواسه او اتم تر است
 باید که بصفت اتم و اکمل او شود و نیکو سخن است اما این سخن دیگر است آن
 سخن که من گفتم آن بانی است قوله وقال من تكلم عن حال لم يصل اليها
 كان كلامه فتنه لمن يسمعه و دعوى يتولد في قلبه و حره الله الوصول
 الى تلك الحال هر که این سخن از حال گفته که ذائق آن نیست و بدان نرسید
 است سخن او فتنه باشد و زیان کار باشد مردی را که استماع آن کلام کرده است
 و سخن او دعوی باشد که در دل او می زاید و خداوند سبحان و تعالی آن متکلم را محروم
 گرداند از آن حال که بغیر ذوق و وجدان آن گفته باشد هر آینه همین آید و وجدان
 مطلوب به او دعوی کرد و از حاصل آن نشان و او پس او خود را بر بست و بران رضی
 شد پس نرسد او همین باشد که از آن محروم ماند این جا باشد تکلم او
 باشد که گوئی از ذوق و وجدان خویش میگوید و اگر طریقه حکایتی از بزرگی می کند و میگوید
 چنین حال واقع است ازین دایره بیرون باشد و دیگر اگر شارق آن حال است اگر چه ذائق آن
 است تکلم بدان روا باشد قوله جا و سز که سنین کثیره لم يتطهر في الحرم كان يخرج الى
 الجبل يتطهر احتراماً لله عز و جل و بسیار سال مجاور بود و در حرم بیچ وقت تظهر نکرد
 یعنی آنجا عدت نشد که تظهر آنجا کند اگر حاجت شد از آنجا بیرون آمد
 تظهر کرد و باز آمد حرم در دشمنی بیشتر از آن بود که در دل مردمان
 باشد شمرقی ضروری است اما او با خود این گرفته بود که در آن موضع این شمرقی
 ظاهر نشود بلکه وقتی در آن سخت است

قوله و سنه ابو محمد جعفر بن محمد بن

ابو محمد جعفر بن محمد بن
جعفر بغدادی

نصیر الخلدی البغدادی رحمہ اللہ بغدادی المنشاء والمولد صاحب
الجندید وانتمی الیہ وصحب النوری ورویماسمنون والطبقہ
مات ببغداد سنۃ ثمان واربعمین وثلثمائة و بعضی ازان مستقیمان
در مقام عبودیت ومجاوران ملت احمدیہ ابو محمد جعفر خلدی است رحمہ اللہ ہم در
بغداد زاد و ہما نجار آمد صاحب جنید بود و نسبت ہم با جنید داشت از مشرکان
و ملتزمان او بود متنی با جنید بود رحمہ اللہ وصحبت بانوری ورویم وسمنون وطبقہ مشایخ
داشت و در بغداد از زوج دومی وخیالی بتاریخ سید وچیل و ہشت سال بوجود
حقیقی پیوست فو کہ قال جعفر لا یجد العبد لذہ المعاملۃ مع لذہ
النفس لان اهل الحقایق قطعوا العلائق التي تقطعہم الحق
قبل ان تقطعہم العلائق جعفر رحمہ اللہ گفتہ است بندہ لذت معالمت
حق نیابد با شہوت نفس معالمت حق از جملہ بیرون باشد پس بینہا تباین و تضاد باشد
زیرا چہ اہل حقایق علائقہ کہ عوائق حقایق است آن را قطع کردہ اند بعد آن حقایق
رسیدہ اند فو کہ سمعت محمد بن الحسن رحمہ اللہ یقول سمعت
محمد بن عبد اللہ بن شاذان رحمہ اللہ یقول سمعت جعفر
رحمہ اللہ یقول انما بین العبد و بین الوجدان بسکن التقوی
قلبہ فاذا اسکن التقوی قلبہ نزل علیہ برکات العلم و زال عنہ
رغبتہ الدنیا بتحقیق آنکہ میان بندہ و وجدان موصل است آن تقوی است از
غیر خدا پیرمیزد نشان رہ خدا یا بند چو در قلب بندہ مومن تقوی قرار گرفت برکت
علم فر واید آنچه او دانستہ بود اثر آن او را روسے نماید و رغبت دنیا از دل او
برود۔

قوله ومنهما ابو العباس السیاری رحمہ اللہ را اسمہ ابو العباس سیاری

ابو القاسم ابن القاسم من مرو صاحب الواسطی و انتہالیہ
 فی علوہ ہذا الطایفہ و کان علامات سنۃ اثنتین و اربعین
 و تلمائتہ و بعضہ ازان کہ نفوس ارضی و قلوب سماوی و اشباح فرشی و ارواح عرشی
 داشتند ابو العباس ابو القاسم سیاری است رحمہ اللہ از شہر مرو بود و مسترشد
 واسطی رحمہ اللہ بود و نسبت ہم بدو کرد و علم حقایق ازو گرفتہ و عالم بود و تبلیغ
 سید و چہل و دو سال اختیارش افتاد کہ وجود ارضی را با سر سماوی اتحاد و مد اورا
 بروح قدسی یکے گرداند قولہ سئل ابو العباس لسیاری رحمہ اللہ
 بماذا یروض المرید ففسدہ فقال بالصبر علی الاوامر واجتناب
 النواہی و صحبۃ الصالحین و خدمتہ الفقراء پسیدند مرید نفس
 خود را ریاضت پچہ دید گفت نفس را البتہ بر امورات ملازم دارد چنانچہ کہے
 بر کارے مجوس باشد و آنچه منہی است بدور شود و صحبت صالحان کند چو
 با صالحان کند چو با صالحان باشد نظر بر قول و فعل ایشان کند بران اتباع
 با سلوک و خدمت فقر کنند فقرا یا ہمین صوفیان باشند یا سہر کجا کہ فقیرے
 و در ماندہ باشد خدمت او کند حاجت او بر آرد حاصل کلام او اینست
 و احکام شرع ملازم باشد و با این ملازمت صحبت صوفیان و خدمت ایشان
 کند و بد آنچه ایشان فرمایند و بران دارند آن کند و بران باشد قولہ و
 قال ما التذرع اقل من شاہد الحق قط لان مشاہدۃ الخلق فنا
 لیس فیہا لذت و سیاری رحمہ اللہ گفتہ است ہیج وقتے طالب مشاہدہ
 خلق لذت نگیرد زیرا چہ مضطلم است از آنچه زائل و فانی است اگر یکے بلذت
 مگرد و دنیا مشغول شد و دران حالت در خاطر او آمد کہ این فانی است لذت او
 تمام نشود و ضائع گردد۔

قوله وقال ابو بکر الدقی رحمہ اللہ المعدة موضع
 تجمع بالاصمعة فاذا طرحت فيها الحلال صدرت الاعضاء
 بالاعمال الصالحة واذا طرحت فيها شجرة اشتبه عليها
 الطریق الى الله عز وجل فاذا طرحت فيها البتعات كان بينك
 وبين الله عز وجل حجاب معدة محلے ست کہ طعام را جمع میکند چون
 در موضع حلال اندازی و اعضا صالح را تصویر کرده باشی و آن طعامی که در کوشه
 است چون آزاران اندازی ره خدا بر تو مشتبه شود مترودمانی و چون آنچه حرام است
 در آن اندازی میان تو و میان خدا حجاب گردد یعنی بجای محروم گردی نیکو سخنی
 است کہ بزرگ فرمود اما مذکرانه و عامیانه است سخن مرشدانه نیست طعام در
 معدة مضم شود و اخلاطی که از او متولد شود و دے و صفراے طغی و سوداے
 ۳ ترا طبیعت قسمت کند ہر محلے کہ نسبت بدو وارد آید بجا فرستد اخلاطی کہ از طعام
 حلال متولد شود صاف باشد بے کدورت بود و فحلی بذا باقی اگر ہمیرین قیاس
 چو برعکس گردد کار ہم برعکس شود این نیز سخن حکما و اطبا نیست این تقلید و تقلید ہست
 است اصل و را شیاء اباحت است نہ حرمت و اصل و را شیاء
 طہارتست نہ نجاست و این بحکم شرع یکے را طہر کرد یکے را مباح کرد یکے
 را نجس حرام شارع تو اضیع اثر خواص در ہر شے نہادہ است باجماع حکما اینجارا

کاتبہ بنقول عن قبل از عبارت "قوله وقال ابو بکر الدقی" این عبارت متن را اور کتابت
 نیاورہ است "ومنہما ابو بکر محمد بن داؤد الدینوری المعروف باللقب اقا
 بالشام وعاش اکثر من مائة سنة مات بدمشق بعد الخمس وثلثمائة صحباہ بن
 الجلاء والزقاق" و عبارت ترجمہ و شرح را ہم در کتابت نیاورہ ع ح

مسئغ نیست در حلال اثر صفا نهاد و در حرام اثر کدورت نسخ شریع حکایت
ہم ازان کرده است دینے شرع نہادہ بود و خاصیتے در ان کرده و صفای
و نورے در ان داشته اند نسخ کرد و ازالہ آن خاصیت ازو کرد حکمے و اگر
خلاق آن فرمود آن خاصیت و روے نہاد جمع بین الاختین و زکاح و رقت
یعقوب پیغمبر صلوات اللہ علیہ حلال بود امر و زحرام فاحش است۔

قوله ومنهم ابو محمد عبد الله بن محمد الرازی

ابو عبد اللہ
بن محمد الرازی

رحمہ اللہ مولک و منشاہ نیشاپور صاحب ابو عثمان الحیری
والجینید و یوسف بن الحسین و مرویہ و سمنون و غیرہم
رحمہ اللہ مات سنۃ ثلث و خمین و ثلثمائة و بعضے ازان خوا
صفا و خلان و فزاز متبعان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو محمد عبد اللہ راہی است
رضی اللہ عنہما زادا و جاے برآمد نیشاپور است و ابو عثمان حیری و باجنید
و با یوسف حسین و رویم و سمنون و غیرہم صاحب بود تاریخ سید و پنجاہ و سال
از سید ابواسطہ رسیدہ نظارہ معادرا اختیار کرد و قولہ سمعت محمد بن
الحسن رحمہ اللہ يقول سمعت عبد اللہ الرازی رحمہ اللہ يقول
وقد سئل ما بال الناس يعرفون عیوبہم ولا يرجعون الی الصواب
فقال لانہم اشتغلوا باللباہات بالعلم و لم یشتغلوا باستعمالہ
واشتغلوا بالظواہر و لم یشتغلوا بآداب البواطن فاعی اللہ
قلوبہم و قیامتہم و رحمہم عن العبادات عبد اللہ الرازی را رحمہ اللہ
پرسیدند چہ شد این مردمان را عیبہماے خویش می دانند و بہ ازالہ آن نمی گویند
گفتند زیرا چہ ایشان مشغول بافتخار بعلم اند چو در علم افتخارے و وجاہتے ہست
و عرفہ وجوہ الناس الیہ میشود و نفس را بدان سمیٹے و استراحتے ہست و علم شی

شریفیہ و استعمال علم مشغول نشدند باقتضای آن کارے نکردند کہ نفی آن رذائل
باید کرد و در رفع فضول و زواید باید کوشید و بعد تخلیه و تجلیہ لابدی باشد
و آنکے کہ بعلم مشغول شدند ہم بظاہر علم کارے کردند و از آداب باطن چیزے
نیافتند چو اینچنین کردند لہاے ایشان را کور کردند و جوارح از عبادات مقصد
و ممنوع گشتند۔

قوله ومنہما ابو عمرو اسمعیل بن نجید رحمہ اللہ صحب ابو عمرو اسمعیل

بن نجید

ابا عثمان ولقی الجدید رحمہ اللہ وکان کبیر الشان آخر من
مات من اصحاب ابي عثمان قونی سنہ ست و ستین و ثلثمائة
ویکے ازاں متببان باصحاب صفہ و متببان بااران رسول ابو عمرو اسمعیل است رحمہ اللہ
و با ابو عثمان کی صحبت داشت و با جنید رحمہ اللہ ہم ملاقات بود و در کار تصوف
بزرگ کسے بود و آخر کسے کہ از اصحاب عثمان رحمہ اللہ این جہان را پشت دا
روسے بدان عالم آوردہ است او بود و خطوطہ این جہانی را تمام و کمال وداع کردہ
است و لہذا اندا آخرت روا آوردہ است تاریخ سیصد و شصت و شش سال بود
قوله سمعت الشيخ ابا عبد الرحمن السلي رحمة الله يقول سمعت
جدي ابا عمرو بن نجيد رحمه الله يقول كل حال لا يكون عن
نتيجة علم فان ضررنا على صاحبه اكثر من نفعه ابو عمرو رحمه الله گفته است
ہر حالے کہ از نتیجہ علم نباشد یعنی آنچه علم فرماید و مقتضی علم باشد و از و منشا شود آن
اگرچہ در نقد حاضر است شریفیہ و جنیدی صاحب او گمان برود کار بجائے است
اما در آل ضرر او از نفع او بیشتر باشد اگر تجلی بروقت علم نشد کہ اسے علم تو حسید
و تمیز پر اشارت کند از ان بیرون باشد خوف این فتنہ بود کہ مرد از قدم بغیر و قوله
وقال سمعته يقول من ضيع في رقت من اوقاته فسريرة افتقر الله

علیہ حرولذاتک الفریضۃ الا بعد حین ہر کہ چیزے را کہ خدای تعالیٰ
 برو فریضہ کر وہ است او بے التفات شود کشف عورت کند پیش کسی کہ ستر
 از واجب است لذت آن فریضہ برو حرام شود و را داسے آن فریضہ اورا برکتے و وجدان
 شایقے و غطیے بود ازان حرمان شود عبارت ازان حرمان لذت برین است لیکن
 بعد گذشت وقت و زمانی نیست این چنین بہان زمان نامشروعے کرد بہان زمان
 بعکس آن مبتلا شود و اگر چنین باشد بہان زمان مبتلا غیب آن شود کہے نہ کند
 و ہم اتمام آن کار کند بعد آن مبتلا شود بعین حین باشد با آنکہ معنی قولہ الا بعد
 حین مگر بعد گذشت وقتے و زمانے او توبہ کند و ازان بازگردد و عذر آن خدای
 شاید صفت بغیر برود باطلاوت طاعت یا بقولہ قال و سئل عن التصوف
 فقال الصبر تحت الامر والنہی سمعت محمد بن الحسن بن یقول سمعته
 یقول ذلک اورا از تصوف پرسیدند گفت تصوف تحقق او تحقق امر و نہی است
 شخصے مرو طالب امر و نہی را بچہا بجا آرد بشرط تقدم طلب و توجہ تام و رزہ مرو متعلم
 ہم درین داخل آید و سخن در تصوف است کہ تحقق تصوف بچہ شود قولہ سمعت علی
 یقول سمعت جدی یقول افۃ العبد رضاہ من نفسہ بما ہو فیہ
 و گفته است آفت بندہ طالب اینست کہ نفس او در آنچه ہست بران از نفس خویش
 راضی باشد یعنی آنچه در نفس است در ازالۃ آن نکوشد و در تزکیہ مشغول نشود کہ دائم
 آفت بالاتر است کہ نفس را ہواے او گذارند و در ازالۃ آن نکوشند و در
 تجلیات ترقیات را نہایتے نیست تجلی باشد کہ نفس را بدان لذت است بحسب
 وقف او سرت محروم ماند

قولہ و منهم ابو الحسن علی بن احمد بن سہل
 البوشنجی رحمہ اللہ احد فقیان خراسان نقی اباعثمان و ابن

ابو الحسن علی بن
 سہل البوشنجی

عطاء و الحریری و اباعمر و الدمشقی مات سنہ ثمان و اربعین
 و قلمائے ویکے از جوانان و جوانمردان و سواران را و دین ابوالحسن علی است رحمہ اللہ
 ویکے از ان جوانان خراسان کہ در تصوف چالاک بودند و بذل روح و نفس کردند
 ابوالحسن است و او ابو عثمان را دیده بود با او ملاقات کرده با بن عطا و با حریری و با
 ابو عمرو دمشقی نیز و بیایج سیصد و چهل و شصت سال متشرشدان و طالبان را در مہ
 گذاشتہ بدان جان خویش پیوستہ قولہ سئل ابو شنجی رحمہ اللہ
 عن المروۃ فقال ترک استعمال ما هو محرر علیک و تعلم انک مع کرام
 الکاتبین شیخ بوشنجی را رحمہ اللہ علیہ از مروت پرسیدند گفت آنچه بر تو حرام است
 ترک آن کنی یعنی خداوند سبحانہ بر تو چیزے حرام کرده است و تو بنده و در محضر
 او و مربی او و منعم او چه میگوئی اگر با این چنین کسی تو خلاف او کنی نہ آنکہ بے مروتی کنی
 مروت این تقاضا کند کہ یکے بر تو احسان کند تو خلاف او کنی حرمت خدا این تقاضا
 کرد کہ بحضور او حرام را ترک کنی و حرمت کاتبین ہم این تقاضا کند کہ بحضور ایشان
 ترک حرام کنی و استعمال المروۃ احترام الامر بالمعروف و کرام الکاتبین نیز حاضر بر ایشان ہم
 باید قولہ و قال له انسان ادع اللہ لی فقال اعاذک اللہ من قناتک
 بوشنجی را مردے التماس کرد و مراد ماے نیک کن گفت خدا سے تعالیٰ ترا از شر تو
 نگاه دار و این دعاے است کہ جامع ہمہ دعاہ است بیچ دعاے ازین بالاتر نیست
 بعضے مردم را پارسی تلفیق کرده شدہ است الہی مرا بن مسپار الہی مرا بن گمار الہی
 مرا بن گمار الہی مرا از بلبلے من نگہ دار قولہ و قال ابو شنجی رحمہ اللہ
 اول الايمان منوط باختره بوشنجی رحمہ اللہ گفتہ است اول ایمان منوط باختر است
 یعنی اول باختر پیوستہ چنانچہ شرط بود بلکہ کامل تر و روشن تر ایمان متعبر بیان است
 و دیگر الايمان لا یزید ولا ینقص است چو باختر رسیدہ است کہ اول بود

با صفت کمال بر تمام و هر و صفتی که بر او افتد کالمتر و روشن تر شود و لیکن ایمان یمان
 اقرار و تصدیق بوضعی زاید اگر کسی بدین اختیار یزید و بنقص گوید شاید چنانکه
 شافعی و قوم متصوفه رحمہ اللہ علیہم گفته اند چنانچه جمیل باشد مرخص شود آن رنگ
 سرخی رخساره آن تری آب و آن بر آمد که چشم از ورقه است اگر گوی نقصان شد
 شاید و اگر همان است شاید

قوله ومنهم ابو عبد الله محمد بن خفیف الشیرازی

ابو عبد اللہ محمد بن
 خفیف الشیرازی

رحمہ اللہ صحب رویا و الحریری و ابن عطاء و غیرہم مات
 سنہ احدى و تسعين و ثلاثمائة شیخ الشیوخ و اوجد وقتہ
 و بعضی ازان جو انمزدان چالاک و بندگان پاک بیاک عبد اللہ خفیف است رحمہ
 مصاحب بسیار مشایخ بود که ازان ابو محمد رویم و حریری و ابن عطاء تیلخ سیصد
 و نود و یک سال اختیار اخفا عن اعین الناس کرده بجز غلوت بخدا خوش گمان
 گشت شیخ شیوخ بود آن مرد بود که مشایخ را ارشاد کند صاحب قلب بود و سر و طائفه و یگان
 روزگار خوش بود قوله قال ابن الخفیف رحمہ اللہ الارادة الاستدانة
 اللد و ترک الراحة ابن خفیف رحمہ اللہ گفت هر که مرید و طالب خدا شد
 کارش جز این نباشد که همه کد و مشقت را اختیار کرد و همه راحتها را بکلی و دواعی کند
 قوله و قال یسئ اضر بالمريد من مساححة النفس فی رکوب الرخص
 و قبول الناولیات گفت هیچ شے زیانکار تر مرید را ازین نیست که مساحت
 بانفس برکوب رخص کند یعنی اختیار رخص کند و بانفس مساحت کند و قبول
 تاویل کند یعنی که مردمان کنند آنچه فقیران کرده اند در استبراز و زکوة و غیر آن و دیگر
 تاویلاتی میان صوفیہ است مباشر آن هم نشود قوله و سئل عن القرب
 فقال قریب منه بلازمة الموافقات و قریب منه و در امر

التوفیق عبد اللہ خفیف را رحمہ اللہ از قرب پر سیدند کہ چه معنی دارد قرب گفت
قرب تو عبارت از ان باشد کہ ملازمت در ان کنی کہ در و رضای او ست و قرب
او تو عبارت ازین ست کہ ترا موفق بعبادات و طاعات کند ملازمت موافقات
چه معنی دارد احتمال میکند کہ ہیں کہ مرد متعلم متفقہ گوید کہ عبادت او کنی و امر و نہی
او بجا آری این قرب تو باشد دیگر کہ با یک موافقت کند چہ باشد یعنی بہتر منقلبی او
ترا بگرداند تو بدان بگردی و دیگر سبب میگوید سبب مراد میدارد مرکہ با یک بجان و
تن نزدیک باشد اورا موافقت او ضرورست این مراد میدارد کہ او بجان
و تن با خود بشہود و وجود او نزدیک است و ملازمت موافقت میگوید اینجا سخن
است و بیخ ندانم نزدیک من قرب عبارت ازین ست انہ سببمانہ مع کل
شیء لا بمقارنہ و غیر کل شیء لا بمنزلۃ فافہموا غنتم قولہ سمعت
اباعبد اللہ الصوفی رحمہ اللہ یقول سمعت اباعبد اللہ بن خفیف
رحمہ اللہ یقول زما کنت اقرآء فی ابتداء امری فی رکعۃ واحد
عشرۃ آلاف مرۃ قل هو اللہ احد و زما کنت اقرآ فی رکعۃ واحد
القرآن کلہ و زما کنت اصلی من الغلۃ الی العصر الف رکعۃ و از
عمل خویش برائے ارشاد و مریدانرا گفتہ است و در اول کار در یک رکعت وہ ہزار
بار اخلاص بخواندم و بسا بودے در یک رکعت تمام قرآن خواندم و بسا بودے
از باد و تا عصر ہزار رکعت میگذارد و م این ہمہ در ابتداے کار بود و بعد انکہ استقامت
لافت تا چہ بود قولہ سمعت اباعبد اللہ بن باکویہ الشیرازی رحمہ اللہ
یقول سمعت ابا احمد الصغیر رحمہ اللہ یقول دخل بیومامن
الایام فقیر فقال للشیخ ابو عبد اللہ بن خفیف رحمہ اللہ بی وسوسۃ
فقال الشیخ عہدی بالصوفیۃ یسخرون من الشیطان والآن الشیطان

یسخر منہم شخصہ بر عبد اللہ خفیف رحمہ اللہ گفت کہ مرا و سوسہ بہت گفتم
پیش ازان چنین بود کہ شیطان مسخرہ صوفیان بود اکنون صوفیان مسخرہ شیطان گشتند حاصل
سخن او اینست کہ او ہمارہ در تصرف شیطان است شیطان بر و تسلط یافته است
چو او تسلط یا بد ہر آئینہ و نفس و سوسہ بسیار شود تدبیر دفع او نفع نمود مگر لا قابض نسبت
یا آنکہ اشارت برین کرد کہ تو خود را بکارے دادہ آن کار را میکنی کہ دران مراد شیطان
باشد آن کار را بگذار تا دست بجا آید قوله و سمعتہ يقول سمعت ابا العباس
الکرخی رحمہ اللہ يقول سمعت ابا عبد اللہ بن خفیف رحمہ اللہ
يقول ضعفتم عن القيام في النوافل فقد جعلت بدل كل ركعة
من اوردى ركعتين قاعداً للخبر صلوة القاعد على النصف من صلوة
القائم عبد اللہ گفتہ است من ضعیف شد م کہ نماز نافلہ را ایستادہ نمی توانم گذار
بدل ہر رکعتی کہ ایستادہ می گذارم دو رکعت نشستمی گذارم کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمودہ است صلوة قاعد نصف صلوة قائم تا جبر نقصان شود
قوله ومنہم ابو الحسن بن بندار بن الحسن الشیرازی
رحمہ اللہ کان عالماً بالاصول کبیرانی الحال صاحب الشبلی رحمہ اللہ
مات بارحان سنة ثلاث وخمسين وثلثمائة وبعضه ازان شہسواران
میدان عبودیت و سرگردان ہجو گوے در محال ربوبیت ابو الحسن بندار شہساز
است رحمہ اللہ عالم باصول قوم بود و حالے بزرگ داشت علم اصول کرامیکو
آن علمے کہ بسک و مقصد نسبت بر دو با استعمال آن علم مقصود رسد بدینچہ اکتساب
دل دست در این اصول است و علم ایشان را علم اصول گویند صاحب شبلی
رحمہ اللہ تاریخ سیصد و پنجاہ و سہ سال خواست بسر بیوج و قدوس متصل گردد
از قاب قوسین او ادلی نصیبہ یا بدو موضع موت او را ار جان بود قوله قال من ذک

الحسین بندار بن
الحسین الشیرازی

بن الحسین رحمہ اللہ لا تخصم لنفسک فانہا لیت لک
 دعہا لکھا یفضل بہا ما یرید بندار رحمہ اللہ گفتہ است برائے نفس را
 برائے لذت برائے ایسار خط اور اجاہی و مالی و جنسی و دوسری مناصمہ مکن زیرا کہ
 نفس ملک تو نیست کس تو نیست ترک آرا اور او را بہا ملک او بسیار ہرچہ خوش
 آید کبند قولہ وقال بندار رحمہ اللہ صحبت اهل البدع تو ہر شب
 الاعراض عن الحق بالبدعت صحبت کردن البتہ نتیجہ این بار آرزو از حق اعراض
 کنند اہل بدعت قومے باشند کہ برائے خویش و ہوائے نفس خویش کارے
 کند قولہ وقال بندار رحمہ اللہ اترك ما تهوى لما قاتل سرگہ برائے خود
 و ہوائے نفس خویش کارے کنی ہر چیزے کہ امیدواری یعنی اگر خواہی کہ خدا نصیبہ
 شود و وجدان مقصود باشد ہوائے نفس را ترک کن۔

قولہ ومنہم ابو بکر الطمستانی رحمہ اللہ صحب ابراہیم ابو بکر الطمستانی

اللباغ رحمہ اللہ وغیرہ وکان اوحدا وقتہ علما و حالاً ما ستن
 بنیسا بور بعد سنۃ اربعین وثلاث مائۃ و بعضے از ان داود مندگ
 ملت احمدی و سر با زندگان در پس سنت بنی ابو بکر طمستانی است رحمہ اللہ صاحب
 ابراہیم و باغ رحمہ اللہ بود و جزا و مشائخ دیگر او علم صوفیان و علل ایشان یگانہ روزگار
 خویش بود و از متن ابن جہاں رستہ بروح و ریحان آن عالم بطرب و نشاط پیوستہ
 تباغ سصد و چہل سال قولہ قال ابو بکر الطمستانی رحمہ اللہ النعمۃ
 العظمی الخروج من النفس والنفس اعظم حجاب بینک و بقر اللہ
 تعالی نعمتہ عظیم تراست و راسے ہر نعمت با است نیست کہ از وجود
 وہم ہستی خود برون آئی و تویی تو و بود تو بیچ حجابے میان تو و میان خداے تو
 ازین غلیظ تر و بدتر نیست قولہ سمعت ابا عبد اللہ الشیرازی رحمہ اللہ

یقول سمعت منصور بن عبد اللہ اصہبانی رحمہ اللہ یقول سمعت
ابا بکر الطمستانی رحمہ اللہ یقول اذا هم القلب عوقب فی الوقت
وطمستانی رحمہ اللہ گفتہ است چو از دل اندوگین شد سبب من الاسباب کہ
آن سبب نسبت بمقصود او ندارد و عقوبت در وقت او شد کہ صوفی را بیچ عقاب
بالا تراز پریشانی و تشتت دل میت قوله وقال الطریق وضع والکتاب
والسنة قائم بین اظہرنا و فضل الصحابة معلوم و لسبقہم الی
المجرة و لصحبہم فمن صحب منا الکتاب والسنة و تقرب عن
ففسدہ و الخلق و ہاجر بقلبه الی اللہ فهو الصادق المصیب و
طمستانی رحمہ اللہ گفت راست رہ پیدا است و رہ رفتن در کتاب و سنت چنانچہ مطلوب
است مذکور و سطور و آن پیش ما و فضل صحابہ معلوم از اولیای دیگر زیرا چہ ایشان
در ہجرت از ہمہ سابق اند ہجرت کیے آنکہ از مکہ ہدینہ رفتند و دوم آنکہ از خود بدر
شدند و برہ خداوند تعالی رفتند و بنا برین کہ صحبت با مصطفی داشتند صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ہر کہ میان ما صحبت کتاب و سنت کرد یعنی آنچه در کتاب و سنت است
برہیزی او دین را سلوک کرد و از نفس خویش جدا شود از خلق بدل خویش بخدا ہجرت
کندہما پنچہ بالا گفتہ ام ہجرت دو است پس او صادق و رہ سلوک است و او بصواب
رسیدہ است و فضل ساکنان ہر سلوک این گفتار چہ معنی داشت این گفتار لایق
مذکران است حاصل کلام می گویم آنچه در کتاب و سنت است مرد طائب عامل
بہاں باشد و معتقد صحابہ رضی اللہ عنہم و مطیع ایشان بود و از ہواے نفس خویش
جدا شدہ اینچنین کہے را صادق گویند اینچنین کہے را گویند چنانچہ باید ہچنان در
رہ می رود۔

قوله ومنہما ابو العباس احمد بن محمد الدینوری رحمہ اللہ

ابو العباس احمد بن
محمد الدینوری

صحاب یوسف بن الحسین و ابن عطاء و الحریری رحمہ اللہ و کان
 عالما فاضلا و سردینسا بورا قارہا مدقا و کان یعظ الناس و یتکلم علی
 لسان المعرفۃ ثم ذهب الی سمرقند و مات بہا بعد الاربعین
 ثلاثمائة و بعضہ ازاں موتمنان و مقدمان کہ عمل بحق امانت کردند از مبدکاران
 کار استقامت یافته ابو العباس احمد نیوری است رحمہ اللہ صاحب یوسف حسین
 و ابن عطاء و حریری بود رحمہم اللہ و عالم بود معلوم قوم فاضل بود در بیان خویش و در
 میثاق پورا آمد و چند گاہ ہے آنجا ماند و کارش این بود مردمان را پند و اوست و سخن در
 معرفت گفته نمیدانم در معرفت میسر نیست بعدہ در سمرقند رفت و ہما نجا تلخ
 سیصد چہل سال از قشر بشریت منسلخ شد و بحق و حقیقت متصف گشت قوله
 قال ابو العباس الدینوری رحمہ اللہ ادنی الذکر ان تنسی مادونہ
 نہایۃ الذکر ان یغیب الذکر فی الذکر عن الذکر کمترین مراتب ذکریت
 کہ دون مذکور ترا فراموش شود و نہایت ذکر ذاکر و ذکر از ذکر غائب شود یعنی چون ذکر
 گفت ادون مذکور نسی گشت این مردور عین ذکر از ذکر غائب شد بعین مذکور رسید
 این نہایت ذکر باشد متحققانہ می گوید اما اگر اینجا این عنایت کند کہ ذاکر در ذکر از
 ذکر غائب شود دوم ذکر را بمعنی مذکور دارند و عین ذکر بذکور رسید و از مذکور غائب
 شود او با مذکور خود کے گرد و زدنہ یقے می مروکے اورا گفت بگو لا الہ الا اللہ ان ذلیق
 گفت لا الہ الا اللہ گفتن سہل است لا الہ الا اللہ باید شد مردک نہ ذلیق است
 اما سخن در ستے گفته است قوله وقال ابو العباس و رحمہ اللہ لسان
 الظاہر لا یغیر حکم الباطن آنچه بظاہر میگوید آن حکم باطن تستست آنچه در
 باطن تستست آن بزبان می آید و اگر نہ سد میان زبان و دل آید و در زبان
 چیز دیگر میگوید و در دل چیز دیگر میگذرد معنی دیگر یعنی آنچه بزبان گوئی باید حکم باطن تو

باشد و گیر لا اله الا الله که میگوید باید که آن بشرط خویش در اول تو باشد و بزبان تو
مان رو و قوله و قال ابو العباس الدینوری رحمه الله نقصوا اركان
التصوف و هدموا سبيلها و غير و امعانيتها باسمي احداثها
و سمو الطمع زياده و سوء الادب اخلاصا و الخروج عن الحق
شطحا و التلذذ بالمدموم طيبة و اتباع الهوى ابتلا و الرجوع الى الدنيا
و صولا و سوء الخلق صولة و النحل جلادة و السوال عملا و بناء
اللسان ملامته و ما كان هذا طريق القوم دینوری رحمه الله گفت
است اركان تصوف را از آنچه بود نقص کردند و طریقت را خراب کردند و
معانی سبیل سلوک را تغییر کردند بنا مهابت و گر که ایشان از خود پیدا کردند قوله
و سمو الطمع باین آن تغییر و نقص را میگویند که طمع را زیادت نام نهادند یعنی قناعت
بود هر چه بود بر آن طمع کردند و آن طمع را زیادت نام نهادند که زیادت فراغت باشد و زیادت
وسعت باشد چنین بکسی رسد و سو آداب را اخلاص نام نهادند بر روی
یکه سخن زشته میگویند و آبروی یکمی می ریزد و این را اخلاص نام نهادند
و خروج از حق شود بر آمده سخن گوید و این را شطح نامند یعنی چنانچه بایزید سجانی
ما اعظم شافی گفته است و حین انا الحق گفت و ایشان را شطح بود و گیر شافی
هم گوید خروج از حق و شطح نامند و شطح مذموم است هرست نفس بدان لذت
گیرد و نام می برد که طبیعت نفس است نفس ملولست قدری طبیعت کتم
تا ملالت برود و باز بطیب نفس بنجد مشغول شوم و پس روی هوا کنند و گویند
ابتلا من الله است و بدنیا باز گردانند و اسباب دنیا گرد آرند و جوی را بند
و گویند این وصول است ما و اصل شدیم هر چه کنیم ما را زیان نیست خوش باشد
و بدنیا میله و رغبتی کنند و این را وصول نامند و بدخلقی را حمله دینی گفتند

کہ برای خداے راکسختی می گویم و نخل را و منع عطار را و لاوری نام کرد یعنی نفس کریم
و منع جائزہ غزا است اما ازان نخل و لیر این نخل را و لیری نام کردند و خواست
را کسب نام نہادند خواست کنند گویند کسب است کہ می کنیم ہرچہ خوش آبد گوید
بروسے کے نذاند کہ از وہن چہ پیرون می آید این را ملامت نام نہادند گویند بر
خدا را ملامت میکنم و این رہ این قوم صوفیہ نسبت

ابو عثمان سعید بن سلام
المغربی

قوله و منهم ابو عثمان سعید بن سلام المغربی و احد
عصره و لم یوصف مثله قبلہ صحب ابن الکاتب و حیدب المغربی
و ابا عمر الزجاجی و فی النهر جوری و ابن الصایغ و غیرہم رحمہم اللہ
مات بنیسا بور سنۃ ثلاث سبعین و ثلاثا مائة و اوصی ان
یصلی علیہ الامام ابو بکر بن فورک رحمہ اللہ و بعضے ازان نزد
بازان بساط و پاکبازان اہل معرفت ابو عثمان سعید مغربی است
رحمہ اللہ یگانہ روزگار خویش بود چنانچہ اورا صفت کردہ اندور علم
حقایق و معارف در زمانہ او دیگر انکر وہ اندر صاحب ابن
کاتب و مغربی و ابو عمر و زجاجی و نہر جوری و ابن الصایغ و غیر ایشان مشایخ دیگر
را بودہ رحمہم اللہ دور نیسا پور بتاریخ سیصد و ہفتاد و سہ سال از عالم تقیید بعالم اطلاق
شد و مہ عمر بر وفق سنت و سلف صالح رفت و وصیت کردہ بود پس آنکہ از
ترک انسانی اقتراق کرد و بوصول حقیقت را منزل ساخت کہ ابن فورک رحمہ اللہ
بر جنازہ او نماز گزارد قوله سمعت الاستاذ ابا بکر بن الفورک یقول
كنت عند ابي عثمان المغربي رحمه الله حين قرب اجملہ و علی
القول الصغير يقول شيئاً فلم تغير عليه الحال اشرفنا على علي بالسكوت
ففتح الشيخ ابو عثمان عينه وقال لم لا يقول علي شيئاً فقلت لبعض

الحاضرین سلوه و قولوا علی ما یسمع المستمع فانه احتشمہ فی
تلك الحالة فسلوه فقال انما یسمع من حيث یسمع وكان فی الیاضة
كبیر المشان ابن فورک میگوید رحمہ اللہ نزد یک ابو عثمان رحمہ اللہ در وقتیکہ
قیرت بلج و کارش آخرید و قولے بود او را علی صغیر میگفتند بش او سرو و میگفت بعد آنکہ حال متغیر
شد یعنی در شرف موت افتاد بر علی قوال باشارت گفت کہ خاموش شو او عثمان رحمہ اللہ چشم کشاد و گفت علی چرا
چیزے میگوید چرا ماند پس فورک رحمہ اللہ حاضر ازرا گفت پرسید او را تمع بر کدام چیز سماع کی شود
یعنی چه نقد وقت است کہ سماع می شود من احتشام کردم چه در آن حالت نتوانم
رسیدن گفت ما می شنویم از آنچه می شنو اند یعنی سخن محبوب از محبوب و از محبوب
او می میگوید من می شنوم او نمیکوید خدا میگوید من از خدا می شنوم
قوله و كان فی الیاضة یعنی در ریاضت مبالغتہ و اثرت
قوله و قال ابو عثمان رحمہ اللہ التقوی هو الموقوف علی الحد و لا تقصروا
فیها و لا تتعداها گفت تقوی و قوف بر خداست یعنی همان مقدار کہ شلوع حد
نہادہ پیشتر از وی زوی و پیشتر از وی نمانی و مرہرچہ در تقوی مبالغہ نکنند همان است
کہ ایشان بر خداست قوله و قال من اثر صحبة الاغنیاء علی مجالسة
الفقراء ابتلاه الله تعالی بموت القلب ہر کس کہ با صفا و نور شدہ است
اگر صاحب او صحبت فقر گذاشت و صحبت اغنیاء اختیار کرد خدا سے
تعالی او را بتلا بموت قلب کند عظم بلائے است موت دل ازین آنست
و فتنہ بدتر نباشد دل ہر کہ مرد صاحبش مردار گشت و دل مردہ باز نزدیک فرود
آیند و صدقنا حشر اجساد است حشر قلوب نیست دل ہر کہ مرد باز نزدیک و دل
ہر کہ زندہ شد ہرگز نمیرد چنانچہ گفته اند سراخفتہ و لہا بیدار

رحمہ اللہ شیخ خراسان فی وقتہ صحب الشبلی و ابا علی الرومی و
 المرتعش رحمہم اللہ جاوہر بکۃ سنۃ ست و ستین و ثلاثمائة و
 مات بہا سنۃ سبع و ستین و ثلاثمائة و کان عالما بالحديث کثیر الروایۃ
 و یکے ازان بزرگان کہ اختیار عبادت بزرگوار کرد و با او با ہمہ خود یکے گشت ابو القاسم
 ابراہیم نصر آبادی است رحمہ اللہ در وقت خود شیخ خراسان بود با شبلی و بازو
 و المرتعش رحمہم اللہ صاحب بود و شصت کوشش سال مجاور کہ بود و ہم در حرم
 تبلیغ سیصد و شصت و ہفت سال گزارد گذارند بر پاپیوستہ است و عین و ریا
 گشت و مرد محدث بود از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسیار حدیث را روا
 کردے قولہ سمعت الشیخ ابا عبد الرحمن السلی رحمہ اللہ یقول سمعت
 النصر آبادی رحمہ اللہ یقول اذا بدلت شی من بوادی الحرف
 فلا تلتفت معہا الی جنتہ ولا الی نارہا فاذا رجعت عن تلك الحال فعظم
 ما عظمہ اللہ تعالیٰ نصر آبادی رحمہ اللہ گفتہ است چو بوادی حق پیدا شود یعنی آنچه از
 خدا بپندہ می رسد از تجملات و کثوفات با آن شہود سوے ہستے و وزنی التفات
 نیفتد بعد آنکہ ازان حال باز گردی پس آنچه خداوند سبحان و تعالیٰ
 تعظیم کردہ است تو ہم ستعظیم آن باز آئی یعنی حالت بوادی حقیقت حالتی است
 آن حالت این تعاضا کرد کہ پیچ چیزے التفات نیفتد او غرق از حالت است او
 جز آن چیزے دیگر نمی بیند و خواهد البتہ بہ مقتضای آن باشد چو ازان باز گردد بر حسب
 آن رفتن معالہ عرفا نیست آنچه خدا معظم کردہ است آنرا معظم و از چنانچہ در ان وقت
 بیچ التفات نبود چون باز آید بدان بے التفاتی نماید آنرا علی نسا زرد بدان نوسے غیباً
 نمود اگر چنین اتفاق افتد کہ ازان بوادی مراجعت نیست آن زان مرد با خود نیست
 زمر را صلاحیت تکلیف نامدہ است قولہ سمعت محمد بن الحنفیہ بن رسول اللہ

یقول قیل للنصر آبادی رحمہ اللہ ان بعض الناس تجالس النسوان
 ویقول انا معصوم فی رویتھن فقال ما دامت الاشباح فان الامر
 مخاطب والنهی باق والتحلیل والتحریر مخاطب بہ ولن تجتری علی الشبہات
 الامن هو تعرض المحرمات واز نصر آبادی رحمہ اللہ پسیند چہ گوئی در باب
 مردانے کہ با زنان نشیند گویند کہ ما معصومیم در دیدن ایشان و در ما وہم خیلنتے نامند
 است گفت تا آنکہ این اشباح با پوش و عقل باقی است و قایم بصفت خویش
 است پس امر وہی برو باقی است و تکلیفات شرعی ثابت و مستقیم است و تحلیل و تحریر
 کہ از شرع آمدہ است او بدان مخاطب است آئے گویم نفس او مزکی است چشم
 اوصاف است اما با این ہم از روئے شرع چہ گوئی برا خبیہ نظر و است اما اگر او
 محو نیست ا بود کردہ است از جملہ بشریت بہرہ وجہ نظر او باوے نامندہ است او نمی بیند
 و کہ پیش بینی آید یوارے است نزدیک او سنگے است پیش او حکایت بایزید
 و فاطمہ نیشاپوری معلوم است دیگر مشایخ رضوان اللہ علیہم اجمعین حکم می فرمایند آنچه کلی
 است ان میگویند کہ علی العموم بران مباشر باشند اما اگر در چیزت کہ مخصوص است
 آن در گفتار نیست و بیچ کیہ شبہات دلیری نکرد یعنی موضع کہ وہی و گمانے بہت
 گرا کہ او متعرض محرمات افتاد قوله و سمعت محمد بن الحسین رحمہ اللہ
 یقول قال النصر آبادی رحمہ اللہ اصل التصوف بالخلق و ملازمۃ الکتاب
 والسنة و ترک الہواء والمبذۃ و تعظیم حرمت المشائخ و رویۃ
 اعذار الخلق و الملازمة علی الارساد و ترک ارتکاب الرخص التاریلات
 نصر آبادی رحمہ اللہ گفته است اصل تصوف بخلق است کہ بدان خلق رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم متصف است و بدینچہ کتاب و سنت است ملازمت بران باشد
 و ترک ہوا و بدعتہا کند ہوا آنچه نفس آرزو دارد و بدعت سلوک بصفیہ کہ کتاب و سنت

بدان ناطق نیست و پیران کہ مرشدانند و ہاویانند تعظیم ایشان کنند و ہرچہ کہ کند نظریہ
عذرا و کند اورا بدان معذور دارد و ورودے کہ ازان طالبان و مریدان ماست و آنچه
از پیران تلقین یافتہ است بران ملازمت و مداومت کند طالب متصوف مرید برین
وصف باشد کہ گفتیم سرانجام صوفی گردد و آنچه مردم رخصت کردہ اند در شرع و حیلہ
و تاویلے ساختہ اند ازان محترز و متمنع باشد طعام ہر روز خوردن و سیر خوردن مردم مریض
است شخص متوصل طالب چند روز نخورد و اں روز کہ خورد تقلیل خورد طالب
متصوف ہرچہ بر نفس او اشیق باشد اختیار او ہمانست

ابوالحسن علی بن ابیہاشم
الحصری البصری

قوله ومنہم ابوالحسن علی بن ابراہیم بن الحصری

البصری رحمہ اللہ ساکن بغداد عجیب الحال واللسان
شیخ وقتہ بنی الی الشبلی علیہ الرحمۃ مات ببغداد سنۃ

احدی و تسعین و ثلثمائة و بعضے ازان جو افروان و بازندگان این جہان سبعین

و آن جہان حضرت رب جبار ابوالحسن علی حصری است رحمہ اللہ ساکن بغداد

بود عالی عجب داشت و بیان خوشے شیخ زمانہ خویش بود نسبت بہ شبلی کردے

رحمہ اللہ از مسترشدان او بود علم حال ازو گرفته بود و ہم در بغداد و تاریخ سیصد و

نود و یک سال خواست از مجلس بردار اوصاف حیوانی خلاص باید بسکون و قرائت ہفتاد

در عالم معالی رسد قوله قال الحصری رحمہ اللہ الناس یقولون

الحصری لا یقول بالنوافل و علی او مراد من حال شباب لو ترک

رکعة لعوتبت حصری رحمہ اللہ گفته است مردمان چنین گویند حصری عبادت

نوافل قایل نیست کہے را نمی در ہمین فرائض بجامی آرد و بذکر و مراقبہ مشغول

باشد چنانچہ کہ بر او بیان می کنند و من پیر گشتہ ام در حالت جوانی کہ ورد گرفتہ ام اگر

دوگانہ ازان ترک آم از خدا بر من عتاب برسد و عتاب بچیت معنی است یکے

صفائی و ذوقی کہ داشت بدان صفا و ذوق نماند و مقابلہ آن آفتی برسد یا آنکہ
 خدا بغیر واسطہ اور اعتبار بے کنجہ باشد کہ کارے برائے ما میکروی گذشتی اگر ازین
 قوم است یا بزبان مریدے و مستر شدے عثمانی کسند تا بدورسد قوله قال
 ومن ادعی فی شیء من الحقیقة کذبته شواهد کشف البراهین
 ہر کہ دعوی کشف حقیقت کرد شیء مائی شواہد ظاہر و براہین معاملہ مصدق و گواہان
 صدق اند و اگر برخلاف تقاضا کشف و باشد ایشان کذبان حال انہ بوندگفتہ اند چون معاملہ باشد سخن ^{بلا}
 قوله ومنہم ابو عبد اللہ احمد بن عطاء الورد باری

ابو عبد اللہ احمد رودباری

رحمہ اللہ ابن اخت ابی علی الورد باری رحمہ اللہ
 شیخ الشام فی وقتہ مات بصور سنۃ تسع و ستین و ثلاثا مائة
 و یکے ازان غریبان بجا رخصایق و دار استگان ذواق و علایق ابو عبد اللہ احمد رودباری
 است رحمہ اللہ خواہر زادہ علی رودباری در زمانہ خویش بولایت شام شیخ وقت او
 بود تیاریخ سید شمس زہ سال غوک دریائے قلم فرست کن بایت و سر از دریا
 بیرون کشد و از نشو و نماے خود حکایت کنی مقید بمطلق پیوند مطلق حکایت خویش
 بزبان خویش خود گفت قوله سمعت محمد بن الحسین رحمہ اللہ
 یقول سمعت علی بن سعید المصمیمی رحمہ اللہ یقول سمعت احمد
 بن عطاء الورد باری رحمہ اللہ کہ قال سمعت ابا جمل افغاصت رجلا
 الجمل فی الرمل فقلت جمل اللہ فقال الجمل اللہ احمد رودباری رحمہ اللہ
 گفت بر شترے سوار بودم با پیاد شتر در ریگ رفت خدای را بہ بزرگی یاد کردم جمل
 ہم گفت جمل اللہ و خدای را بہ بزرگی یاد کرد قوله و کان عبد اللہ الورد باری
 رحمہ اللہ اذا ادعی اصحابہ الی دعوة فی دور السوق و من لیس
 من اهل التصوف لا یخبر الفقراء و کان یطعمہم شیئا فاذا فرغوا

السوقیة

اخبرهم ومضى بهم فكانوا قلا اكلوا في الوقت ولا يمكنهم ان يمشوا
 ايد يهم الى طعام الدعوة الا بالتعذر وانما كان يفعل ذلك لتلايسه
 ظنون الناس بهذه الطائفة فياثموا السبتم و ابو عبد الله رودباری رحمته
 چون بطبع دعوت شدے کسے طلبیدے و آن داعی ازین قوم بودے کسے
 از اہل بازار بودے یا از طائفہ دیگر فقر را ازین دعوت خبر کردے و طعام خود ایشان
 را خورانیدے پس آنکہ ایشان طعام بقدر حاجت خود خورده می بودند ایشان را
 خبر کردے کہ شمارا فلان جا طلبیدہ اند روان شوند غرض این داشتہ چون ایشان
 طعام وقت خویش فارغ گردند ایشان دست بدان طعام شہوت و شدت غنبت
 نیندازند و اگر یک نغمہ برگیرند تبعذر گیرند تا مردمان را در حق ایشان گمان بد نرودند اندکہ
 مردمانے اندکہ طعام بسیار شہوت میخورند و بسبب آن ایشان بزہ کار نشوند اینچہ چند
 سخن ہست چہ باشد یکے طعام برائے تو سخت و تو طعام او نخوری نہ آنکہ پختہ آن بیچارہ
 ضائع شود و دیگر مطلوب او نیست گر سہ طعام بخورد مزیدے او را شود ثوابے
 زیادہ شود و دیگر مردمانے طعام خورده و دست تخمیر آن بر طعام دراز نمی کنند و
 مردمان دانند کہ اینچنین اندکہ خوراند از بعضے صوفیان چنین شنیدہ ام و دیدہ ام اگر
 جائے رفتند در خانہ طعام نمی خورند گفتند آن بیچارہ برائے ما طعام پختہ است اگر
 طعام او نخوریم او بے دل شود و اگر آنجا بحسب معتاد نخوریم کسے تا چہ گمان بر دوقولہ
 وقیل کان ابو عبد اللہ الرودباری میثی علی اثر الفقراء یوما ولذا کانت
 عادته ان میثی علی اثرهم و کانوا میضون الی دعوة فعال انسان
 یقال هؤلاء المستحلون و بسط لسانہ فیہم و قال فی اثناء کلامہ
 ان واحدا منہم استقرض منی مائتہ درہم و لم یردھا و لست
 ادبری این اطلبہ فلما دخلوا د اسرالدعوة قال ابو عبد اللہ الرودباری

رَحْمَةُ اللَّهِ لصاحب الدار وكان من محبي هذه الطائفة ايتى بمائة
 درهما ان دت سلوة قلبى فاتاه به فى الوقت فقال لبعض اصحابه
 احمل هذه المائة الى البقال الفلانى وقل له هذه المائة القياستقرض
 منك بعض اصحابنا وقد وقع له فى التاخير عندهم وقد بعته لان
 فاقبل عنده فمضى الرجل وتعل فلما رجعوا من الدعوة اجازوا بحالوت
 البقال فاخذ البقال فى مدحهم يقول مثل هولاء السادات التقاة
 الامناء الصلحاء ابو عبد الله رحمهم الله شخصى از ميمان او باصحاب استدعا
 كرو عادات او در مشيت اين بود در پس اصحاب در پے ايشان رفتے يار نش
 مى رفتند و او عقب شده مى آمد شخصى بقاے فرمايد كه گفت ايشان قوسے
 اند كه مخرات را حلال مى پندارند ياكے از اين قوم كه مى رفتند صد درم قرض كرده است
 و آن بوعده نرسيدو است بقال بحسب آنكه خلاف وعده شده است ايشان
 را متحمل ميگفت ابو عبد الله رحمهم الله ساكت گذشت در خانه آن داعى كه محب
 قوم بود رسيد و درآمد در خانه او بروے گفت صد درم برائے من بياراگر سكون
 دل مى طلبى مرد در حال صد درم پيش شيخ شمر و شيخ بدست يارے داوگفت برو
 آن بقال را بده بگو كه اين قرض فلانست بتان چون شيخ از آنجا بازگشت گذر پيش و كا
 آن بقال كرد آن بقال آغاز كرد كه اين قوم امنا و صلحا و ديندار حسين و چنانند عرض
 از اين حكايست اين بود كه تبرك معامله متحمل خوانند و ايشان معامله امنا و صلحا خوانند
 فعلى بزار و قبول خلق را اعتباركے نيست و آن حكايته كه من قبل نشتم مگر هيں مطلوب
 داشت آنكه اين قوسے اند كه ايشان بطرفے مى بايد گذاشت البته نبايد گذاشت
 كه ايشان بوسه بزرگ كار شوند ايشان قوسے لا يعبار به اند قولة و مافى هذا التبا
 قال ابو عبد الله الرودبارى رحمه الله اقبل من كل قبيلة صوفى

تصحیح بدترین جمله بدان صوفی شیخ است این سخن در کتاب ذکر جنید رحمه الله نسبت کرده اند اکنون با این سخن همان سخن جنید رحمه الله میگفت یا اتفاقاً همان سخن جنید رحمه الله این گفت

قوله هذا ذكر جماعة من شيوخ هذه الطائفة كان الغرض في ذكرهم في هذا الموضع التشبيه على انهم مجتمعون على تعطيل الشريعة متصفون بسلك طرق الرياضة يقيمون على متابعة السنة غير مقلين بشئ من اداب الياضة متفقون على ان من خلا من المعاملات والمجاهلات ولحميين امره على اساس الورع والتقوى كان مفترياً على الله سبحانه فيما يدعيه مفتون هلك في نفسه واهلك من اغتربه ممن ركن الى ابا طيهار ولو تقصينا ما ورد عنهم من الفاظهم وحكاياتهم ووصف سيرهم مما يدل على احوالهم لطال به الكتاب وحصل منه الملل وفي هذا تقارير الذي لو حنابه في تحصيل المقصود وغنية ويا لله التوفيق فاما المشا الذين ادركناهم والذين عاصروا هم وان لم يتفق لنا لقياهم مثل الاستاذ الشهيد لسان وقته واوحد عصره ابى على الحسن بن على الدقاق والشيخ نبيج وحدث في وقته ابى عبد الرحمن السلي و ابى الحسن على بن جهم مجاور الحرم والشيخ ابى العباس المقصاب بطبرستان واحمد الاسود بالدينور و ابى القاسم الصيرفي بنيشابور و ابى سهل الخشاب الكبير بها ومنصور بن عثمان المغيرة و ابى سعيد الماليني و ابى طاهر الخنذري قدس الله ارواحهم وغيرهم فلو اشتغلنا بذلك هم وتفصيل احوالهم لخرجنا عن

المقصود فی الایجاز وغیر ملتبس من احوالہم حسن سیرہیہ فی
 وسنورد معاملاتہم و سننہم و بحری من حکایاتہم طرفہ فی مواضع من ہذہ
 الرسالۃ انشاء اللہ تعالیٰ شیخ قدس امدم سرہ العزیزہ نخت فرمودہ بوذا و انرا
 وراحوال این طائفہ حیرتے نہ زبان دراز کردہ چیزے گویند برائے آن جنہرے
 ذکر کرد و سیرت و معاملات ایشان در بیان آوردنا معلوم کرد و ایشان اینچنین طائفہ
 اند مردم از برکت اصطحاب ایشان و مواجید و مطالب ایشان باز نمانند
 نخت آن چندے را گفت و ہمہ را نگفت از جہت آنکہ طال الکتاب و پورٹ
 الملاز و آمانے کہ در عصر شیخ بودند بعضے ایشان را اور یافت و بعضے را شنید اگر
 ایشان را ہم گوید کتاب دراز کرد و اکنون خواست و شرطے احوالے و مقامے
 کہ از ان ایشانت بیان کنند شروع در ان کرد و بیا اللہ التوفیق .

باب (۲)

تفسیر الفاظ یک بر یک. ^{منها} هذه الطائفة و بیان ما لیشکل
اعلم ان من المعلوم ان كل طائفة من العلماء لهم الفاظ
يتعملونها انفراداً و ابها عن من سواهم و تواطوا عليها الاغراض
لهم فيها من تقريب الفهم على المتخاطبين بها و تسهيل على هل
تلك الصنعة في الوقوف على معانيهم باطلاقها و هذه الطائفة
تستعملون الفاظاً فيما بينهم و قصد ابها الكشف على معانيهم
بعضهم على بعض اجمال و السر على ما بآينهم في طريقتهم ليكون
معاني الفاظهم مستتبهة عن الاجانب غيرة منهم على اسرارهم
ان ليشيع في غير اهلها اذ ليست حقائقهم مجموعة بنوع تكلف او
محلوبة بضرب تصرف بل هي معان اودع الله سبحانه قلوب
قوم و استخلص بحقايقها اسرار قوم و نحن نريد بشرح هذه
الالفاظ لتسهيل الفهم على من يريد الوقوف على معانيهم من
سالك طريقتهم و متبعي سنتهم شيخ قدس الله سره الغر زينت الفاظ كهيا ان قوم
كه اطلاقات محاورات خویش میگویند و سر کرده و از کفار را مقدم و است زیرا که ایشان بچند مقدم است
این علم را چنانچه در هر وقت مقدمه رفته است الفاظ چنانچه در اصول فقہ خاص گویند عام
گویند و در میان محدثان صحیح و سقیم و ضعیف و غریب و كذلك الفاظ دیگر و میان

منطقیان موضوع و مجموع نقیض عکس نقیض و میان سخیان مبتدا و خبر و غیر ان در ہر
انفاظ وضع کردہ اند کہ بذکر آن الفاظ معہود معلوم شود تسہیل سماع را و مر متکلم را سخن گویند
معلوم سماع شود اما این کہ غیرت مستہمہ^۶ گفتہ است این معلوم نمی شود در کار دین غیر
جہ باشد اما بحقیقت سخن اینست شی از اسرار فہم کس نیست و ہر کہ نشود جز سنگا
نکنند و طالب نشود پیش از انکہ برسد خراب شود طلب از سر او پرویا وہ گردد
چنانکہ محی الدین ابن اعرابی کرد ہر کہ فصوص خواند طلب خدا کلی از دل او رخت
بر بست محاکات و منازعات و مسامرات و محاذات ہمہ رخت بر بستند و
عاطل و ضائع و فارغ و چہ کارہ شد پس لا بد کلماتے گفتند تا بیانے کہ کند بدان آجات
رہ بیابد حاصل بیان خویش آنچه شیخ گفت من بعبارت خویش گفتم تو مرد متعلمی این قدر
دانستن چہ چیز است۔

وقت **قوله فمن ذلك الوقت حقيقة الوقت عند اهل التحقيق**
حادث متوہم علق حصولہ علی حادث متحقق فالحوادث المتحقق
وقت للحادث المتوہم بقول آیتیک راس الشهر فالانتيان
متوہم و راس الشهر حادث متحقق فلرأس الشهر وقت
الانتيان ازان کلمات ایشان یکے لفظ لفظ وقت است وقت عبارت از ان
است کہ از غیب طاری بر تو طاری شود آمدن او رفتن او بدست تو نباشد
تا تقاضاے او عیت بطلے و قبضے انبساطے و انشاطے اخصارے انفاجے
و انزواے ازینجا گفتہ اند الوقت سيف قاطع ای ماضی حکم سر بجا و جابية
فجاءة آنچه مفہوم ما بود گفتیم شرح سخن شیخ کنیم حقیقی وقت عیت یعنی درتے
از ان او حاوٹے از غیب متوہمے یعنی چیزے غیر محسوسے معلوم دل نہ و اثر ان
چہ حدوث شے محققے شود و حصول آن حادث متحقق ہم در وقت حادث متوہم

کے مرکے راگفت بر تو سر مہ بیا یکم پس ایان حادثے متوہم است و رہا
شہر حادثے متحقق و آن وقت ایان است قوله سمعت الاستاذ
ابا علی الدقاق رحمہ اللہ بقول الوقت ما انت فیہ ان کنت
بالدنیا فوقتاً بالدنیا وان کنت بالعقبی فوقتاً بالعقبی وان
کنت بالسرور فوقتاً بالسرور وان کنت مخزن فوقتاً بالخزن
یرید ہذا ان الوقت ما کان الغالب علی الانسان وقت آنچه تو
بدوی وقت تو ہمان است قوله ان کنت بالدنیا فوقتاً بالدنیا ان بیانی
کہ شیخ میفرماید وقت دنیا نیست بر اے خدا را بشو شوق و ذوق فرما از دنیا
و حکایت دنیا از گوشہ خانہ غیبی کہ کینیزک ترا باشد گو ہما بنجا بندند بداند قوله
یرید بهذا الوقت کفتم آنچه غالب بر ایشان باشد این نہ بلکہ ہما نچہ گفتیم
آنچہ از غیب بر تو طاری شود کہ بدست تو نباشد آمدن و رفتن او بقولہ وقد
یعنون بالوقت ما ہو فیہ من الزمان فان قوما قالوا الوقت ما
بین الزمانین یعنی الماضي والمستقبل و ما شربا شد کہ وقت عنایت
از چیزے بود کہ او در دور زمانست زیرا چہ صوفیان گفتہ اند حادثہ کہ میان ماضی و مستقبل
ان وقت است ہر عبارتے کہ وقت را بیان خواہد کرد آنچه ما گفتیم مزج ہمہ بر اینست تو قفا
آن بہن قولہ ویقولون الصوفی ابن وقتہ یرید ان بان لک انہ ^{ہست} ^{تغض}
ما ہوا ولی بہ فی الحال قائم ہما ہو مطالب بہ فی الحین آرس
سخن اینست کہ شیخ میفرماید اما اولی چونہ آید از شوق ہجان خیر و مر و بوقت خویش
باید متصرف و غالب بر وقت اوست اما اگر اولی و احسن اختیار کرد این فصل
او آمدنہ حرفت وقت معنی ترجمہ شیخ صوفی ابن وقتہ صوفی نتیجہ وقت نویسش
مراد قائلان نیست کہ صاحب وقت مشغولست بچیزے کہ در وقت او بہر و اولی

است هم توبه بین این وقت گفته است به احسن اولی چونه رود بها نچه وقت
 اوست هم بران رود قائم با بود با نچه او مطالب است تقاضاے وقت این
 هم بدان قائم است قوله و قتل الفقیر لا یهمده ماضی وقتہ و آتیہ
 بل یهمده وقتہ الذی هو فیہ و ہم چنین گفته اند آنچه گذشت غم گذشته
 نخورد و غم آینده نخورد بلکه در هر وقتی که اوست هم او همان وقت است

رباعی

وی رفت گذشت باز ناید فردا آید و اگر نآید شاید
 امروز بقدر وقت خوش باش رفته رفت است هر چه آید

قوله وقیل اشتغال بفوات وقت ماضی تزییع وقت ثان
 و گفته اند اگر وقت گذشته را دل در بند در آن وقتی که توی آن وقت را
 ضائع کرده باشی یعنی اگر گذشته بجای نماند غیر مراد گذشته است اگر در تشریح و فوس
 آن مشغول شوی در آن وقتی که توی آن وقت را ضائع کرده باشی گذشته را هم ضائع
 کردی این هم ضائع کردی و کذا اگر در روح و ثنا وقت گذشته باشی قوله
 وقد یریدون بالوقت ما یصادفهم من تصرف الحق لهم
 دون ما یختارون لانفسهم فیقولون فلان یحکم الوقت ای انه
 مستسلم لما یریدون من الغیب من غیر اختیار و هذا فیما لیس لله
 علمهم امراً و اقضاءً بحق شرع اذا التزییع كما امرت به و احاط
 الامر فیه علی التقدر و ترک المبالغات بما یحصل منک من
 التقصیر خروج عن الدین و بسا باشد که ایشان ازین وقت آن مراد دار
 هر چه از حق بر ایشان آید بغیر اختیار ایشان بحکم آن باشند پس بگویند
 فلان بحکم وقت است یعنی آنچه از حق وارد است او هم بدان مشغول است و آنچه

از غیب برودارو شده است نفس او ہم بدن تسلیم کرده است و ہم بدن مسلم
 است و این در امورے است کہ مطالبہ شرعی بدو متوجہ نیست اگر از انہا است
 آن وارد این تقاضا کرد کہ اورا تجاوزے از حد شرع شود اینجا تسلیم و استسلام نیست
 و اگر نہ خروج از دین شود و از معاملہ قوم بیرون آدانا این در دل می آید کہ وقت از امور
 قوم و این طائفہ اندر در حقانی متغیر اند آن ہم می ناستند کہ خلاف شرع باشد ^{در زوار}
 و استعمال آن از شرع تجاوز شود آن کسے در صرف تجلیات است وقت خود
 بر دے حکم تجلی اوست و تجلی مقہور و مقہور و مخلوب راستے نیست یقلبہ کیف یشأ
 خضر علیہ السلام حکم حکلی کارے کرده است وَمَا فَعَلْتُمْ سُنَّ امْرِیْ كَفْتُمْ وَقْتِ طَارِیْ
 است آید و برود قوله ومن کلامهم الوقت سيف قاطع ای کما ان ^{السيف}
 قاطع فالوقت بما یضیه الحق و تجری علیہم غالب صوفیان گفته اند الوقت
 سيف قاطع یعنی وقت مجموع برنده است از حق آید و قطع کارے کند کہ بران آید
 است و بر و غالب باشد و از و گذشت صورت ندارد و بریں معنی کہ الوقت سيف
 قاطع و فی الوقت السيف القاطع اما الملك و اما الهلك از ان سو واردے آید
 این را از وے برود غرق بحرے کند کہ ساحلش نیست از ان بحر یلکے بر آید یا در ان
 غرق شود قوله وقيل السيف لين مسد قاطع حله فمن لا یبده سلمه من
 خاشنه اصطلاح کذا الوقت من استسلام لحمله بنجا و من عارض با ترک
 الرضا انتکس و تردی و گفته اند تیغ را دو صفت است یکے آنکہ بینی می نماید روشنی
 می نماید نختشان می نماید دو دو صفت او تیزی دارد کہ آن تیزی برنده است هر کہ
 با اولامت سدا و را بشرط حفظ نگاه دارد و هر کہ با او بد شستی پیش آید بلا کس شود و ضلع
 گردد و حکم وقت ہم مین است هر کہ با اولامت کند یعنی بر حکم او رود بشرط و صفت
 اورا نجات شود اورا از وقت انتفاع شود و هر کہ با او معارضه کند سهل و برابری کند

خواہد حکم او زود بشکند و ہلاک شود قوله وانشد و اسے

و کالسیف ان لاینتہ لان مسہ و حالہ ان خالشتہ خشنان
 انشا و شعرے کردہ است و برین معنی حاصل او یہاں معنی کہ بالا رفت اگر با او نرمی کنی سزا
 او ترا نرم باشد یعنی زیان نکند بلکہ نفع باشد اگر با او مخالفت و سختی کنی او خود خشنان
 است یعنی سخت است باوے درستی کردن از در شنی مزاج نباشد قوله و من
 ساعدك الوقت فالوقت له وقت ومن ناکلک الوقت فالوقت علیہ مقت
 وقت برین مساعد آمد بحالتے حسنی و بکارے مستحسنے پس آن وقتت و آنرا وقت
 نامند و اگر بخلاف آید آن وقت نیست آن مقت است وقت البیس علیہ راعنت
 است این تقاضا کرو کہ آدم را علیہ سلام سجدہ نکند وقت او مقت شد قوله و سمعت
 الاستاذ ابا علی الدقاق رحمه الله يقول الوقت مہرہ یسحقک
 ولا یحقیک یعنی لو محاک و افناک لکن خاصت حین فیت لکنہ یا خذ
 منك ولا یحوک بالکلیدہ وقت مہرہ است محک بروے است بر تو
 افتد و ترا بساید و بگو بد بر حکم خود برد اما ترا از خود بکلی نکند کہ اگر ترا سختی کرد صورت فنا
 گیرد و لیکن ترا آن فنا نکند کہ ترا بکلی بروستی تو با تو گذارد اگر ترا فنا کند و بکلی محو کند
 و گرچہ می باید مانمی کند و ترا بتو باز میگذارد این سخن گفته ام لیکن از کردہ ترجمہ باز گردم

قوله وکان ینشد

یورث القلب جسر ثم میضی

کل یوم میریاخذ بعضی

وکان ینشد یضاه

اعیانت للشفاء لهم جلود

کاھل النار نضجت جلود

وفی معناه

انما المیت میت الاحیاء

لیس من مات فاستراح بہیت

ہر روزے میں می گذارد و چیزے از من می تاند و در دل حسرتے می گرد آرد کہ مرا
تمام از من چرانبر و خود می رود یعنی چنانچہ معشوقہ بیاید و بخود مشغول کند و باز بگذارد
برود و تمام ادا زود نیر و قولہ کاہل النار چنانچہ اہل نار را ہر بار تہنای ایشان
میگذارد و باز برائے شقائے ایشان را باز جلو و درگوشود یعنی تمام ایشان را بکلی نمی برد
تا ایشان از عذاب خلاص یا بند قولہ لیس من مات فاستراح مثل این همچنین
شخصے مرد از جملہ رنجہا خلاص یافت بلکہ بدان ماند شخصے در شرف موت جانے می کند
و نمی میرد قولہ والکلیس من کان بحکم وقتہ ان کان وقتہ الصحو فقیام بالشہ بعد
و کان وقتہ المحو فالغالب علیہ احکام الحقیقۃ و انما کسے است کہ حکم وقت
خویش باشد اگر وقت ہشیاری است یعنی از مستی تجلی و کشف بخویش آمدہ و لذت
سکر ابدی باقی بس کا حکم شرع باشد و ظایفے و اورادے کہ آمدہ است بدان مشغول
باشد و اگر وقت او بقضائے محو کردہ است کہ اورا بد و نگذاشتہ است پس غالب
بر و احکام حقیقت است او مغلوب بر حکم ناسب و اینجا اسکالے می آید این سخن
ہماں سخن است کہ بالا گفتہ است قولہ وقد یریدن بالوقت ما یصادقہم
من تصریف الحق لہم و شیخ اینجا این فرمود کہ اگر موافق شرع است بران رو
و اگر مخالف شرع است ترک مہالات بدان کردن خروج از دین است و اینجا ہم
فرمود فالغالب علیہ احکام الحقیقۃ چون غالب حقیقت باشد تا حقیقت بر کدام
چیز دار و بکدام سو برو شیخ رحمہ اللہ در بیان وقت چند سخن فرمود و بعض سخن از سخن
و گر غیر آن نمود طالب مترشد برچہ قرار گیرد کلی فرمودہ ایم من قبل تمام را ہم بران تطبیق
وہ و ہم بران رو

قولہ ومن ذلک المقام والمقام یتحقق للعبد بمنزلتہ من مقام
الاداب ما یتوصل الیہ بنوع تصرف و یتحقق بہ بضرب تطلب

ومقاسات تکلف بمقام کل احد موضع اقامتہ عند ذلک وما
ہو مشتغل بالریاضۃ لہ وازان کلماتے کہ صوفیہ راست ورمحاورات ایشان
مقام است و مقام عبارت از کارے و حالے است کہ در توفیر گیرود و ترا بیان
استقامت شود مراد حق حالات حقانی متجدد شود آنچه تا کہ فرج و تفرقہ نماید از مقام نامند
و آنچه شیخ می فرماید بیان کنیم مقام اینست ہر منزلی کہ از خدا برو شود یعنی پے در پے
کہ از خدا آید او پیمیزے از تکلف خود اورا با خود دار و مقام ہر کسے آن نباشد کہ او را
محل مانده است و آن ثابت بر خود کرده است این را مقام نامند بنوع تکلف
چہ باشد یعنی مائے بروطاری شدہ است والبتہ بقصد خویش نمی خواہد آن از
برود تم کردہ خود را بران می وارد تا آنکہ باوے ماند قولہ و شرطہ ان لا یرتقی
من مقام الی مقام آخر ما لیسیتوف احکام ذلک المقام و شرط مقام اینست
کہ از ان پیشتر نشود تا استیفاے حق او کند مثلاً کیے را حال توبہ آمد چنانچہ مذم او آن حالت
را متجدد داشت تا آنکہ مذم استقامت یافت توبہ دست داد و بعد آنکہ درین توبہ
خطر گناہ از دل رفت لذت گنہ از سینہ او خاست اینجا باشند کہ این مقام توبہ شد
و استقامت این نشود تا آنکہ حال ورع بر و نازل نشود چون حال ورع بر و نازل شود
توبہ مقام کرد و اینجا شکائے می آید اما دام استقامت توبہ نداشت او ورع نداشت
اگر شے مائی با او ورع نبود توبہ چونہ شد متعلی شدہ بود و گفت یعنی کمال ورع آن جمیع
نداشت کہ ما قید گرفتہ ایم اگر شے مائی ورع نبود توبہ چونہ شد قولہ فان من لا
قناعۃ لہ لا یصلح لہ التوکل من لا توکل لہ لا یصلح لہ التسلیم و کذلک
من لا توبۃ لہ لا یصلح لہ الا نایبہ شیخ می فرماید نخست قناعت با یتاپس
آن توکل دست و دیزیرا چہ شو مائی توکل در قناعت ہست اگر شے مائی توکل در و نہ
باشد قناعت نباشد فلذلک التسلیم و الرضا قولہ و من لا ورع لہ لا یصلح

الزهد پس از توبہ بوسع آید در عبارت از نصیحت کہ احتمال از مشبہات کند چون در مقام یا بد توبہ مستقیم شود چون او در ورع باشد ترک مشبہات را و درع نامیدند حال زہد بر سالک طاری شود یعنی در ورع ترک مشبہات بود آنجا اندیشہ افتاد در ترک مشبہات بود و در نظر با معان باید کردن کہ این مشبہت ہست یا نیست و حالے کہ بدست اوست آنجا نظرے با تنقصامی باید آن حال برین آورد کہ ترک کلی باید کرد مشبہ و حلال را آنکہ درع دست در پیش آنکہ این حال متحد و شد و متوالی شد و مرد فاعل آن گشت مقام زہد نامیدند قولہ والمقام بضم المیم هو الاقامت کاملدخول بمعنی الادلخال والمخرج بمعنی الارجاج شیخ قدس اللہ سرہ بیان لغت مقام میکند یعنی این مصدر می است مصدر می از ثلاثی بروزن مفعول آید و مفعول بمعنی مصدر ہم آید بمعنی زمان و مکان ہم آید و آن منسحبہ مصدر می بروزن مفعول آید و زمان و مکان ہم بروزن او آید المدخل در آوردن و در آورده شد و زمان در آوردن و مکان در آوردن پس معنی اقامت در مقام چہ باشد مقام فرود آوردن خدا و جای داشتن خداے و اگر مقام بفتح میم گویم ہم معنی درست آید و در بعض کتب سلوک بفتح میم کرده اند آن بدین معنی باشد قیام آن شخص بموضع کہ وصف او چنین و چنین است توکل و صبر و رضا و این معنی از بیان شیخ مبہان نیست زیرا چہ قام متابع اقام است تو گوی اقامت فقار ہا آنجا کہ خدا خواست او را قرار دہد ہا آنجا مقام و منزل او ساخت قولہ ولا یصلح لاحد منا ذلہ قوم لا یشہود اقامۃ اللہ ایاہ بذلک المقام لیصلح بناء امرہ علی قاعدہ صحیحہ و بیح کیے را مقامے ثابت و مستقیم نشود مگر آنکہ در روش محقق و متیقن باشد کہ خداے بجانہ و تعالی بفضل و کرم خویش مرا این مقام روزی کردہ و مرا بدین دولت رسانیدہ این شہودے کہ شیخ گفت این شہود خیالی و ویمی است نہ شہود عیانی و حقیقی شہود حقیقی شہودے است اینجا بہتو بودے و ورودے بنائند

این برائے آزا میگویم تا کار او بصحت و استقامت باشد بر آئینہ چو نظر او بر خدا باشد
 کا زاو بر استقامت و سداو باشد قوله سمعت الاستاذ ابا علی الدقاق رحمہ اللہ
 یقول یلادخل الواسطی رحمہ اللہ نیسا بوسر سال اصحاب ابی عثمان رحمہ اللہ
 بماذا کان یا مرکم شیخکم فقالوا کان یا مرنا بالتزام الطاعات و برویة
 التقصیر فیہا فقال یا مرکم بالمجوسیة المحضة هلا امرکم بالغیبة عنها
 برویة عنیہا و مجریہا و انما اسراد الواسطی رحمہ اللہ بہذا صیانتہم
 عن محال الاعجاب لا تعترجحانی اوطان التقصیر و تجوز الاخلال باذا
 من آداب اللہ تو این حکایت را دت عرف و غیر ان یا بی کہ ابی بکر کافی نسبت کنند کہ مرید
 ابو عثمان حیری رحمہ اللہ برآمد او پر سید شیخ شہا شمارا چہ می فرماید ایشان جواب
 دادند شیخ ہم یہاں جواب گفت کہ مذکور است واسطی رحمہ اللہ در نیسا بوسر آمد مشہور
 ابو عثمان رحمہ اللہ ملاقات کردند واسطی رحمہ اللہ پر سید شیخ شہا شمارا چہ فرمودہ و بردا
 کار و اثر ایشان گفتند شیخ ما را فرمودہ است و طاعت خدا ملازمت کنید
 و خود را و در آن مقصد دانید واسطی رحمہ اللہ فرمود شیخ شہا عبادت مجوسیان فرمود
 کہ کارے از خود دانستن مجوسیت محض باشد واسطی رحمہ اللہ گفت شہا شیخ این نجی
 فرماید شہا ملازمت طاعت کنید و معتقد شہا این باشد کہ ما را این سیر نشود و این فعل
 در مظهر ما ازمانی زاید مبدی و مجری آن و پیدا کنندہ در مظهر ما خداوند تعالی است شیخ
 این حکایت برائے آن آورد کہ مقام استقامت نیابتا این نظر نباشد کہ این
 فعل فضل باری است نہ بقصد و اختیار نفس و آنچه استاد ابوالقاسم مراد واسطی فرمودین
 مراد ابو عثمان حیری است او کہ اتفاس رویت تقصیر تعوذ فرمود ہم بر موجب این
 کہ عابد را در عبادت اعجابے نشود اما دیگرے می گوید کہ مراد واسطی در گفتار خویش این بود
 کہ مرد عابد را خود و از عبادت خود غائب شود فانی گردد و تصور او حقیقتہ این فرمایش

مشائخ باشد و کار مرشدان -

قوله ومن ذلك الحال وبعضه ازان مصطلح قوم حال است اشتقاق حال
 مال آن دو لغت تقاضا می کند یکے از حلول و دوم از تحول اگر از حلول باشد حال شد
 باشد بکثرت استعمال تخفیف کردند و قول ایشان الحال نازک تنزل من الله من تقاضا
 کند که شیء یحل من الله و اگر از تحول باشد گفته اند حال را ازان حال نامند که صفت تحول
 وارد آید و ورود قرار گیرد و قوله والحال عند القوم معنی یرد علی القلب من
 غیر تعین منهم و لا اجتناب لا الکتساب لهم من طهره او حزن او
 بسط او قبض او شوق او انزعاج او هیهیه او احتیاج فالاحوال مواهب
 و المقامات مکاسب و حال باصطلاح صوفیان معنی است که بر دل فرود آید
 بغیر اجتناب و اقتضای حال خوشی او بستم نیاید و از خدا آید و کذلک الحزن
 و البسط آنچه شیخ می شمارد معانی که خواهد آمد من صاحب حال در آن تامل و تفکر
 خواهد کرد و اما ورود او سخت بغیر تامل و تفکر است پس احوال از مواهب
 باشد در آن تصرف بنده را مدخل نیست و مقامات را مکاسب نامند زیرا چه در هم
 بنده در دست حال آمد از خدا آمد و آن حال مقام گشت و خدا آن حال را مقام گردانید
 خدا او را بر تجدد و تکمیل داشت تا آن مقام شد چو در هم و صورت قصد بنده بود مقام
 نام کردند و آن چون ابتداءً بغير کسب آمد حال نام کردند و هم مکاسب مواهب اند اما
 تفرقه اند که گفته ایم تفرقه است قوله و الاحوال تاتی من عین الجود و المقامات
 محصل بیدل المجهود احوال از عین فضل باری اند و مقامات بیدل مجبور شود
 یعنی خداوند تعالی او را قوت و توفیق و مدد باریان استقامت شود این بیدل مجبور
 شد قوله و صاحب المقام ممکن فی مقامه و صاحب الحال مرق مبقی
 عن حاله مقام ممکن است مکان داده شد یعنی او را خدا تعالی تکمیل داده

نعم ممکن و لکن تکلمین اللہ تعالیٰ و صاحب حال مرتقی و مبعی است از آنچه اوست و بر آنچه اوست بر آن نداشتند و از ان پیشتر برود و اند قولہ سئل ذوالنون المصری رحمہ اللہ عن العارف فقال کان ہنا فذہب ذوالنون را رحمہ اللہ از عارف پرسیدند گفت بود اینجا رفت شیخ این سخن در محل آن می آرد کہ حال باقی نماند برود و این حمایت از حال نگفت از صاحب حال گفت یعنی حال عرفان باوے بود چو از عارف حال عرفان رفت گوی او بان حال رفت و عرفان نماند او را کہ عارف نماند بدین حال عرفان باوے بود چو عرفان رفت عارفیت عارف رفت شیخ عنایت کرده این سخن درین محل می آرد و حال عرفان بود و رفت اما این قوم کان فذہب عنایت کرده اند چو اطلاع بر حقیقت شود و وجودات با جمعها و احوال بکلمات ہم بجانب حقیقت و بچنان بودند چو حقیقت تجلی کرد این ہم بوم و خیال رفتند و معرفت از احوال نیست از مقامات است چنین ہم باشد کہ زمان من الطف الازمنة معرفت از دل عارف برود نماند استغفر اللہ عرفان عام گیر خواه خاص گیر خواه تجلی گیر یا شیخ از تجلی و کشف حکایت کرد کہ تجلی برود و ام نیست و کشف مستقیم نہ چو تجلی و عرفان رفت او بعین و عیان چیزے می دید آن رفت چون آن رفت آن مشاہد را بحال نسبت کردند چو حال مشاہدہ رفت عارف ہم رفت قولہ وقال المشائخ رحمہ اللہ الاحوال کالبرق فان بقی فحدیث نفس مشائخ رحمہ اللہ گفته اند احوال همچو برق است یعنی لایع شود و مختفی گردد و اگر باقی ماند فهو حدیث النفس و ومعنی احتمال دارد یکے آنکہ آن حال نباشد حکایت نفس است دوم چو حال متحد و متوالی گردد چنانچہ حدیث نفس ہر یکے بسر دیگرے متوالی و متحد و باشد آن حال را بدین نسبت حدیث نفس خوانند و دیگر چنانچہ نفس بر جا است و احوال بروطاری میشود ایشان گفته اند الاحوال کالبرق برق آید و رود و مرد بر جا باشد

اگر برق متحد و متوالی شود مرد سوخته و نیست فنا بود گرد و چنانچه یکے گفته است
نظم

ز باد و چون کف ساقی تہی نمی گردد کجا دلغ لطیفم ز مستی آید باز
قوله وقالوا الاحوال کاسمها یعنی انها لما تحل بالقلب تزول فی الوقت
احوال حاصل او مفہوم او همان لغت اوست حال آنست آید و رود یعنی تحول دار
چنانچه در دل فرود آید همچنان برود قوله وانشد

ولم تحل ما سمیت حالا وكل ما حال فقل زاکا

انظر الی اللفی اذا ما انتهى یاخذ فی النفس ذاطالا

و ہم بدین معنی کہ حال ثبوتی ندارد و صفت او زوال است انشاء شعر کرده است آنرا
کہ تو حال نام نہادہ اگر او فرو نیاید ہر حال کہ بر تو فرو و خواہد آمد او خود زائل است
قوله انظر الی اللفی بسوس سایہ بین تہی شود ہر چہ دراز تر می شود او را نقصان میشود
قوله و اشار قوم الی بقاء الاحوال و دوا مہا وقالوا انها اذا لم یبق
ولم تتوال فہی لو ابح بواد ولم یصل صاحبہا بعد الی الاحوال
فاذا دامت تلك الصفة عند ذلك یسمى حالاً بعضی اشارت برین
کنند کہ حال بقا و اردو این را احوال بقا نامند و گفته اند و اوست کہ بیاید
اگر نماز او را حال گویند او را الواع و بواوہ گویند و چون بماند و ثابت باشد آنکہ
حال گویند و اگر ہیں بواوہ و لو ابح باشد پس صاحب او منور بحال سیدہ است
و چون آن بواوہ و لو ابح قرار گیرد حال نامند قوله و هذا ابو عثمان الجبیری
رحمہ اللہ یقول منذ رجعین سنة ما اقامنی اللہ فی حال فکرمته
اشارت الی دوام الرضا و الرضا من جملة الاحوال اینک این ابو عثمان جبر
است رحمہ اللہ میگوید چهل سال شد خدای تعالی مرا بیچ حالے نداشت کہ من

از ان کارہ بودہ ام اشارت بدوام رضا کرد و رضا از جمله احوال است اینچنانچه
 سخن داریم کہ میگوید نزد یک ابو عثمان رضا از احوال است چرا از مقامات نیست
 دیگر من بالا گفته ام آمدہ ام کہ حال متوالی تجد و شد اورا مقام نامند اکنون حال رضا
 چو با عثمان حیری رحمہ اللہ متوالی و تجد و شد مقام شد و قول او ما اقامنی اللہ
 فی حال ہمہرین دلیل کرد کہ ما گفتیم کہ حال تجد و متوالی است و اینچنانکہ اسکاے
 و گراست کراہیت ضد رضا است نہ نقیض رضا است بنہما حالتے تصور توان
 کرد کہ نہ کراہیت است نہ رضا است زیرا چہ رضا سرورست پس فی امر من الامور
 توان گفت کراہیت نیست رضائیت قولہ والواجب فی هذا ان
 يقال ان من اشار الى بقاء الاحوال فصحيح ما قال فقد يصير المعنى
 شرباً لا حد في ربي فيه ولكن لصاحب هذه الحال احوال هي
 طوارق لا تدوم فوق احوال التي صارت شرباً فاذا دامت
 هذه الطوارق له كما دامت الاحوال المتقدمة ارتقى الى احوال
 ارفع من هذه والطف من هذه قائلاً يكون في الترقى بهر کہ بقاء
 احوال گفته است سخن درستی گفته است کہے باشد کہ این حال شرب او
 شود یعنی ذائق آن باشد و قوت او گردد و آن شرب این شود پس او آن اعتقاد
 کند و مر این شخص را احوالے و گراست کہ آنرا طوارق گویند و آن دایم نماید و آن
 بالا ترازاں احوالے کہ شرب اوست و صاف تر و لطیف تر و چون این طوارق
 مر آن صاحب حال را مستقیم شد چنانچہ احوال مقدمہ دایم بود از ان پیشتر یعنی
 شود کہ آن ازین صاف تر و بالاتر و لطیف تر و روشن تر باشد پس ہارہ آن مرد
 در ترقی است میگویم این ہمہ شد احوال را و دایم ہست یا نیست طوارق نام کن
 یا لوانچ گوسالک را درین چہ نفع اگر این اختلاف و این اسامی نداند اورا چہ زیان

اور روزگار پیش آمدہ آن اور بسزروی است قسمہ ماشتت قوله سمعت
الاستاذ الامام ابا علی الدقاق رحمه الله يقول في معنى قوله ^{صلی} الله
عليه وآله وسلم انه ليغان عني فلي حتى استغفر الله في اليوم سبعين
مرة انه كان عليه السلام ابداني الترقى من احواله فاذا ارتقى من
حال الى حال اعلى مما كان فيها فربما حصل له ملاحظة الى ما ارتقى عنها
فكان يعيدها غيناً بالاضافة الى ما حصل ما فيها فابداً كانت
احواله في التزاييد ^{ابو علي} مرانواجه وقاق رحمه الله كفت ومعنى قول رسول الله
صلی الله عليه وآله وسلم واني لا استغفر الله كل يوم ازين عبارت چه معنی است
معنی اینست که رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم همیشه در احوال خویش در ترقی
بود چون از حال ترقی میکرد بجای دیگر عالی تر از آنکه و بعد از آنکه از آنچه گذشته بود بر آن
ملاحظه افتاد از ان استغفار کرد پس بهر حال در تزیید و ترقی است میلویم ملاحظه
شروط نیست بجز از ادنی با علی رفتن بے آنکه باشد از ادنی استغفار نشود اینجا نیز کما
روے می نماید مرد راضی را تجلی الطف و ابل و اطیب و ارضی و غلبه روے نماید
هر آینه بیدارش خوشی افزاید آن خوشی نسبت برضانداد آن نسبت بوجدان
مراد باشد مثلاً شخصی محبوب را بهر با خود ببیند و بران راضی و خوش است
و اگر محبوب با شهو و حضور خوش چیزے از مواصلات بخشد بوجوب آن خوشی در
مرد صاحب ضا آید آن دریب من الغیب آید ففهل من المحبوب بود فهم کن که
چه گفته شد قوله و مقدر رات الحق سبحانه من الا لطاف لانهاية
لها و اذا كان حق الحق العرف فالوصول اليه بالتحقيق محالاً فالعيب ابد
في ارتقاء احواله فلا معنى بوصول اليه الا وفي مقدر سبب محالاً ما
هو فوقه يقدر ان يوصله اليه و على هذا يحمل قولهم حسنة الاية

سیئات المقترین این سخن بر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استقامت داد
 کہ او ہمیشہ در ترقی بود بعد آن سخن بر اسرارشاد و طلاب علی العموم فرمود کہ مقدور است
 خداوند سبحانہ منحصر نیست و الطاف اورا اندازه نہ مہر کر ا ترقی نصیب کرو
 ہمارہ اورا ادنی باعلیٰ بر دہر اعلیٰ کہ بہت نسبت آنکہ از وبال ترست ادنی است
 مرتجلی را ہمارہ در ترقی می وارو و از ادنی باعلیٰ می رو و چون حق تعالیٰ این آمد کہ البتہ وجدان
 آن اندک باشد و دریافت او و شناخت او مادرو وصول بدو کما ہو حقہ محال زیرا
 او واجب قدیم لایتناہی و بندہ ممکن زائل تنہای ادراک آن و دریافت کما ہو حقہ برہند
 مستحیل چون چنین باشد ہر آئینہ ابداً و ترقی باشد مثال این ہر یابے ماندگی
 غوطہ خورد و گمان برد کہ با تہاے این دیار سیدم گمان برد و مقرر شد تا کہ کیے
 فرو تر نظر کرد در یابے دید سجد عمیق تر و لطیف تر و صاف تر تا آنکہ انتہاے او گیر
 کار تمام شود در ان ہم غوطہ خورد و انتہاے او گرفت با خود راست گرفت اکنون
 رسیدم جگے کہ باید رسید تا گہان پر وہ دیگر از چشم دل او برگرفت در یابے دیگر حسا
 کرد آنچه گذشتہ بود بجنب این پنج نیست با خود دے سروے زد گریہ کرد گفت
 در در یابے غرقم کہ ہرگز پایاب رسیدنی نیست تا آنکہ درین جہان باشد همچنین باشد
 و فرود آئنا و صدقنا ہر جا کہ باشد ہم چنین باشد قولہ و علیٰ ہذا یحتمل
 قولہم اللہ مرد و ہر جنہ کہ کند از را درین مزیدے و ثوابے باشد و مقرب ہر نفسے
 در ترقی است ہر زمانے از ادنی باعلیٰ است نہ آنکہ حنہ او سینہ این مقرب
 است تا آنکہ استغفار و تعوذ میکند و یک معنی دگر ہم احتمال دارد اینجا کہ از تہر
 حنہ زاید کہ آن نزد یکساہر اسبیہ نماید خضر علیہ السلام غلام راکشت ان حنہ
 خضر بود علیہ السلام و موسیٰ حنہ اورا سیہ دانست قولہ و سئل المجنیل
 رحمہ اللہ عن ہذا یعنی قولہم سیئات المقترین فان شد

طوارق انوار تلوح اذا ابدت فتظہر کما نانا و تخبر عن جمع ن ویظہر
 جنید رحمہ اللہ را ازین سخن پرسیدند حسنات الابرار سیئات المقربین چه باشد
 گفت چو همچنین است طوارق و انوارے و الطوارے ہست و ترقی از ادنی
 باعلی ہست و اختیار از جمع ہست و ابرار از طوارق و انوار و از جمع الجمع خبر ندارد این
 مقرب کشتی او در قعر بحر غرق است مسکین ابرار کشتی در خشکی می راند ہر آئینہ حسنات
 اوسیئات مقرب باشد۔

قوله ومن ذلك القبض والبسط وبعضه ازان الفاظی کہ میان قوم
 قبض و بسط است قبض از روے لغت گرفتن است در مصطلح قوم عبارت از انقباض
 دل است و آن عبارت از حالتی است از سالک از ادنی باعلی ترقی نتواند کرد
 یا میکند اما ذوق و لذت آن نمی یابد و بیج بلاے بر صوفی بالاتر از قبض نیست و بسط
 خلاف قبض است در بسط کیے را با ندکے کشادگی دل است و در قبض کیے را با ہمہ
 چیز گرفتگی دل است مرد و اجدا ما فاقد ذوق قوله و ہما حالتان بعد ترقی
 العبد من حال الخوف والرجا قبض از خوف خیز و بسط از رجا خیز و چو از ہر
 دو ترقی شود و بموجب رجا کشادگی آید از بسط خواہند و بحسب خوف نیک آمدنی چو
 کہ در دل شود از قبض نامند پس قبض و بسط فوق خوف و رجا باشند قوله فالقبض
 للعارف بمنزلة الخوف للمستأنف والبسط للعارف بمنزلة الرجاء للمستأنف
 پس قبض معارف را مرتبہ است کہ خوف مرتبہ دی را کذا کہ بسط معارف را ہم
 چنانکہ رجا مرتبہ دی را قوله ومن الفصل بین القبض والخوف والبسط
 والرجا ان الخوف من شیء فی المستقبل اما ان يخاف فوت محبوب
 او هجوم محذوہ و کذا کہ الرجاء انما یکون بتأمیل محبوب فی المستقبل
 او يتطلع زوال محذوہ و کفایۃ مکروہ فی المستقبل و بیان تفرقہ کہ میان

خوف ورجا و قبض و بسط است اینست که خوف از چیزی باشد که آئینده است یا محبوبے است بدست او فوت اورا خالیف است و خوف وجدان محبوبے ارد این ہم بوقوع محذوری باز میگردد و چنین ہم باشد محبوب بدست است بدان و دام است خوف آن دارد که از خود را تمام نمیدارد این تمام او مطلع تواند شدن و این همه که گفتیم بزبان آئینده متعلق است و كذلك الرجاء انما يكون بتاميل محبوب في المستقبل او يتطلع زوال محذرو و كذلك الرجاء انما يكون بكفاية مكره في المستأقف ورجا نیز نسبت با استقبال دارد که البته بر کمال محبوب و بر انتہای عزت و جلال او مطلع خواهم شد یا با همه تغزیزے که دارد و مرانجودره خواهد بود و قوله و اما القبض فلعمنی حاصل فی الوقت و كذلك البسط اما قبض عبارت از شے حاصل است در وقت طاری بروے افتاده است اورا منقبض میدارد و بیچ اورا از ان خبر ز و همچنین بسط قوله فصاحب الخوف والرجاء تعلق قلبه فی حال التیه باجله و صاحب القبض والبسط تغیر وقتہ بوارد غلب علیہ فی عاجله ثم تتفاوت نعوتهم فی القبض والبسط علی حسب تفاوتهم فی احوالهم و صاحب خوف و صاحب رجاء اول ایشان متعلق است بچیزے که در متانف نباید اما صاحب قبض و بسط را اوردے است از آنچه اوست اورا بگردانند یا قبض کشد یا بسط یا اگر چنین است که قبض و بسط از معنی خوف ورجا است پس باید ایشان هم در متانف باشند حادثه که در اول افتاده است از اشخ وار و نام نهاد آرسے من الله امدواست شخصی در اثناے وجدان شی دروش افتاد که بدین شے اطلاع تمام و کمال مرادوست نمیدارد بحسب این قبضے شد که بدان خوش نیست و لذت از ونمی تواند گرفت با او وحشت است و ناخوشی است و بسط در اثناے وجدان شے اگر چه آن اقل من کل قلیل است نفس و دل

بسط و فرحتے شد این فرح را نہ مستانف گویند و نہ حال گویند اما بیان ہمان قدر کہ شیخ
فرمود و از قبض چه باشد و دل اورا برآمدہ کند از ان شے کہ حاصل او دست لذتے
و راحتے تو اند گرفت موجب برآمد اگر گویم ہمین قدر گفتم در از می شود و در از ترگر و وقولہ
من و اسرے یوجب قبضا و لکن فی صاحبہ مساع للاشباء الاخر لانه
غیر مستوفی ہمان بیان کہ گفتم کہ شیخ می فرماید رحمہ اللہ واردے باشد کہ موجب
قبض آید اما صاحب او احکام ان وارد کہ ازین انتقال کند شے دیگر اند از او انجا
اور ازین قبض فرحتے شود و براسے این را حکایتہا بسیار است کہ از صوفیان منقول
ست عذر ہمان ست کہ کتاب در از شود لانه غیر مستوفی زیرا چہ وارد او را تمام اتینفا
نکرده است پس اورا فرحتے آن ہست کہ از طرفے دیگر نجات جوید قولہ و من
هو مقبوض لا مساع لغير واردہ فیدہ لانه ما خود عندہ بالکلۃ بواردہ
بعضے از ان آہنا اند کہ اورا از وسے بکلی برودہ اند و او بکلی مقبوض است و اورا از ان
مساع بیرون آمدن نیست زیرا چہ وارد برو غالب است کہ شیخ این را مقبوض بدین
معنی میگوید چنانچہ تخصے قوی را بندے سخنے کنید و چنان ساختہ کہ از و کارے
نیاید نالہ این مسکین این باشد از زبان محبوب میگوید نظم

باہر کہ بیامیزی میدان کہ نیاسائی زیر و زبیرت دارم زیرا کہ تو ازائی

قولہ لکما قال بعضهم اناردم لا مساع فی این روم از قبض نیست اما
رحم کلہ یعنی من سختم در من چیزے نفوذ کردنی نیست این از قبض باشد چنانچہ شیخ
رحمہ اللہ فرمود و دیگر مرد جائے رسید کہ امکان تغییر رفت از وسے آچنان ممکن آفتہ
است کہ امکان تحولی مانده است و دیگر کے کے گشتے است و تنای مانده
اور از و کہ گردانند این سخن افاسرہ م کلہ فتح موصلی است رحمہ اللہ عمرے در مسجد
جامع یک ستون پیش گرفته شستہ بود و البتہ قابل نبود کہ با بیچ کس انسا طے کند گفتند

قوائے بیاریم نعمہ سراید بیٹے گوید قدرے شمارا کشادگی و خوشی باشد گفت اناسم
 کله لا یوثر فی قول من ہاں آنچنان سخت کہ بیچ در من اثر نکند و ریگانگی و کمی فوق
 نیست فوق در رومی است قوله وکذا لک مبسوط قد یكون بسط
 یسع الخلق فلا یتوحش من اکثر الاشیاء و یكون مبسوطا لا یوثر
 فیہ شیء نحال من الاحوال چنانچہ قبض را در حال گفتیم همچنین بسط را در حال
 است بسا باشد کہ تواند بچیزے و گزیرد از و بسا باشد کہ بسط چنان گرفته است
 چنانچہ سکران مایت باشد اکنون مبسوط اول امکان آن دارد کہ او بچیزے و گزیرد
 شود بسط او برود و مبسوط او برود و مبسوط دوم چنان اورا بسط است کہ بیچ حالے
 از احوال درو اثر نکند ہر چند کہ موجب قبض اورا پیش افتد تا اورا از بسط بگرداند
 اینجا یک دو عبارتے می نویسم قبض اللہ عنک بک و قبض اللہ عنک
 بہ و قبض اللہ عن مراد اناک و قبض اللہ بکس مراد اناک عنک
 و قبض اللہ بحیث لا یبسطک و ہم برین قیاس موارو و بسط کن و یبسط
 اللہ بک و یبسطک بسط و یبسطک بما انت فیک و یبسطک
 بما لک منک انواع قبض را بششم و ششم و ششم و ششم در بیان خود سخن مضطرب
 می راند قبضے کہ گفت کہ آن قبض عنک بک است و آنجا نظرے و مثلے
 را مذکور گیر گفت و این نظیر راند کہ قبض اللہ عنک بک است بہ سبب این
 در بیان شیخ اشکانی می شود کلام مضطرب می رود قبض بتدیانست قبض متوسط
 قبض قہیانیست ال ابتدا را مراتب و درجات است بتدی اول قدم کہ توبہ
 کرد بتدی نام یافت و یکے جملہ مقامات را قطع کرده است آخر مقام ماندہ است
 کہ قطع کند اورا ہم بتدی میگوید بین کہ چند مرتبہ است یکے از ان مقامات ہست
 اورا چند مرتبہ است ابتدا است وسط است و انتہا است و ہم همچنین متوسط

بعد انکہ این مقامات ترقی کرد اور اطوارق و بواوہ از انچہ لواح لواح اور اروسے
 دادا انکہ ابتدائے قدم ممکن شود بعد انکہ قدم ممکن استقامت گیرد بواوہ حقیقہ تجلی کند
 تا آنکہ در حقیقت رسد با توجہ گویم چہ ممکن و چند قلب و قلب و چہا و چہا است اکنون ترا منتهی از ان
 می نامند کہ در مرتبہ رسیدی کہ آن مرتبہ تو نہایتی نذارد و تومی رومی رود جزئیات
 را نہایت نہ بہ حسب ہر چہی قبض و بسط ہست شیخ قدس اللہ سرہ طفل و صغیر
 و مرابط و بانگ و کہل و شاب و شیخ و شیخ فانی را در یک طلقہ می آرد متلذذ را فہم و شواہد
 باشد قولہ سمعت الاستاد ابا علی الدقاق رحمہ اللہ یقول دخل
 بعضهم علی ابی بکر الفحطی رحمہ اللہ و کان لہ ابن یتعاطی ما یتعاطا
 الشبان فکان مہم هذا لادخل علی هذا الابن فاذا هو امع اقرانہ
 فی اشتغاله ببطالہ فرق قلبہ للفحطی رحمہ اللہ وقال مسکین
 هذا الشیخ کیف ابتلا بمقالہ هذا فلما دخل علی الفحطی رحمہ اللہ بمقامہ
 و حدہ کان لا خبر لہ عما تجری من الملاہی فتعجب منہ وقال فلیت
 من کایوثر فیہ الجمال الرواسی فقال الفحطی انا قد حرمنا عن رق
 الامشیاء فی الازل بعضے صوفیان براہو بکر فحطی رحمہ اللہ آمد و فحطی رحمہ اللہ را پسرے بود چنانچہ
 بعضے جوانان پریشان حال باشند بچیان بود و این مرد کہ بر شیخ آمد ہم در ان رہ آمد
 کہ پسر شیخ با جوانان باشا سگی مشغول بود آن مرد کہ این حال را دید دل او بر آن
 شیخ نرم شد کہ مسکین این شیخ چہ بتلاشہ است بچنین بلاے سختی کشیدن چون
 بر شیخ دادند شیخ را دید گوی اورا بیچ خبرے نیست کہ پسر بچنین کارہ است پس
 اورا عجبے آمد از شیخ و گفت ای من فدا باد تا آنکسی کہ گرانی کو بہاے بزرگ م تو
 و روستے لڑنے کند فحطی رحمہ اللہ فرمود کہ ما از بندگی اشیا از ازل باز آردیم
 درین حکایت اشکابے ہست یعنی پسر را با علم میگذارد حکایت این دلیل کرد کہ

علم وارد ہے باشد مع العلم تاثر سے ہم در شیخ پیدا بشود و این تاثر دینی است و مرد
صاحب جمع الجمع را ہر کار را در کار است علی رضی اللہ عنہ کہ تیغ زد از آنچه او را در
عزق جمع الجمع بود کذا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اینجا انجمن گویند
مرد بنجو و مشغول است و اداز و مصطلح است اورا بدو نگذاشته اند و اورا بدو نمی
دہند ہم بنجو و گرفتاری دارند و انجمن حالتی تربیتی و ارشادتی و تعلیمی و منعمی و امری
و نہی نیست **قوله** ومن ادنی موجبات القبض ان یرد علی قلبہ و امر
ن رمز موجبہ اشارۃ الی عتاب او ذم **بما** استحقاق قادیب فیحصل فی
القلب لا محالۃ قبض ادنی موجبات قبض انست کہ واردے در دل او وارد
شود و اشارت تخویف بدخول ناکند یا عتابے و غیر آن باشد و صاحب را ^{منقبض}
گرداند چو عتابے آمد و استحقاق او بے شد ناخوشی ضروری است این نظیر بر آے
صوفیان را چندان نسبت دارد قبض و بسط از احوال قوم است قبضے از ان سو
آید ان نسبت دارد و شیخ رحمہ اللہ او بے گرفتہ است کہ قبض عام است
قوله وقد یكون موجب بعض الواہدات اشارۃ الی تقریب
او اقبال بنوع لطف و ترحیب فیحصل للقلب بسط چنانچہ قبض
خوف و رجاء آورد و آنکہ اشارتے کرد بواردے و امکان تقریب خدا و ایصال
رحمت او این موجب بسط آمد **قوله** و فی الجملة قبض کل احد علی حسب بسطہ
بسطة علی حسب قبضہ اگر قبض عوام بسط عوام و اگر قبض خواص بسط عکس
چہ بود بسط او بدان شود قبض او با ستار بود بسط او تجلی شود ہمہ بریں قیاس کن **قوله**
قد یكون قبض لیشکل علی صاحبہ سببہ یجلی فی قلبہ قبضاً لا
یدری ما موجبہ و ما سببہ بسا باشد قبضے باشد و موجب او معلوم نباشد
انجمن میگویند کہ موجبے ہست اما اورا بدن موجب اطلاع نیست شخص را

بجائے محبوب او فوت شدہ است این را قبض شد موجب ہست اما اورا
بدان علم نیست چنانچہ قبض و بصر اللہ یقبض واللہ یبسط الرزق لمن یشاء
و یقبض و ردول یکے خلق قبض کرو و ردول یکے خلق بسط کرو سببے و سببے
این نیز بسیار باشد قولہ فسبیل صاحب هذا القبض التسليم حتی
بمضى ذلك الوقت لانه لو تكلف نفیہ او استقبال الوقت قبل
هجومه عليه باختيار زاده فی قبضه و لعله بعد ذلك منه سوء
ادب و اذا استسلم لحكم الوقت فعن قریب نیز اول القبض فان
الحق سبحانه قال واللہ یقبض و یسط و رہ خلاص صاحب قبض ہست
ہست تدبیر ہا گفتمہ اند خواہم گفت بارے بیان شیخ کنم رہ صاحب قبض انیسست
کہ دل را تسلیم و بدو برائے دفع ترا تکلفی نکند زیرا چہ او اگر برائے رفتن قبض را
تکلف کر دیا استقبال وقت کرو پیش او ہجوم ان قبض برو و قبض زیادت شود
چو اینچنین کند شاید این را از قسم بے او بی شمرند شیخ رحمہ اللہ ہمیں فرمود کہ جز تسلیم
رہے و گرفتہ و کار فرما باشد است اما برایشان ہم این عجز میگوئی ایشان
را انتتارے پیش آید بحسب ان قبضے و چنین حالت ایشان را تسلیم و سکون
چگونہ تمیز است ایشان گفتمہ اند و اصحاب الصحف فی حال صحوہم کما
المقلی اینجا تدبیر بینند و اگر از قسم غیب است موجبے ندارد برائے قبض را بظاہر
کہ حال را مغیر تواند شد دل را و نفس را بجزیرے تواند داشتند و در ان متعلق تواند شود
می شود بسیار بار است کہ بدان می کشاید و آنکہ سورا و سبب گویند و اینچنین سببے و سببے
از طالب و عاشق بسیار زاید و عند اللہ و عند القوم ہست و سببے و سببے و سببے
اللہ لا یواخذ العشاق بما دصد بر منہم و دیگران کہ گفتند کہ غیب است
لطف گراید و این تدبیرے خوشے است کہ میگویم اگر نماز صلا باشد این را بجان

گیرد و چون قبض پیش آید ہم در قبض مشغول شویم و تمام خود را قبض و بدو در و در شیند که
 این چه چنین است و از کجا آمد و این را که فرستاد و استتار چه باشد و چه الحق بپیدا
 ظهوره خفی چه باشد و درین غور غار غرق شود و اسم اندر پخیر اس ظفر یا بد که دل بر او
 روشن تر گردد و قوله و قد یكون بسط یرد بخته و یصادف صاحبہ فلتة
 لا یعرف له سبباً یجز صاحبہ و یتفرغ فسیل صاحبہ السکون
 و مراعات الادب فان فی هذا الوقت له خطر اعظم فلیحذر ^{حبه}
 مکر اخفیا و بسا باشد بسطی باشد که اورا سبب معلوم نباشد چنانچه قبض و اگر گمان
 در دل صاحب اقتد و صاحب او نیز گیرد اورا لذت باشد و ان بسط اورا سبب
 کند چنانچه ضابطه از کم شود و خوف آن باشد که از حد تجاوز کند و از چیزی
 آید که از طالب محب متوقع و منظر نباشد و ره کار او اینست سکون سکونتی
 و انحصارے کرد مراعات ادب ہم خود آمد زیرا چه در اینچنین بسطی خطر ^{عظیم}
 است شاید مکر خفی ہم باشد و دیگر بسط بودن ضرورت وقت و انقباض
 نه و انبساطی که از حد تجاوز نکند این انبساط عرفا باشد است و کسانیکه در ظهور
 و تجلی اندچنین ہم باشد که گوید اصنع ما شدت فانتک یا عینتاً از طرف او
 این آمد و از طرف او این تواضع و تخاضع با صورت انبساط و فرج و انبساط
 شدت از افضای کلی اینچنین بحس معیشت با بدن بر طرف نگاه داشته شد انبساط
 ہم و مراعات ادب ہم قوله کذا قال بعضهم فتح علی باب من البسط
 فزلت نلة فحبت عن مقامی ولهذا قالوا قف علی البساط و ایست
 و الا انبساط و بعضی گفته اند مرا انبساط و او زمام حفظ مراعات از دست
 رفت ناشائسته از من زان و از ان مقام محبوب شدم و ہم از اینجا است که صنویان
 گفته اند بر بساط با است و انبساط کن آری این بایست و انبساط نکند او انبساط میکند بروا

این بچاره چیت مشکل حالتی است شاید بار و گرم گفته باشم معشوقه حاضر و انبساط
و بیدل مراد شسته برین صفت هر چه طلبی بدیم و هر چه کنی معذور باشی درین محل
اگر طلب مرادے و صورت انبساطی پیش آورد شوار نماید گوید بے ادب
است و شوخ است اگر چه من با او انبساط کردم و ارامی شاید که چنین بے ادبی نکند
و اگر نمی کند حرمانی نقد اوست بار و گراز سوختگی خویش می نالد و عجز و زاری میکند
که بیج گمے مرادے بخود ندای او گوید من ترا دادم و انبساط کردم و گفتم هر چه ترا خوش
آید کن اگر تو حرمان اختیار کنی بر اے آن من چه کنم این بلا را تدبیر چیت قوله
قل عدا اهل التحقيق حالتی القبض والبسط من جملة ما استعاذوا
منه لانهما بالاضافة الى ما فوقهما من استهلاك العبد و
اندر اجد فی الحقیقت فقر و ضرر از حالت قبض و بسط اهل تحقیق استعاذوا
کروه اند زیرا چه نسبت حالت اهل فنا و واصلات بخدا این قبض و بسط ضروری
باشد و احتیاج باشد زیرا چه آن بر ترا نشان و مطلوب ماں مرد مستهلک
و شقی گردد و قبض و بسط مشعر بقا باشد قوله سمعت الشيخ ابا عبد الرحمن
السلي رحمه الله يقول سمعت الحسين بن يحيى رحمه الله يقول
سمعت جعفر بن محمد رحمه الله يقول سمعت الجليلي
يقول الخوف يقبضي والرجاء يبسطني والحقيقة تجمعني والحق
يقترني اذا قبضني بالخوف افناني عني واذا بسطني بالرجاء ردهني
علي واذا جمعني بالحقيقة احضرنني واذا فرقني بالحق اشهدني
غيري فغطاني عنده فهو في ذلك كله محروكي غير محسوس في
غيره ونسي و حضوري لذيق طعام و جوري فليبتعد عن اناني فليبتعد
او غيبني عني فلهو حني جنيد رحمه الله گفته است اثر خوف مراقبض میکند و

و انما حضوري
اذوق

رجا مرابط می کند قبض و بسط فوق خوف و رجا نہ اند اما از آثار و آثار و اندوختیقت
 عبارت از اتحاد اشیا بیکے است مرا جمع میکنند و این جمع ہمین است کہ حق مرا
 قریب بخویش میکنند ہمین کہ او جمع بخود کرد سالک قریب او شد چون مرا بخوف
 قبض کرد و مرا با خوف بہم برد مرا از من فانی کرد مرا با خود بردن چہ باشد یعنی مرا
 فانی کرد چنانچہ جمع عبارت از قرب است اینجا ہمہ جملہ ثانی عبارت از اولی است
 و چون مرابط بار جا کند بسط بار جا چہ باشد مرا بہن باز گردانند یعنی مرا از من فانی
 کردہ بود باز بخود باقی کرد چون مرا حقیقت جمع کرد حقیقت جامع من
 شد مرا با خود حاضر آورد بعد آنکہ درین جمع مرا بحق تفرقہ کرد و غیر مرا بہر من حاضر آورد
 بعد آنکہ درین جمع مرا بحق تفرقہ کرد و غیر مرا بہر من حاضر کرد و مرا از پوشید اول عبارت
 از جمع کرد و عبارت ثانی اشارت بہ جمع الجمع ہمہ حال در قبض و بسط و جمع و جمع الجمع
 و مسک او اگر مراد قبض میداد قبض او و اگر مراد بسط میداد بسط او و اگر
 مرا فانی میکنند معنی من او و اگر باقی میکنند بمعنی ہمو و حضور من بنا بر ذوق طعم وجود من
 است مرا بہن باز آورده اند و مرا بہن دادہ اند و وجود من بہن باقی است ذوق
 وجود از شہود وجود است گفتم اول عبارت از جمع بود و دوم از جمع الجمع و اول
 از فنا بود و دوم عبارت از بقا ای کاش کہ مرا از من بکلی برد ذوقی کہ از شہود وجود
 شد آن منطس گرد و یا کاشکہ مرا از من نایب کند بعد بغیب من ترویج من میان
 افناء میان تغیب تفاوتی بہت افتا علی مرتبہ است از تغیب گفت
 اے کاشکہ اگر فنا باشد بایہ تغیب میان بہیہ کنم مشخص شاید مجلدی متفرق
 شود و ہنوز معنی حقیقت آن بیان نشدہ باشد اما ہوا المقصود مختص اندازہ ہم
 عارفی محققہ گفتہ ام من ذائق عرف و در بعض نسخ والحق یعنی حق است
 از حق تقریب بہن تفریق است تفریق پیست اورا از وجد کرد بخود تقریب کرد

و تقریب تفریق است زیرا کہ قرب یکے دیگرے است و فرقی در میان است
آل ہر دو بیکے بازمی گرد و دو شیخ قدس اللہ تبارک و تعالیٰ ایستے این سخنان جنید رحمہ اللہ
را شرح فرمودے در بیان شیخ اشکالے بلغ نیت اگر اشکال است
ہم در سخنان جنید رحمہ اللہ

قوله ومن ذلك المهيبة والانس وهما فوق القبض ^{المهبة والانس}
والبسطة فكما ان القبض فوق رتبة الخوف والبسط فوق منزلة
الرجاء فالمهيبة اعلى من القبض والانس اتتم من البسط وبعضه
از ان الفاظ مصطلح میان ایشان ہدیت و انس است و ہدیت و انس از قبض
و بسط بالاتر اند از ہدیت خوف آید اما از خوف ہدیت نیاید چون دوام انبساط
شود و انس گردد و در ہر دو لمحہ از انبساط و خوف ہست چنانچہ قبض و بسط از خوف
و رجاء اعلی مرتبہ ہونند همچنان ہدیت و انس اعلی مرتبہ اند از قبض و بسط و بسبب
اعلی مرتبہ ایشان من بالا در بیان گفتہ ام قوله وحق المهيبة الغيبة
فكل هائب غائب ثم يتفاوتون في المهيبة حسب تباينهم
في الغيبة فمنهم ومنهم البته ہدیت ببعیت کشد یکے را آنچنان غائب کہند
کہ اورا کلی شعورے نماند و ہر کہ ہدیت خورد البته در و غیبت ہست اما در غیبت
تفاوتے ہست یکے بکلی از خود رو و دیگرے ضابطہ کم کند و دیگر کلام و گفتار
ازوے برو و علی ہذا القیاس احوال الناس قوله وحق الانس محو الحق
وانس محو الحق است و این محو با صحو است اگر باین محو صحو نباشد موافق است
نباشد من از خود رفته است پس آن اورا بد و باز و ادہ اندا کہ انیس خود
کردہ اند اگر او با خود نباشد انس نباشد اگر او را از خود نبرد بکلی از انچہ اوست
اورا بخود و انس مذہبند قوله فكل مستانر صراح شہر بتیان نور حسب

تباينهم في الشرب هر جا که متانسے است بیک قدم است اما شربے
 کہ دارند ہر یکے را بحسب شربا و تفاوتے است ہر بار اور از و برد باز
 بدو و او ند باز از و برد باز بدو و او ند آنکہ اورا با خود انس و او ند قوله قالوا
 ادنی محل الانس انه لو طرح فی لظی لم یتکدر علیہ انسہ
 او فی حال مرد متانس کہ اورا انس با خدا است اورا اور لظی اندازند لظی
 نام و وزنخے است با آن ہمہ سوختن انسے کہ اورا است ان انس او مکر
 نشو و چونہ مکر شود و گفتم فانی کردند باقی کردند فانی شد باقی شد باقی شد چو او
 از خود بردید چ باوے مانند مکر چہ باشد با خود انس و او مکر از کدام فرجہ و آید قوله
 قال الجنید رحمہ اللہ کنت اسمع السری رحمہ اللہ یقول یبلغ العبد
 الی حدّ لوضرب و جہدہ بالسف لم یشعر و کان فی قلبی منہ شیء عتی
 بان لی ان الامر کذلک جنید رحمہ اللہ میگوید از سری رحمہ اللہ شنیدم مردے
 باشد چنان بخدا مشغول باشد کہ از و شور برد و اگر تیغ بر روے او زنتد اورا خبر نباشد
 این سخن البتہ از باب انس نیست ذاکرے را چنین شود مرقبے را ہمچنین باشد و سیکے کہ
 ساعتے بحمیلے مستغرق باشد اورا ہمچنین باشد اگر معشوق یکے بغیبت و تحبہ برو حاضر شود
 اورا ہم باشد این در انس لازم نیست اما شیخ رحمہ اللہ بعنایت خویش بردعاے
 خود چہل میکند و العنایتہ للقبائل و جنید رحمہ اللہ این سخن فرمود و رول من خدشہ بودہ است
 یعنی چنین ہم باشد مگر ابتداے کار جنید رحمہ اللہ تا آنکہ مر معلوم شد کہ سخن آنست کہ
 سری میفرماید قوله وحی عن ابی مقاتل العلی قال دخلت علی الشلی
 رحمہ اللہ و هو ینتف الشع من حاجبہ بمنقاش فقلت یا سیدی
 انت تفعل هذا بنفسک و یعود الی قلبی فقال ویلک الحقیقۃ
 ظاہری و لست اطیقہ فهو ذل ادخل الی نفسی لعلی حس

بدفیت تر عنی فلست اجل الا لمر و لیس یستتر عنی و لیس لی بدہ
 طاقتہ شخصے آمد و شبلی را رحمہ اللہ کہ لب خود را یا ابروی خود را بمقرض می برید
 مرد گفت اے خداوند من تو بر نفس خویش این مشقت میکنی و نفس من بدان آرزو
 می گردد من نمی توانم دیدگفت اے و را افتاده چه کنم حقیقت بر من ظاہر است
 و من تاب او ندارم تا نفس من بدان مشغول شود او از من غائب گردد این سخن
 بانس با اللہ نسبتے نذر و ازین ظہور حقیقت کہ شبلی رحمہ اللہ گفته است ازین ان
 مراد نیست شے عیبے بلکہ مذہبے مفہمنے است کہ او تاب آن ندارد میخواہد آرزو
 محتجب گردد و او بخود باز آید اما شیخ رحمہ اللہ این را از موافقت می آرد و غلبہ
 موافقت اینست کہ او با خود نباشد و شبلی علیہ الرحمہ با خود است اما تاب
 او ندارد و میخواہد از وفای شب شود این معنی ہم احتمال دارد بدو او ان حقیقت شد
 است امارت و علامات آن پیدا آمدہ است شبلی رحمہ اللہ میخواہد از ان باز گردد
 زیرا چہ حقیقت کارے فرماید کہ آن در روح شبلی رحمہ اللہ نباشد و بران دارد کہ شبلی
 رحمہ اللہ آن را بسر برون تواند ضرورت میخواہد از ان باز آید تا عبودیت و معاد
 را برپاے تواند داشت بسیار ان از کشتی حقیقت نالیده اند و خود را خواستہ اند
 تا در تفرقہ دارند ذوق و شوق غم و سوز پیمات و پیمات صوفیان در مقام تقلید
 است و در مقام حجاب است بسیار ان بحقیقت رسیدہ اند و گفته در نیا اگر ان تقلید
 و آن حجاب با ما بودے زہے کار کہ این حقیقت بیچ نفع مانہ کرد جز وحشت و
 وحشت بیچ زیادت نکرد و من سخن میگویم تو بیانی بدانی کسے گفته است بدیت
 اینجا کہ منم نہ لاست نے جلے نعم زیرا کہ ہمہ کمیت نہ افزونست نہ نعم
 بیزارم از وصال و از ہجران ہم نے کارم از وجود لذاست و انم
 نے وقت باندنے ذوق مقام نے باندم من نہ او ہمہ شتہ عدم

ایجاچہ ذوق جزو حشت و روحشت نیست و این دو حکایت کہ شیخ در بیان انس
 آورده مقصود این داشت مدعا زنتہ است کہ متانس اگر روز خوش اندازند وقت
 او مگذر نشود بر آئے آن را این دو حکایت آورده کہ شبلی را چنین بود سری چنین گفتہ
 است یعنی متجلی را وقتے باشد کہ از الم شعورے نشود قوله وحال الہیۃ
 و الا انس وان جلتا فاهل الحقیقۃ بعدک نہما نقصا لثمنہما تغیر
 العبد فان اهل التکلیف سمیت احوالہم عن التغبیر وهو محوفی
 وجود العین فلا ہیۃ لہم ولا انس ولا علم ولا حس شیخ
 رحمہ اللہ در انس آن بیان کرد و در عبارتے را ند بعد آنکہ پس آن میگوید ہدیت
 و انس با ہمہ مرتبہ کہ او دارد و نقصانست ما این را در بیان گفتہ ایم و شیخ
 رحمہ اللہ ہمیں بیان خود کرده است بیان بیان کہ در تمیزین کرده است ہم در آن
 این بیان شدہ است ہدیت و انس اگرچہ مقامے شریف دارد اما اہل تکلیف
 این را نقصان شمارند زیراچہ این عرض نجر و تحول است اما ممکن را ہیچ چیز
 معتبر نیفتد زیراچہ ممکن در وجود عین شاہد محو است تغیر بر موج نسبت برایشان
 را ہیچتہ نہ انس نہ بقاے صبی و شعور حے نہ قوله والحکایۃ معروضہ
 عن ابی سعید الخدرانی قال تہمت فی البادیۃ مرۃ فکنت
 اقول

انہ فلا ادہری من اللتیہ من انا سوی ما یقول الناس فی وئی جنی
 انہ علی جن البلاد والنسہا فان لما جلد شخصاً اتیہ علی ہنی
 حکایتے از ابو سعید خراز منقول است معروف است کیبار و ربا و یہ بزرگے
 می گردیدم با خود گفتم قوله اتیہ فلا ادہری من کبریٰ کنتم ازین کہرنی وانم کہ من کیتمہ جز
 انکہ مردمان میگویند کبر و خویش می کنم و در خویش کنتم قوله سمعتہا نفا

یہتفی فی ویقول شعر

ایمان پری الاسباب اعلی وجودہ
فلو کنت من اهل الوجود حقیقۃ
و کنت بلا حال مع اللہ واقفا
وانما یرتقی العبد عن هذه الحالة بالوجود من این دو بیت انشاوی کرم
شنیدم ہاتھی مرآ اور می وہاے آنکہ اسباب را اعتقاد می کند اعلی وجود او دست
و خوش می شود بگر خویش و بائے کہ اور ابدان بگراست فلو کنت اگر توازان قوم می بودی
کہ ایشان با وجود نامند واجد است و وجود است و وجود عبارت از شخصے است کہ او عین وجود است
ہر آئینہ از جملہ اکوان فاسب می شدی و از عرش و کرسی ہم و با خدا بغیر حال انس و مہیت و
بودی و تو مصنون می بودی از ذکر جنی و انسی قولہ وانما یرتقی العبد یعنی بعد آنکہ بندہ
عین وجود گردد ازین احوال ارتقا کند حاصل این ابیات خزانہ ابیات ہاتھی غیب
این معلوم شد خزانہ نظر حقیقت وجود افتاد و بدان پہنچے و فخرے نمود و ہاتھی غیب
این گفت ہنوز بقیہ بالتو باقی است باید کہ تو او باشی و این نظر بود و جو دانی مانی۔

التواجد والوجود

قولہ ومن ذالک التواجد والوجود وہم از ان سبیل

مصطلح تواجد و وجد و وجود است تواجد جاے می گویند مقصود است تجلاب و جد و ارد
و وجد بچند معنی است الوجد یافتن و الوجد اندو گین شدن انجام او یافتن است
تم خواست وجدانی شود ذوقی را و شوقی را وجد شد این را وجد وجدان گویند اما وجود
کہ او ہمہ وجدان شود عین وجود گردد و قولہ فالتواجد است علماء الوجد بضم
اختیار و لیس لصاحبہ کمال الوجد اذ لو کان مکان واجد و باب
التفاعل اکثر علی اظہار الصفة و لیس ذلک ہا نچہ گفتہ بودم شیخ ہان منفری
تواجد استجلاب وجد است تا آنکہ واجد شود و صاحب اور اکمال وجد نیست زیرا چہ طلب

آن میکند و اگر بایتم کمال نیابد زیرا چه بستم آورده است و باب تفاعل برائے تکلف
راست وے درین چیزے کہ خوان آن نباشد و اینجا شخص خوان آن نیست گیشخ
نظر بر مجر و تکلف کرده است قوله قال الشاعر

اذا تخازرت وهابي من خزر ثم كسرت العين من غير ما عور

یعنی تکلف کردم و خود را خزر ساختم و کز بین و مرا خزر نبود شیخ تطهیر بیان آورد که شخص

خوان آن نیست قوله فقوم قالوا التواجد غیر مسلم لصاحبه لما تضمن

من التكليف ويعدل عن التحقيق قوسے گفته اند التواجد ممدوح نیست زیرا چه بستم کما

می باید کردن و این از قسم تحقیق دور عجب این کاریست که آن بزرگان کرده اند شخصی

تکلف می کند برای وجدان و وجود که نوسے لایحه از وجد و وجود بروے اقتدا و او

مگوید شاید زیرا چه دروسے تکلف است اولی گفت که تکلف نیست و گفت

بعد از حقیقت نیست اما برائے کار راست قوله وقوم قالوا انه مسال للفقراء

المجردین الذین ترصدك الوجدان هك المعاني وقوسے گفته اند که تواجد

شاید کردن مگر فقراے را که مجرد اند از علائق و عوائق ترصد کرده اند برائے وجدان

این معانی را و رسام موافقت اصحاب کنند دست و پا بجنبانند این چه از اصحاب و چه

از نفس پوش و دیگر تکلف برائے کارے که اجاع قوم ممدوح است آنرا کسے انکار

کنند قوله واصلمهم خیر الرسول علیه السلام ابكوا فان لم تبكوا قبا

رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فرموده است در مصیبت نفس یا تلاوت قرآن

گریه و اگر گریه نیاید تکلف کنید بگریه قوله والحکایة المعروفة لابن محمدا الجبر

رحمه الله انه قال كنت عند الجنيد وهناك ابن مسروق رحمه الله

وغيره وشرح قوال فقام ابن مسروق رحمه الله و غيره والجنيد

ساكن فقلت يا مسيدى مالك فى السماع شئ فقال الجنيد وترى

الجبال تحببها جامدة وهي تمر مر السحاب شمس قال وانت يا ابا
محمد مالت في السماع شيء فقلت يا سيدى انا اذا حضرت
موضعاً فيه سماع وهناك تحسنتم امسكت على نفسى وحدى فاذا
خلوت ارسلت وحدى فتواجدت فاطلق في هذه الحكايت
التواجد ولسميكر عليه الجليل رحمة الله عليه محله بود قوسه في
ومثل حاضر بود ند میان ایشان ابن مسروق هم بود وغير هم و آنجا قوالے انشاء شعر
کرد ابن مسروق رحمه الله خاست و دیگر اصحاب که حاضر بودند و جنید علیه الرحمه بر قرا
بود پس گفتم ای خوندگار من ترا در سماع جنبته نیست گریه کردن و دست و پا جنبان
جنید گفت این گمان مبر که من با قرا ایستاد و دم کوه را ایستاده میند و او همچنان تیزی
چنانچه ابر و جنید رحمه الله هر چیز را علیه الرحمه گفت ترا چیزی نمی بینم در سماع جریری
رحمه الله جواب داد اگر من در محله باشم و آنجا سماع باشد و محنتی حاضر باشد خود را
بحرکت سماع ندیم بدارم و چون تنها باشم خود را بگذارم و جد کنم و جنید رحمه الله تواجد را
انکار نکرد و فعلی نذا تواجد شی مستحسن است ازین حکایت چند چیز معلوم کیست آنکه تواجد
امرے ممدوح مقبول صوفیان و دیگر اگر محنتی و محترے باشد کسی که از وسه ادون
حال بود او را نشاید پیش او بنجد و دیگر صوفیان را در سماع نه این چنین است که بنی
می باشد با خود هستند اما علی مرت میان ایشان این بدین حرکت و بدین
استماع ایشان مزیدے دارند آئی والی و تحمل آن شخص را از وسه یک ساعت
برند که او را شعورے نماند و دیگر البتہ و خلوت مزیدے باشد سامع را که در حضور
مردم نیست اینجا حاجت نبود که شیخ فرماید و لسمینکر علیه الجلیل نیز آنچه قول
و فعل ابن مسروق رحمه الله هم حجت است و قول و فعل جریری رحمه الله این گفتار
در حالت سماع بود یا بعد آن همچنین می نماید که بعد از دیگر ازین معلوم شد که کسی را

ورسام فو قہ باشد کمال و اورانہ جنتی باشد و نہ گریہ واضطرار بے و دیگر اہل سماع
 را بہت میسر مصلحتی فریابی خود را در سماع ندارند و دیگر وقت خویش را خوش کنند
 قولہ سمعت الاستاد ابا علی الدقاق رحمہ اللہ یقول لما راعی ادم
 الا کا برنی حال السماع حفظ اللہ علیہ وقتہ لبرکات الادب حتی یقول
 امسکت علی نفسی و جدی فاذا خلوت ارسلت و جدی فتوجدت
 لانہ لا یکن ارسال الوجد اذا اشتت بعد ذهاب الوقت وغلباً
 و لکنہ لما کان صاد قافی مراعاة حرمت الشیوخ حفظ اللہ علیہ وقتہ
 حتی ارسل و جدی عند الخلوۃ این حکایت را شیخ ابو علی رحمہ اللہ سر سے
 و معنی فرمود ہر گاہ کہ جبری رحمہ اللہ دید کہ نگاہ داشت ادب اکابر باید کرد و در حالت
 استماع خداوند بجانہ برکت ادبے کہ او نگاہ داشت حفظ وقت و سے بروے
 کرد تا آنکہ او میگوید وقت خویش بر نفس خویش امساک کردم و چون در خلوت شدم
 ارسال کردم زیرا چہ وقتے کہ بجوم کرده بود آن وقت بار دیگر بجایا بندتا ارسال کنند
 لکن چہ او در مراعات ادب اکابر صادق بود خدای تعالی حفظ وقت او کرد تا در خلوت
 ذوق آن وقت گرفت کہ معنی و سرے شیخ ابو علی دقاق فرمود رحمہ اللہ اگر چہ
 بودی کہ جبری رحمہ اللہ از جنہد رحمہ اللہ پر سید او جواب داد کہ من این دم نگاہ
 میدارم و جد را برابر احتشام ترا و ثانی حال وقت خلوت شود ارسال نفس نسیم
 بتواجد اگر چہ این باشد معنی شیخ راست آید لکن او میگوید مرا این صورت است
 اگر محتشم باشم چہ من چہ من حاصل سخن جبری رحمہ اللہ نیست کہ من پیش بزرگان
 احتشام ایشان را بچشم چو تنہا باشم سماع شنوم نہ آنکہ ہاں سماع را در خلوت ارسال
 کنم قولہ فالتواجد ابتداء الوجد علی وصف الذی جری ذکرہ
 و بعد هذا الوجد ہا چہ شیخ گفتہ بود حاصل و نتیجہ آن میگوید کہ تواجد تجلاب جد

و تکلف و بعد این تو اجد وجد شود قوله والوجد مما یصادف قلبک
و یرد علیک بلا تعد و تکلف و جد نیست واروے از غیب بر دل
افتد بغیر اختیار تو و بغیر عمل و تکلف تو قوله و لهذا قال المشائخ الوجد
الصادقة والمواجید ثمرات الا و مراد فعل من ازداد و طائفه
ازداد من الله تعالی لطائفه و مشائخ رحمہ افتد گفته اند وجد بمن یافتن است
و این یافت از دولت اینست کہ رعایت او را در حفظ اوقات بشرط آنکہ آمد
است بکنند این مواجب در دل او برکت آن افتد و هر چند کہ بیشتر و طائف
کند بیشتر مواجب شود قوله سمعت الاستاد الامام اباعلی رحمہ الله
یقول الواردات من حیث الا و مراد من کلا و مراد له بظاہر کلا
و امر له فی سرائرہ و کل و جد فید من صاحبہ شیء فلیس بوجد
و ابوعلی دقان رحمہ الله میگفت واردات بحسب او را است هر کرا در ظاہر او
نباشد بر سر او وارد نباشد و هر کہ وارد جدا و اختیار سے و بقیہ چیز سے است
پس آن جد معتد بہ نیست زیرا چه در تعریف وجد نیست کہ بغیر اختیار او چیز
آید در تن چیز اختیار می نماید اینجا دقیقہ است مراد سے کہ صاحب ورد
است و در بر سے چه بجای آرد مقصود و روش چیست نہ آنکہ او طایبے است
از پی مطلوب خویش این مشقت بر خود نہا دره و حفظ وقت کرده پس دریں بجا
آوردن ورود و انتظار او کرد برین مداومت لا بد از ان سویم بر سے او را اورا
شود چو او توجہ انتظار کرده است بر در مقصود ایستاده جانش بیرون می آید چوں
آن توجہ و انتظار بالتزام شود و اگر کسی بغفلت بر طریق رسم و عادت بجای آرد
بر سے او را این وارد نیست و اگر کسی را بعتت و فجأة بے آنکہ انتظار سے کرده
باشد و بے آنکہ ورود سے بجا آورده باشد بر سے او مصادقہ شود این جذبہ نامند

قادر بقدرت خویش کیے را بجائے بر دین کارے وگراست اما سخن در عمل
 صوفیان است قوله وکمان ما تکلفه العبد من المعاملات نظاماً
 یوجب له حلاوت الطاعات فما ینازله العبد من احکام
 باطنه یوجب له المواجهه وگاہ کہ بندہ طالب در معاملات نظام خویش
 تکلف میکند تم نہادہ عملے نظام بجائی آر و البتہ این عمل او ثمرات می افتد
 مرد طالب در عبادت خویش حلاوت یا بد عبادت دروش شیرین بود و آنچه
 احکام باطن و معاملہ باطن را بندہ مباشرت شود و بحسب آن نگاہ دار و آن ثمره واجب
 افتد قوله فالحلاوت ثمرات الطاعات و المعاملات و المواجهه
 نتائج المنازلات این کہ مردم در طاعات حلاوت یا بد از ثمره عبادت ظاهر
 است و مواجید نتائج منازله است اما سخن اینست اگر عبادت بی منازلات است
 یعنی مودت حلاوت باشد من بچین و انعم تا حضور زاید بریں صورت این آید
 حلاوت مواجید منازلات است قوله واما الوجود فهو بعد الاقتران
 عن الوجود بعد انکه از وجود ارتقا شود کار بیشتر شود و وجود شود و عبادت از حقیقت بالا
 گفته ام کہ شخص عین وجود شود و وجود او عین مقصود شد و وجود مقصود عین وجود این شد این را
 وجود گویند و جدا یافتن بود تو اجد کارے بتم کردن برائے یافتن را برائے یافتن
 چیزے کہ تو اجد بود و یافتنی کہ آنرا اجدان میگویند و جدان چیزے است کہ برائے
 آن را تو اجد بود این سخن عین آن وجدان شد چو بود او عین وجود او شد این را
 وجود گویند و تے دو بیتے کے گفته بود مناسب اینجا است رباعی
 مستقیم و لیک نیست نا بود نا بود و لیک بود را بود
 نا بود چو بود بود را بود نا بود چو بود عین مقصود
 فیکون لا یكون وجود الحق لا یبعث حمود البشرية لانه لا یكون للبشرية بقاء عند

ظہور سلطان الحقیقۃ ووجود حق نباشد مگر آنکہ آتش شہریت بکلی نمود یافتہ
 باشد یعنی کشتہ شدہ بود چون شہریت رقت یا شہریت ہست اما خاص گشت
 بر ظہور سلطان حقیقت شود چو او بدو گرد در سیچ وجود سے را بود نما مذہب ہو بود دیگر
 نہ قولہ و ہذا معنی قول ابی الحسن النوری انا سذ عشہین سنۃ
 بین الوجد والفقد اذا وجدت ربی فقدت قلبی واذا
 وجدت قلبی فقدت ربی و بر این سخن اشارت نوری رحمہ اللہ او گفتہ
 است بست سال کہ میان فقد و وجودم چون حق را یا ہم دل را گم کنم و چون دل را
 یا ہم حق را گم کنم چنانچہ سنائی گفتہ است علیہ الرحمہ ہیت
 بی منست اوقا سنائی با منست با سنائی زین قبل در مانده ام
 اینچنان سخن شکل ہست اشارتے بدان کنم اگر مدققے بیند فہم کند نوری ہم میگوید
 اگر دل را گم کنم اگر این معنی است کہ شیخ بیان کرد گاہے چنین و گاہے چنان اما
 ہمچنین معلوم می شود از سخن نوری رحمہ اللہ اگر وجدانست بعد آن فقدان نیست
 آن وجدان برو وجدان خویش است و آن فقدان بر فقدان است ہم وجدان
 فعلی بذراکایت از طرمان حال باشد از بیان حقیقت قولہ و ہذا معنی قول
 الجدید رحمہ اللہ علم التوحید مبائن لوجودہ و وجودہ مباین
 لعلہ ہاں سخن را وجود و مبائن است مر علم اورا یعنی علم قائم است و بدان علم
 و بدان معلوم چو حقیقت تجلی شود نہ علم مانند عالم مانند ہمہ معلوم باشد پس علم مبائن
 باشد و وجود را و وجود مبائن باشد مر علم را پس ہاں سخن اثبات می یابد کہ
 کہ علم توحید مبائن است مر وجود اورا خواہ وجود شخصی گو خواہ وجود حق گو ہر دو
 درست است علم او مبائن وجود او و وجود او مبائن علم او بعد آنکہ آن وجود خیر و
 کشف حقیقت شود پس علم مبائن وجود آید زیرا چو علم دو بی تقاضا میگرد و چو وجود آمد و بی

خواست پس علم مباین وجود باشد کہ علم دانستن است و علم توحید کیے کردن است
و این هر دو مباین کیے است کہ آنجا دانستن و کردن نیست همان سخن که ما غایت
کرده بودیم جنید قدس اللہ سرہ بہان اثبات کرد قولہ فی ہذا المعنی انشدوا

۵

وجودی ان اغیب عن الوجود بما یبد و علی من الشہود
وجود من چین از وجود من غائب شود بسبب شہود کے کہ بر من شاہد است
قولہ فالتواجد بدایة والوجود نہایة والوجد واسطہ بین
البدایة والنہایة تواجد اول کار است وجد وسط است ہر دو طرف نسبت
دارو و وجود انتہائے کار است قولہ سمعت الاستاد الامام ابا علی
الذقاق یقول التواجد یوجب استیعاب العبد والوجد یوجب
استغراق العبد والوجود یوجب استہلاک العبد فہو
شہد البحر ثم ركب البحر ثم غرق فی البحر تواجد آن می شود کہ تمام وقت
بندہ فرو گیرد و چو تکلف می کند آن قدر وقت کہ گیرد گیرد و وجد موجب استغراق است
یعنی چیزے یافتہ است و بدان مشغول و مستغرق است و وجود موجب استہلاک
بندہ است او برو و بدو باقی شود استہلاک بندہ شود استیفاے حق شود و بدان
ماند چنانچہ کسے از دور دریا را بیند بچیان تواجد از دور وجد را نظارہ می شود
و وجدان بدان ماند کہ کسے بدریا سوار شود و وجود بدان ماند کہ کسے در دریا غرق شود
او غرق شد و نیست نابود شد بہان دریا ماند **محمد حسینی** گوید تواجد
بدان ماند کہ کسے در کنارہ دریا ایستد و ساختہ می شود تا در دریا افتد و وجدان بدان
ماند کہ شخصے در دریا افتد و آشنا کردہ و وجود بدان ماند کہ غرق در دریا شود و بندہ
گذازد و عین دریا گردد قولہ و ترتیب ہذا الامر قصد شد و مراد شہود

شد وجود شمع خود و ترتیب این حال کہ گفتیم اینست اول این کار قصد است
 بعد آن فرود آمدن در آنجا کہ قصد کرده اند بعد از آن از آنجا کہ ورود شد شہود شود
 بعد ازین شہود وجود شود این شہود بیاید وجود سے نو بخشدا اورا بعد ازین وجود محمود
 شود می گویم شریعت عبارت از گفت انسان کامل است طریقت عبارت از
 کرد انسان کامل است حقیقت عبارت از دید انسان کامل است حق الحقیقت
 عبارت از بود انسان کامل است و حقیقت الحق عبارت از بودنا بود انسان کامل
 است اینجا بیان شد قصد بمقابلہ شریعت بیان شد و ورود بمقابلہ طریقت
 بیان شد و شہود بمقابلہ حقیقت بیان شد و وجود بمقابلہ حق الحقیقت بیان شد
 و محمود بمقابلہ حقیقت الحق بیان شد اینجا یک سخن مشکل است شیخ رحمہ اللہ گفته
 بود اول محمود بشریت شود بعد آن وجود شود اینجا محمود بعد وجود گرفت آن محمود بشہود
 وجود بود اینجا محمود بعد وجود گرفت شہود شد سبب شہود محمود بشریت شد بعد آن
 وجود شد بعد ازین وجود محمود و اگر شد این وجود کہ بعد محمود بشریت شد بود این
 وجود را ہم محمود شد قوله و بمقدار الوجود تحصل محمود و بمقدار وجود
 حصول محمود است اینجا گفته بود بمقدار محمود وجود است اینجا بمقدار وجود محمود
 است قوله و صاحب الوجود له محو و محو بجان الله و بود سے نہ
 بعد محمودش و بعد ثبوت این وجود ہم محمود شد محو و محو اورا کہا جا انا محو محمود
 شخص را تقاضا کند و اینجا محمود آن وجود شد محو و محو گذر دارد اما انجمن میگوید
 وجود سے است ہمہ وجہ محمود دارد اورا نشأت و گرفتہ بود سے بنا بود شد
 با این کہ بروے احوال اقتدومع ہذا وجود محمود بودہ باشد سخن مشکل می رود
 تا کہ ام نیک سخت باشد کہ این را بحقیقت فہم کند و اینجا انجمن بمیانیت محصلت
 تقاضا نمیکند و غیرہ کار ہم دامن گیری شود و ہم در مع ندای ہم اما ہر چند بیشتر شرح خود

مشکل تر خواہد شد قولہ فحال صحوہ بقاؤہ بالحق و حال محوہ فناؤہ بالحق
وہاقتان الحالان ابدل متعاقبتان علیہ این دو حالت است این شخص
را خود بخود وجود شد و از نمود کشت و جودے دیگر شد کہ آن بود نا بود بودہ است
بران وجود و حال ملازم باشد صحو و محو از خود بخود با خود بخود با خود
رود صحونا میم و این ہر دو بران شخص متعاقب باشد یکے برود و دیگرے بیاید
بیان ظاہر شیخ رحمہ اللہ این تقاضا کردیکے برود و دیگرے بیاید اما حقیقت سخن
اینست کما صحاحا و کما صحاحا الصحو فی المحو و المحو فی الصحو قولہ فاذا
غلب علیہ الصحو بالحق فبہ یصول و بہ یقول قال صلی اللہ علیہ
والہ وسلم فیما اخبر عن الحق فنبی یسمع و نبی یتصور صحو بحق غلبہ شود
بحق رسد و بحق گوید این نیست کہ تو بدور رسیدی اوست کہ خود بخود رسید
این نیست کہ تو میگوی اوست کہ خود بخود میگوید قولہ قال علیہ السلام فیما
اخبر بہ باشد نیست کہ این بدومی شنود بلکہ اوست خود بخود می شنود کذا
ینطق و ہمیشی قولہ سمعت ابا عبد الرحمن السلی یقول سمعت منصور
بن عبد اللہ رحمہ اللہ یقول و وقف رجل علی الشبلی رحمہ اللہ
فسالہ هل یظہر انما صحۃ الوجود الواحدین فقال نُورٌ یزہر
مقارنا للنیر ان اشتیاق فیلوح علی الہیا کل اثارہا کما قال ابن المعثر

۵

وامطر الکاس ماء من ابارقها فانبت اللہ فی ارض من الذہب
وسبج القوم لما ان را و اعجبا نور من الماء فی نار من الغناب
سلافة ورثتها عاد عن ارم کانت ذخیرة کسری عن اب فاب
نکو حکایتے و کو سخنے است اما فیما نحن فیہ مناسبے ندار و شخصے بحضرت

شبلی رحمہ اللہ اتنا دیر سید ایچنین ہست برواجدان صحت وجود ہست یعنی او
 را ثبوتے و اور اقیامے و اعتدادے ہست شبلی رحمہ اللہ جواب گفت ایہا
 حکایت کہ حجب وجود را پر سیدی برین مثال ہست نورے روشن میگردد و بانوار
 اشتیاق مقابل میشود پس آثار آن نیران برہیا کل ظاہر ہشود یعنی وجود بعد خودی خویش
 چنانچہ ہست ہست یعنی وجودے بعد خودے و خودے بعد وجودے
 نورے روشن بر آتش اشتیاق این وجود مقابل میکند برہیا کل اثر او ظاہر و روشن
 می شود وجود بصحت خویش چنانچہ ہست ہست اما این احوال بروافتد نورے
 ازان سوظاہر می شود بر نار این می افتد نور در نور می شود و وجود چنانچہ ہست ہست
 است قولہ فامطر الکاس ماء الی آخرہ ریختہ است کاس آب را از ابر یقما
 خویش پس انبات کرد و درے را از زمین زرد و قوم تعجب کردند و سبحان گفتند ہر گاہ کہ
 عجب دیدند نورے از آب دیدند و نارے از عنب دیدند و این شوائبے ست از
 عادمیراث رسیده است و ذخیرہ از کسرے از آب و جدا کنوں این شعرے کہ گفت
 حکایت ازین کرد آبے بود کہ در شد عنبے بود کہ سے شد این شدن عنبے
 نہ آنکہ چیزے خارجے آورد بلکہ بہان عنب بود کہ سے شد و بہان آب بود کہ در شد
 و بہان وجود بصحت خویش بوجود است این تفسیر است و سخولات ازان ذات او
 بدوست کہ خود بخومی کرد و قولہ وقیل لابن بکر الدقی رحمہ اللہ ان
 جہم الدقی علیہ الرحمہ اخذ شجرہ بیدک فی حال السماع فی ثورانہ
 فقلعہا من اصلہا فاجتمع فی دعویہ و کان الدقی کف بصرہ و فوہا جہم
 الدقی رحمہ اللہ بیک فی ہیجانہ فقال الدقی رحمہ اللہ اذا قرب
 منی ارونید و کان الدقی رحمہ اللہ ضعیفا بمرۃ فلما قرب منذ قال
 لہ هذا هو فاخذ الدقی ساق جہم رحمہ اللہ فوقفہ فلم یکنہ

ان یتحرک فقال جہم رحمہ اللہ ایھا الشیخ التوبۃ التوبۃ فخلادہ بر
ابو بکر دینی رحمہ اللہ حکایت کردند کہ جہم دینی رحمہ اللہ در سماع بود و رختے را از بیخ بر کرد
اتفاقاً ہر دو جہم ہم و ابو بکر در دعوتے جمع شد و دینی مکفوف البصر شد حاضرانرا گفت کہ
جہم در رقص نزد یک من آید مرا خبر کنید چو او نزد یک آمد گفتند این آن جہم است
ابو بکر رحمہ اللہ ضعیف مکفوف شدہ سابق جہم را رحمہ اللہ گرفت گفت اکنون برو جہم
ایستادہ ماند قوت رفتن نبود گفت اسکے شیخ التوبۃ التوبۃ بعد ازین خود نمائی نہ کنم حکایت
در تواجد و وجد صوفیان اقتادہ است حکایتے کہ مناسب است شیخ در میان میگوید
میرود و دیگر اگر تطبیق و سہند رہ آن ہم بہت از خود رفتہ کارے ازیشان در وجود می آید
نہ آنکہ ایشان می کنند و دیگرے است کہ در نظر ایشان کارے میکنند قولہ وقال
الاستاذ الامام زین الاسلام رضی اللہ عنہ وكان ثوران جہم
رحمہ اللہ فی حق وامساک الدینی رحمہ اللہ بساقدہ لبحق ولما علم
جہم ان حال الدینی رحمہ اللہ فوق حالہ رجع الی الانصاف واستسلم
وکان من کان نحق لا یتعصی علیہ شیء ومان سخنے کہ ما برائے تطبیق را گفتے
بودیم شیخ ابو علی رحمہ اللہ ہمان میگوید جہم رحمہ اللہ ہم بحق بود اما ابو بکر رحمہ اللہ علی ترا
اورا وجودے بود بعد خمو و و این را خمو و سے است بعد وجود قولہ و اما اذا
كان الغالب علیہ الموقوف لا علم ولا عقل ولا فہم ولا حس وچو محو غائب
شو و صفت این باشد نہ اورا علم و نہ عقل و نہ حس و نہ فہم و نہ محو باشد اما احساس
باقی باشد ازین سخن چہ فہم کردی لا علم ولا حس این گمان بروی حس
برود شیریں قلیخ نداند و علم برود چہ تیز از شے بہ شے بخند لا و اللہ اعلم باشد
لکن علم او علم او نباشد و حس او حس او نباشد و عقل او عقل او نباشد قولہ سمعت
الشیخ ابا عبد الرحمن السلی و حمد اللہ یدکر با سند ان ابا

عقال المغربی رحمہ اللہ اقام بکلمۃ اربع سنین لم یأکل ولم یشرب
 الی ان مات ودخل بعض الفقراء علی ابی عقال فقال له سلام علیکم
 فقال ابو عقال وعلیکم السلام فقال الرجل انا فلان فقال ابو عقال انت
 فلان کیف انت وكيف حالک وغاب عن حالته فقال هذا الرجل
 فقلت سلام علیکم فقال وعلیکم السلام فانہ لم یرنی قط فقلت انا
 فلان فقال انت فلان کیف انت وكيف کنت وغاب کانہ سم یرنی
 ففعلت مثل هذا غیر مرة فقلت ان الرجل غایب فترکته وخرجت از
 ابو عبد الرحمن رحمہ اللہ شیدم بانرا و خویش میگفت ابو عقال مغربی رحمہ اللہ چہا رسال
 بکہ میقم برونہ خوردنہ آشامیدنہ سخن از ذواب حس نیست و این کار از صفت محویت
 ما دیده ایم مردمان را احمد بہاری و واروہ سال خوردنہ آشامیدنہ را از اعتبار بود
 و ہر کہ اعتبار کند اورا شود قوکہ و دخل بعض الفقراء الی آخرہ شیخ رحمہ اللہ برآ
 ان کہ وجود سے قائم بغیرے باشد ذواب حس شود این حکایت آورد و قوہ
 بر ابو عقال رحمہ اللہ آمد سلام علیکم کردند اور ذواب سلام کرد و مر و گفت کہ من فلاحم
 مگر ان شخصے بود کہ اورا می شناخت اشیخ گفت تو فلان باشی چونست حال تو و نام دیگرے
 میگفت چہین سے بار بود و شیخ غائب می شد شخص گفت من بہم آن بیرون آمدم و انتم
 کہ این مرد از خود غائب است این حکایت شیخ برآے آن آورد کہ مرد را عقل کم شدہ
 است و حس باوے نمازہ اما اینجا این سخن است مرد بچیرے مشغول است دل
 بدان متعلق است در نظارہ آن مشغول است ہر چہ گوئی او حکایت مرتبہ تواند
 گفت این عبارت از محویت اما شاید برآے آن می آرد کہ چہین ہم باشد کہ حس
 برو و تحمل عند البعض این صورت غیر محمود باشد ضابطہ ہر چہ رود از کشف تجلی باشد
 وغیر ان قولہ سمعت محمد بن الحسین رحمہ اللہ یقول سمعت عمر

بن محمد بن احمد رحمہ اللہ بقول سمعت امراة ابی عبد اللہ
 التروندی رحمہ اللہ تقول لما کان ايام المجاعة والناس يموتون
 من الجوع دخل ابو عبد اللہ التروندی رحمہ اللہ ببيتہ فرأى
 فی بيته مقدار منون حنطة فقال الناس يموتون من الجوع وفي
 بيتي حنطة فحولته فی عقلاه فما كان يفیق الا فی اوقات الصلوة
 یصلی الفریضة ثم یعود الی حالته فلم یزل كذلك الی ان مات
 دلت هذه الحکایة علی ان هذه الرجل کان محفوظا علیه اداب
 الشریعة عند غلبات احکام الحقیقة وهذا هو صفت اهل
 الحقیقة زن عبد اللہ رحمہ اللہ حکایتی می کند ایام قحطی بود و مردان از بس گرسنگی
 می مردند ابو عبد اللہ رحمہ اللہ در خانه خود در آمد و در خانه خود مقدار دو من گندم دید گفت مردان گرسنگی
 می میرند و در خانه من گندم باشد و عقل او خبطی و غلطی شدید است این بیخ چیرے بود
 چنانکہ فریضہ گذاردے باز چنانچہ بود و بے ضبطی بچنان شدے و بچین بود تا آنکہ مرد
 است این حکایت دلیل برین کند شخص از خود رفته چو وقت فریضہ شود بخود باز آید
 پس این قوم از ان اذک کہ از خود رفته اند و در اوقات مخاطبہ شرع محفوظ اند خداوند
 بجانہ ایشان را در اوقات مخاطبہ شرع باز بخود می آرد و این حکایت نیز از محویت
 از بے ضبطی است پس ایشان محفوظ اند و وقت غلبہ حقیقت و آداب شریعت
 و صفت ال حقیقت همین است قوله دشمنان سبب غدیتہ عن تمیزہ
 شفقتہ علی المسلمین و هذه اقوی سمة لتحققہ فی حالہ عن تمیزہ شیخ
 رحمہ اللہ غیبت او فرمود بعدہ بعب غیب او میگوید از تمیز اشیا شفقت او بر مسلمانان
 میسر عقل او قادر این قوی ترین حال باشد زیرا چہ او در امور خویش متحقق بود این مرد کہ
 غائب شد و است از کبار صوفیہ است و مواجد او و حفظ او ابو علی دقاق رحمہ اللہ

می فرماید و دیگرے را مجال دخلے نباشد و لیکن کسے اینجا چنین گوید بعد آنکہ این شد
 خوط فی عقله مجال و مسلغ تحقیقے و تمیز نماید و آنکہ شیخ قدس اللہ سرہ میفرماید وقت
 صلوة بضبط خویش آمدے و نماز گذاروے دیوانگان باشند کہ بسیار کار کنند و خلق بداند
 گر مردے عاقل است حکایتے مرتبے کنند و شعرے درست گویند و در واقع ایشان
 دیوانگان باہتہا باشند و یوانہ از ہر جا کہ باشد از ہجوم و غیر آن رہ خانہ شناسند و زن
 و دختر و مادر را شناسند ماکل و مشرب خود را شناسند مردے سالہا عمر او در نماز گزاردن
 گزشتہ است وقت آن می آید بعبادت خود باز می گردود و این کہ شفقت بر مسلمانان
 مذہب عقل افتد مشکل کاریست و رفہم ہر عاقلے نگنجد براسے ذاب عقل را شے میباید
 باید و رعایت حسن و جمال باشد رحمت و شفقت بر مسلمانان موجب ذاب عقل نیست
 خصوص در روشنی درویشانت این حکایت از محو و حیوینیت طاریاتے کہ بر بعض صوفیایا
 شود بعض مردم را شنیدہ ایم و دیدہ ایم قومے اند عمرے در مجاہدہ و ریاضت
 و شب بیدار بودن و شب و روز و رتناسی بودن تا آنکہ از تناسی بنسیان آمدیم چیز با
 را فراموش کردیم مگر از چیز کہ شب روز دل ہم بدان متوجہ است اینجا آئیے تا لے
 و گر ہم ہست بود ہم از کبار کسے با ہم صحو و محو داشتند بے شبہ اما در جزئیات امور
 از جملہ حکما و ائمہ عاقل تر و ضعیفے مستقیم تر کردہ اند۔

قوله ومن ذلك الجمع والفرق لفظ الجمع والتفرقة بحری
 فی کلامہم کثیرا کیے ازان الفاظ مصطلح کہ در حکایات و محاورات ایشان
 جمع و فرق است لفظ جمع و تفرقة و سخن ایشان می رود قولہ و کان الاستاذ
 بو علی رحمہ اللہ یقول الفرق ما نسب الیک والجمع ما سلب
 عنک فرق عبارت از آنست آنچه نسبت بتو داروان تفرقة است و آنچه از
 امور بشری است اکلے و شربے و صومے و صلوتے و تلاوتے این ہمہ تفرقة است و جمع

چیت آنچه اوست بشری او سلوب گرد و بحق جمع شود این جمع است قوله معناه
 ان ما يكون كمالاً للعبد من اقامة العبودية وما يليق باحوال البشر
 فهو فرق وما يكون من قبل الحق من ابداء معاني وابتداء لطف
 احسان فهو جمع هذا ادنى احوالهم في الجمع والفرق لانه في
 شهود الاءفعال وشرح بمن گفت که گفتتم اما شيخ ابو القاسم رحمه الله تعالى
 نگفت بيان که حاصل از سلب است آن گفت و این جمع و این تفرقه ابتدا
 حال ایشانست زیرا چه در شهود و افعال اند اما تعیین شهود و افعال شیخ می کند تعیین شهود
 که این شهود و افعال ما بر چه الیهیات او را بخود دارد و از او برود آن جمع است و یکی
 از این شهود و افعال است قوله فمن اشهد الحق سبحانه وتعالى
 افعاله من طاعته و محالفاً فهو عبد بوصف التفرقة این که
 خلق را اثبات ایشان بذات و صفات و افعال ایشان کنی الی قوله و من
 اشهد الحق سبحانه و ما یولیه من افعال نفسه سبحانه فهو عبد
 اینست که الجمع و بر کر اخذ است شاید کنی بافعال خویش و او را از او برود این بنده را
 گویند بوصف تفرقه است و اگر چنین است که آن شخص را خداوند سبحان بشهود خویش
 او را از او برود و او بوصف طاعت و عبودیت مستقیم مانده این را جمع نامست بقوله
 ما یولیه من افعال نفسه یعنی بنده نمی کند خداوند سبحان در منظر او فعل خویش میکند
 قوله فاثبات الخلق من باب التفرقة و اثبات الحق من نعت الجمع
 این که خلق را اثبات ایشان بذات و صفات و افعال ایشان کنی این تفرقه است
 و این که ایشان را ازین افعال و اقوال و صفات بدر بری و گوئی که خداوند میکند
 این جمع است ایشان را از ایشان برون کند و وجود ایشان را محو بیند و اثبات
 وجودی شود و حقیقت این جمع شود قوله ولا بد للعبد من الجمع والفرق

فان من لا تفرقت له فلا عبودية له ومن لا جمع له لا معرفته له چنان
 باشد مرد عارف را ازین مرد و فرق باید بجمع باید فرق باید تا اجزای عبودیت
 و استقامت آن بپایه وارد و جمع باید تا بشہود و عیان بمعرفت تو حید و مردنار
 متصف بصفات است باشد اگر تفرقه نباشد نزد تفرقه باشد و اگر جمع نباشد
 معرفت بشہود و عیان نباشد قولہ فقوله اياك تعبك إشارة الى الفرق
 وقوله اياك لتعين إشارة الى الجمع اياك تعبك عن عبودیت است
 و اياك لتعين عن ربوبیت است اشارت اول بتفرقه آید و دوم بجمع قولہ
 واذا خطبنا العبد الحق بلسان مجواه اما سايلا او داعيا او منثيا
 او شاكرا او متعظلا او مبتدئا فان في محمل التفرقة چون بشر خطاب حق
 بزبان راز خویش است این کہ خطاب کنند یا چیزے را خواہند یا شایانے او
 باشد او را میخوانند یا غیب است یا شاکر است یا بدو مشغول است یا از ہم اجمال
 کرده بدو بازگشته است این بنده در محل تفرقه قائم است گریب و جدا تصدال چہ
 نجومی در میانست بر آئین تفرقه باشد و او بدوست و داعی است و سائل است
 این ہم چنان تفرقه است فعلی بذایک لتعين بجمع تفرقه باشد قولہ واذا خطبنا
 اصغى لبتنا الى ما يشاءه من اولاه واستمع بقلبه ما تنطق عليه من فجا
 فاداه و فاجاه او عرف معناه او روح لقلبه و اراه فهو يشاءه
 الجمع و چون اینچنین باشد کہ این بنده بہت غمخیز گوش نہد بوسے چیزے کہ مولی
 او او را ندانند و بدینچہ باو خطاب میکنند این بدل غمخیز باو بجمع آید و است
 در چیزے خداوند سبحانہ باوسے مذاکرہ است یا رانے گفتہ است یا تنفی
 خطاب را یا مراد خود را تعریف کرده است و دل او را آئی محیی کرد و او را بخود نور
 یا او را آن معنی خود پس این بنده بہت جمع باشد حاصل کلام شیخ این شدہ بہ نسبت

یہ بندہ است تفرقہ است و ہرچہ نسبت برت تعالیٰ است جمع اما مفہوم ہا نیست
کہ اگر تفرقہ با جمع است معتد بہ است این تفرقہ از معلومات قوم باشد اما جمع این تفرقہ
را بحق جمع کہند این جمع کند باشد تفرقہ مخصوص کہ بیان کردہ است تقارین بسیار
است شیخ تشخصی تعین کردہ است و اگر نہ در جملہ افعال و اقوال بندہ تفرقہ
و جمعہ ہست قولہ سمعت الاستاد ابان علی رضی اللہ عنہ یقول انشد
القول بین یدی الاستاذانی سهل الصعلوکی رحمہ اللہ
جعلت تنزہی نظری الیک و قلبی الدھر یتکل علیہا
و کان ابو القاسم النضر بادی حاضر فقال الاستاذ ابو سهل
رحمہ اللہ جعلت بنصب التاء فقال استاذہ بن جعلت بضم
التاء فقال الاستاذ ابو سهل الیس عین الجمع اتعرفت النضر بادی
رحمہ اللہ و سمعت الشیخ اباعبدالرحمن السلی رحمہ اللہ ایضاً
یحکی ہذا الحکایۃ علی ہذا الوجہ رقال الاستاذ ابو القاسم
القشیری) ومعنی ہذا ان من قال جعلت بضم التاء یکون اخباراً
عن حال نفسہ فکان العبد یقول ہذا و اذا قال جعلت بالفتح
فکانہ یتبرأ من ان یکون ذلک بتکلفہ بل تخاطب مولاه فیقول
انت الذی خصصتني بهذا لا انا بتکلفی و رلفظ جعلت میان این بزرگوار
اختلاف رفته است و نصب تا و در رفع تا اگر جعلت نصب گوئی جمع آید و اگر
رفع گوئی تفرقہ آید جعلت برفع اضافت بنفس مشکلم است و جعلت بنصب اضافت
بسوسہ حق است قولہ فالاول علی خطر الدعوی والثانی بوصف
التبری من الحول والاقرار بالفضل والطول اکنون بے نظیر لیکن این کہ
شیخ دعوی میفرماید دعوی چہ گذرد اردو دعوی مناسب نیست میان طائفہ

صدیقان دعویٰ نسبتاً تفریقاً و جمعاً است۔ قولہ و فرق بین من یقول جہدی عبدک
و بین من یقول بفضلاک و لطفلاک اشہدک فرق است میان کہے
کہ گوید من چنین کارے میکنم جہد خویش و میان کہے کہ گوید بفضل تو و قوت تو من میکنم
تو میکنی جہدی اضافة بسوی خود میکن بفضلاک اضافة بحق است قولہ
و جمع الجمع فوق ہذا و جمع جمع بہ ترا جمع است و در جمع الجمع جمع و تفریق است
جمع الجمع عبارت ازین است با جمع تفاریق و با ہمہ نسب و اضافات و با ہمہ مباشرت
بافعال و حرکات مرد و چنین نماید کہ از ہمہ پیشانی و پیشانی تو از ہمہ دورا قنادگان و دور
اقناد و تر با این ہمہ دیکھے یکے است این جمع الجمع است این شکل حالتے است ندلہ اقدام
بپارانست و بیاران و اماندگان دعویٰ ناشائستہ کردہ اند و خود را از قوم جمع الجمع
وانستہ تعویذ بانستہ من شتر ہم مزلا اقدام و منطائہ دعویٰ بسیار است اینجا عورتے با جنید
رحمہ اللہ گفت چہ باشد این کہ اسرار خدا بخدا میگوید این اشارہ جمع بود و جنید رحمہ اللہ
جواب فرمود کہ ما اسرار خدا بخدا میگویم این جمع الجمع است قولہ و تختلف للناس
فہذا الجملة علی حسب تباعن احوالہم و تفاوت درجاتہم
فمن اثبت نفسه وقت الخلق ولكن شاهد الكل قائماً بالحق فہذا
هو جمع ہین سخن کہ بالا گفتیم شیخ بہین سخن میفرماید بطریقہ شرح سخن ما علی شہدہ و مرد
تختلف اندرین جمع الجمع بحسب اختلاف درجہ و مرتبہ کہ دارند و کلی اینست ہر کہ
اثبات نفس خویش کرد ہر آمینہ چو اثبات نفس خویش کرد اثبات خلق ہر شد اما شیخ
بصریح میفرماید تا آنکہ اثبات نفس و خلق کردہ اند این نظریہ بین مشاہدہ و انکہ خلق ہر
بحق اند این جمع الجمع است قولہ و اذا كان مختطفاً عن مشاہدہ الخلق
عن نفسه ما خود ابا کلیة عن الاحساس بقل خیر یا ظہر و استموا
من سلطان الحقیقة فانك جمع الجمع وقتے کہ چنین باشد کہ اورا از بوردہ

وکلّی از احساس غیر حق ما غروراً بموجب ظهور سلطان حقیقت و استیلا بر آن این را جمع الجمع نامند قوله فالتفرقة شهود الاغیار لله سبحانه و الجمع شهود الاغیار بالله و جمع الجمع الاستهلاک بالکلیة و تناء الاحساس بما سوى الله عند غلبات الحقیقة شیخ عبارت مختلف برات تفهیم مخاطب را طاعتی میکند محل مشکل است سخن دقیق و لطیف است سبب آن عبارت میکند مگر کسی فهم کند حاصل تفرقة این باشد اغیار شاید اندام شهود ایشان بنا بر خدا است اگر او تصویر شود و دوران تصویر عکس جمال الهی کرد و هم شهود باشد شهود و اگر شغل و تمثله نمود هم شهود باشد و اگر گوئی همه را خدا آفریده است هم شهود باشد و اگر گوئی ثبوت ایشان و توأم ایشان بخداست هم شهود باشد و جمع چیست شهود اغیار بخدا باشد این را این معنی باشد شهود ایشان شهود ایشان نیست آن شهود خداست و جمع الجمع اینست که تهلک بکلّی شو و وزان او با او بکلّی نماند یعنی بنده کلاً و جمله با همه است یا تهلک فانی رسماً و حقیقتاً و خیالاً و هرمانانی شود شیخ رحمه الله شهود باشد را تفرقة داشت و تهلک بالکلیة را جمع الجمع و ما بالایان کرده ایم قوله و بعد هذا حالة عزیزة لیسیمها القوم الفرق الثاني وهو ان یرد الی الصحوة عند اوقات اداء الفرائض علیه الفرائض لیجری علیه القیام بالفرائض فی اوقاتها فیکون رجوعاً لله بالله سبحانه لا للعبید بالعبید فالعبید یطالع نفسه فی هذه الحالة فی تصریف الحق لیسیمها بالعباد ذواته و عینده بقدرته و مجری افعاله و احواله علیه بعلمه و مشیتته و بعد ازین جمع که تهلک کلی است حالتی عزیز است و این این است که او را بازگردانند بصحوة نزدیک اوقات آن و این را صحو نامند و این رجوع خدا بخداست نه آنکه بنده بنده آورده است آنرا که رجوع از و بدو شود استصفت این مروا نیست و درین حالت مطالع نفس خویش هست و می بیند

کہ در تصریف حق است چنانچہ خویش می آید می گرداند و مبدی ذات او را و صفات
 او را شایداست کہ او بقدرت خویش او را بخود می دارد و او را بدو نمی دهد و افعال
 خویش و احوال خویش را مثبت او می گذارد یا خدا افعال خویش و مثبت خویش
 بدو می گذارد یا بنده افعال خویش و مثبت خویش بخود می گذارد و هر دو یک معنی است
 عبارت مختلف قولہ و اشار بعضہم بلفظ الجمع والفرق الی تصریف
 الحق جمیع الخلق فجمع الكل فی التعلیب والتصریف من حیث اذہ منشی
 ذواتہم و مجری صفاتہم و بعض جمع و تفرق را نحو مثبت گفتہ اند و پس گفتہ اند
 جمع و فرق کہ بہ خلق در تصریف حق اند یفعل الله بہم ما یشاء و بمضیہم بقدرتہ
 الی ما یشاء پس جمع کرد کل را کہ در تصرف و تصریف او اند و منشی ذوات و مجری صفات
 ایشان اوست این جمع و تفرق است و مرد متعلم میں خواہد گفت بریہ تو گفتہ او ہم در
 ہم ہیں باز خواہد آورد قولہ ثم فرقہم فی التفریق ففریقاً سعدہم
 و فریقاً بعدہم و فریقاً اھلہم و فریقاً ضلہم و اعماہم و فریقاً حججہم و فریقاً
 جذبہم و فریقاً آتہم بوصلتہ و فریقاً انزلہم من رحمۃ ربہم
 فریقاً اکرہم بتوفیقہ و فریقاً اعظمہم عند ربہم و وہم تحقیقہ
 و فریقاً اصحاہم و فریقاً صحابہم و فریقاً قریبہم و فریقاً غیبہم
 و فریقاً ادناہم و احضرہم ثم اساقاہم فاسکرہم و فریقاً
 اشقاہم و اخرہم ثم اقصاہم و اھجہم و انواع انعالہ لا
 یحیط بہا حصراً لایاتی علی تفصیلہا شرح و ذکر کلیہ نیست و تفصیل شرح
 فرمودہ کے را میخواند کے را می راند کے را مقرب میکند سید از خود و دور میکند
 کے را اکرام می کند کے را مصطلم می کند کے را محو میکند و کے را محو میکند و ہمہ
 قیاس افعال باری ہر این جمع و تفرق عام است و انواع افعال او و حصرو شرح

نیاید قوله انشد الجنید رحمہ اللہ فی معنی الجمع والتفرقة
 وتحقیقک فی سری فاجاک لسانی فاجتمعنا المعانی وافترقنا المعانی
 ان یکن غیبک التعظیم عن حظ عیانی فلقد صیرک الوجد من الاحتشائی
 در معنی جمع و تفرقة جنید را دوسری گفتمہ اند و تحقیقک فی سری و اثبات کردیم
 ترا در سر خود و زبان من با تو را از میگوید باعتبار سے جمع شدیم و باعتبارکے تفرقة شدیم پس ہم
 شاید انرا جمع گویند و معانی دیگر باعتبار سے آرا تفرقة گویند قوله ان یکن غیبک
 اگر تعظیم تو غائب کند مرا از لفظ عیانی من پس وجد از احتشائی من تو نزدیک است
 اول تفرقة کرد و دوم جمع و این تفرقة و جمع بحسب عامراست چنانچہ شرح گفت قوله
 وانشد

اذا ما بدلی تعاطفتہ فاصد فی حال من لم یرد

جمعت و شرفت عنی بہ ففر التواصل مثنی العاد

وقتے کہ او ظاہر شود و احسا بزرگ و انیم و تعاطفم کنیم از وی بد و فر و آیم در حالے کہ کے
 فرو نیاید جمع شدم و خود را از خود تفرقة کردم و بد و جمع شدم و بد و تفرقة کردم پس تو اصل
 کہ جدا شود مثنی عد و شود تو اصل را شمری مثنی العدو باشد یکے یکے است و چون شود
 کہ یکے را دو جانی و بیومی جا کنی رہ شود و همچنین ہر اعدا و را جمع کنی و باز گشت ہمہ یکے است
 آن الوف تفرقة است ازین یکے جمع شخ در بیان مناسبتے نیا و رده است
 در بیان کلمات صوفیہ ہم نسبتے نہادہ است گفتمہ است این حال ارا است این فرو است
 چنانچہ آمدہ است گفتمہ است

قوله ومن ذلک الفناء والبقاء یکے ازان الفاظ فنا و بقاءست چنین

گفتمہ اند کہ چند لفظ است میان این صوفیہ مصطلح و مراد آن ہمہ بیک معنی می شود حضور
 غیبت فنا و بقاء جمع و تفرقة الفاظ مختلف است و معنی متحد ہے اللہ خفیف حمد اللہ

حضور و غیبت گوید خراز علیه الرحمه فنا و بقا گوید و جنید رحمه الله جمع و تفرقه گوید
و تو در بیان با معان نظری کن اندک تفرقه هست میان ایشان اگر تو انی دریافت
تفرقه باریکی هست قوله اشار القوم بالثناء الی سقوط الارصاف
المذمومة و اشار و ابالبقاء الی قیام الارصاف المحمودة بعضی از
فنا و بقا این عنایت کرده اند و میمه برود و بجای آن حمیده شود این را فنا و
بقا گویند شیخ در فنا و بقا بحسب تعدیه لفظ میگوید تعدیه فنا بعد است تعدی
الاخلاق المذمومة موقتی عن رغبة این فنا و بقا لغوی است مستطیع
نیست آنچه در نهی کلام خود خوانند گفت بایستی ابتدا این را گوید و اگر نه از
همه مشوش و مترومی گردد و گمان می رود این همه فنا است اما بعضی مردم
خود را سالک گویند و گویند ما معنی می دانیم چون از ایشان پرسند ایشان همین معنی
فنا و بقا گویند قوله و اذا كان العبد لا یخلو عن احد هذین القسمن
فمن المعلوم انه اذا لم یکن احد القسمین كان القسمین لا یخلو
محاله فمن فنی عن اوصافه المذمومة ظهر علیه النخصال المحمودة
ومن غلب علیه النخصال المذمومة استتر عنه الصفات المحمودة
البته یکی ازین دو صفت در بنده باشد و اب و میمه فناست بقا حمید
بقا شد هر دو ضد و نقیض اند اگر یکی برود و دوم لا محاله باشد قوله و اعلم
ان الذی به العبد فعال و اخلاق و احوال فالا فعال تصرف
باختیاره و الاخلاق جبلت فیه و لکن یتغیر بمعالجه علی حسب
بنده بد یا نجاوست و نسبت برود و از افعال و احوال برپای اوست
با آن آفریده اند بدین قابلیت آفریده است اگر بناست برود و بکار بست
آن استمر کنند بر آن آن برود و ضد آن آید غضب برود و حلم آید
و غیر اینها

یرد علی العبد علی وجه الابتلاء لکن صفاؤها بعد زکاء الاعمال
 فہی کالاخلاق من هذا الوجه لان العبد اذا نزل الاخلاق قلبہ فی
 بجهك سفسا فہا من اللہ سبحانہ علیہ تبحرین اخلاقہ و احوالہ
 غضب و شہوت و حرص و ہوا این احوال است بروجہ ابتلا بر بندہ و افتد
 و صفاے او بچہ باشد بزکاء اعمال باشد چو صفا و زکاء پذیرست بمثال اخلاق
 باشد چو بندہ اخلاق بل غمیش منازکہ کرو و بران اطلاع شد و است حمیدہ صیت
 و ذمیرہ صیت و چہ باید و چہ نباید پس جہد و طاقت خویش انچہ روی است انرا
 نفس کند سخن خلق خویش قولہ فکذلک اذا و اطب علی تزکیۃ اعمالہ
 ببذل و سعد من اللہ سبحانہ علیہ بتصفیۃ احوالہ بل بتوفیۃ
 احوالہ چنانچہ بریں استمرار کرو و در صفاے آن کوشید و زکاء و است و ادور اعمال ہم
 کذلک و سعی کہ خدا اور ادا دہ است بدل آن و سع کند آن ہم قابل است
 کہ شود تصفیۃ احوال کند بلکہ توفیہ کند یعنی چنانچہ حق او ست همچنان بجا آرد قولہ
 فمن ترک مذہوم افعالہ بلسان الشرعیۃ یقال انہ فنی عن شہواتہ
 فاذا فنی عن شہواتہ بقی بیتیہ و اخلاصہ فی عبودیتہ سرکہ بحکم شرع
 ہرچہ ذمیرہ در شرع است انرا انتفا کند از شہوت اثباتیہ فانی شد بر محل شہوت
 بر اندواز غیر محل احقر از کند این فناعن شہوتہ باشد چوں شہوت برود باقی شود
 بنیت صالح و اخلاص و عبادت اول بقا و دوم بقا قولہ و من زہد
 فی دنیاہ قلبیہ یقال فنی عن رغبتہ فاذا فنی عن رغبتہ بقی بصدق انابتہ و
 عاج اخلاقہ فنی عن قلبہ الحسد و الحقد و الفحل و المشح و العصب
 و الکبر و امثال هذا من رعونات النفس یقال فنی عن سوء الخلق
 فاذا فنی عن سوء الخلق بقی بالفتوۃ و الصدق و من شاہد

جریان القدرۃ فی تصاریف الاحکام یقال فنی من حسابان الحقائق
من الخلق این ہمہ در معنی واحدست و جهت آن ترجمہ تکرار کرده شد بقولہ
فاذا افنی عن توہد الاثار من الاعیار بقی بصفات الحق ومن
استوی علیہ سلطان الحقیقۃ حتی لم یشهد من الاعیار ^{عیناً}
ولا اثر او کار سما ولا طلالاً یقال اندہ فنی عن الخلق وبقی
بالحق چو ازین فانی شد کہ چیز از غیر او سزا یا بغیر وجود او وجودے باشد
این را از جواب فنا شمرند نسبتے بفناء قوم دار و فنا مصطلح نیست سلطان ^{حقیقت}
برو تخی کسی کرد وجودی عینی و اثری از ہمہ فانی شود این را گویند کہ از وجود خود
و از جملہ وجودات او ہی فانی گشته و بحق باقی شدہ این فنا و این بقا ^{بقولہ} فناء
العبد عن افعاله الذميمة و احواله الخسيسة بعد هذا الافعال
و فنا و عن نفسه و عن الخلق بزوال احساسہ بنفسہ و بہم
فاذا افنی عن الافعال و الاخلاق و الاحوال فلا یجوز ان یکون
ما فنی عنہ من ذلک موجوداً و اذا قیل فنی عن نفسه و عن الخلق
ففسدہ موجودہ و الخلق موجودون و لکنہ
لا علم لہ بہم و لا بہ و لا احساس و لا خبر فیکون نفسه موجودہ
و الخلق موجودین و لکنہ غافل عن نفسه و عن الخلق غیر محس
بنفسہ و بالخلق فنا کہ معلوم است بگوئیم تا بود ہر وجود فانی شود از ہمہ وجودات
بجملتہا ایشان شاید باشد با ہمہ اوصافے کہ ایشان راست مرد فانی باشد
نہ آنکہ علم نباشد و خبر و حس نباشد علم باشد و خبر و حس باشد این ہم مرد فانی باشد
و آنچه شیخ ^م میفرماید کہ حس نامد و علم نامد و خبر نامد کہ حس نامد او کجا بعلم ادراک
کند او کجا کہ او را خبر باشد پروانہ خود را بر شمع زند این سوخت فانی شد این کہ

نور و با شمع مانند شمع رامی بیند و پداند و ہمہ را فانی یا بد پروانہ را نیز ہمین صفت باشد از آنکہ
 او با شمع یکے شدہ است خداوند سبحانہ گوید لَمَّا تَلَمَّتُ الْيَوْمَ بِهِ الْوَاحِدِ الْقَهْلَ
 کلام او ازلی و دائمی و ابدی است باشد و وجود ہمہ اغیار او میگوید اللہ الْوَاحِدِ الْقَهْلَ
 و کلام ابدی و ازلی البتہ منقطع نہ و او دائم قایل این دم کہ من فتور حکایتیم با وجود ہمہ وجودات
 میگوید اللہ الْوَاحِدِ الْقَهْلَ و فانی را کہ بد و قائم است ہمین صفت است کہ ہم میان

ایشان چندینے گفته است نظر

از من مرا طلب تو کن من کنون نہ ام

من رفتم از غم ز خویش درون و برون نہ ام

ہستم ہوا کہ بودم زان کم نفس زون نہ ام

با دوست چون یکے شدہ ام صیت جبر و

من مغز و اتخوان و و گر پوست و خون نہ ام

چون با محرم و دم شدہ است مرا عشق تو ببلک

سپہ چون یکون چہ گوید جو غم چہ گوید نہ ام

کس پدید آمد حسد چون چہ گوید

این فنا و برین بقا استہ ازین بیشتر سخن در فنا و بقا باشد قولہ وقد تری

الرجل یدخل علی ذی سلطان او محتشم فیدخل عن نفسه و عن

اہل مجلسہ و نایب اہل عن ذلک المحتشم حتی اذا سئل بعد خرو

من عنک عن اہل مجلسہ و عن ذلک الصمد رؤیایات

نفسہ لیسر یکنہ الاحبار عن شیخ رحمہ اللہ میفراید برائے فنا و برائے

فنا ب حس و خبر شخصی بر سلطان جلیل القدر عظیم الخطر و آید مرد را از نفس خویش و مول

شود و کار بجای باشد در میان آن مرد و بسیار چہ بود کہ بود چہ گفتند و چہ شنیدند و

بسا باشند از ان معظم و محتشم هم شعور نامزدین مثال فنا و بقا نیست برائے حضور و غیبت

را این مثال نیک موافق باشد شیخ رحمہ اللہ برائے آن آورد میا کل موجود و آل

شخص موجود مع ذلک احساس و خبر رفتہ این از مضعف عقل است و سستی طبیعت

مذارد نفس است با فنا نیستہ و از قولہ قال اللہ عز و جل فلما رأینہ الابرار ذ

قَطَعَنَّ أَيْدِيَّ مَحَنِّ لَمَّا لَقِيَ يَوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى تَوَهُّلِهِ
 الْمَقْطُوعِ الْأَيْدِيَّ وَهِيَ أَوْقَلْنِ مَا هَذَا كَبَشْرًا وَقَدْ
 كَانَ لَبِشْرًا أَوْ قَلْنِ إِنَّ هَذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ وَلَمْ يَكُنْ مَلَكًا فَهَذَا تَغَالُفٌ
 مَخْلُوقٍ عَنِ أَحْوَالِهِ عِنْدَ لِقَاءِ مَخْلُوقٍ فَمَا ظَنُّكَ بِمَنْ يَكْشِفُ بِشْهُودِ
 الْحَقِّ سُبْحَانَهِ فَلَوْ تَغَالُفٌ عَنِ أَحْسَاسِهِ بِنَفْسِهِ وَأَبْنَاءِ جِنْسِهِ فَا
 عَجُوبَةٌ فِيهِ فَمَنْ فَنِيَ عَنِ جَهْلِهِ بَقِيَ بَعْلُهُ وَمَنْ فَنِيَ عَنِ شَهْوَتِهِ بَقِيَ بِنَانَتِهِ وَمَنْ
 عَنِ رَغْبَتِهِ بَقِيَ بِزَهَادَتِهِ وَمَنْ فَنِيَ عَنِ مَيْتَتِهِ بَقِيَ بِأَرَادَتِهِ وَكَذَلِكَ الْقَوْلُ فِي جَمِيعِ
 صِفَاتِهِ وَإِذَا فَنِيَ الْعَبْدُ عَنِ صِفَةٍ بِمَا جَرَى ذِكْرُهُ يَتَقَى عَنِ ذَلِكَ بِفَنَائِهِ عَنِ رُؤْيِهِ فَنَاءً
 صَوَّاحِبِ لَيْحًا وَصِدَاقِ أَوْ يَوْسُفَ رَاغِبِيهِ السَّلَامُ بِأَجْمَلِ كَيْفِ أَوْدَاشْتِ آرَاسْتَهُ تَزِيدُ نَيْبِهَا أَوْ
 مَشْغُولٌ شَدِيدًا زَخْوَةً سَبَّ كَشْتِ دَرَسْتِ رَا زَرْجِ وَأَزِيْبِ تَفْرِقَهُ كَرُونِ تَوَاسْتِ
 اِيْنِ نَيْطِرِ عَنِ حَضُورِ غَيْبِ اسْتِ اِيْنِجَامِ رَدْفَانِي اِيْنِخُودِ مَيْسْتِ فَا نِي اِيْنِشُورِ خُودِ
 اسْتِ اِيْنِ مَخْلُوقِ بِمَخْلُوقِ دَرَا اِيْدِ اِيْنِخُودِ بِرُؤْيِ شُورِ نَا مَانْدِ بِسِ چِه كَمَا نِ بَرِي
 بِرَكِ كِه اِيْرَا كَشْفِ شُورِ سِجَاةِ شُورِ اِيْنِخُودِ بِرُؤْيِ شُورِ نَا مَانْدِ چِه اِيْنِجُوبِ
 اسْتِ اِيْنِ رَا كِه اِيْنِجُوبِ نَدَا اِيْنِ اَعْنَابِ سِي كِه اِيْنِ فَنَاءِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ
 وَنَزْوِيْكَ مَخْتَفَانِ اسْتِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ
 وَفَنَاءِ وَبَقَا كِه اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ
 وَقَوْمِ تَاهِ فِي اَرْضِ بَقْرٍ وَقَوْمِ تَاهِ فِي مِيْدَانِ حَبَلِ
 فَا فَنَاءِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ
 فَا اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ اِيْنِ
 عَنِ صِفَاتِ الْحَقِّ بِشْهُودِ الْحَقِّ شَرْفِيَاةً عَنِ شْهُودِ فَنَائِهِ بِاسْتِمْهَلَا
 فِي وُجُودِ الْحَقِّ قَوْمِ دَر زَمِيْنِ خِيَالِي كَمِ شَدِيدِ قَوْمِ دَر مِيْدَانِ حَبَلِ اُو كَمِ شَدِيدِ

پس ایشان فانی گردند فافنوا اول فنا سے افعال شد و بعد آن فنا سے صفات
بعد آن فنا سے ذات از افعال خود فانی شد و بعد بافعال او باقی شد از صفات خود
فانی شد بصفات او باقی گشت و از خود فانی شد بربانی گشت این بیت کہ آور
سماں فنا کہ ما گفتیم ہم بدان اشارتے ورستے کر و شیخ این سے فنا گفت فنا از فعل و فنا
از صفت و سیوم استہلاک ازان فنا و وجود حق

قوله ومن ذاك الغيب والحضور وبعضه ازان كلمات مصطلح غيب غيب غيب والحضور

و حضور است قوله فالغيب غيبه القلب عن علم ما تجرى من احوال
المخلق لا اشتغال المحس بما وردہ عليه ثم قد يغيب عن احسا
بنفسه وغيره بوارده من تذكر ثواب او تفكر في عقاب غيب
عبارت ازین است دل او غائب شود از علم چیزے کہ بر خلق میرود زیرا چہ حس او
مشغول است بواروے کہ برودے شدہ است از تذکر ثوابے و تفکر عقابے
و البتہ تخیل کہ از خویش غائب شود و او خلق ہے

تذکر ثوابے و تفکر عقابے و البتہ این منحصر بر نظیر ثواب و عقاب نیست جلال و
جمال ہم منقبت شعور شخص اند قوله كما روی ان ربيع بن خيشم كان يذنب

الى ابن مسعود رضى الله عنه فمر بمحانوت حدا دفنارى المحل يد
المحاة فى الكبر فغشي عليه ولم يبق الى الغد فلما فاق سئل عن
ذلك فقال تذكرت كون اهل النار فى النار فهدت غيبته نراد
على حدا حتى صارت غشيه ربيع بن خيشم رحمه الله برد كان حدا سے
گذشت می بیند آہن گرم کردہ اند و میگویند اور اغشى شد تا دوم روز بعد آنکہ ہوش
آمد پر سید ندچہ بود گفت اہل نار را یاد کروم پس این نعتیے است کہ زیادت شد

سے و نسخہ منقول عنہ عبارت را گرم خوردہ است بنا بران بیاض گذشتہ شد - ع ح

از حد خود تا آنکہ غشی شدہ است شیخ رحمہ اللہ موجب غیبتی موجب مخصوص سے
فرمود و حکایتی مخصوص آورد برائے مثال آن را و غیبت در فہم ما نیست ہر چہ
مغیب اقتد ذکر از عقاب قومے رویت شے بہنئے حسینے دیدن ہمیں عظیم
ہر چہ بیند و دل آنرا بیند و تحمل نکند از غیبت نامند قولہ در ردی عن علی بن
الحسین رضی اللہ عنہما اندہ کان فی سجودہ فوقع حریق فی داسرہ
فلو ینصرف عن صلوة فسئل عن حالہ فقال الہفتی النار الکبری
عن ہذا النار نظیرے اگر میگوید علی بن حسین رضی اللہ عنہما در سجودہ بود و در کشتے
در سراسے او افتاد او از سجودہ خویش باز نیامد از وسے پرسیدند گفت آتش بزرگ
از آتش خورد و مرا باز داشت خیال آتش کبری برو غالب آمد احساس این آتش
صغری برو محو کرد تا کبری بدین نسبت باشد این نار را ہفت ہرشت اندہ ہر آئینہ
این صغری باشد آن کبری و دیگر نار کبری فار اللہ الموقدۃ الیّی زطلع علی الاذین
این عنایت کنند آتش عشق آتش طلب چون در وسے افروزد این را کا آتش صغری
میگوند با آن آتش کبری کہ مروان عنایت کردہ انداز ہمہ شعور احساس برو و قولہ
وربما تكون الغیبت عن احساسہ بمعنی یکاختلف بہ من الحق سہبما
و بسا باشد کہ از حق برو چیزے کشف شود بدان او غائب شود و نورے افتد کہ شعاع
ان نور جہانزا بسوزد این از بہت آن از خود رود و تجلی تہر شود این ہمہ از ان قبیل است
تجلی لطف شود و در جمال او چنان مستغرق شود کہ از خود غائب شود و این در آنجا
است چون مرد متہی شود و آن چیز بارہو بسیار افتد عادت شود این چیز امضیہ و غیر
نیفتد و اگر بر سر نمایندہ مطلع شود کہ وراسے این یکیت کہ این سیلار ہمہ منیر و غیب
نیفتد قولہ شعرا نہ مختلفون فی ذلک علی حسب احوالہم مہر آئینہ
ہی آید کہ ایشان مختلف اند بر حسب احوال خویش کے راچہ مغیب افتد و کہے راچہ

قوله ومن المشهور ان ابتداء حال ابی حفص النیسابوری الجلیل
 فی ترکہ الحرفۃ انه کان علی حانوتہ فقراء قاری آیة من القصر ان
 فورد علی قلب ابی حفص رحمہ اللہ واسم تعافل ان احساسہ
 فادخل ینک فی النار واخرج الحدید المحمأة بیدہ فصری قلیلہ لہ ذلک
 فقال یا استاذ ما ہذا فنظر ابو حفص رحمہ اللہ الی ما ظہر علیہ
 فترک الحرفۃ وقام من حانوتہ ابتداء سبب توبہ ابو حفص حد اور رحمۃ اللہ
 علیہ این بود عورتے آمد خریدن قفلے دل شیخ باو سے بر بست دکان گرد آورد و ذبا
 عورت روان شد تا در خانہ اور سید عورت آن عورتست کہ البتہ مراد طلب این
 بدامن آن نرسد حد اور اسوختند و گرمی دل شعلہ زو تاب نیاد و مجوسی شہرہ بود و سحر
 برورفت حال سوختگی خویش برو سے عرضہ کرد مجوسی گفت تو مسلماننی احمدی انچہ فرمایم
 تو آن نکنی حد ادگفت من در کورہ نغم افتادہ بے سوزم و و میدم آتش عشق راحن
 آن معشوق در فرورزی آورد چہ فرمائی کنم تحمل معشوق در دامن افتد گفت چہل روز
 بیع طاعتے کن و کلمہ کفرے کہ من تلقین می کنم البتہ آن بزبان میگو و میگو همچنان قبول کرد
 چہل روز برین کار بود اثر سحر پیدایش آمد باز بران مجوس گفت انچہ گفتی کردم معشوقہ
 ہم برستیزہ کاری خویش است آتش سحر تو اثرے نکرد دل آہن اور از م نساخت
 من همچنان بنزنجیر محبت گرفتارم مجوس گفت ہرگز نباشد انچنین تو طاعتے کردہ باشی
 در میان و اگر نہ سحر من آن چنان نیست کہ ہرگز خلاف شود اندیشہ کرد و جملہ حرکات
 و افعال خویش را تا چہل روز یاد میکرو یا د آورد بیچ طاعتے نکردہ ام مگر آنکہ سنگریزہ
 تیزے در رہ افتادہ بود آن را در گوشہ کردم مجوس گفت شرم دار از خدا
 کہ چہل روز متصل اورا برنجانی و کفر ورزی و طاعتے نکنی تا آنکہ یک طاعتے کمتر
 طاعتها کردی خداے آن را قبول کرد تا سحر مرا اثرے شد ابو حفص بیان سے

توی که کردش ازین عورت بنام و بجه مشغول شد، احراف و عداوتی کرد و
 موجب ترک حرمت آن بود که شیخ حمد الله بین کرد و در دوکان شسته آبن
 و رگور و مدخله کرده آستیه از قرین شنیدند غم آیت و جوی بود آیت
 خوف و خوفناک شد و دست درازش زخت آبن را دست گرفت بیرون آورد و دست
 را از آزاره نبود شاگردی ازین شیخ بود نمیدانصوف بود آلمیذ و رکار حدادی
 او و دست شیخ بیست و پنج و پنجاه و پنجاه و پنجاه و پنجاه و پنجاه و پنجاه
 اکنون چو در دوکان شسته آبن چنین تمام می شود بود در دوکان بهتر باشد
 از دوکان خامست و گویست و گویست و گویست و گویست و گویست و گویست
 و حمد الله و حمد الله و حمد الله و حمد الله و حمد الله و حمد الله
 و از دست مرده و نسا و نسا و نسا و نسا و نسا و نسا و نسا و نسا و نسا و نسا
 لستبی عنک و نسا و نسا و نسا و نسا و نسا و نسا و نسا و نسا و نسا و نسا
 اخل الشبی فی لیکه بان سجید لا مرته استتری فقط و فی
 الشبی من غیبته خیر شسته بود زن او نزد یک او بود شبلی علیة الرحمة
 عورت خواست پنهان شود چنانکه گفت نشین که شبلی از تو خبر ندارد پنهان و
 شسته بود چنانکه در سخن معیفت شایعایه الرحمة گریست بنیاد گفت زن
 را پنهان شو که شبلی نمیداند و خود آمد و استن حنیف شبلی را علیة الرحمة که او با خود آمد
 همان احساسی که میان ایشان است و اگر گویید دلیل گفت که او با خود آمد چون بود
 که باین بے خبری رو و است و بر حنیف علیة الرحمة آمد پس معلوم شد که ایشان از
 نحو و ناسب اند و افعال از ایشان باری است بحسب تفاوت قولیه و سمعت
 ابانصر المودن رحمه الله بنما و کان رجلا صالحا فقال کنت
 اقراء القران فی مجالس الاستاذی علی الذوق رحمه الله وقت کونه

هناك وكان يتكلم في الحج كثيرًا فاثرت في قلبي كلامه وخرجت إلى
 الحج تلك السنة وتركت الحانوت والحرفه وكان الاستاد ابو علي
 الدقاق خرج إلى الحج ايضا في تلك السنة وكنت مدة كونه بنا
 اخذ مدها واطب على القراءة في مجلسه فرأيت يوماني البادية يطهر
 ونسي قممته كانت بين فحلتها فلما عاد إلى رحله وضعتها عندك فقا
 جزاك الله خيرًا حيث حملت هذا ثم نظر إلى طويلا كأنه لم
 يرى قط وقال رأيتك مرة من أنت فقلت المستغاث بالله
 صحبتك مذكور وخرجت عن مسكني وماني بسببك وقطعت
 في المغازة بك والساعة تقول رأيتك مرة ابو نصر مؤمن رحمه الله
 كه ابو علي وقاق در مسجد من بود چهار ماه ووضيئت حج می گفت تا بگفت او مرا هم اشتهاق
 حج شد بصحبت او برون آدم و حانوت حرفت را گذاشم حج برون آدم پس ویدم
 او را و با دین تطهر و وضو کرد او را و قاروره را با نجا گذاشت من دانستم فراموش کرده
 پس آزا گرفتم و چون او برعل خویش بازگشت نزدیک او نهادم گفتم خدا بر تو رحمت
 کند که این را برگزینی آوردی بعد آن سوی من بسیار دید چنانست که مرا هرگز نه دیده است
 وگفتم من ترا یک بار دیده ام تو کیستی گفتم بخدا فریاد کنم از دست تو دست در صحبت
 تو بودم و در صحبت تو جانمان خراب کردم خانه و دوکان را گذاشتم بسبب تو جنگها را دیدم
 این زمان تو میگوی یک باره ترا دیده ام در عبارت در بعضی سخنان زیادت کرده
 ام نبشته ام چنانچه حکایت مرتب دیده ام همان نبشته ام این غیبت که شیخ زاهد
 یا هیبت بتلاسه حق بود یا همان وقت که در وید آن وقت غیبی شده بود چو از
 غیبت شد از گذشته و حال شعور رفت آرسه دل چو بکار سے متعلق باشد و آن
 حضور کار هجوم آرد که البته فرصت نمیدهد اینچنین غیبتها شود و قوله و اما الحضور فقد

یكون حاضرًا بالحق كانه اذا غاب عن الخلق حضر بالحق على معنى ان يكون كانه حاضر وذلك لاستيلاء ذكر الحق على قلبه فهو حاضر بقلبه بين يدي ربه فعلى حسب غيبته عن الخلق يكون حضوره بالحق فان غاب بالكلية كان الحضور على حسب الغيبة فاذا قيل فلان حاضر فمعناه انه حاضر بقلبه لربه غير غافل عنه ولا ساه مستد^{يعر} لذكره بين بيان میان حضور و غیبت ملازمته آمد غیبت بحضور است و حضور و غیبت است و آن غیبتی که بغیر حضور حق باشد آن معتد به نیست اما وجودی و لذت و دارد يعرف من ذاق اکنون ایجاد و سخن است غیبت بحضور یا حضور بعد غیبت کیست غایب پر و شاد شد سخن او بحال او یا از عظمت او و غرت او دل مستغرق و مشغول گشت هر آینه از چیزهای دیگر غائب شد این غیبتی بسبب حضور باشد و اینچنین هم باشد نخست خود را تکلف حضور کند چنانچه مردم مراقب از پس تصور آن غائب این مرد از احساس خویش غائب شود این غایب حاضر آید این حضور می بعد غیبت باشد مردم مراقب و ذاکر این سخن را بدانند ایشان خلوت گیرند دل را بتصور حضور حق بند و کذلک در ذکر این تصور آن غائب از خود غائب شوند در آن حالت بر ایشان تجلی شود نورے بینند نارے بینند آنچه پیش آید بحسب هر کسے این حضور از غیبت است و چون تکلف درین حضور دست داد و غیبت تحقیق شد کار بجاسے کشد که غیبت بتلاسه حق گردد حضور حق شود یا نشود غیبت او را دست داد هم در آن غیبت او را سامراتے و محاکاتے است مناجات و مکالمات و تقابلات و غیر هم درین میرو و با حق او در آن مشغول و از حق غائب و درین غیبت حکایت کسے بدانند و پروا قعات و وجودات مطلع شوند و این بلاسے است بر جان آن شخص که جز حضور حق پیش او می آید قوله كانه غاب عن الخلق لازم نیست شاید حضور

شود و غیبت نباشد و شاید غیبت باشد و حضور نباشد قولہ فہو حاضر بقلبہ
 اینکہ شیخ میفرماید تمام حکایتی من گفتہ ام درست ترجمہ است بیدیش بہین قولہ
 فاذا قبل فلان حاضر شیخ مسأله میگوید اگر گویند فلان حاضر است شیخ سخن زیادتی
 میفرماید برائے تشریح و فہم مخاطب قولہ ثم لیكون مکاشفاً في حضورہ
 علی حسب رقبۃ بمعان تخصّص الحق سبحانه بہا پورا و از ہمہ غائب شود
 و خدا بدو حاضر آید چہ باشد یعنی پرودہ کہ بر چشم دل او بود آن پرودہ برگیرد ورنہ او ہمہ سارہ
 حاضر است درین حالت او از خود غائب شد و خداوند سبحانہ و تعالیٰ وجود را بدو
 حاضر نمود بدان اندازہ و مرتبہ کہ آن شخص دارد از معانی و اسرار سے اورا اطلاع دہند
 یا آن معانی و اسرار اورا بکشف اطلاع دہند یا ازان حکایت کند حق تعالیٰ بر سے اطلاع
 بر اسرار افعال و ہر چیز سے را پیش او بیا فریبند او بداند کہ آفرینش بدین صفت است
 یا حکایت از آفرینش خویش کند کہ آفرینش من بہین صفت است ملاقاتی نیست
 مباشرتے نیست چنانچہ صاف ہے و مصور سے رامی بینی مباشرتے و معانی سے
 کند اینچنین نیست و اگر بحضور او صورت مباشرت و ملاقات نماید این را و حیرت
 یا ازان قبیل است وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَكَانَ شَكًّا لَّهُمْ مَبَاشَرَتِ
 معاشرت نیست معاشرت نیست اینچنین نماید و یا خود حکایت از مثل است
 تمثیل کردہ است مباشرت شدہ است و از مثل این توقع است ہر تہ از مثل یہ آید
 از مثل ہمان آید و ہمان کند این دریا سے عیب ہے است بحر لا ساحل لہ اما برائے
 خدا سے را تو مجر و نشیدن این سخنان خود را ذائق و واقف این ندانی و برین نمط
 سخن نہ کنی کہ من ذائق این ہستم و از دید و ذوق خود می گویم و دیگر بر اسرار و مرادات
 کلام انداز کلمات متشابه کہ علیما آنجا نطق در کشیدہ اند خداوند سبحانہ اورا بران
 اطلاع دہد او گوید اینجا این مراد است صوفی پیش خواجہ من قدس اللہ سرہ العزیزین

آیہ رَمَاتَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِن تَفَافُتٍ مَعْنٰی مِیْلَتِ شَيْخِ اَزَا تَحْنِیْنِ
 و استحسانے میگردو آن معنی جز این معنی است کہ در تفاسیر است تجلی افعال
 گفتم و حکایت از مسامراتے و محاکاتے گفتم اگر تجلی صفات و ذات می نویسم
 کتاب دراز می گردد اگر تو مرد فہمی و زیرکی خواهی دانست قولہ و قد یقال
 لرجوع العبد فی احساسہ بحال نفسہ و احوال الخلق انہ حضرا
 رجع عن غیبہ و بسا باشد و از ان غیبت باز آید گرد و خویش بیاید و گرد احوال
 خلق بر آید اورا گویند او حاضر شد یعنی غیبتہ کہ بود از ان رجوع کرد و خلق حاضر شد
 اگر اینجا عاد و رجوع و غاب گویند درست آید اما شیخ لفظ حضر اختیار کرد زیرا
 امور بشری است از چیزے غائب شدن چیزے حاضر شدن غاب و عاد درست
 آید قولہ فہذا یكون حضوراً بخلق پس این را دو اعتبار شد حضوراً
 و حضور بخلق از حق غائب شد حضوراً بحق شد آنجا ہم این سخن درست آید غیبت
 بحق و غیبت بخلق قولہ و الاول حضوراً بحق اکنون اول و آخر نیست ہر یکے
 پس دیگرے می آید ہر کرا اعتبارے کنی آن اول باشد اما شیخ اورا اول
 فرض میکند قولہ و قد یختلف احوالہم فی الغیبۃ فہم من لا
 تمتد غیبتہ و منہم تکم غیبتہ گفتم اگر غیبت متہدد و متلاحقہ شود
 خود غیبت دائم است و اگر غیبت می شود باز حاضر می آید این غیر دائم است
 اما غیبتے کہ در کثوفات و تجلیات است البتہ متلاحقہ و متہدد و باید این کہ حکایت
 باشد و سخن باشد و اطلاع باشد زمانے بتدی باشد و غیبت اگر اورا برین اطلاع
 شود و بسا چنین ہم باشد کہ شخص بمقدار یک زونی مناسب شود ہر ان مقدار
 اسرار و انوار مطلع شود کہ اگر بنویسد بجلدے شود و تمام کلام اللہ چنانچہ یکسہ
 گوئی خواندہ شود یا او تعالی خواند یا این خواند قولہ و قد حکى ان ذالذنون

المصوی رحمہ اللہ بعث انسانا من اصحابہ الی ابی یزید لینقل
الیہ صفۃ ابی یزید فلما جاء الرجل الی بسطام سال عن داسرا بنی
یزید رحمہ اللہ فدخل علیہ فقال ابو یزید ما تريد فقال اريد
ابا یزید فقال من ابو یزید واین ابو یزید انانی طلب ابی یزید فخرج رجل
وقال هذا مجنون فرجع الی ذی النون فاخبره بما شهد فبکی ذی النون
وقال اخی ابو یزید ذهب فی الذاهبین الی اللہ عز وجل ذوالنون
رحمہ اللہ شخصے را بر ابو یزید رحمہ اللہ فرستاد تا چیزی سے از احوال او و اقوال او حسا
کند بیاید برہ ذوالنون علیہ الرحمہ گوید شخص حاضر پر سندہ بر طیفور رحمہ اللہ رفت
و طیفور غایب حضور بود با یزید رحمہ اللہ پر سید چه میخواہی تو و کرا میخواہی تو او گفت
با یزید را میخواہم با یزید گفت ابو یزید کیست و کجاست ابو یزید و من در طلب
ابو یزیدم کہ نمی یابم آن مرد از ابو یزید بیرون آمد گفت این مرد دیوانہ است و بر
ذوالنون رفت و حکایت کرد ذوالنون بگریست و گفت برادر من ابو یزید رفت
باز فنگانے کہ سوسے خدا رفته اند یعنی او با خود نمانده است و از خود رفتہ نمی آید
چه گویم و من کجا ام کجا طلبم این سخن دوم معنی احتمال می بر دیکے آنکہ شیخ حکایت
از غیبت میکند چنانچہ گفتم او از خود غائب است بخدا حاضر است شعورے
و غیرے از خود و از وجود دیگران ندارد و دوم با یزید با خود است حکایت از
حقیقت حق میکند و من کہ و تو کہ و با یزید کہ من کجا و تو کجا و با یزید و ذوالنون
کہ اوست اوست تعالی دیکرے کیست سخن اول از تجلی و استتار است و
سخن دوم از عالم تحقیق و تحقق باری تعالی است این مرد ممکن و او متلون این محقق
و او محقق و آنکہ ذوالنون گفت ذهب مع الذاهبین الی اللہ دلیل برین کند
سخن کہ با تحقیق کردیم سخن بیان است آنجا ذاب بکلی نیست اما اینجا ذاب بکلی است

ہاں آیات کہ بالانویسائیدہ ایم انجامنا سب است نظم
من رفته ام ز خویش ورون و برون نہ ام
از من مرا طلب کن من کنون نہ ام
قوله ومن ذلك الصعود والسكر کیے ازان الفاظ مصطلح قوم الصعود والسكر
صعود سکر است سکر عبارت از ابہا ہے از دیدن جمال و حسنہ کہ دل را پیش آید
آن ابہلاج بدان کشد اور امتان کند و او چنان بسکر و لذت آن شاید خویش
مشغولت کہ از ضرر و نفع اشیا غائب است و صحو عبارت از ہوشیاری
کہ بعد ازین سکر باشد با بقاے لذت سکر چنانکہ مدمنے و داوم نوشد و ہوشیاری
باشد و نفع و ضرر ہر چیز را بشناسد اما خوشان و سکران باشد و صحو سے
وسکرے کہ اینچنین نیست لا یعتد بہما قوله الصحو رجوع الی الاحساس
بعد الغیبة صحو عبارت از ہوشیاری است کہ بعد غیبت شود اول غائب
بود بعد آن ہوشیاری شود قوله والسكر غیبة بوارد قوی و سکر عبارت
از غیبت احسان بوارد قوی بخمنے و جمالے وغیر آن و اکثر او بلطفے و بہائے
نسبت دارد قوله والسكر زیادة علی الغیبة من وجہ و ذلک
ان صاحب السكر قد یكون مبسوطا اذا لم یکن مستوفیا
فی سکرہ و سکر بچہ زیادہ از غیبت است غیبت از رویت ناسے باشد
و نورے باشد اما سکر غیبی مخصوصے و آن زیادت ہے کہ صاحب سکر مبسوط
و متبیط باشد و خوشان باشد وقتے کہ در سکر مستوفی تمام شدہ است یعنی
سکر آنچنان غلبہ کردہ است کہ ذہولے پیش آید شیخ رحمہ اللہ فرمود مزید سکر
را از غیبت وقتے باشد کہ این سکر تمام اورا استیفا کردہ باشد اگر اینچنین
اتفاق افتد کہ این سکر تمام اورا استیفا کردہ این سکر خود معتد بہ نیست این را
سکران مایت خوانند و اگر او از آنہا است کہ ذوقے دارد و خوشی دارد و لذت

وارد و بعض حرکات و سکنات متان وارد از خطرہ اشیا و از اشیا نایب
 است این سکر معتد بہ است صحوے کہ درو سکر نباشد و سکرے کہ درو صحو
 نباشد ہر دو معتد بہ نہ اند قولہ وقد یسقط اخطار الاشیاء عن
 قلبہ فی حال سکرہ و تذلک حال المتساکر الذی لم یستوفہ
 الوارد فیکون للاحساس فیہ مساع ہر آئینہ ساقط شو و خطرہ اشیا
 وقت و مستی است و اگر نہ مست کہ و این حال سکر ہی است کہ استیفاے
 واردے کردہ است اشیا را احساس باقی است و ہمین مطلوب است
 قولہ وقد یقوی سکرہ حتی یزید علی الغیبۃ فریما یکون ضا
 السكر اشد غیبۃ اذا قوی سکرہ ہمان سخنے کہ گفتہ بودیم در ابتدا
 سکر او ہم ہمان گفتہ و بسا سکر قوی شود تا آنکہ زیادہ شود و غیبت کنول این
 غیبت بکلی شدہ است یا من وجہ دون وجہ خود سخن ہمانست
 گر این گویند اینجا ہمین غیبت است و اینجا طرف و غوشی علی ہذا برین
 معنی غیبت بصفیہ زیادت باشد قولہ و ربما یکون صاحب الغیبۃ
 اتیر فی الغیبۃ من صاحب السكر اذا کان متساکرا غیر مستوف
 ہر آئینہ تساکرے کہ مستوفی نیست غیبت کہ بکلی باشد ازان اتم باشد قولہ
 والغیبۃ قد تكون للعباد بما یغلب علی قلوبہم من موجب
 الرغبۃ والرہبۃ ومقتضیات الخوف والرجا والسكر لا یکون
 الا لصحاب المواجید وغیبت شاید زیادہ و عباد را ہم باشد برایشان
 امیدے و خوفے غلبہ کند اما سکر جز اصحاب مواجید را نباشد قولہ
 فاذا کوشف العبد بنعت الجمال حصل السكر وطرب الروح
 وهام القلب چون جمال ازلی بریکے تجلی کند لطف و جمال است ہر آئینہ مر

متاف گردد و جان غمگین شود و دل از بس راحت و لذت نامم گردد و یا وہ
گردد و شخصے محبوبے جملے رسد ہر آئینہ نفس در ترفیع شود و روح غمگین گردد
وقت باروح و راحت باشد چو اینچنین بروز و آرد متان شود چنانچہ کے

گفتہ است نظم

من مست می عشقم مہر نخواستہ شد
خفتہ بر معشوقم بیدار نخواہم شد

قوله و فی معناه انشدوا شعر

وسكرت من ليجظى بيبيع لك الشرها
عقار لحاظ كاسه يسكر الليا

فصحوك من لفظي هو الوصل كله

فما مل ساقها وما مل شارب

بے صحت و از لفظ من است۔

قوله و انشدوا

وكان سكري من المدرير

فاسكر و القوم دور كاس

اصحاب و یاران از دور شراب مست شدند و مستی من از کسے است کہ شراب

می گردانند یعنی از ساقی قوله و انشدوا

شی خصصت به من بنهم و حدی

لی سكرتان وللذمان واحدا

مراد و مستی است و مزید ماں را یک مستی است ندماں یا ندیم است یا نام شخصے

است و این چیزے است کہ من بدان مستم کہ بمن مخصوص است کہ بدان

شکریت ندارد قوله و انشدوا

فمتی يضيق فتی به سكران

سكران سكرهوی و سكر ملامه

سكران سكر و سكر است کیے از عشق آید و دم از شراب شود پس جو اسنے

کہ بعشق اوست او کے ہوشیار گردد و قوله و اعلم ان الصحو علی حسب

السكر فكل من كان سكره بحق كان صحوه بحق و من كان سكره نهن كان

بخط مشوبا كان صحوه بخط مشوبا واعتبار صحوبا اعتبار سكر است اگر او
خالص بحق بود صحوا و هم خالص بحق است و هر که سكر او بخط با و باقی بود
در صحوا و همچنان باشد این سخن چندان مفهوم نمی شود در سكر او خط باقی چه باشد
قوله ومن كان محققا في حاله كان محفوظا في سكره همان است که سكر
او بحق باشد و سكر بحق همان که محفوظ باشد این دو معصیت قوله والسكر
والصحو يشيران الى طرف من التفرقة و سكر صحو نسبت بتفرقة دارند اگر غنا
کنند که اشیا راجحی دارند و خطر اشیا راجحی دارند و مع هذا از ضرر و نفع ایشان غایب
است و چنان مشغول است که از ایشان خبر ندارد آری تفرقة باشد و اگر آن
غنا نیست کنند که مرد ساکر که او را سكر استیفا کرده است و سلطان سكر بر او
غالب شده است این را نمی دانم تفرقة نامند یا نه قوله و اذا اظهر من سلطا
الحقیقه علم ان صفة العبد الثبور والقهر و چون سلطان حقیقت
سلطنت خویش ظاهر شود بنده را جز نیست شدن و گداختن چاره نباشد
قوله ومعناه المشددا

اذا اطلع الصبا بالشمس مدراج تساری فیده سكران و صاحب
چون سكر طلوع شود یا ستاره روشن می دارد و بر آمدنی که او دارد و ملائکه او می نمایند
او را از چشم نیست کرد آنجا پیش پا در دست برابر باشند یعنی همه را از دست برد
و بخورد گردانند اگر چه سكران است یا صاحبی است که بعد سكر سكر شده است
قوله قال الله تعالى فلما تجلى ربه للجبل جعله دكا و خر موسى
صدوقا هذا مع رسالتهم صفا و هذا مع صلابته وقوته
مطلوبه و گواهی است از ظهور سلطان حقیقت این حکایت آورده عن تباری تجلی
بر سبیل کرد و عکس انوار حقیقت الهمیت بر سبیل افتاد و گویا با همه شکوه و یرمی

وغلطت کہ او وارد ذرہ ذرہ گشت بر موسیٰ عکس عکس افتاد موسیٰ علیہ السلام
 بیہوش گشت تجلی سلطان حقیقت را این اثر است کہ در حکایت موسیٰ علیہ السلام
 شیخ آورد موسیٰ صلوات اللہ علیہ را این نمودند کہ تور ویت می طلبی و صفت
 رویت این است کہ عکس جمال بزجل افتاد ذرہ ذرہ شد نمی و اینم ذرہ ذرہ
 نمود موسیٰ علیہ السلام را یا ہم بچیان ذرہ ذرہ گشت ناپید شد موسیٰ علیہ السلام
 اگر چه قُبْتُ گفته است و مراجعت کرده است نمی و اینم بعد آن ہمیران مستقیم
 ماند یا نماذیا بمقصود خود رسید عاشق و طالب را چنین باشد صد بار توبہ کند
 و باز از غرض خود مانندی نیست این بیت گویند مردمان نظم

صد بار رفته ایم نکرده است با قبول بی ننگ عاشقیتم و دیگر بار می رویم
 قوله والعبد في حال سكر ويشاهد الحال وفي حال صحوه
 ليشطر العلم الا انه في حاله محفوظ لا يتكلفه وفي صحوه مستحفظ
 بتصرفه والصحو والسكر بعد الذوق والشرب وبنده طالب در
 حال سکر باشد حال است حالے کہ بروشاید شده است بدان مست
 است وجود در حال و صحو آمد بشرط علم است یعنی آنچه مشاہدہ در وقت سکر
 بود آن شی کہ او را سکر افتاده بود علم بدو باقی اگر در صحو آمده و از ذوق سکر
 خالی نہ مردے ہمہ شب در بر معشوق خسید و بمراد خود باشد چو روز شود آن
 معالمتے کہ با معشوق در شب گذشته بود دل ہمہ آنرا عالم باشد این ساعت
 آن شخص و آن مضاجعت و آن معانقت نیست اما بخمال او و یاد او چنان
 شوق و ذوق مستی می راند کہ اندازہ نیست عشقے تازه تر از سر می باز و شخصی
 ازین حال خبر داده است نظم
 خوشا عاشقی کہ با معشوق پیوست
 وانگہ او عشق را از سر گرفت

این حکایت بابا زندگان می رود اما او در سکر است خدا او را محفوظ می دارد
 آنچه وظائف و او را دوست و موجب شرع است آنجا بجای می آرد اما اصلاً
 مستحفظ و متصرف با اختیار خود است و اختیار را اختیار دوست در سکر نشاء
 بود شاید بود او را بحسب آن آن شاهد طرفی دعوت می کند این محفوظ
 او را بدان نمی گذارد چنان بجمال خویش مشغول می دارد که او را ممکن نیست که بخلا
 او تعلق مائی کند و در صحو آن مشاهدات و آن تجلیات بکام می کشد و کار
 میفرماید او مستحفظ و متین فقط این را اختیار می دادند و اختیار او کردند اما او را
 اختیار ندادند و لکن محفوظ و معصوم داشتند و صحو و سکر بعد ذوق شراب است
 اول ذوق شراب باشد بعد آن صحو و سکر شود۔

الذوق والشرب **قوله ومن ذلك الذوق والشرب ذوق حالته را گویند**

که مرد طالب بدان مخطوط شود و دل را آتیزاز می یاسکون و قرار می
 باشد میان شرب و ذوق اندک تفاوت است یک عام است و معاملاً
 و مخصص است در مصادقات **قوله ومن جملة ما تجرى في**
كلامهم الذوق والشرب ويعبرون بذلك عما يجدونه
من ثمرات التجرى ونتائج الكشوفات وبواسره الواسر ذات و
اول ذلك الذوق ثم الشرب ثم الرى شيخ قدس الله سره لغز
 بگرد تعریف را بیان کرد اما موجب آن را گفت که ذوق و شرب از کجای می خیزد
 آنچه از ثمرات تجلیات لطفی و بهائى و یا جلالی و قهری اگر اعتیاد بران شده
 باشد خوشی و فرحت و لذت که در دل شود آن را ذوق نامند اگر اول مال
 باشد ذوق و اگر تکرر شود شرب و اگر قرار گرفت ری **قوله فصفاء**
معاملاتهم يوجب لهم ذوق المعاني ووفاء منازلهم

یوجب لهم الشرب و دوام مواصلتهم یقتضی لهم الری
صفاء معاملة که ایشان دارند و معاملة دو است یک معاملة با خلق است
و دوم معاملة با حق است معاملة با خلق راستی و درستی و در مظالم و آنچه بد
ماند و معاملة با حق صدق محبت و رعایت مواجب آن که محبت و عاشق را
لحظه جز بمعشوق نباشد و جز خیال او و یاد او و ذکر او نباشد بخلوص این و صفیاً
این ذوق معانی دست و پد و محبت انسه است و وصلته است و فرقی
است و مانند این از هر کی معنی استفاد است بصفای آن این پیش آید
و معانی آن دست و پد و آنچه بر ایشان منازلات می شود و آن بوقامی کشد
حق آن بجا آورده شود آن را شرب می نامند نسبت لغوی ظاہر و جدا نے
در دل خویش می یابد آنرا ذوق می نامند و چنانچه چیزے بیا شامد و شیرت شود
شرب نامند و اگر این منازلات به دوام کشد و مواصلات شود آن دوام
مواصلات بری کشد ری سیرائی است چو دوام مواصلات شود ری نامند
یعنی دوام مواصلات موجب ری است اما اگر کی را هر چند دهند سیراب
نشد آن جہانے دگر است قوله فصاحب الذوق متساكر و رضا
الشرب سكران و صاحب الری صاح صاحب ذوق بدان ماند
چنانچه کسے چیزے آتاما مید باشد و اندک سکرے باشد و صاحب
شرب بدان ماند کیے آن قدر خورد و است که متان شده است و رضا
ری متساكر بود سكران مدمن گشت چو مدمن گشت صاحی نامیدند قوله
وان من قوی حبه تسرمد شرابه فاذا دامت به نالک
الصفة لم یورثه الشرب سكران فان صاحباً بحق فانیا
عن کل حظ لم یثربا یرد علیہ ولا یتغیر عما هو به هر که در

او و محبت او قوی و بیشتر است شرب او بیشتر است ہر آئینہ آنکہ در محبت
 قوی است از ناز و کرشمہ معشوق ذوق میگیرد و از خشم و برآمدگی او ذوق میگیرد
 و از زجر و قہر او و از طرب و غضب او ہر چه از او نازاید و آید و عشق را می باید و
 چون بسیار باشد شرب او را مسکریفتد ہر آئینہ چو مدمن شود مسکریا و ہر چه
 بالا گفته بود کہ مستوفی عنہ عن احکام البشریۃ حیث لاحس و لا عقل و لا
 فہم و لا شعور اینجا اثبات کرد کہ ہمہ باشد و اوصاحی باشد چنانچہ
 مدمن خمر است پس او ہوشیار بحق است و از جملہ خطہا فانی است با این کہ
 شرب از ہر چیز خطہا میگیرد و ذوق با او ہست شمر با او ہست اما ازین ذوق و ازین شرب
 فانی است ہر چه بر او وارد می شود بدان متاثر نمی گردد ہر چه ہست جلال و جہا
 قہر و لطف فرہیچ مغیرے متغیر نمیگردد و صواحب زینجا دست ما بریدند بدین
 جمال یوسف علیہ السلام ایشان را شربے و ذوقے شد زینجا صحو داشت
 بجمال یوسف علیہ السلام بدین یوسف علیہ السلام او متاثر نشد متغیر نشد
 از خود نرفت او جمال یوسف علیہ السلام آشا میدہ است و می آشا
 ساعت فساعت او را جمال یوسف علیہ السلام کجا مغیر افتد و لیکن این
 صاحی آرزو آرد کہ سکران و متساگر گردد قولہ و من صفا شربہ
 لمدینکد ر علیہ الشرب اگر شرب صافی باشد شرب منکد زگر و
 قولہ و من صار الشراب لہ غداء لمدینکد ر علیہ و لم یبق
 د و مند و ہر کہ شراب فداء او شد او از شراب تواند ماند و از شراب
 نتواند گذشت قولہ و انشد
 انما الکاس رضاع بیننا فاذا لم یذقہا لم نعش
 شراب ما را بجای شیرے کہ وایہ طفل را و ہر وقتے کہ نخوریم زیم قول

وانشدوا

شربت الحب کاساً بعد کاس فما تفتت الشراب مار ویت
 شراب دوستی را متوانی و متحد داشته امیدم و حال برین جمله است نه شراب کم شد
 و نه من سیر شدم اینجا عجائب کارے باشد که ری عبارت از سیرانی است
 سیر لیلی چه معنی دارد همین قدرے که مخیر و مغیر نیست قوله و يقال کتب یحیی
 بن معاذ الرازی رحمه الله الی ابی یزید البسطامی رحمه الله
 ههنا من شرب کاساً فلیرطبها بعد فکتب الیه ابو یزید ^{الله}
 عجبت من ضعف حالک ههنا من یخسأ بحار الکون وهو قاعی

یستزید حکایت نویسد یحیی معاذ رضی الله عنه بر ابو یزید رحمه الله نشست چه
 گوئی مر کسے را که یک قدے نوشید مرت است گشت و بعد آن تشنه نمی شود
 بایزید رحمه الله در جواب نشست این کار کا زابذ نام کن اینجا کسے است که
 قدح شراب ازل و ابد می نوشد و نعره هل من مزید می زند این حاصل کلام
 شیخ بنیثه ام ترجمه نیست قوله و اعلم ان کاسات القمر بیا
 تبدل من الغیب و لا تدار الا علی اسرار معتقته و ارواح عین ^{اندر}
 رق الاشیاء محررة بدانکه کاسهای عشق از غیب پیدامی آید و هر که قوطره
 از ان کام کسے چکاند مگر بر اسرارے که از بندگی وجود آزاوشده است و آرزو
 که از قید شهو و سستی آزادی یافته است دستے از غیب آید آن دست را تشنه
 و بسط کف و طهرے نیست قدے بران کف باشد او را لوسے در دست
 چہتے نه آن دست غیب این شربے که بلاریب و لاریب و لا یجیب و لا یجیب
 بدست طالب و بدیاد و کام او چکاند اگر مرد صامی است بر شمشیر و بدو اگر
 مرد ساگر است در کامش چکاند مقصود اینست که ذوق و شرب و ری جزا می آید

مواجید و اہل محبت را نبوو۔

قوله ومن ذلك المحو والاثبات ویکے اذان الفاظ محو واثبات

المحو والاثبات

است محو واثبات نزدیک بقنا وبقاست و نزدیک بصحو و سکراست

اما اندک قوتی است میان ایشان قوله المحو رفع اوصاف العادة

۲ فرقے

والاثبات اقامة احكام العبادۃ محو عبارت از رفع عادت است

عادت بشری بود آن منسحقی شود و اثبات عبارت ازین است کہ احكام عبادت

را ثابت کند عادت بشریت برین می آرد البتہ از عبادت تکلی و تکالی باشد

رفع این عادت شود این نباشد در و این ہست و او دور می دارد این بکار و

از وے و اثبات این است کہ عادت عبادت گردد چنانکہ یکے را بنے

غذائے آبے میسر نیست البتہ اورا معیشت نباشد جز برین عبادت

برین صفت شود ہرچہ کہ نند بروے او نتواند از عبادت بازماندن قولہ

فمن نفي عن احواله الخصال الذميمة واتى بها بالافعال و

الاحوال الحميدة فهو صاحب محو واثبات ہم شود محو بکلی شود اما

اعتدال پذیر و ہمیں معتدل شدن محو ذمیرہ است شہوت زود اما معتدل شود

این شخص بروقاہر غالب باشد و آن مقہور و مغلوب شود اگر شہوت برود طلب و

و اگر حرص برود طلب معالی برود ایشان ہمہ می یا بند اما بصفقت اعتدال

چنانچہ گفته ام کہ شرف ایشان فی محلہ باشد نشایدنا شروع ببیند و ما

گردد ہمہ برین قیاس و دیگر محو ایشان بکلی میسر نیست زیرا چہ جلی است کا

تبدیل لخلق اللہ اما سبب اہماتی و اصطحابی صفت افراط گرفته بود بجا بدہ

و ریاضت بصفقت اعتدال گردد یکے صفت غضب را از خود دور کرد

شہوت از وے سر بر کرد تا آنکہ این را دور کند صفت دیگر سر بر کرد و ہمچنین

گذرو و غرض حاصل نباشد قوله فمن نفی ہر کہ از اوصاف ذمیمہ بدرشد
و متصرف بصفات حمیدہ شد این را محو و اثبات گویند شیخ رحمہ اللہ این لفظ
محو و اثبات در معاملات و عبادات و محو اوصاف ذمیمہ و اثبات حمیدہ آورد
اگر در الہیات حرف کنذیک بر محل و میخراقتد قوم صوفیہ بیان کرده اند بعض
کتب محققان را نظارہ شواہچہ من می گویم ہا نیست قوله سمعت الاستاذ
ابا علی الدقاق رحمہ اللہ يقول قال بعض المشائخ لو احدث الیث
تحو و الیث تثبت فسکت الرجل فقال اما علمت ان الوقت
محو و اثبات من لا محولہ ولا اثبات لہ فهو معطل مہمل و قاق
رحمہ اللہ فرمودہ است یکے را چہ چیز است کہ از خویش اثبات میکنی مرد خاموش
ماندا ابو علی گفت نمی دانی تو وقت موجب محو است و موجب اثبات است
ہر کہ را محو اثبات نیست پس او معطل است و مہمل است این سخن
بدو چیز می کشد یکے آنکہ او ذمیمہ را محو نکرد و حمیدہ را اثبات نکرد او معطل و
مہمل است دیگر ہر کہ خود را محو نہ کرد و مقصود را اثبات نکرد کہ محو این اثبات
او نمی شود پس معطل و مہمل است ہر چہ ہست شو گوئی این چہ کار می آید قوله
وینقسم المحولی محو الزلۃ عن الطواہم و محو الغفلة عن الضمائر
و محو العلة عن السرائر ہا پنجہ من گفته بودم کہ محو و اثبات باحقائق و معارف
نسبتہ دارد و ہا بخا مناسب تر است شیخ رحمہ اللہ ہاں میفرماید و ہم بدان
اشارت میکند یکے محو اینست زلتی کہ از وجود می آمد آنرا محو کنند کہ
باز خطرہ آن دروش نماند تا آنکہ گویند التوبہ ان تنسی ذنبتک و دیگر غفلة
کہ در دل است آن بقیظہ بدل کرد و البتہ غفلة در دل وی نماند این محو
غفلة باشد قوله و محو العلة عن السرائر و سر ابر علت چیست

قید وجود او و ہم ہستی او این علت اوست این و ہم و این خیال برود این
محو علت سرائر باشد قوله ففی محو النزلة اثبات المعاملات و محو زلت
اثبات معاملة است یعنی معاملة این باید کہ در نفس شخص زلت نیاید قوله
وفی محو الغفلة اثبات المنازلات چون غفلت برود قلب و روح
تمام خویش متوجه محضرت باشند اثبات منازلات شہود منازلات عبارت
ازین است از ان سو بیاید و ازین سو تقبل شود تا چه آید قوله وفی محو معلقة
اثبات المواصلات و در محو علت اثبات مواصلات است ساعت
فصاحت و صلے متحد و رسیدنی عزیز علت از سرائر برود و دوام
مواصلت شود حجاب همان بود چو حجاب خاست و دوام باشد اثبات مداومت
تقاضا کند اثبات ثابت کردن شے است و ثابت این باشد کہ در ان
نزلی نباشد و تجاوز نباشد قوله و هذا محو و اثبات بشرط العبودية این
محو اثباتی کہ گفتیم بشرط بندگی ایشان است و معلمتی کہ ایشان را باشد
قوله فاما حقيقة المحو والاثبات فصاد سران عن القدرة فالحو
ما ستره الحق ونفاه والاثبات ما اظهره الحق و ابداه و المحو
والاثبات مقصوران علی المشیة قال الله عز وجل تحو الله
ما ایشاء و وثبت حقیقت محو ان است کہ او تعالی آنرا محو کند و اثبات
آنست کہ او تعالی آنرا اثبات کند و محو و اثبات بشیة خداست نیکو
سخن است اما چه گفتار است این در فنا و بقا ہم شیة خداست در محو
و سکر ہم اما سخن در عبودیت است قوله و قيل تحو عن قلوب العارفين
ذكر غير الله و وثبت علی السنة المریدین ذکر الله عنہم و جل و
محو الحق لكل احد و اثباته علی ما یلیق بحاله و عنایت کرده از

محو واثبات خداے تعالیٰ از دلہاے عارفان یا دیگر خود را محو کنند و در
 زبان مریدان اثبات ذکر خویش کند چرا ہر دو را محو و اثبات را نسبت بدل
 نکرد چرا نگفت محو اللہ عن قلوب العارفين ذکر غیر اللہ و مثبت التوجہ والتعلق
 بتجلیاتہ فی قلوبہم و محو حق ہر یکے راست و اثبات او ہر یکے را مناسب حال
 او محو و اثبات کتہیان این دم تمام کرد و قولہ و من صحا الحق سب سبھا
 عن شاہدك اثبتہ بحق حقہ ہر کرا خداوند سبحانہ محو ان شاہدا و
 کرد نقدے وارد حاضرے دارد وجودے دارد ہر کرا ازینہا محو کرد اورا
 حق ثبوت خویش اثبات کرد اورا متصف بصفئت خویش گردانید قولہ
 و من صحا الحق عن اثباتہ بدرہ الی شہود الاغیار و اثبتہ
 فی اوردیة التفرقة اثباتے کہ بحق حق بود ہر کرا از ان اثبات محو کرد اورا
 بشہود اغیار باز گردانید اورا بدان بلا مبتلا کرد اورا وادی تفرقة انداخت
 قولہ و قال رجل للشی رحمة اللہ علی اراک قلنا الیس هو
 معک وانت معہ فقال للشی رحمة اللہ لو کنت انا معہ
 لکنت انا و لکنی محو فیما ہو شخصے باشلی رحمہ اللہ گفت چیت من ترا
 قلق و مضطرب می بینم نہ آنکہ او باتست و تو با اوئی شیلی رحمہ اللہ گفت
 اگر من با او باشم من باشم و وجود من و بود من باشد کہ من با او ہستم و لکن در آنچه
 اوست من در او وجود محقق یعنی بود من با من نیست بود من نا بود شدہ است
 در چیزے کہ او در انست در جلال او و در جمال او و عزت او و در بود ہستی او
 کہ جز او بودے نیست قولہ و المحق فوق المحولات المحوی بقی اثر
 المحق لا یبقی اثر او محق از محو بالاتراست محو چیزے راست است دو
 کرد و محق آنست کہ آن را نیست و نا بود کرد زیرا چہ محو البتہ اثرے باقی دار

محقق نیست و نابود گشت قَوْلُهُ و غایة همة القوم ان یحققهم الحق
 عن شاهد هم ثم لا یردهم الیهم بعد ما یحققهم عنہم و غایت
 ہست قوم اینست کہ من نیست و نابود گردم او باوئی خویش ماند از تمنیات
 این طائفہ است نظم

کے ہو و ما ز ما جبدا مانده من و تو رفت و خدا مانده

چو محقق نیست و نابود گشت اورا بدو باز نگروانند۔

قَوْلُهُ و من ذلك السائر و التجلی و بعضه ازان الفاظ ستر و تجلی

الستر و التجلی

است تجلی عبارت از ظہور غیبی است نورے و مارے و صورت یلیج یا کریہ
 و یا غیر آن و ستر و استتار ان تجلی کہ کردہ باشد آن حجاب شود قَوْلُهُ العوائ
 فی غطاء السائر و الخواص فی د و امر التجلی ہم چنین باید سخن العوام فی دوام
 الستر و الخواص فی دوام التجلی مگر بگریکہ دوام دوام را ترک آورده است
 قَوْلُهُ و فی الخبر اذا تجلی الله لشیء خشع له ازین خبر ہمیں معلوم شد کہ تجلی ہست
 اما از دوام و غیر دوام ساکت است و شیخ سفیر ماید عوام چنین صفت اند و خواص چنین
 قَوْلُهُ و صاحب السائر ابدل بوصف شہودہ و صاحب التجلی
 ابدل بنعت خشوعہ آنکہ او صاحب ستر است و آن وظیفہ عوام کردہ
 است ہوارہ بشہود نفس خویش است و صاحب تجلی ہمارہ در خشوع است
 ہر آئینہ چو بر و تجلی شو و ہمارہ در تجلی باشد بصفت خشوع باشد قَوْلُهُ
 و السائر للعوام عقوبۃ و شریر عوام عقوبت است برایشان ایشان
 را راند و اندوہ بگرداند برایشان این عقوبت است قَوْلُهُ و للخواص
 رحمة اذ لو لاندہ لیتر علیہم ما یکا شفہم بہ لتلا شوا عند
 سلطان الحقیقۃ و لکنہ کما یظہر لہم لیتر علیہم و استتار

مرغواص را رحمت است زیرا چه اگر استار البتہ نباشد سلطان حقیقت برایشان
تجلی کند ایشان متلاشی شوند ایشان نمازند براسے ابقائے ایشان را و بر آ
آنرا زماناً فرمائاً ساعۃ فساۃ بہ کشفے جدیدے و تجلی حمیدے محفوظ کردند اگر
یکبار پروانہ سوخته شود و نیست و نابود گردد و باز بصورت خود مگر و لذت از
نور شمع و ذوق تطوائفی کہ گرد آن میکنند و وجدان حرارتے کہ نزدیک شمع می باید
آن پروانہ دیوانہ ہر بار کہ شمع نزدیک می شود و پیرے سوخته می گردد و بدن شوقش
غالب ترمی شود تا چند بار ذوق وجدان حرارت گیرد بعد آن کار بسوختگی کشد
و سوختن تا چند این ہم ذوق در ذوق است و وجدان در وجدان اما اگر ہم
یکبارگی سوخت و رفت از چندین توقعات کہ ذوق می گیرد و غلیظ است
بر صوفی رحمت باشد و سبب مزید حب او میگرد و معنی زر غنای نزد دحمباً
فہم کردہ باشی قولہ سمعت منصور بن المغربلی رحمہ اللہ یقول
وانی بعض الفقراء احیاء الہرب فاضافہ شابت فبینا
الشاب فی خدمت هذا الفقیر اذ غشی علیہ فسال الفقیر
عن حالہ فقالوا لہ بنت عمر قد علقها فمشت فی حجتہا
فراى الشاب غبار زلیہا فغشی علیہ فمضى الفقیر ان باب
الحیمة وقال ان للہرب فیکم حرمة و ذماما وقد سمیت
مستفعا الیک فی امر هذا الشاب فمطی علیہ فیما یدہ من
هو الک فقالت المرآة انت سلیم القلب امنہ لا یضیق شہو
غبار زلی کیف یطیق صحبتی این حکایت را مروان مجنون نسبت کنند
فقیرے میگوید در بعض دیدہ امے عرب میگشتم در ویہ آدم جو اسنے مرا
ہمان داشت او در خدمت و ضیافت من مشغول بود یکا یک بہوش شد

افتاد خلق را پرسید کہ چه افتاد این جوان را خلق اورا گفتند اینجا عورتی
است کہ این مشغوف بدوست این شنید برخواست و رخاۃ آن عورت رفت
گفت غریب فقیرا شما حرمتمے دارید و اورا بر شہاۃ حقے باشد گفت آنکہ چه میگوید
گفت آمدہ بر تو شفاعت این جوانے کہ بتلاے تست عورت گفت سبح
کہ سبحان اللہ تو مردے سلیم القلبی یعنی تو مردے نیکی از حالت عشاق ترا خبر
نباشد او غبار نعل من و آنچه از دامن من گردے خیزد او تاب آن ندارد ^{صحبت}
من کے تو اندواشت قوله و عوام ہذا الطائفۃ عیشہم فی ^{التجلی}
و بلاؤہم فی الست و عوام طائفۃ صوفیان خوشی و ذوقی ایشان تجلی
است و بلاے ایشان در ستر است قوله و اما الخواص فہم
بین عیش و طیش اذا تجلی لہم طاشوا و اذا ستر علیہم
سرد و الی المحظ فعاشوا و اما خواص در عیش و طیش اند وقتے کہ تجلی کرد
بلاک گشتند وقتے کہ استتار شد خطے و نصیبے از خویش گرفتند عیش یافتند
گفتہ اند کہ جلمہ پیران و رتمناے مقام مریدانند عموم مریدان و رتمناے
مقام پیران پیران می گویند شاید مارا بما دستند تا از خود بدو خطے و لذتے
گیریم و مریدان در آئند کہ شاید مارا از ما برندا مارا از نصیبے شو و قوله
و قیل انما قال لموسیٰ علیہ السلام و ما تلتک بیمیئیک یا
موسیٰ لیست علیہ بعض ما یعللہ بعض ما اتر فیہ من ^{شفقۃ} المکا
بفجأة السماع و چنین گویند خداوند سبحانہ و تعالیٰ با موسیٰ علیہ السلام گفت
و ما تلتک بیمیئیک یا موسیٰ ازین سوال و پرسش حکمت این بود کہ اورا
زبانے بخویش میدارند در سوالے و جوابے می دارند تا آن خطابے کہ برو
می آید و آن تجلی کہ برو میشود و با خوباست در آنرا تحمل تو اند کرد و شہم خطاب

تواند گرفت آنچه فجأة و بفتة چیزے برواقفا و است محل آنست که
 او بتلاے شے شود اما برائے ابقا اور ابوالے و جوابے داشتند
 قوله وقال صلى الله عليه وآله وسلم انه ليغان على قلبي حتى
 استغفر الله في اليوم سبعين مرة والاستغفار طلب السبلا
 الغفر هو الست ومنه غفر الثوب والمغفرة وغيره فكانه ^نخبر
 انه يطلب الست على قلبه عند سطوات الحقيقة اذا الخلق
 لا بقاء لهم مع وجود الحق حديث مي آرد و آنرا بمعنی خویش درست
 می برد که بر دل من غین می آید آنرا آنچه ہستم بدانچه ہستم البتہ میخواہم آن پوشیدہ
 شود تا با علی و اعن آن رسم وانی لا استغفر الله طلب ستراست زیرا چہ
 غفر از روے لغت ستراست یعنی بدانچه من این دم ہستم این ستہ شود تا
 ازان پیشتر شوم چو سطوات حقیقت میشود و او طلب ستراست میکند تا با علی ازان
 مخلوط شود زیرا چہ چو وجود حق آمد خلق را بقا نباشد و معنی دیگر ہم گفته اند در این
 انه لیغان علی قلبی و آنچه ہستم ازان دل من گرفته میشود و رخو غینے می بزم
 یعنی غینے بر عین حقیقت می بزم استغفار می کنم تا محو این نقطہ شود من بمقصود
 اعلی ازین برسم قوله وفي الخبر لو كشف عن وجهه لا حرقت
 سمات وجهه ما ادراك بصره و برائے این را چون تجلی شود شخص
 بتلاے شے شود این حدیث می آرد و جوابے کہ بروجہ اوست القرآن حجاب
 از وجہ دور کند سمات وجہ او تا آنکہ او را کہ بصر او کند ہمہ را بسوزد و ہمیشہ
 طویلے است تتمہ حدیث اینست حجابہ النور لو كشف لا حرقت سمات
 وجهه ما انتهى اليه بصر من خلقه

قوله ومن ذلك المحاضرة والكاشفة والمشاهدة ^{شفة}
 والمحاضرة والمكاشفة
 والشاهدة

قال المحاضرة ابتداء والمكاشفة بعد ثم المشاهدة وبعض
ازان الفاظ مصطلح میان قوم این الفاظ است محاضر عبارت از است
که تو با او در حضور باشی و او با تو حاضر و مکاشفة عبارت ازین است پرده
که میان تو و او است آن حجاب از میان کشف شود و مشاهده عبارت
ازین کرده اند در این اصطلاحی که شیخ غلام فرمود که تو شاید او شوی و او شاید
تو باشد یعنی چنان بحضور او باشی گوی که او شاید است کانتک ترا حکایت
هم ازین کرد و قوله فالمحاضرة حضور القلب وقد یكون بتواتر
البرهان وهو بعد وسراء السر وان كان حاضرا باستیلا سبطا
الذکر ثم بعدہ المکاشفة محاضر حاضر شدن دل و این که دل با خدا
حاضر شود بتواتر بران شود اینجا کیون بایسته قد یكون چه باشد اگر صورت
دیگر فرموده قد یكون راست آمده و این محاضر هنوز و راست
پرده از میان نجاته است و اگر چه سلطان ذکر دل حاضر شده است و بعد
از محاضر مکاشفه است قوله وهو حضوره بنعة البیان غیر
مفتقر في هذه الحالة الى قائل الدليل وطلب السبيل ولا مستحیر
من دواعی الریب ولا محجوب عن نعت الغیب و اینجا نعت
البرهان بود و اینجا مزید کرد و نعت البیان گفت اینجا شے مائی بر و ظاهر شده است
آنکه بصفت بیان است و اگر نه همان بران باشد و این حالتی است
که تامل و سلی و طلب برانی در میان نیست زیرا چه شے مائی بر و ظاهر شده
است و این جا با از صورت نیست که ریب در و آید تا اینجا کسے تو
ازان بیرون آید و آنچه از غیب است بر و حجاب نیست چون حجاب نباشد
ریب نباشد قوله ثم المشاهدة وهي وجود الحق من غیر تها

تہمت بعد ان سیوم مشاہدہ است و مشاہدہ انیت کہ وجود حق ظاہر شود و
تہمتی در میان باقی نماند و ہم شے در میان نماند قوله فاذا اضمحی سماء السمر
عن غیوہ السمر فشمس الشہود مشرقۃ عن برج الشرف جواسما
سردوشن گردد و از ابرے کہ اورا پوشد پس ہم چنین آید کہ شمس شہود برآمد و روشن
است و اشراق او از برج شرف است قوله وحق المشاہدک ما
قالہ الجنید رحمہ اللہ وجود الحق مع فقد انک جنید رحمہ اللہ
گفتہ است مشاہدہ انیت کہ تو گم شوی و او تعالی بوجو و خویش موجود باشد
قوله فصاحب الحاضرۃ مربوط بایاتہ و صاحب المکاشفۃ مسبوط
بصفاتہ و صاحب المشاہدک منفی بذاتہ پس صاحب محاضرہ
مرتبط بایات او باشد زیراچہ او آیات او را دلیل و بران براس حضور وجود
و شہود او کرده است و صاحب مکاشفہ مسبوط بصفات او است کہ صفات
او حجاب او است بسبب او ہم در ان صفات او است و صاحب مشاہدہ منفی
است بذات او ذات او مشاہدہ کرد و وجود او منفی شد چنانچہ جنید رحمہ اللہ
گفتہ است وجود الحق مع فقد انک قوله و صاحب المحاضرۃ بہتد
عقلہ و صاحب المکاشفۃ یدینہ علیہ و صاحب المشاہدۃ
یحود معرفتہ و صاحب محاضرہ ہادی او عقل او است زیراچہ عقل را دلیل
ساختہ است بر وجود و شہود و او صاحب مکاشفہ علی کہ صفات او شد
اورا بخدا نزدیک میگرداند و صاحب مشاہدہ معرفتہ کہ او را با خدا شد صلا
حقیقت تجلی کرد او بدان عرفان شد محو گشت قوله و لم یزوی بیان
تحقیق المشاہدک احد علی ما قالہ عمرو بن عثمان المکی رضی اللہ
عندہ و معنی ما قالہ اندہ یتوالی انوار التجلی علی قلبہ من غیر ان

یبتجلی ہا ستر و انقطاع کما لو قد مرا اتصال البروق فلما ان اللیلۃ الظلم
 یتوالی البروق والاتصالها اذا بدت تصیر فی ضوء النهار فکذا
 القلب اذا داء عریبہ و احوال التجلی متع نهارہ فللیل و در بیان مشاہدہ
 آنچه عثمان کی رحمہ اللہ گفتہ است بران مزید نیست و معنی آن سخن اینست
 انوار تجلی بر دل طالب متوالیہ شود بغیر آنکہ میان او سترے انقطاع متخلل
 شود بریں مثال شود کہ اگر فرض کنیم در شب تاریک برقی لمعان کند و آن
 برقی متصل و متجدد و اباشد چنان روشن گردد کہ روز نماید ہم بچمین دل چو
 بر و ام تجلی شود پس بچمین شد کہ روز روشن و شب نماید قولہ و انشدوا
 لیسلی بوجہک مشرق و ظلامہ فی الناس طاری
 شب من برے تو روشن است و تاریکی آن شب میان مردم ساری
 است قولہ

والناس فی صدف الظلام ونحن فی ضوء النهار

مردمان در تاریکی اند و ما در روشنی ایم یعنی ما در کشف و تجلی ایم و مردمان در
 غطا و حجاب اند قولہ و قال النوری رحمہ اللہ لا یصح للعبد المشاہدۃ
 و قلب بقی اللہ عرفی قایم نور رحمتہ اللہ گفتہ است مشاہدہ درست
 نہا شد بریں صفت کہ یکے بگے از وجود او باقی مانده باشد اکنون تا سلیہ کن میگوید
 تا سلیہ ما بی از باقی است اورا مشاہدہ درست نیست آنکہ اورا از وسع
 با او پیوستہ مانده است دنیا و آخرت اورا برابر شدہ است خداوند سبحان
 و تعالی خود با خود تجلی کند اکنون آن تجلی ہم در دنیا ہم در آخرت پس این مشاہدہ این قوم را چہ دنیا
 و آخرت پس اینجائی آنجائی باشد آنجائی اینجائی باشد و رین آید ہم ازین فقیر و ازین محدث
 و فہمستہ مردم ناوان فکرستے ایشان کنند می بوسند تجلی با کسے نیست نہ

ایجازاً آنجا آنکہ میگوید اینجا دیدم این نمی گوید کہ من دیدم و نیکن این میگوید
 بریں حالت کہ او خود بر خود تجلی است مرا شعور سے دادہ است **قوله**
وقالوا اذا طلع الصبح استغنى عن المصباح و معنیان پچھنیں گفتہ اند
 وقتے کہ صبح طلع شو و اصیلاج پجراغ نماندی باید دانست انسان در اصل خلقت
 کور است فیض خارج گیرد بدن بیدر روز را فیض از روشنی آفتاب گیرد بدن
 بیدر شب را فیض از روشنی چراغ گیرد و بدن فیض بیدر ہم پچھنیں او بر خود
 تجلی کند بصیرت طالب آن نور تجلی او فیض گیرد بدن فیض او را پسند آفتاب
 نور آفتاب می بینی **قوله** و تو هم تو دوران المشاہدۃ قشیریہ
 طرف من التفرقة لان باب المفاعلة فی العربیۃ بہین
 الاثنین و هذا و هم من صاحبہ فان فی ظہور الخلق
 ثبوت الخلق و باب المفاعلة جعلتها لا یقتضی مشارکۃ الاثنین
 نحو سافر و طارق و امثالہ و بعضے گمان برند کہ شایدہ عالی از فقیر نہ
 نیست یعنی در شایدہ و وی بہت زیر اچہ شایدہ مفاعلہ ہا بہت شایدہ
 است و در مشارکت و وی لا بدی است شیخ میفرماید این سخن کجی
 نیست مگر مفاعلہ باشد مشارکہ تفاضلاً کن چنانچہ ہا تبتہ المفسرین
 طارق النعل انکہ شیخ گفت سافر از مسافر است و سافر از سافر است
 سافر لثانی مدار و سقر نیامدہ است و سافر اول و صفت پنجم و ہذا چہ ہا مشارکت کریم
 کہ او خود با خود تجلی کردہ است شایدہ مفاعلہ است مشارکت مشارک
 در سبب صبح و آنکہ گفتیم آفتاب را فیض نور آفتاب می بینم و خدا را فیض
 نور خدا می بینم اینجا التماثل بہت و لقیقہ کہ سطلاب ہر جہان است
قوله و انشد -

فلا استبان الصبح اذ صبح ضوعہ بانوارہ وانوار ضوع الكواكب
 بجمعہم کاسا لو ابتلی باللغی بتجرعیدہ طارت کاسرع ذہب
 ہر گاہ کہ صبح ظاہر شد نورا نور کواکب را مندرج و منظمس کرد و شرابے در کام
 ایشان می چکانند اگر آتش و وزخ بدان مبتلا شود کہ در کام او میچکانند از ہمہ روزندگان بیشتر رود
 یعنی آتش و وزخ نماند و منطقی کرد و قوله کاس وای کاس قضطہم عنہم و تقنیہم و تخطفہم
 منہم کاس و تبقیہم لا تبقی و لا تذرا شرابے بہست و کہ ام شراب
 است آن اینچنین شرابے است کہ یک جرعه آن شراب را از وی برد
 یعنی اورا فانی میگرداند چنانچہ پرندہ دانہ می چرد و در حوصلہ او مضمم می شود
 نیست و نابود می گردد و همچنان می گرداند و ایشان را از ایشان می برد و ایشان
 را با ایشان باقی نمیدارد آن کاس کاسے است ہمچس را باقی نمیدارد
 آن کاس ندارد و بیچ کس را نگذارد قوله تحو بالکلیۃ و لا تبقی شطیۃ
 من اثار البشریۃ کلینہ طالب را محو میکند و بیچ چیزے با او نمی گذارد
 قوله لکما قال قائلہم سار و اقلد بیقی لارسم و لا اثر ایشان رفتند
 و اثرے و رسمے از ایشان باقی نماند خداوند چہ روز بدے است این و
 روز نیک است این بیچارہ طالب ببلای گرفتار اورا روزگارے
 پیش اقتاد نہ اورا با خود تواند داشت و نہ اورا از خود ورتواند کرد و نہ
 پے او تواند ماند

قوله ومن ذلك اللوامع والطواع واللوامع هذه
 الفاظ متقاربة المعنى لا يكاد يحصل بينهما كبر فرق و بعض
 ازان کلمات مصطلح لوامع و طواع و لوامع است این لوامع و طواع
 الفاظے است کہ معانی ایشان قریب است و این حال ابتدا است

اللوامع والطواع
 و اللوامع

بعضے ایشان را در عیان ذکر کرده اند و بعضے در معانی مثلاً نور لواح گویند نور طواغیغ
گویند نور لواح گویند این در عیان است و گر گویند نور اللواح بخوم العلم و نور
الطواغیغ ببيان الفهم و نور اللواح بزوايد اليقين استعمال این در معانی است آن
فہم را آن بیان را نور میخوانند قوله وھی من صفات اصحاب الابدایات
فی الترقی بالقلب و این سیرت مبتدیانست ترقی کہ ایشان را میشود و لا سحہ
شد نورے پیش افتاد این را نور لواح گویند و کذلک الطواغیغ و اللواح مع این سخن
میان صوفیانست کہ گویند نورے را ویدم کہ تمام حجرہ منور شدہ است پیر
ایشان را گوید این نور و غورے تست این سخن متعلما نے شنیدہ ام کہ سخن
و راست کہ ایشان پنج گنج فہم نمکنند ضرورت ایشان ہمیں گویند قوله فلم
یدم لهم بعد ضیاء شمس المعارف لکن الحق سبحانه یوفی
رزق قلوبہم فی کل حین كما قال تعالی و لَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا
بُكْرَةً وَعَشِيًّا یعنی ازان اہل ابتدا بعد آنکہ آفتاب معرفت طلوع کرد و این
لواح و لوان و طواغیغ و ائم نباشد زیرا چہ در طلوع آفتاب چراغے نماید روشنی
احساس شود اما ہر کیے را خداوند سبحانہ نصیبہ و رزقے می دہد بدان اور اقوام باشد
نورے بیند لا سحہ و لامعہ بیند بدان بقاے او و قیام او باشد و طلب او
زیادہ شود او بدان کہ مرا آن کارے پیش آمد نزدیک رسید کہ بمقصود رسم زینچہ
شہود غیبی مرغیبے و گر را مدد مسلم می افتد بر اے آنکہ خداوند تعالی رزق ہر کیے
می دہد این آیت آورد و لَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا
روز رزق می دہد قوله فكما اظلم عليهم سماء القلوب بسمحاب
الخطوط سنخ فیہا لواح الكشف و قلاً لواح مع القرب و ہم
سہ پنج گنج نام کتابے است در صرف کہ طالب علماں در ابتدا میخوانند ع ح

فی زمان سترھم یقربون فجاءة اللوایح بیان آن می کنند کہ طالع
لوایح و لوایح مثنایہ رنق ایشان است و بدان بقا و زیادت طلب ایشان
است ہر گاہ کہ آسمان دل ایشان تاریک شود سبب خطی کہ گرفتہ است کہ
آن بہ ابرے سیاہی مانند کہ میان آفتاب و آید و لوایح کشف در و بر آید
آن ابر سیاہ کہ حجاب بود اورا تیرا کنند آسمان دل ایشان بہ روشنی باز آید
و لوایح قریب روشن بر آید میان لوایح و لوایح مع شیخ رحمہ اللہ فرقی مینماید
در لوایح مثال این و کشف گفت و در لوایح مع تلامذہ گفت شیخ این
فرق در میانہ نامی نماید و وقتہ کہ ایشان راستہ پیش آید فجاءة لوایح
را انتظارے میکنند او سیاید این پرده از میان خیزد قوله فہم کما قال

القابل

یا ایہا البرق الذی یلمع من ای اکناف السماء تسطع

اے آن برق کہ روشن می شوی از کہ ام کنارہ اے آسمان است کہ تو بر
می آئی تعجب می کند و آرزو میکند یعنی باشد ہم روزے کہ تو بر آئی قوله
فیکون اول لوایح ثم لوایح ثم طوایع بریں بیانے کہ من کردم
لوایح در محلے گفتم و لوایح در محلے گفتم معلوم شد کہ اول لوایح است بالانرا و
لوایح و طوایع قوله فاللوایح کالبروق ما ظہرت حتی استترت
پس لوایح ہمو برقی باشد پیدا شود و پنهان گردد قوله کما قال القابل
افترقنا حولاً فلما التقینا کان تسلیمہ علی وداعاً
چنانچہ شاعرے گفتمہ است یک سائے جدا بودہ ایم و ہر گاہ کہ ملاقات
شد ہمان سلام ملاقات سلام و دواع بود پیوستن ہمان و باز ماندنی ہمان
ایر لوایح بدین ماند نمود و در بود شیخ این در افریق فرمود کہ یک سائے فر

بود بعد آنکہ ملاقات شد حالت این بود بہان سلام بہان وداع و دیگرے
 باشد کہ سالہا اورا باوے اتصال باشد بعد آنکہ اقراق شود آں وصال
 سالہا اورا بدین ماند بہان سلام بہان وداع براسے این سخن ہم ایہائے
 و نظمی و نثرے بہت اما چہ آرم سخن اورا ز می شود قولہ والنشدوا
 یاذا الذی زارا و ما زارا کاندہ مقبس فارا
 مرتب باب اللوامع مستجلا ماضیہ بود دخل اللوامع
 اے آنکہ زیارت کردی گوئی زیارت نکردی گوئی شخصے آمدہ بود اقتباس ہا کہ
 کرد رفت بدر سر اسے کتاب رفت اورا چہ زیان بودے اگر دوران وار
 درآمدے اورا زیانے نکردے اگر زمانے وقفہ کردے بہانہ آتش ایستادہ
 ماندے اورا چہ زیان کردے قولہ واللوامع اظہر من اللوامع
 و لیس زوالہا بتلك السرعة فقد تبقي وقتین وثلثہ وبعث
 از لوامع ظاہر تراست مثالے گویم بر شخصے نور چراغ می افتد و لوامع اظہر باشد
 کہ ان نور چراغ پیش او آید و نیست این لوامع کہ بسرعت زائل شود و در وقت
 وقتے ماند قولہ ولكن لما قالوا والعین بالکیة لم تسبح النظر اذ کفیه
 اند چشم در گریہ و درویدن سیر شد و معنی دار و یعنی چنان آب چشم چشم را فرو کرد
 بود کہ سیری نتوانتم دید و دیگر چشم می گیرید زیرا چہ سیری ندیدم قولہ و لما قالوا
 لم تزد ماء وجهه العین الا شرفت قبل زها بر قیاس
 یعنی چون بجمال معشوق دید گریہ اشس فرو گرفت غبار گریہ چشم را از روی چشم
 جمال او مانع آمد چون ازان فلاح یافت چشم روشن شد و قیاس معشوقہ از
 رفت مانع و حجاب در نظر آمد قولہ فاذا لمع قطعت عنک و جمعت
 بدہ لکن لم یسفر نور نہارہ حتی کسر علیہ عسا کر اللیل بعد آنکہ

حقیقت روشن شد ترا از خویش ببرد تا آنکه لشکریاے شب برو حمله آورد و قوله
 فهو لاء بین روح ونوح لانهم بین کشف وستر پس این طائفه
 در راحت باشند و در نیاحت و نوح باشند و وقتی که واجد شوند در راحت
 باشند و بعد آنکه کم کنند در نیاحت باشند زیرا چه ایشان میان کشف و ستر
 اند و وقتی که کشف باشد در راحت باشد و وقتی که ستر شده نیاحت باشد
 قوله كما قالوا :-

فالليل نيشملنا بفاضل برده والصبح يلحقنا رداء من هبنا
 شب در میگرد و ما را بفاضل برو خویش و صبح می رساند بار و اے زرا ندود
 را یعنی روشن و پیدا خوب منظر قوله والطوائع ابقى وقتا و اقوى
 سلطانا و ادوم مکتا و اذهب للظلمة و انفى للتهمة لكنها
 موقوفة على خطر الا قول ليست برفیعة الارجح و لا بدائم
 الملكة طوائع پیشتر ماند و سلطان او قوی تر باشد و از ایشان دیر تر ماند و
 که ورت و تاریکی را پیشتر برد و تهمت بمانا فی و دور کنند تراست اما اینچنین
 هست که این طوائع انورے دارد بر آید فرور و داوج و بلند می ندارد همیشه
 نماید قوله شما و قات حصولها و شیکة الارحال و احوال
 افولها طویلة الاذیال و قات حصول طوائع زود رونده است
 و احوال افول او طویل الذیل است یعنی دیر بر آید و چون فرود می رود
 درازے دارد و قوله و هذه المعانی هی اللوامع واللوامع والطوائع
 تختلف فی القضا یا و این معانی لوامع و طوائع در قضا یا اختلافی
 دارند لوامع نجوم علم گویند و لوامع بیان فهم گویند و طوائع زیادت یقین گویند
 و قضا یا این اختلاف است قوله فمنها ما اذا فات لم یبق

عنها اثر کاشوارق اذا اقلت فكان الدليل كان دایما ومنها ما یبقی
 عنده اثر فان زال رقیمه بقی المده وان غرب النواره بقی آثاره ^{بعضه}
 ازیں سہ از انہا باشد وقتے کہ برود اثر سے نہ ماند چنانچہ ساروقہ برآید فرورد
 چونمورفت و نہ ماند گوی شب دایم است و بعضے از انہا است کہ او
 برود و اثر او باقی ماند اگر رقم او رفت ہوتے کہ یافتہ بود نہ اندیک الم باقی
 ماند و اگر انوار او فرورفت آثار آن انوار باقی قولہ فصاحبہ بعد سکون
 غلباتہ یعیش فی ضیاء برکاتہ فالی ان یلوح ثانیاً یرجی وقتہ
 علی انتظار عودہ و یعیش بما وجد فی حین کونہ پس صاحب
 آنکہ برآمد فرورفت و اثر او باقی ماند بعد آنکہ طلوع او برود عیش او بدان برکا
 او باشد پس تا آنکہ بازلایح شود انتظار عود او را باشد و در امکان وجود
 اورا عیشے باشد یعنی آن امکان وجود دارد میداند باز خواهد شد بدان
 خوش می باشد **حسینی** میگوید اگر این بواج و طواع و لوا مع
 در تجلیات قہریات و لطفیات استعمال کنند وجہ بر صواب باشد
 ہم از ان منتشی بود کہ لا یتجلی فی صورتہ مرتین
 ولا یتجلی فی صورتہ الا ثنین یکبار کہ برآمد دوم بار کہے رویش نہ دید بچار
 گرفتار

قولہ ومن ذلك البوادہ والهجوم و بعضے از ان الفا ^{نظ} البوادہ الہجوم
 مصطلح بوادہ و ہجوم است بوادہ عبارت از آنست از ان سو فجاۃ بفتتہ
 چیزے آید کہ ترا در خیال و وہم و گمان نباشد و ترا از و چارہ نہ و ترا از و باز
 ماندن و دفع کردن از خود میسر نہ و ہجوم چیزے را گویند کہ ترا آن آید کہ ترا ہجر
 و غلبہ و سلطان خود گیرد و ترا بخود آمدن و اورا از خود دفع کردن میسر نہ ^{قولہ}

البوادہ ما یفجاء قلبک من الغیب علی سبیل الوہلۃ اما
 موجب فرح او موجب ترح ما گفتم شیخ ہان در تعریف اومی گوید ترا چیز
 افتد بقتہ دروغ آن ممکن نہ و اگر ترا با خوشی کشد یا بغم قوله والہجوم ما
 یرد علی القلب بقوت الوقت من غیر تصنع منك و مختلف
 فی الانواع علی حسب قوۃ الوارد و ضعفہ و هجوم یکا یک
 بغلبہ وقت چیز در تو در آید کہ ترا تصنع تصنع و عمل نباشد و اختلاف
 انواع بحسب وارد است کہ بنیہ قوی وارد ضعیف اگر بنیہ ضعیف وارد
 قوی بر حسب آن اختلاف باشد قوله فمنہم من تغیرہ البوادہ
 و تصرفہا ہواجم و منہم من یکون فوق ما یفجاء حالا
 وقوۃ اولئک سادات الوقت بعضے ازان ہا اند کہ در تصرف
 بوادہ اند و در تصرف ہواجم و بعضے ازان ہا باشند آن بادے کہ برو
 فحاجۃ آمدہ است از روے حال و قوت سخت تر بہت یعنی آن مورود علیہ
 آن وارد قوی تر است این طائفہ کہ فحاجۃ در آید و او قوی این طائفہ کہ فحاجۃ
 در آید و او قوی تر باشد ایشان خداوندان وقت اند و مالکان وقت اند
 در ایشان فاجئ بادے اثر کند قوله لکما قیل۔

لا تہتدی نوباً لزمان الیہم ولہم علی الخطاب الجلیل لجام
 زمانہ سوے ایشان نیفتد و ایشان را سوے خود نبرد و ایشان را در کار
 بزرگ لجام است یعنی کار ہائے بزرگ تو اند کہ ایشان را از دست
 برد۔

قولہ ومن ذلک التلوین والتکمین ویکے ازان الفاظ
 تلوین و تکمین است تلوین چیت حلتے بیاید و حالتے برو و وقتے زیادہ

شود وقتے کم گردد چنانچہ ماہتاب غروب هر روزے روشنی میگردد ووزیاده
 میشود تا آنکه چهارده و پانزده رسد بعد آن کم شود این تلوین است **قوله**
التلوین صفة ارباب الاحوال گفته ایم زیاده و کم می شود حال از تحویل
 گرفته اند چنانچه بجای میگرد و این صفت ارباب الاحوال باشد **قوله**
والتکمین صفت اهل الحقایق و تکمین کار اهل حقیقت است بجای
 رسیده بکار رسیده اند که قابل تحول و تغیر نیست بر آئینه ارباب تکمین
 ایشان باشد **قوله** فما دام العبد فی الطریق فهو صاحب تلوین
 تا آنکه در ره می رود چیزی می آید چیزی می رود و زیاده و کم میشود این صاحب
 تلوین است چنانچه صفت **مگفتم قوله** لانه یرتقی من حاله الی حاله
 وینقل من وصف الی وصف و تخرج من مرحل الی مرحل و
 یحصل فی مریع فاذا وصل تمکن **گفتم** زیرا چه از صفتی بصفتی میشود و از مرتبه
 حلے بجای این تلوین در ره بود چون رسید تمکن شد قرار گرفت آرام
 یافت اینجا از ره روش ماند اما در آن منزله که اورسید و در آن مقام
 که او قرار گرفت و در آن دریای که غرق شد عجائب و غرائب او نهایتی
 ندارد ابدالاً با در آن سیر نیست و نهایت ندارد **قوله** وانشدوا
مازلت انزل فی وادک منزلاً فتییر الالباب دون نزوله
 همیشه در دوستی تو در منزله فرود می آیم که خود ما پیش نزول او حیران است
 یعنی آن نزولے است که در آن نزول الالباب متجیر میشود **قوله** و صاحب
التلوین ابدال فی الزیاده و صاحب تلوین و زیادت است زیادت
 نسبت نقصان است تا آنکه بمقصد رسد هر روز و زیادت است **قوله**
و صاحب التکمین وصل ثم اتصل و صاحب تکمین رسیده است

و بعد وصول اتصال شدہ است و وصول است و اتصال است بشرط
 دریا رسید گویند بدریا رسید دریا دریا می گویند بدریا متصل شد
 درین بیان اتصال بالاتراز وصول باشد اما در بیان دیگر وصول بالاتراز اتصال
 گفته اند و قوله تعالى لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ طالبا و اصلا ثم و صلا
 ثم متصلا هر طبقه بالامی رود قوله و اما در اتصال انه بکلیه
 عن کلیه بطل و نشان آنکه او صفت اتصال یافته باشد که بکلیه مطلوب
 رسیده است و از کلیه خویش باطل شده است قوله و قال بعض
 المشائخ انتها صبر الطالبین الی الظفر بنفوسهم فاذا ظفروا
 بنفوسهم فقد وصلوا یرید به انحناس احکام البشریة
 و استیلاء سلطان الحقیقة فاذا دام بعد هذه الحالة
 فهو صاحب تمکین بعض مشائخ گفته اند سیر سلوک تا آنجا است که ترا ظفر
 بر نفس خویش شود یعنی او مقهور و ماسور گردد و بک محو و منفی گردد و از جزو
 باقی نماند پس آنکه این ظفر دست و او حصول وصول در دامن او بر بستند
 قابل مطلوب ازین اثر و در هر آنچه گفتیم شریعت از او برود و سلطان حقیقت
 سلطنت خویش بر او استیلا یا بد پس کسی را که این حال و اتم شود او را صاحب
 تمکین گویند او را ممکن نامند میان بنده و خدا حجاب نیست جزو هم دوستی چون
 بتلقین تلقین و بارشاد و مرشدی برین حالت شعور باشد این وصول گویند
 قوله و کان الاستاذ ابو علی الدقیق رحمه الله يقول کان
 موسی علیه السلام صاحب التلوین فرجع من سماع الکلام
 و احتاج الی سائر وجوه لانه اشر فیہ الحال و نبینا صلی الله
 علیه و آله و سلم کان صاحب تمکین فرجع کما ذهب لانه لم

یوثر فیہ ما شاهدتک الیلۃ وکان یتشہد علی ہذا
بقصۃ یوسف علیہ السلام ان النسوة اللاتی سراین یوسف
علیہ السلام قطعن ایدیہن لما ورد علیہن من شہود
یوسف علیہ السلام علی وجہ الفجأة وامرأة العزیز کان
اتمفی بلاء یوسف علیہ السلام منہن ثم لم تتغیر علیہا
شعرة ذلک الیوم لانہا کان صاحبۃ تمکین فی حدیث
یوسف علیہ السلام ابو علی رحمہ اللہ میگوید موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
صاحب تلوین بود سماع کلام شد اورا و عکس تجلی برواقتا دوآن بزطاہر و
اثر کرد المعانی و براتقے و ملاحتے در روستے موسیٰ علیہ السلام شد کہ چشمے
و دین آن براتقت تحمل نداشت ہمارہ برقع بر روستے افکنده بودے
قصہ صفورا و موسیٰ علیہ السلام شنیدہ باشی و پیغمبر ماحمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم صاحب تمکین بود چنانچہ رفت ہمچنان بازگشت و بیچ اثرے
بزطاہر او پیدا شد کیے کہ وقتے شراب نخورده یک پیالہ کہ نوشدا اثر آن
بر رو پیدا شود رخسار او سرخ گرد و چشمہا برآمدہ بہا خشک و سینه کشاودہ
نہ بیان گویان سکران بگردو و آن مدمنے متمکنے کہ ہست ہوا بیاشامد کہ بیچ کسے ندا
کہ او شراب خورده است اما شراب خواران از بوسے و آن او شناسد
و شیخ ابو علی وفاق رحمہ اللہ استشہاد بقصۃ یوسف علیہ السلام و زینجا و
صدایقے کہ ازان زینجا بودند بدان استشہاد میگردان عورائے کہ یوسف
را دیدند علیہ السلام دستہا بریدند میان دست و ترنج تفرق نکردند بسبب
آنکہ یوسف را علیہ السلام دیدند ازان تعلق کہ با او کردند ازا احساس دست
غافل گشتند و زینجا زن عزیز بیچ دیدن یوسف علیہ السلام و روستے اثر

نکر داد از دست زلفت با آنکه او عاشق تر بود زیرا چه صاحب تکین بود اورا
 بسیار دیده بود اعتیاد گرفته بود زیرا چه عمر با وے بوده است نگو سخنی است
 کہ ابوعلی رحمہ اللہ فرمود موسیٰ علیہ السلام صاحب تلوین بود پیغمبر اصلی اللہ
 علیہ وسلم صاحب تکین اما اینجا سخنی ہست شیخ از احوال قوم و صوفیان میگوید
 کہ میان ایشان صاحب تلوین و کہ صاحب تکین و صاحب تکین از
 صاحب تلوین بسیاری بالاتر و بلند تر سماع موسیٰ را علیہ السلام صاحب تلوین
 گوید و از امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب تکین باشد پس او بر روی
 علیہ السلام بالاتر باشد بسیاری قولہ و اعلم ان التغير الذی یرد علی
 العبد یکون لاحد الامرين اما بقوة الوارد او وضعف صلحہ
 و المسکون من صاحبہ لاحد امین اما لقوته او لضعف
 الوارد شیخ قدس اللہ سرہ میگوید کہ تغیر کی ازین دو سبب باشد و قوی باشد
 و مورد علیہ ضعیف یا مورد علیہ قوی باشد و از ضعیف نیکو سخنی است این
 اما امور نسبتی است شاید وارد ضعیف بر بنیہ ضعیف اورا از دست برد و ارد
 قوی بر بنیہ قوی اورا از دست نبرد و بعد گفتن تلون موسیٰ علیہ السلام
 و تمکن پیغمبر اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم این سخن زیادتی باشد و ہم رود کہ تمکن محمد
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنا برین بود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قوی بود و وارد
 ضعیف و تلوین موسیٰ علیہ السلام بنا برین بود کہ بنیہ موسیٰ ضعیف بود و وارد
 قوی سخن در تلوین و تکین بود این سخن اینجا زیادتی است مرد تمکن را ہر وارد
 کہ ہست باش کو او می آشد و واردات را ہر چوں کہ ہست باشد و لفظ وارد
 گفتن بر زیادتی باشد قولہ سمعت الاستاد ابا علی الدقاق
 و حمد اللہ یقول اصول القوم فی جواز دوام التکین یتخرج

علی و جہین احد ہما لا سبیل الیہ لانہ قال صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم لو یقیتہ علی ما کنتہ علیہ عندی
 لصا فحتکم الملائکۃ و لانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال
 لی مع اللہ وقت لا یسعی فیہ غیر ربی اخبیر عن وقت مخصوص
 قال رحمہ اللہ والوجہ الثانی انہ یصح دوام الاحوال ان
 اهل الحقایق ارتقوا عن وصف التاثر بالطوارق والذی انما
 فی خبرانہ قال لصا فحتکم الملائکۃ فلم یعلق الامر فیہ علی
 امر مستحیل و مسافحۃ الملائکۃ دون ما اثبت لاهل البدایۃ
 من قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الملائکۃ لتضع اجنتہما
 لطالب العلم رضا بما یصنع و ما قال لی وقت فاما قال علی
 حسب فہم السامع و فی جمیع احوالہ کان قائما بالتحقیقۃ ابو
 وفاق رحمہ اللہ میگفت اصل این طائفہ مرتبط بچوار دوام تمکین است
 و آن بدو طریق معلوم شود یکے از انہا است کہ بدو بیچ رہے نیست چنانچہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باصحابہ گفت برا نچہ شما نزد یک من بودید
 اگر ہراں باشد میان را بہا با شما فرشتگان مصافحہ کنند قصہ این صحابہ حضرت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتند نا فقتنا یا رسول اللہ اتفاق کردیم رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پرسید از کجا میگوئید کہ نفاق کردیم گفتند بعد آنکہ
 پیش تو می باشم چنین و چنین می باشم یعنی بوی صفت کہ مطلوب باشد
 بعد آنکہ بیرون می آیم بر آن نمی مانیم بعد آن فرمود چنانچہ شما نزد یک من
 اگر ہچنان باشد ملائکہ با شما مصافحہ کنند اکنون این نیست کہ آن حال
 باقی ماند پس فلا سبیل الیہ باشد زیرا چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

گفته است مرا با خدا وقتے خاصے است کہ دران وقت جزا خدا نیا شد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از وقتے مخصوص خیر کرد و دوام نیست
کہ او بدوام احوالے می رسد یعنی متجدد و متوالی می باشد زیرا چہ
ارباب احوال ازان وصف ثانی کہ آن بالا گذشتہ است با ہم ازان
کہ فیما نحن فیہ در بیان او نیم طوارقے کہ برایشان است بدان طوارق
ازین بالاتر رفتہ اند اگر تکبیر است این ارتقا عبارت از تنوعات ادراک
اوست و اگر بدین معنی کہ از حالے بجائے ترقی میکند آنکہ او متلون است
منمکن نیست طریقہ جواب و سوال میگوید و آن سخن کہ لصاحب حکم الملائکۃ
گفته است آری کارے عجیب نیست و مصافحہ ملائکہ از انچہ
ابن ایت را گفته است ازان فرماست زیرا چہ براسے ابن ایت را
گفته است ان الملائکۃ توضع اجنتها لطالب العلم و آنکہ گفته است
لی مع اللہ وقت برائے فهم سامع را است والامر تبہ او بلند است این حکایت
از تلوین است و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در جمیع احوال قائم بحقیقت
بود مخصوص گفتن چہ حاجت بود این از کجا ازین سخن آید کہ دوام نیست
وقتے مرست و وقتے نیست چرا معنی سخن این نیست کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم میفرماید مرا وقتے خاصے ازان من کہ شما آنجا رسید
و شما بدان متصف نتوانید شد کہ جز خداے من دران وقت دیگرے نیست
یعنی منم اوست اوست منم غیر او نیست شما تا اینجا رسید قولہ و اولاد
ان یقال ان العبد ما دام فی الترقی فصاحب تلوین تصح فی
نعتہ الزیادۃ فی الاحوال و النقصان منها فاذا وصل الی
الحق بالحناس احکام البشر مید کند الحق سبحانه بان

لا یردہ علی معلولات النفس فهو ممکن فی حالہ علی حسب
 محلہ و امتحاقہ ثم ما یتخذ الحق سبحانه فی کل نفس
 ولاحدا لملقک راتہ فهو فی الزیادہ متلون بل ملون و
 فی اصل حالہ ممکن فابداً یتکون فی حالہ اعلیٰ مما کان فیہا
 قبلہ ثم یرتقی عنہا الی ما فوق ذلک اذ لاغایۃ لملقک
 الحق فی کل جنس ایہا شیخ رحمک اللہ این سخن چند بار مکرر کردہ آ
 مکرر را چند نحو ترجمہ کنیم و عذر مکرر چند خواہم و دیگر برین بیان اصلاً ممکن
 نباشد ہر جا کہ ممکن است او متلون باشد اما ممکن را این شناخت ایم
 کہ مرد ممکن ہرچہ پروا رفت مزیدے باشد نہ آنچنان مزیدے کہ در ممکن
 او مزید ممکن کردہ اما متنوع تجلیات انواع علوم را اوراک شود چنانچہ دریا ہر
 آبے کہ بہت از دریا است باز ہم در دریا پیوند و از دریا بروں آمد و دریا
 ازان کم نشد و باز بدریا پیوست و دریا بدان زیادت نشد تو احساس
 کن بہین اما اگر کوئی چرا زیادہ و کم نشد چو ازان چیزے برون آمد و چو
 چیزے در آمد آرسے اما آنچنان زیادہ و کم نشد کہ احساس شود قولہ
 واما المصطلم عن شاہک المستوفی عن احساسہ بالکیۃ
 فللبشریۃ لا محالۃ حد فاذا بطل عن جملتہ وفسدہ وحتہ
 وكذلك عن المکوفات باسرها ثم د اربہ ہذا الغیبۃ
 فهو محو فلا تکین اذ او لا تلوین ولا مقام ولا حال انکہ از شاہ
 خویش مصطلم است شاہدے بہت اورا و اورا از او بردہ انداز شاہد
 خویش یعنی از شہود وجود خویش و احساس اورا استیفا کردہ اند یعنی بیچ
 احساس اورا با او نگذشتہ اند و بشریت را لا محالہ حد سے استیفا و تا

ایجا بود کہ نیست و نابود گشت و چون کارے بجائے کشد کہ او از حس خوش و
از اشیا مضمحل و منفی و مطموس و ناخیز گرد پس تا آنکہ باوے این حال باقی
ماند پس او محقق اینجا تمکنے نیست تلویحے نیست مقامے نیست حاسے
وجودے نیست شہودے نیست فنا فی فنا محو فی محو طمس فی طمس رس فی

رسس محق فی محق آنکہ چه شد ہو ہو لا ہو الا ہو شاعر

قال البحر بحر علی ما کان فی قدم ان الحوادث امواج وانها

وسہیات و سہیات رفت خویلات بخویلات رفت او بر اوئی او باقی ماند

قوله وما دام بهذا الوصف فلا تشريف ولا تكليف اللهم

الا ان يرد بما تجرى عليه من غير شئ منه فذالك متصرف في ظن

الخلق مصرف في التحقيق قال الله تعالى وتخشبهم ايقاظا

وهم قود ونقلبهم ذات اليمين وذات الشمال چو اوور

وصف محق است بر و تقنعے و تشریفے و تکلیفے نیست ہمانکہ فقیہ میگوید بقا

وتمہ نماندہ است تکلیف بر کہ مگر آنکہ اینچنین باشد کہ ایشان را بدیشان بازگرداند

آن از ایشان نباشد از ایشان بدو باشد فعلے از منظر ایشان ظاہر شود و فاعل آن

ایشان نہ میان مردم بچنین نماید کہ او خود کارے میکند در واقع او کارے

نمیکند در منظر او دیگرے میکند او متصرف نماید و در واقع آراہنج وجودے

نہ و نزدیکے تو یکے محققے واقعے اندیشے کن کہ خدا ازین قادر تر است می نما

کہ او کارے میکند او نمی کند دیگرے میکند قال الله تعالى وتخشبهم

ايقاظا وهم بر قود گمان بری کہ ایشان بیدارند و در واقع ایشان خفتہ اند

و مقلبے ہست کہ پہلو بہ پہلو میگردد اند

قوله ومن ذلك القرب والبعد وبعضه اذان

القرب والبعد

کلمات مصطلح قرب است وبعث است نزدیک ما قرب عبارت ازین
 است کہ بندہ واقف شود بر سر این اندہ مع کل شیء لا بمقارنہ وغیر کل
 شیء لا بمزائلہ وبعث عبارت ازین است کہ بندہ بہ ثبوت و ہم دوی خود
 خود را از حق بدوردارد قوله اول رقبہ فی القرب القرب
 من طاعته و لا تصاف فی دوائی الاوقات بعبادته و
 اما البعث فهو التذلل بخالفته والتجانی عن طاعته یک
 قرب عبارت ازین باشد کہ طاعت او کنی و متصرف بصفی طاعت او
 باشی چنانچہ فقہیان و محدثان و مفسران گفته اند و اما البعث ضد القرب
 بامر او نباشد آنچه منہی و معاصی است بدان متصرف شود قوله یا اول
 البعث بعد عن التوفیق ثم بعد عن التحقيق بل البعث عن
 التوفیق هو البعث علی التحقيق اول بعد توفیق از خدا نیا بد و از طاعت
 بید باشد چو بعد از توفیق شود بعد از تحقیق شود زیرا چہ تحقیق بعد توفیق است
 قوله قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخبرا عن الحق سبحانه
 ما تقرب الی المتقربون بمثل اداء ما افترضت علیہم ولا
 یزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی یحبنی و احبہ فاذا
 احبہ کنت لہ سمعا و بصرا فی سماع و بی بصر الخ خبر رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکایتی از قدسی میکند آنکہ قرب من خواہد بود
 اورا نزدیک ازین نیست کہ آنچه من برو فریضہ کرد و اعلم آنرا بجا آورد
 سخن درین است عبارت قرب است یعنی موجب تقرب است
 برائے آنرا یک قدسی آورد و یک قدسی و گرا نیست کہ لا یزال عبد
 و ہر دو عبارت ازین است کہ تقرب بعبادت شود ہمیشہ بندہ من بہن

بنوافل برسد عبادتے کہ از فریضہ زاید است تا آنکہ او مرادوست دُر
 و من اورا دوست دارم چو او را من دوست داشتم سمع او من باشم
 و بصرا او من باشم دست او من باشم پس ہرچہ او می بیند من می بینم
 و ہرچہ او می شنود او نمی شنود و من می شنوم یا عکس آن شنیدن من شنیدن
 او و دیدن من دیدن او **قوله** فقرب العبد اولاً اقرب بایمانہ
 و تصدیقہ ثم مقرب باحسانہ و تحقیقہ اول قرب او
 کہ ایمان آورد بدو بعد آن قرب کہ احسان کرد و عبادت کرد **قوله** وقرب
 الحق سبب احسانہ من العبد ما یخصہ الیوم بہ من العرفان
 و خدا کہ گویند بہ بندہ قریب شد یا بندہ مقرب خدا باشد عبارت ازین
 است کہ امروز عرفانے خاصے کہ غیر این قوم طائفہ دیگرند او این را
 مقرب گویند اکنون عرفان بر انواع است فکرے بکن تو دریا را **وصف**
 او شنیدی کہ چنین و چنین است کہ ہرچہ قریب بدومی شوی برہو
 و مزاج او مطلع میگرددی چو بدریا سیدی بر شطے از شطوط او بروی
 دریا را نظارہ شد کجستی سوار شدی در میانہ شدی از ان کشتی بدریا افتادی
 غرق شدی پس آنکہ غرق شدی ریختی بیچ با تو نما ند با دریا و آنچه در
 دریاست با ایشان یکے گشتی اکنون عرفان او را برین قیاس کن ہر
 یکے عرفانے را و انا عارف بہانست کہ در واقعات ریخت و نیست
 و نابود گشت و باو یکے گشت پس او را دید بدو پیوست تا آنکہ خود را تمام بدو دانست
 و نابود گشت پس او را تا آنکہ خود را تمام بدو دانست نابود و روی گشت
 اکنون مراتب عارفان اینست جز این را عارفان نخوانند آنکہ محققان
 علی الاطلاق مرد عارف گویند این مراد است **قوله** و فی الاخرۃ

بكرمه به من الشهود والعيان كرائمه خاصه وعيائنه خاصه آنچه اینجا
 بود بود آنچه جز این صورت باشد اما اهل و احسن و اذنی و اظہر خذہ آنچه ہم مردمان
 باشند اورا بران صفتی کہ گفتیم بنید و معہ ہذا مطلع بر امر او نباشند و ایشان
 عارف نباشند عارف در عموم رویت داخل اما بخصوص اطلاع و عرفان از ایشان
 بارز قولہ و فیما بین ذلک بوجود اللطف و الامتنان و ما این ہمہ
 کہ گفتیم بر ایشان وجود لطف و امتنان و انواع لطف و احسان است چیرہ
 می دهند و منت می نهند قولہ و لا یكون قرب العبد من الحق
 الا یبعث عن الخلق وهذا من صفات القلوب دون احکام
 الطواہر و الکون و بندہ بخدا نزدیک نباشد گر آنکہ از خلق جدا شود کہ
 ازان خلق نفس اوست و روح او است ازین ہمہ بدو آید بخدا نزدیک شود
 خدا را نزدیک شئی اگر از خلق بدور گردی قرب خدا نباشد کہ را اگر از خلق بدور
 باشد این دور بودن چه معنی دارد اگر طالب است اختلاط و آمیزشش نسبت
 و خاست و بر رسوم و عادت ایشان بودن و بر رضای ایشان ماندن از
 ہمہ بدور باشد و اگر متوسط است کو در مذاہب خلق و از آنچه ایشان مستحق
 و مستحسن داشته اند و از رسوم و عادت بکلی بیرون آید البتہ عادت پرستی
 دور نباشد و اما بعد منتہیات از خود رفتہ بخدا یکے گشتہ و این قربے کہ بیان
 کردیم حکایت اہل دل است نہ حکایت ارباب ظواهر قولہ و قرب الحق
 بالعلم و القدرۃ عام للكافۃ وباللطف والنصر خاص بالمتقین
 ثم یخصائض التانیس مختص بالاولیاء قال اللہ تعالیٰ
 اقرب الیہ من عبئ الوریث و قال ہوہ حکمہا بید الخائف
 و قال ما یكون من کجوی ثلثۃ الا ہور البعد و قریب

تعالیٰ باہمہ اشیا بعلم و قدرت است و بلطف و رحمت و نصرت بوقت صحابہ خاص مومنان است و گربا بن ہمہ خاص صفات ذات اوست ایشان را بدان اطلاع میدہد ایشان را انس بدان می شود این خاصہ اولیاً است اینجا عاقلے اندیشہ بکند کہ قرب بعلم و قدرت شد باہمہ اشیا شد و صفت رحمت و کرم با مومنان شد و گیرچہ خاصہ است دو صفت آید یکے عامر یکے خاصہ خصوص ہم باید چہ بانداقی گراشد قرب بذات می شود این فکر آن عاقل را دیوانہ می سازد اکنون آن عاقل را کہ این اندیشہ دیوانہ میگرد کہ قرب بذات چیست شیخ آن را در بیان آورد فرمود نَحْنُ أَقْرَبُ مَبِّ آئِدِهِ مِنْكُمْ مَا بَدَأَ كَسَّ از شما نزدیک تر ایم و ایشان متصل بدو اند تو مجاز انگیز اما ظاہر کلام را نظارہ کن نَحْنُ أَقْرَبُ مَبِّ آئِدِهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ بدو از رگ گردن او نزدیک تر او بہمہ او او را در گرفتہ و رگ گمہ دن شے مائی از و اکنون این تمام را محیط است اقرب باشد بدو از رگ گردن او او را دل را محیط و جان را تم محیط است پس او بیندہ از رگ گردن او نزدیکتر باشد و قال وَهُوَ مَعَكُمْ وَهُوَ خَمِيرٌ رَاحٍ بَرِّذَاتٍ وَمَعِيَّتٍ مَقَارِبٍ و مصاحبت تقاضا کند و قال مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ مِثْلَهُ مِثْلَهُ مِثْلَهُ نفر ازے نباشد مگر آنکہ چہارم ایشان اوست تعالیٰ اینجا ہم ہوا است راجع بسوے ذات تعالیٰ کہ گفت و ورا لگمت زیرا چہ ازے نہ نفر شود یکے گوید و یکے شنود و از ان کے گویند شنوند و نفرے گویند از گویند و راز خدا گویند سامع ہست و متکلم ہست و راز خدا کہ یکدیکر میگویند میان عاشقان و میان عارفان و مہمان تفحص کن کہ بے نہ نفر از نیست قولہ و من تحقق بقرب الحق فادوینہ دہ و امر مراقبۃ ایاہ

ہر کہ بقرب حق متحقق شد یعنی اور با خود دانست دوام مراقبہ اور است
داد بضرورت و تجربہ اور این حضور باشد سخن کہ شیخ فرمود و خصوصیت
عرفان گفت و گفت اولیا بقرب ذاتست درین سخن مروان زبان در
کردہ چیزے چیزے بخیال خود گفته و دست و پا زدہ اما میگویم اینجا اندیشہ
کند این قرب حسی است چنانچہ یعنی یعنی بیایدہ پیوند و یا قرب اعتباری
و معنوی اینچنین قربے کہ این بدو متصل نہ و از دور نہ و در مکانے نہ بدین
معنی کہ او مبتدی و حافظ و محیط او است چو قربے اعتباری شد حسی با جماع نیست
انکون خواه بصفات گوخواہ بذات گو یا مولانا فقید تو قربات را انکار می کنی
آنکہ این نوای گفتن کہ او از ایشان دور است و این توانی گفتن کہ این صفت
اجسام است و اینجا انتقال و ارتحال آید پس ضرورتست کہ بگوئی کہ قرب
ولا بعد و لا بعد و لا قریب یعنی متصل و متمزج نیست و لا بعد
یعنی محجوب و ممنوع نیست و قرب مکانی نہ قوله لان علیہ رقیب
التقوی ثم علیہ رقیب الحفاظ والوفاء ثم رقیب الحیا
زیرا چہ باوے کہ است کہ اور با وفا و حیا و ور حفظ می دار و یعنی چو
قرب خدا باوے است اورا متحفظ و با وفا و حیا می دار و قوله
والشدوا

و اخذ بر عی ناظر ہی لسانی	کان رقیب منک یری خواطر ی
لبوک الاقلت قد مرقت لینی	فہا رقت عینای بعد ک منظر
لغیرک الاقلت قد مرقت لینی	ولاندہرت من فی دنیا علفطہ
لغیرک الا عریجا بعث لینی	ولا خطرہت فی السر بعد خطہ
وامسکت منهم ناظر ہی ولسانی	واخوان صدق قد سمعت حدیثہم

مشہودی وما الزهد السلی عنہم غیر انفی وحب تک شہودی بکل مکانی
نگاہ سہانے از چہت تو بر من ہست خاطر ترا بر من نگاہ می دار و خواہد کہ خاطرے
کہ بہ لایق تو باشد آن در دل من ماند و بیان رقیب باعتبارے و گراہ من
این می کند چشم و زبان من نگاہ می دار و جز سوسے تو دیدن نمی دہد و جز ذکر
تو زبان ذکر دیگرے کردن نمی گذارد قوله فمارمقت عینای بعد تو چشم
من نگریت منظرے را کہ در ان منظر عیب تو باشد و ترا آن منظر بد باشد
مگر آنکہ گفتہ است کہ مرا ضعیف کردہ است و پلک زونی ماندہ است
قوله ولا ندرت من فی دونک و سخن ناورہم از دہن من بیرون نیامد
است ہر اسے غیر تو مگر آنکہ تو گفتہ کہ مرا شنوائیدہ است قوله ولا خطریت
بعد تو در دل من ہیج خطرہ نگذشتہ است بغیر تو مگر آنکہ تعریج کردہ اند
بعنان من یعنی عنان من از ان خطرہ گردانیدہ اند قوله و اخوان صدق
قد سمعت ارا ان صادق اند با من و من لمول شدہ ام از حکایت ایشان
و نگاہ داشتہ ام از ایشان چشم خود و زبان خود نمی خواہم کہ روے ایشان بنیم
و سخن با ایشان گویم قوله و صال الزهد السلی و نیست این کہ ترک و ہم ولت
شود از ایشان غیر آنکہ ہر جا کہ ہستم تو در دل من عاضری حاصل شعرا نیست
خداوند سبحانہ و تعالیٰ با من قریب از رگ گردن است بن از من نزدیک
و بن محیط من محاط سخن جز با او نگویم و جز او را نہ بنیم قوله و کان بعض
المشاع یخص واحد من تلامذتہ با قبالہ عدیہ فقال
احمابہ لہ فی ذلک فدفع الی کل واحد منہم طیرا و قال
اذ نحوہ حیث لا یراہ احد فمضی کل واحد و ذبح الطیر بمکان
بخال و جاء ہذا لاسنان و الطیر معہ غیر مذ بوح فسألہ

الشیخ فقال امرتني ان اذبح بحیث لا یراه احد و لم یکن موضع
الا و الحق سبحانه یراه فقال الشیخ لهذا اقام هذا علیکم
الغالب علیکم حدیث الخلق و هذا غیر غافل عن الحق
این حکایت را من از زبان شیخ خود قدس اللہ سرہ شنیدم و شیخ قدس اللہ
سرہ این حکایت را نسبت بہ ارون رشید میگرد گفت کہ ارون را دو پسر بودند
یکی از بیدہ کہ حرم او بود و دوم از جاریہ ارون پسر کنیزک را دوست داشت
و کارهای بسیار او را فرمودے شبے در بستر بیدہ رفتہ بود بیدہ گلد کرد کہ تو
پسر کنیزک را از پسر من دوست تر میداری این دلیل بریں کنند کہ مادر او
نزدیک تو از من دوست تر است گفت این چنین نیست پسر اول لایق است
کہ او را دوست دارم گفت بچہ گفت فرود شود ترا بر آن نمایم با ما گذارد
باز بیدہ شست ہر دو پسر را طلبید کاروے و کبوترے برد دست پسر بیدہ
داد و کاروے و کبوترے برد دست پسر کنیزک داد و گفت جائے بروے
و ذبح کنید کہ کسی نہ بیند پسر بیدہ شتاب ترے و رگوشہ حجرہ رفت
در حجرہ را بست ذبح کرد آورد کہ در حجرہ بستہ کسی نہ بیند پسر کنیزک بعد
دیرے متغیر و متحیر شد کبوتر زندہ برد دست و کاروے برد دست او و پیش از آن
داشت گفت چرا ذبح نکردی گفت شما گفتہ بودی کہ جائے ذبح کشید
کہ کسی نہ بیند ہر جا کہ رفتم خدای بی بند این حکایتے کہ گفتم عین آنست
کہ شیخ نقل کردہ است تو مقابلہ کن بہ بین اگر یک دو و لفظ تفاوت باشد
شیخ ہر طائفہ طالب مبتدی را و متوسط و مہتمی را مرقبہ سے آراستہ ہر کہ
این کارہ است از انجاسن استنباط کند بدانند من چہ نویسانم کتاب دراز
می شود قولہ و رویۃ القرب حجاب عن القرب چو قریب بذات

این گفتیم کہ تو مصطلح و متہلک باشی او شہود و وجود خوشین باشد این چہ نوعی را اگر
 نظر بر قرب او افتد حجاب او باشد بارے افتد قوله فمن شاهد
 لنفسه محلا و نفسا فهو مکور بہ ہر کہ در خود نفسی را از خود و اندیا
 غیر وجود او را و سہے بردا و مکور باشد مقرب نبود قوله ولہذا قالوا وحشک
 اللہ من قریبہ ای من شہودک لقریبہ ہم اینجا گفتہ اندیکے مر
 دیگر را و عا میکند خداے تعالی ترا از قرب و وحشت و بد یعنی این کہ ترا از
 قرب باشد خدا ترا ازین وحشت و بد نکو عنایتے تمامے باید اما حدیث قدسی
 برین حکایت میکند کہ از قرب و وحشتے تمامے باید قال عزوجل لو یعلم
 المشتغلون بذکری ما فاتہم عن انسی لیضحکوا قليلا ولیبکوا لکیثرا
 ولو یعلم المشتغلون بانسی ما فاتہم عن قریبی لبکوا دما ولو
 یعلم المشتغلون بقربی ما فاتہم عنی لذقطعت اود اجہم انکہ
 مشغول بقرب است ہر آئینہ او را باید بذات رسد اگر او را وحشت از قرب
 نباشد ہر آنجا ماند قوله فان الاستیساس بقربہ من سماء الغرقبہ
 اذ الحقی سبب مجاہدہ و سراء کل انس وان مواضع الحقیقۃ توجب
 الدہش والمحو زیراچہ بقرب او امان نشان آنست کہ او مغرور بقرب
 است زیراچہ او تعالی و راے ہر انسے است زیراچہ مواضع حقیقت موجب
 دہش است و موجب محو است آرسے دہش باشد اما لازم نیست و دیگر
 شام دہش گفتید آخر مقابل انس است اینجا ہم از محو گو دہش مقابلہ انس است
 و دہش ہمچنان است انس ہمچنان است اینجا محومی باید گفت احدہ و راء
 کل انس و دہش ہیکے را دریکے ضرب کنیم ہمان یکے آید دہش چہ معنی دارد
 انس چہ صورت بند شعورے و فہمی و نیتے و نا بودے دہش چہ باید

قوله وفي قریب من هذا قالوا
 قریبکم مثل بعدکم فمتی وقت راحت
 قریب شما مثل بعد شما اگر قریبم برانست که بعیدم پس مراراحت کے
 باشد و ہرگز قابل نباشد کہ میان دو شخص قریب کلی شود قوله وکان
 الاستاد ابو علی وحمد اللہ کثیر ما انشد متعص
 و دادکم ہجر و حکم قلی و قریبکم بعد و سلمکم جز
 و انتم بحمد اللہ فیکم فضاضة و کل یسیر من امورکم صعب
 دوستی شما فراق است یکے کہ مر یکے را دوست دارو بیشک دوستی میان
 ایشان است این استقامت و داد ہم بدانست و حب شما بر شما بریان
 شدہ است اکنون با این حکم بران تفسیر و دادکم ہست یا آنکہ حب
 لطیف ترا زودا است حب را از حبت المار گرفتہ آندا و ندی
 کہ پرا ز آب باشد آ پخنا نکہ اگر فطرہ در و انداند بریزد پس حب بالانزودا
 باشد قوله و قریبکم بعد و قریبے کہ با شما شود آن بعد است ہر چند
 کہ بدو نزدیک تر است چو دوستی بینہا باقی است از دور تر است
 اقریبکم بعدکم و مسامت و آشتی کہ شما می کنید آن عین حرب است
 قوله و انتم بحمد اللہ فیکم فضاضة و شما بفصل خدا سخنے است
 و ہر اندک چیزے و آسانے نزدیک شما و شوار است یعنی اندکے و یکے
 برائے من بر تو گران است قوله و رای ابو الحسن النوری
 رحمہ اللہ بعض اصحاب ابی حمزہ رحمہ اللہ فقال
 انت من اصحاب ابی حمزہ الذی یثیر الی القرب ذ القیتہ
 فقل له ان ابی الحسن النوری یقرئ السلام یقول قریب

القرب فيما نحن فيه بعد البعد فاما القرب بالذات
 فتعالى الله الملك الحق فانه متقدس عن حد ود الا قطا
 والنهاية والمقدار ما اتصل به مخلوق ولا انفصل عنه
 حادث مسبوق مجلت الصمدية عن قبول الوصل لفصل
 ابو الحسن نوری راجع المذاقات بايران ابی حمزہ علیہ الرحمہ شد گفتم تو از ایران
 حمزہ کہ او اشارت بقرب میکنند اور اسلام من رسان و بگو قرب قرب
 نزدیک ما بعد بعد است اما قرب بدان گوئیم یعنی تو باشی و بخدا نزدیک
 شوی چنانچه یکے یکے پیوند متصل شو و تعالی الله عن ذلك من این را بالا گفته
 ام قرب اعتباری و معنوی میگوید این صورت قربے کہ گفتم اقتران ذاتین و اتصال
 ذاتین این نسبت بدو تعالی ندارد و هیچ مخلوقے بدین صفت بدو نزدیک است
 و هیچ حادثے کہ خداے تعالی اورا آفریده است او بدین صفت متصل نیست
 صمدیت است یکے یکے است فصل و وصل با او چه گذر و او لا قرب و لا بعد
 و لا نقد و لا وحید و لا فصل و لا وصل کلا بل هو الله الواحد
 القهار القرب بعد و البعد قرب و الفصل وصل و الوصل فصل
 قوله نقرب هو فی نعتہ محال و هذا تلاقی الذوات و قرب
 هو واجب فی نعتہ و هو قرب بالعلم و الرویت و قرب
 هو جائز فی وصفه یخص به من یشاء من عبادہ و هو
 قریب الفعل باللفظ قربے است کہ آن محال است و آن قرب
 در ذات است ہا چہ گفتم اقتران ذاتین باشد و آن در ذات باری تعالی
 محال و قربے است واجب کہ آن صفت ترا البتہ باید و آن قرب
 بعلم و رویت است بدانکہ او محیط بہہ اشیا است و قربے است جائز

یعنی یکون فی موضع ولا یکون فی موضع و آن نسبت کہ برکے لطف کند قریب بلطفہ ہر کہ را خواهد لطف و رحمت کند قریب بحسب تنوعات مختلف است قریبہ بخلاف استہ
یکے است اما قریب عامہ کہ علم بدیشان وارد و قریب خاصہ کہ لطف و رحمت
برایشان وارد اما آن قریب یکے است۔

قوله ومن ذلك الشریعة والحقیقة وبعضه ازان اشریعت و تحقیقت

الفاظ مصطلح شریعت و تحقیقت است شریعت آنچه حق سبحانہ و تعالیٰ
برائے انتظام امور عباد و رادین جہاں کردہ است بے آن انتظام تیسر
نباشد و بہا شرت این فرد اجزائے و ثوابے و با امتناع این ملاستہ
و عقابے و حقیقت عبارت از آنست کہ مبداء و معاد ہائست و بے او
بودے نیست **قوله الشریعة امر بالترام العبودیۃ** تحقیقت
مشاہدۃ ربوبیۃ شریعت عبارت از آنست کہ الترام عبودیت

یعنی امثال امر و انتہا از منہی او بوصف ملازمت این شریعت است
الترام عبودیت دو معنی دارد یکے کہ بندگی او کنند نماز گزارند و ماشا
کنند و حق کسے فروگیرند و در نظام کنند و آنچه بدینہا مذکور و م الترام
عبودیت کہ ہمارہ بصفت بندگی باشند آنچه لایق بندہ و بندگی است ہا
را مباشر و ملازم باشند بندگی این ہرگز زود چنانچہ خدائی او ہرگز
نرود و حقیقت نظر کردن ربوبیت است مشاہدہ ہمیں تصور و اعتقاد
و یا شاید کسے را ہا آنچه صریح مراد او است چنانچہ گفتہ اند شریعت عبارت
از گفت انسان کامل است و طریقت عبارت از کرد انسان کامل است
و حقیقت عبارت از دید انسان کامل است **قوله وکل شریعت
غیر مویۃ بالحقیقة** غیر مقبول ہر شریعتی کہ با حقیقت تائید

ندارد یعنی نسبت به حقیقت ندارد چنانچه معتزلی ظالم میگوید آن شریعت را
 عند اللہ قبول نیست قوله وکل حقیقۃ غیر مقید بالشرعیۃ فغیر
 محصول و ہر حقیقتی کہ معتد بشریعت نیست یعنی حقیقت ہست و اجرا
 بر معاملات شرع نیست چنانچہ مردمان حقیقت را اصلے ساختہ اند و ما
 ہواے نفس را بد و اعتبار دادہ اند اینچنین حقیقت حاصلے ندارد و از
 حقیقت برخوردار نیست آرام قرار ندارد و مومن مباحث و لطائف باشد
 بجد و احتمال با این ہم داند کہ فاعل این بحقیقت خداوند تعالی است این
 شریعت با حقیقت جمع است و دیگرے گویند ہرچہ میکند خدا میکند این
 حقیقت است اما منضم با شریعت نیست قوله فالشریعت جاء
 بتکلیف الخلق شریعت بتکلیف خلق آمدہ است یعنی اللہ تعالی تکلیف
 بر ایشان کردہ کہ چنین بکنید و چنین مکنید و چنین باشید و چنین مباشد
 این شریعت است قوله والحقیقۃ اجناء عن تصرف الحق
 و حقیقت اثبات این کرد ہرچہ در شریعت کسی کند آن بتصرف
 حق تعالی است و ہرچہ در جہان می شود بفعل او می شود قوله فالشرعیۃ
 ما یجوز علیہ النسخ پو شریعت برائے انتظام امور عباد و راست
 و بمقابلہ آن ثوابے و عقابے فعلی بذاتہ در و رواج است زیرا چہ او تعالی فاعل
 مختار چیزے فرماید اورا نسخ کند غیر آن فرماید قوله والحقیقۃ ما
 لا یجوز علیہ النسخ و حقیقت آنست کہ نسخ بروے روا نیست حقیقت
 آنست کہ قوام اشیا بدوست و اوانلی و ابدی و دائمی است و بیک
 صفت است لا یتغیر و لا یتحول صورت ما را قوام و بقا جز بحقیقت
 نیست اما ایذاے او و اہلاک کہ در مظهر او ظاہر شود آن صفت قہر اوست

کہ حقیقت در ان مظهر او بدین صفت ظاہر شدہ قولہ فالشریعة ان
تعبک والحقیقة ان تشھد شریعت این تقاضا کند کہ عبادت
کنی و حقیقت اینست کہ اورا شاہد بینی یعنی عبادت کنی و بدانی کہ قیام
عبادت من بشہود او قولہ والشریعة قیام ربما امر والحقیقة
مشہود لما قضی و قدسرا و اخی و اظہر شریعت عبارت از
شہود چیزے کہ آنرا تقدیر کردہ است یعنی بدین اعتقاد کنی و این شہود
تو باشد کہ آنچه مقید است آن بامی رسد و ہرچہ حکم کردہ است
در مظهر ہمان پیدا می شود و آنچه در ما پیدا آورده است و اخفا کردہ است
بحقیقت ہمان است و آنکہ او تقدیر کردہ است و قضا میکند و آنکہ
او اخفا میکند حقیقت او است قولہ سمعت الاستاد ابا
علی الرقاق رحمہ اللہ یقول اِیَّاكَ نَعْبُدُ حَفْظَ الشَّرِيعِ
وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِينُ اقرار با حقیقت یعنی ایاک نعبد اشار
بشریعت کرد و ایاک نستعین اشارت بحقیقت کرد و ایاک نعبد جز ترا
نپرستیم این شریعت است ایاک نستعین کہ در عبادت جز بہ و استعانت
نکنم کہ عبادت مرا استعانت تو درست آید و در ہر کارے کہ بہت بارے
جز از تو نخواہم این حقیقت است قولہ واعلم ان الشریعت
حقیقة من حیث انها وجبت بامرہ والحقیقة ایضا
شریعة من حیث ان المعارف فادبہ سبحانہ ایضا وجبت
بامرہ اگر نظر کنند برین کہ شریعت ہم از و آمدہ است علی ہذا شریعت
حقیقت باشد و اگر نظر برین کنند کہ عارفان افعال ایشان بحکم شریعت
است علی ہذا حقیقت شریعت باشد اینجا سخن میگوئیم تو این را لگو بگویش

دل بشنوی و ایہ روزگار خوش سازی مروان گویند شریعت امرے ظاہر است
 حقیقت سراسر است محمد حسینی ادام اللہ الملک الغفار شایبہ
 مادار الفلک الدوار میگوید حقیقت ظاہر است اما شریعت سراسر است
 زیرا چہ حقیقت پیدا ظاہر بغیر خفاے تا آنکہ طوائف انسان را صحبت کنی با جمہم
 قایل بحقیقت باشند آن مقدار کہ مردم ہستند معان و محوس و یہود و ہنود این
 ولایت با جمہم گویند اوست اومی کند پس این ظاہر آمد بید آمد شادہ آمد تا آنکہ بیچ
 کسے نیست کہ قایل بدین نباشد اما شریعت ثبوت او وجود او با شہود
 حقیقت سرے عظیمہ حقیقت این تقاضا کرد کہ ہر چہ خوش آید کند و شریعت
 این تقاضا کردہ کہ مفید باشد و جزا کہ او فرمودہ است آن کند پس سراسر
 عظیمہ است اگر خلاف آن کند زیان کار دل منظم وقت مکر مرد بزم نام سنگما
 شہودے کہ بود کہ سخن احتجاب

النفس

قوله ومن ذلك النفس یکے از ان کلمات مصطلح نفس است و نفس
 در اصطلاح ما عبارت ازین باشد ترویج القلوب بمشاهدۃ الغیوب
 مقتربا بالنفس یعنی کہ از مردم بر آید دل کشادہ می شود و در اصطلاح سراسر نفس
 کہ از و بر آید خوشی دل آن نفس بمشاهدۃ غیب بودہ باشد قوله النفس
 ترویج القلوب بلطایف الغیوب ہا پنچہ ما گفتیم شیخ بہان فرمود
 اما مقتربا بالنفس بایتنے قوله و صاحب الانفاس ارت
 و صفا من صاحب الاحوال صاحب نفس اولطیف ترو صاف تر
 از حال صاحب احوال است زیرا چہ در انسان ہر چیزے اسرع و
 واروح از نفس نیست قوله فكان صاحب الوقت مبتدیا و
 صاحب الانفاس منقہیا و صاحب الاحوال بینہما فالاحوال

وسایط و الانفاس نہایت الترقی ہر آئینہ بس صاحب وقت
 آنچه گفتیم وقت آید و رود و دام نباشد این مبتدیان را است اینست
 کہ در منتہیان نباشد اما نسبت بمبتدیان دارد و صاحب احوال متوسط است
 زیراچہ در روئے تجویر ہست و صاحب نفس منتہی است زیراچہ توالی و
 تجدد و سرعت در روئے است و این صفت انتہا است البتہ مشاہدہ
 غیب ازیشان محجب نشود و احوال و سائط است و انفاس نہایت است
قوله والاقوات لاصحاب القلوب والاحوال لا رباب
 الارواح والانفاس لاهل السما ایراوقات مراد دل راست
 قلبے بقلبے دارد و وقت آید و رود البتہ مانند پس وقت نسبت بادل دل دارد
 و احوال مراد رباب ارواح راست زیراچہ محبت نسبت بارواح دارد و
 محبت حالتہای مختلفہ پس حال نسبت بصاحب ارواح دارد **قوله**
 والانفاس لاهل السما ایروان کسانیکہ اطلاع بر سر دارند و بر امری خفی
 رسیدہ اند انفاس مرایشان راست مراقبہ را و ضعف است یک مہر
 این کہ جس نفس بکلی شود و دل را بر یک چیز قرار باشد و بعضے میں جدا اختیار
 کنند نفس را بست و دل را خالی گذاشت از جسمہ پس زد و م طریقہ مراقبہ
 حضور را بانفس متوالی کنند آنجا کہ نفس بر آید برا کو حضور را وی متوالی است بران گو
قوله وقال افضل العبادات عدا لانفاس مع الله تعالى
 ایشان گفتہ اند بہترین عبادتہا شہا انفاس است یعنی بیج نفسہ فی حضور
 زود و اگر در نماز است و اگر در تلاوت است و در کار است و گراست
 نفس نمی آید و او در حضور است **قوله** وقالوا خلق الله القلوب
 وجعلها معادن للمعرفة وخلق الاعصار و سرائرہا وجعلها

محل للتو حید فکل نفس حصل من غیر دلالات المعرفۃ و اشارۃ
 التو حید علی بساط الاضطرار فهو میت و صاحبہ مسئل
 عند خدای تعالیٰ ولہا را آفرید و آفرید و آن محل و مسکن معرفت خویش کرد و را
 دل اسرار را آفرید و آن محل و مسکن تو حید کرد سخن و در نفس بود شیخ زمام
 کلام راست گذاشتہ است طرفی غیر قصد است و آن سو ہم می رود ہر
 نفسی کہ بغیر دلالت معرفت باشد یعنی آن قوت نیست وجود ظاہر را دلیل
 آورد برائے اثبات صانع را و اشارت تو حید را ثنا سد و در ہر قطعے و
 ہر وجود سے کہ در جہان است اشارتے بہ تو حید و ارد و آیات کلام اللہ
 اشارت تو حید و ارد کسے را کہ این فہم اشارت نباشد و این دلالت
 تو حید نباشد اور امدان کہ زندہ است بدان کہ مردہ است و صاحب آں نفس فرہور ہو
 کند کہ چرا این نفس را ضایع کردی و چرا از ظاہر ہر باطن دلالت نکردی قولہ
 سمعت الاستاد ابا علی رحمۃ اللہ بقول المعارف لا یسلم
 لہ النفس لاندہ لا مسامحة تجری معہ و المحب لا بد لہ من
 نفس اذ لو کان یكون لہ نفسا لتلاشی لعدم طاقتہ
 عارف را نفس سالم نیست زیرا چہ آنچه برومی رود آن مسامحت نیست
 او در ہر نفسے مطالب است چو در ہر نفسے با و مطالبہ است پس نفس
 او با او سالم نباشد قولہ و المحب لا بد لہ من نفس و محب را چاہتہ
 کہ البتہ او نفس زندہ و او بدان مطالب باشد زیرا چہ محب ہر نفسے و احضاً
 و تصور و خیال صورت معشوق است این نفسے کہ بروں آید ضلیح چو نہ
 رود و اگر او را این نباشد او برجا نماند محب محب نماند
 قولہ و من ذلک الخواطر بعضے از ان الفاظ مصطلحہ خاطر است

خاطر آن را گویند کہ بغیر قصد تو بغیر آوردن تو یکا یک در دل تو چیزے
گذرد و آنرا بیچ اصلے و سندے نہ و اگر از نہایت کہ عبادت کشد
بگویند خطرہ ملکی است و اگر ہو اکشد بگوئیم کہ خطرہ شیطانیت و اگر با بتلا
و امتحان باشد بگوئیم خطرہ رحمانی است **قوله الخواطر خطاب برد**
علی الضمائر خطاب اگر خواص باشد اما در دل چیزے یکا یک بیفتد چنانکہ
گفتم آنرا خطرہ نامست **قوله فقد** بکون باللقاء الملك وقد
بکون باللقاء الشيطان و بکون احادیث النفس بکون من
قبل الحق سبحانه بسا باشد آن خطرہ باقائے لکنے باشد یا باقائے شیطانے
و خواطرے باشد احادیث نفس باشد اکنون این را خطاب چونہ نامی و خاطر از
قبل حق ہم باشد **قوله فاذا كان من قبل الملك فهو الالهام**
وان كان من قبل النفس قيل له الهوا جس و اذا كان من
قبل الشيطان فهو الوسواس و اذا كان من قبل الله عز وجل
والقائه في القلب فهو خاطر حق پس اگر از قبل ملک باشد الہام
بطاعت باشد الہام فعل است شیخ فعل ملک می نامد و زیر اچہ کہ نیابت
او الفتا خواهد کرد فعلی بذ فعل او باشد و چون از قبل نفس باشد او را ہوا جس
نامند اما جس چیزے رویہ را گویند و خاطر عام تر است جو خاطر از نفس است
و میل نفس برویت است از جهت آن اما جس خوانند اگرچہ خطرہ باشد
و چون از قبل شیطان باشد وسوسہ نامند و اگر از قبل حق باشد آن را خطرہ
حق گویند خطرہ است اما این را چہ نامست من بالا گفتم خاطر رحمن ابتلا
باشد و بعضے میان خاطر ملک و خاطر رحمن تفاوتے نگفتہ اند گفتمہ اند
بہیں الہام بطاعت است و بعضے میان خاطر نفس و خاطر شیطان تفاوتے

نگفتہ اندگفتہ اند زیرا کہ سر و بشر میکشد و بعضے گفته اند بہت میان ایشان
 فرقی اگر خطرہ لذتے در نفس آمد تو اتباع آن خطرہ کردی اگر باز باز میگردد
 و این خاطر نفس و اگر ازین لذت بلندتے دگر در خطرہ خاطر است آن خاطر
 شیطان زیرا چہ نفس چیزے را طلبید مٹخ باشد ملتزم باشد در و البتہ بران کوشد
 ! بدای برسد و شیطان این مطلوب ندارد و مطلوب اضلال قدم شخص وارد
 اگر اینچنان غلطید جاے دیگر خواہد غلطید مقصود او اخذ لذتے یعنی نیست
 مقصود و اضلال شخص است قوله و جملة ذلك من قبيل الكلام
 وکل این خاطر از قبیل کلام است گوئی کہ سخنے در دل میگوید قوله
 و اذا كان من قبيل الملك فانما يعلم صدقه بموافقة
 العلم و لهذا قالوا كل خاطر لا يشهد له ظاهر فهو
 باطل اگر از قبیل ملک است صدق او بدین معلوم شود و خطرہ کہ آمد بر و
 علم شرع و ہم از بہر این گفته اند ہر خاطرے کہ مثبت آن شرع نیست آن
 باطل است قوله و اذا كان من قبل الشيطان فالكثره يدعو الى
 المعاصي و اذا كان من قبل النفس فالكثره يدعو الى اتباع شهوة و
 استشعار کبر او ما هو من خصائص اوصاف النفس و آنکہ
 از قبیل شیطان است آن بیشترے بسوے معاصی کشد و اگر در معصیتے لذت
 نفس باشد آن چو نہ معلوم شود کہ خطرہ نفس یا خطرہ شیطان و خطرہ کہ قبیل
 نفس است بیشتر او داعی سوے ہوائی و لذت و شہوت و کبری باشد و خوردن
 خود بینی و غیر آن اینچہ خصائص نفس است قوله و اتفق المشايخ على
 ان من كان اكله من الحرام لم يفرق بين الا لهام والوسوسة
 ہر کہ خوردن او از حرام باشد او فرقی میان الہام و وسوسہ کردن نتواند

اوبارے درین ورطہ باشد کہ تفرقہ کنند و تاریکی در تاریکی وار و او اظطلام در
اظطلام وار و ابا تفرقہ کردن میان الہام و وسوسہ چہ کار قوله سمعت
الاستاد ابا علی رحمہ اللہ بقول من کان قوتہ معلوما
لم یفرق بین الہام والوسوسۃ این سخن کہ ابو علی رحمہ اللہ میگوید
این سخن قوم است ہر کہ قوت او معلوم باشد او تفرقہ میان الہام و وسوسہ
نہ تواند کرد زیرا چہ ہر کہ قوت او معلوم نیست قوت او غیب است و الہام
ہم از غیب پس غیب مرغیب را جس است چو او بر معلوم شستہ بر
الہام اورا اطلاع شود یا نشود قوله وان من سکنت عنہ ہو جس
نفسہ بصدق مجاہدہ نطق بیان قلبہ بحکم مکاہدہ
ہر کہ ہو جس اوساکن شد بصدق مجاہدہ یعنی از ہو جس خلاص یافت و ہو جس
نماند قلب او مکاہدہ کہ کردہ است و مجاہدہ کہ کردہ است سخن او ہم از
باشد قوله و اجمع الشیوخ علی ان النفس لا یصدق والقلب
لا یکنب اجماع صوفیان است کہ نفس ہرگز راست نگوید و دل وقتے
کہ از ہو اسے نفس خلاص یافت ہرگز دروغ نگوید یعنی خطرہ کہ از ان دل
باشد خطرہ صادق باشد خطرہ موثوق علیہ باشد و خطرہ کہ از نفس باشد
لا یتدبہ ولا یعتبر قوله وقال بعض المتأخرین ان نفسک
لا تصدق و قلبک لا یکنب ولو اجتمعت کل الجہل
تخاطبک و روحک لیتخاطبک نفس راست گفتنی نیست و دل تو
ہرگز دروغ نگوید بعد انکہ از نفس بارز شدہ و موثوق نفس با او نمائندہ باشد
و اگر جہد بہان کنی کہ روح تو ترا خطاب کند ہرگز کردنی نیست نظر او بر محبوب
خود است او طرف تو لخطہ کردنی نیست قوله و فریق الجہد رحمہ اللہ

بین هوا جس النفس و وساوس الشیطان بان النفس
اذا طالت عیبی الحت فلا تزال تعاودك ولو بعد حين
حتى تصل الى مرادها و یحصل مقصودها اللهم الا ان يدرك
صدق المجاهدة ثمانها تعاود و تعاود آنچه جنید رحمه الله میگوید
من بالا گفته ام نفس هر چیزی طلبد و نگذارد از ان الحاح کند تا بدان برسد
اگر چه بعد و تفتی و زبانی باشد مگر آنکه در و ام مجاهده شود اگر چه او معاودت
کند اما این لحظه بسوی او نکند قوله و اما الشیطان اذا دعا الى زلة
فخالفته بترك ذلك یوسوس بزلة اخرى لان جميع المخالفات
له سواء وانما يريد ان يكون داعیا ابدا فی زلة ما ولا عذر
له فی تخصیص واحد دون واحد معنی این سخن بالا گفته ام
تمام اگر می دانستم فرو خواهد گفت نمیگفتم قوله و قيل كل خاطر یكون
من الملائك فربما یوافقده صاحبه و ربما یخالفه فاما خا^ط
یكون من الحق سبحانه فلا یحصل خلاف من العبد له یوافق^ه
موجه اما یخالفه پس اگر آنکه اگر مخالفت او کند چند ان برو مطا^{ئبه}
اما در خاطر حق مخالفت نتواند کرد اما بران صفتی که ما گفتم خاطر رحمن ابتلا^{ست}
آنجا مخالفت ضروری است قوله و تكلم الشیوخ فی الخاطر الثانی
اذا كان الخاطر ان من الحق هل هو اقوی من الاول فقال
الجنید رحمه الله الخاطر الاول اقوی لانه اذا بقی رجح
صاحبه الى التامل وهذا شرط العلم فترك الاول یضعف
الثانی ووم خاطر بیاید اول هم رحمانی دوم هم آنکه گرامضا کند جنید رحمه الله
میگوید اول را زیرا که چو او بازگردد و بتامل کشد پس خاطر مانند کار بتامل کشد و اینجا

شرط علم بایتنا ملے وتفکرے بحسب علم وآن وارو غیب است پس اول قوی آید و ثانی ضعیف باشد قوله وقال ابن عطار رحمه الله الثاني اقوى لانه ازداد قوة بالاول اگر ہاں شہاں آید کہ ابن عطا گفت رحمہ اللہ و اگر غیر آن آید خلاف آن باشد قوله وقال ابو عبد الله الخفيف من المتأخرين رحمه الله عليه هما سواء لان كليهما من الحق فلا مزية لاحدهما على الآخر والاول لا يبقى في حال الثاني لان الآثار لا يجوز عليها البقاء ہرچ ہر دو از حق اند ہر آئینہ ہر دو قوی باشند ہر دو برابر اند زیراچہ آثار اند و آثار با بقائیت یکے رفت انکہ دو م آمد آن نیامد و دیگر آمد پس ہر دو برابر باشند در روشی در ویشاںست آنچه در بیان خطرات و دفع آن ما از پیران خویش شنیدہ ایم شیخ بیارے را آزان ترک آورد و گرد آن نگشت و آن کارے لا بدی است۔

الیقین
علم الیقین عن الیقین
و حق الیقین

قوله ومن ذلك علم اليقين وعن اليقين وحق اليقين مصدر او چند احتمال وارو یک منجرے صادرے عارفے محققے کہ ہرگز بر زبان آن نوع و گزرد و ترا خبرے رسانید ہر ان دل عقیدہ بست ماند بغیر ترد و احتمال شکے و ظننے دیگر مرد عاقل بفکر و استدلال برد نظیر بر نظیر دانست کہ در پردہ غیب چنین چیزے ہست و دیگر بغیر انکہ کسے خبرے رساند و بغیر انکہ فکرے و استدلالے کند چنانچہ مرد متکلم می کند بغیر انکہ منجرے صادر خبرے رسانیدہ باشد فجاءة بعتة برد قلبی در سینہ او شود پر ایسے ہر چیزے را حکایتے و نظیرے است نبشتن زیادت باشد و دیگر علم آنکہ در مفہوم ہاست آنست یکے را عیان شود آنچه در پردہ غیب است بحق دیدن آنرا بیند ثانی حال کہ او مستر و محتجب گرد و این بیندہ را علمے باقی ماند

این را علم الیقین نامند بر سه انواع کہ بالا گفتیم ہر چند مستقر و محکم اند اما از ورطہ مخلص و
از مقرر زلزلی بیرون نرفتند بسا باشد مرد حکیم مرد متکلم مرد فقیہ و مرد صاحب برہ و
طاری برایشان افتد و ویلے دگر ایشان را روسے نماید ایشان بران یقین خوش
شاگردند اما فیما نحن فیہ بصددہ علمے کہ بعد عیان است قابل شکے و تردد
و زلزله نیست چہ گوئی چو شکر ظلام رخت بند و طلیحہ صبح روسے نماید سلطان
نہار بضوہ غیش تجلی کند آن گذشتہ ظلام را در اول این مردیچ شبہ ماند اکنون این
علم الیقین بہ نسبت عین الیقین بدین ماند و عین الیقین ہا پنچہ بعلم الیقین وابستہ
بود و بران عقیدہ بستہ بود ہمان عیان شود و حق الیقین آن عیانے کہ بود و ہوا
وجود آن عیان شود مردے شب را در روشنائی چراغ یا روشنائی ماہ نقشے
را دید کہ چنین و چنین است صبح و مید ہر نقش روشن تر و لطیف تر و خوب تر
نمود آفتاب بر آمد روز شد چنانچہ آن نقش است و چنانچہ آن ساختہ است
بحق اورا علم شود این حق الیقین است و ریادیدی علم الیقین شد و در ریاسوا
شدی عین الیقین شد و در ریاغرق شدی و یا در ریایکے گشتی این حق الیقین
شد پنچہ مفہوم ما بود گفتیم پنچہ شیخ فرماید آن را بیان کنم قولہ و ہذا عبارت
عن علوم جلیتہ این عبارتے است از علوم جلیہ و لطیفہ و دقیقہ قولہ
فالیقین هو العلم الذی لا یتداخل صاحبہ ریب علی مطلق العما
ولا یطلق فی وصف الحق سبحانہ لعدم التوقیف یقین علمے را
گویند کہ صاحب اورا شکے و ریبے و وہم خلاف آن نباشد و یقین و علم الیقین
خدا را گویند سبب عدم توقیف یعنی اسما و خطابات او توقیفی ہرچہ وارد باشد
ہاں گویند قولہ فعلم الیقین هو الیقین و کذلک عین الیقین
نفس الیقین و حق الیقین نفس الیقین شیخ رحمہ اللہ میگوید ہمان یقین

است کہ قوت می یا بد سبب آن قوت نامے و گری نہند قوله فعلم اليقين
 علی موجب اصطلاحهم ما کان بشرط البرهان من جہار اعتبار
 کردہ ام علم یقین را کیے ازان اینست کہ شیخ میفرماید کہ برائے و دلیلے اثبات
 شود و بران یقین شود این را علم یقین گویند قوله و عین یقین ما کان
 بحکم البیان عین یقین آنچه پیدا و ظاهر شود و دیگران علم بدین حد شود کہ اورا
 در بیان آزد تمثیل و حجت و برائے بران ضم کنند کہ نہ صار عین یقین قوله
 و حق یقین ما کان بنعت العیان و حق یقین آنست کہ صفت عیان
 باشد ایشان ہم چنین میگویند کہ این طایفہ آخرت است بلکہ کیے را ورنہا گویند
 و در عین یقین و حق یقین را و آخرت گویند قوله فعلم اليقين
 لا رباب العقول و عین یقین لا صاحب العلوم و حق یقین
 لا صاحب العوارف علم یقین مروانے را باشد کہ عقلے و فہمے دارند
 ہر آئینہ چیزے کہ بعلم و برہان دانند این صفت عقل است و عین یقین
 مرصاحب علوم را ہست چو در بیان است ہر آئینہ صاحب علوم را باشد
 و حق یقین مرصاحب عوارف را ہست قوله و الکلام و الا فصحاح
 عن هذا محال این محال معقول نیست کہ شیخ میفرماید محال لغوی است
 المحال ہرزہ گفتن یعنی اگر گویند و گفتار اینجا ہرزہ باشد و ما ازین ہرزہ گوی نہایم
 البتہ چیزے گفتیم قوله و تحقیقہ بیود الی ما ذکرنہ فاقصرنا علی
 هذا القدر علی جہة التنبیہ و تحقیق سخن آنست کہ ما گفتیم ہر
 بیان خواہی کرو مال ہاں خواہد شد کہ ما گفتیم مراتب علم یقین را عین یقین
 و حق یقین نامیدہ اند

قوله ومن ذلك الوارد و تجری فی کلامہم ذکر الوارد است الوارد

کثیراً والوارد ما یرد علی القلوب من الخواطر المحمودۃ ما
لا ینزل فیہ من العبد وکذلک ما لا ینزل من قبیل الخواطر
فہو ایضا وارد وارداً انرا گویند کہ از خداوند سبحانہ بغیر کسب و قصد و بغیر
توسعہ و تخیلے بر دل افتد والبتہ شے محمودے و ممدوحے باشد این نزدیک
بخواطر است اما این را سلطانے و قوتے بہت کہ خاطر را آن سلطانی و قوت
نہست این وارد شخص را در از علاج و اضطراب آرد تا آنکہ کابجائے کشد کہ
شخص را نگذارد تا بدان مباحث شود بقولہ ثم ینزل من الحق
و وارد من العلم و اذ حق باشد و وارد از علم باشد آن وارد از علم ہم
وارد از حق است، اما نسبت عمومی نگاہ میدارد بقولہ فالوارد است
اعجم من الخواطر لان الخواطر تخص بنوع الخطاب او ما یقطن
معناه والواردات تكون وارد سرور و و اسرہ حزن و و اسرہ
قبض و و اسرہ بسط الی غیر ذلک من المعانی موجبہ این ہم آید با وارد
ہما نیچہ ما گفتیم کہ مزج و محرک و منغیر افتد نگذارد تا مرد مباحث آن شود اما خاطر
اینچنین نیست کہ واردے باشد کہ موجب او سرور باشد واردے باشد
کہ موجب او حزن باشد واردے باشد کہ موجب او قبض و بسط ہمچنین مقاماً
و دیگر واردات اکثر آن مرار باب قلوب راست و خواطر عموم دارد

بقولہ ومن ذلک لفظ الشاہد و لفظ الشاہد کثیراً
ما یجری فی کلامہم و یکے ازان کلمات مصطلح لفظ شہادہ است شہادہ
چند چیز را گویند یکے چیزے کہ فاسد باشد بر تو حاضر شود و دیگر شہادہ اورا گویند
کہ شے حاضرے باشد البتہ غیبت ندارد و چنانچہ این دنیا حاضرے شہادہ
است الی بلوغ اجلہ این را شہادہ گویند و دیگر تو با خود شہادہ خودی و دیگر

الشاہد

گوئی خدا شاہد جزا و غائب و دیگر شاہد ہر آنچہ نقد وقت تست آن شاہد
 است قوله فلان یشاہد العلم و فلان یشاہد الوجود و فلا
 یشاہد الحال شاہد علم چہ باشد یعنی من حیث اقتضاء العلماء و را این دست
 و او شاہد این علم شد و فلان یشاہد الوجود و بدست شد و را و ذوق شد
 اورا شاہد ہے شد یا آنکہ ہمین ذوق شاہد اوست یا باقتضای حال او شاہد
 پیش آمد آن شاہد اوست قوله و یریدون بافظ المشاہد ما یكون
 حاضر قلب الانسان وهو ما یكون الغالب علیہ ذکر و حتی
 کاندہ پیراہ و ببصر و ان کان غائباً عنہ ہر آنچہ حاضر وقت ایشان
 باشد و شاہد دل ایشان باشد ہماز شاہد ہا مندر و انچہ نہیں باشد کہ تصور او
 و حضور او بجائے کشد و برترتہ باشد کہ گوئی آن شخص می بیند چنانچہ گفتہ اند
 کان انظر الی عرش الرحمن بارزاً چہان وجود عرش برہمحقق گشت گوئی
 می بیند کاندک ترازہ این را شاہد ہا میباید اسم ہم ہستابرین کہ گوئی می بیند
 قوله فکل ما یتولی علی قلب صاحبہ ذکرہ فہو شاہد ان سرکہ بر
 دل او ذکر کے استیلا یا بدین شاہد اوست این شاہد اعتباری است
 اما شاہد حقیقی ہا کہ ما گفتیم غایب ہے شاہد شود بعین العیان چنانچہ مردمان گویند
 دیو را دیدیم جنے را دیدیم این غایب ہے است کہ برو شاہد شدہ ابیات
 را ہم برین قیاس کن صوفیان را دیدہ ام کہ ایشان امر و را و صورت حسیلہ را شاہد
 نامند بدین معنی گویند او تعالیٰ غیب است بدین صورت ظاہر شدہ است
 معتزلی بے انصاف جائے آست کہ ایشان را چیزے چیزے گوید مثل
 این کلمات روز بجان شیخ خواجہ سعدی و مرشد حقیقی او و شیخ احمد غزالی
 و قاضی عین القضاة رحمہ اللہ علیہم و از محی الدین ابن اعرابی را خود پیرس کہ

او ہم عالم را شاہد گوید و خداے را غالب گوید الحق محسوس و الخلق معقول
 چہ گوئیم سخن بسیار است اینجا اما سن ترجمہ کلام سنیان می کنیم مخزن از اورمیان چہ آما
 قولہ فان کان الغالب علیہ العلم یقال انه یشاہد العلم و
 ان کالب الغالب علیہ الوجود یقال انه یشاہد الوجود
 اگر علم بر و غالب است شاہد علم است و اگر وجود بر و غالب است شاہد
 وجود است قولہ ومعنی الشاہد الحاضر فکل ما هو حاضر قلبک
 فهو شاہد لک و کلی بین است ہر چہ در خیال دل تو وجود سے بندہ دنیا
 دل از و منقلب نمی شود و ہا نیز نسبت شاہد نامند قولہ و سئل الشبلی
 رحمہ اللہ عن المشاہدۃ فقال من این لنا مشاہدۃ الحق
 لنا شاہد الحق اشارت بہ شاہد الحق الی المستوی علی قلبہ و
 الغالب علیہ من ذکر الحق و الحاضر فی قلبہ دایم من ذکر الحق
 شبلی را رحمہ اللہ پرسید گفت کجا ما و کجا شاہد حق اما را از شاہد حق پرس
 زیرا چہ ما را شاہد حق است نہ شاہدہ مفصود این دارد ہر چہ بر دل او غالب
 و مستوی است و دایم در دل ذکر او است آن را شاہدہ میگویند احوالے و گوئیم
 دارد اینجا کہ اورا از شاہدہ پرسید گفت کجا ما و کجا شاہدہ ما را شاہدہ چہ کار
 اما شاہدہ سے داریم با خود حاضرے و لقد سے ہر چہ ہست ہا نیست و ہست
 شاہدہ چہ معنی دارد قولہ و من حصل لہ مع مخلوق تعلق بالقلب
 یقال انه شاہد یعنی حاضر قلبہ فان المحبت تو جب دوام
 ذکر المحبوب و استیلاک علیہ و اگر کسی را با محب خود سے بدل میل
 و تعلق و محبت شد اورا محبتین گویند آن متعلق کہ این متعلق او است ثنا
 او است این سخن را این صوفیان زمانہ بسیار گویند چو محبت آمد ہر آنہ

ذکر محبوب بر دل محب متولی باشد چو متولی باشد آن محبوب را گویند شاہد بر دل
 اوست قوله و بعضہم تکلف فی مراعات ہذا الا شتقاق
 فقال انما سعى الشاہد من التعمادۃ فکانہ اذا طالع شخصاً
 بوصف الجہال فان کانت بشریۃ ساؤظۃ عنہ و لم یستغلہ شعورہ ^{بشیر} ^{بشیر}
 ذلک الشخص عامیہ من الجہال و لا اثر فیہ صحبتہ بوجہ من
 الوجودہ فهو شاہد لہ علی فناء نفسہ و من اثر فیہ ذلک
 فهو شاہد علیہ فی بقاء نفسہ و قیامہ باحکام بشریۃ ہوا
 ما شاہد لہ او شاہد علیہ و مراعات این اشتقاق تکلمے کرده
 اندگفتہ اند شاہد مشتق از شہادت است شہادت را و معنی است شہادتی
 حضر و دم شاہد علی هذا الامر ای قام ببینۃ لہ چون شخصے را بصفت
 جہال مطالعہ کرد اگر بشریت آن مطالع محو است و آنچه آن شخص است بدان
 برو شاہد نشدہ و بروے این را تعلقے غیرت پس آن مطالعہ شاہد است بر
 مطالع کہ نفس این مطالع فانیست پس آن مطالع برین مطالعہ بوصف شاہد
 است کہ نفس او فانی است و این ہر دو صفت محل دعوی و محل اتہام است
 فلینذر کل الحدیث قوله و من اثر فیہ ذلک فهو شاہد علیہ
 و ہر کہ درین مطالعہ بوصف است کہ در و اثر کرده است پس او مردست ہوا
 است شاہد بنفس خود است قائم ہواے خود و باقی بلذت نفس شیخ منعی
 صریحے کرد کہ این شاہد بنفس این ہواے نفس است امر مدوح نیست بجمہ
 جہات اما شیخ را بایتے ایجا مبالغتے کردے مگر بعض صوفیان را دیدین بلا کفرناً
 تنبیہ کرد رفت قوله و علی هذا حمل قوله صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
 رأیت ربی لیلۃ المعراج فی احسن صورۃ ای احسن صورۃ رأیتها

تلك الليلة لم يشغلني عن رويته تعالى بل رأيت المصور
 في الصورة والمنشئ في الاستاء ويريد به رويت العلم كما
 ادسالك البصيرين محل منجوايد شيخ معنى اين حديث گوید و آنچه غلط است
 است و معنى اين بران تنبيه کند معنى اين حديث رأيت ربي ليلة المصراع وديم
 خداے را در شب مصراع در نيکو ترين صورت اهر جا که حسنه است در ان عالم
 است و اينجا مثال ازان عالم است ميگويد خداے را تعالی در بهترين صورتها
 وديم يعنى در بهترين صورتها بر من اين تجلی کرد که خالق آن احسن او است منشئ از
 انشاءے او است یک معنى اينست معنى دیگر خداوند سبحانه و تعالی خواهد کيه
 را از جمال الهی ضعیف کند و او را استعداؤ آن نه که عين او را مشاهده تواند کرد و صورتي
 بيا فريند بهترين صورتها صاف شفاف عکس پذیر عکس جمال عين بران صورت
 افتد آنجا حقه و ثبوت عکس پيدا شود دين شخص طالب درين پرده نظاره آن
 جمال کند نه انچه نپن است که اين بر اعن ناقصان راست اين نوع با مبتدیان
 هم کنند با متوسطان هم کنند با منتهيان هم باشد فعلى هذا آن مردمانے که بر اسے اين
 را اشتها آورده اند که او بصورت احسن ظاهري شود اين غلط است او صورتي
 را می آفريند و قدرت خویش و عکس خویش بر آن ظاهر ميکنند و در اول معنى قدرت
 را ظاهر می کند و در دوم معنى عکس ذات را۔

قوله ومن ذلك النفس نفس الشئ في اللغة وجوده وعند القوم النفس

ليس المراد من اطلاق لفظ النفس الوجود ولا القالب الموضوع
 وانما ارادوا بالنفس ما كان معلولا من اوصاف العبد ومذموم
 من افعاله واخلاقه نفس ذات شے را گویند چنانکه تعلم ما في نفسي
 ولا اعلم ما في نفسي اى تعلم ما في ذاتي ولا اعلم ما في ذاتك

و نفس وجود را گویند چنانکہ شیخ گفته است و نفس خود را گویند مراد قوم از نفس
 شے است کہ اوصاف ذمیرہ از و زاید و قابلیت آن دارد کہ این ذمیرہ اورا ^{بحمیدہ}
 بدل کند بران منطی کہ شیخ فرمود نفس ذاتی نیست ہمیں اوصاف ذمیرہ است
 چنانچہ بعضے حکما گفته اند و نفس روح را ہم گویند و بر بیان شیخ نفس شے محسوس
 نباشد ہمیں اوصاف ذمیرہ نفس باشد قولہ ثمان معلولات من اوصاف
 العبد علی ضربین احاد هما یکون کسباً له کما صیید و مخالفاتہ و الثانی
 اخلاق الدینۃ فہی فی انفسہا مذمومۃ فاذا عالج العبد و
 تارکہا ینتفی عنہ بالجاہدۃ قلت الاخلاق علی مستمر العادۃ اوصاف
 ذمیرہ بعضے از انہا است کہ کسب او شرہ و محبتہ و مان و فی اختیار کردہ افعال
 و نیۃ از و صادر شدہ ذمیرہ کسب او شد و دوم اخلاق و نیۃ بذات خویش مذموم
 است بکسب او شدہ و چون بر آن معالجہ کند و ترک کند بجا برہ و مستمر عادت
 بران شود از و متفی شود قولہ فالقسم الاول من احکام النفس ما نہی
 عنہ نہی تحریم و نہی تنزیہ و اما القسم الثانی من قسمی النفس
 فسفساف الاخلاق الدینی منہا ہذا احدہ علی الجملة ثم تفصیلاً
 فکالکبر و الغضب و الحسد و الحقد و سوء الخلق و قلت الاحکام
 و غیر ذلک من الاخلاق المذمومۃ قسم اول انکہ کسب او است
 آنچه نہی است نہی تحریم باشد نہی تنزیہ باشد و ان قسم دوم اخلاق و نیۃ و فرو
 افتاد اخلاق و فی ازان اخلاقے کہ خوار است کلی او انیست کہ گفتیم اما تفصیل
 او کبرے و حسدے و حقدے و باقی اخلاق کہ مذموم است قولہ و اشد
 احکام النفس و اصعبها توہمها ان شیئاً منها حسن او ان لها
 استحقاق قدر و لهذا عدلک من شرک الخفی و اغلظ و

اشد احکام نفس انہیت کہ او گمان برد کہ از من چیزے سزد و از من چیزے
آید گوئی بدین مقدار شریک می شود با فاعل حقیقی قوله و معالجات الاخلاق
فی ترک النفس و کسر ہا اتم من مقاسات الجوع و العطش
و السهر و غیر ذلک من المجاہلات التي تیضمن سقوط القوة
وان کان ذلک ایضا من جملة ترک النفس مثقته کہ طاسب براس
و رفع اخلاق ذمیرہ را کند سخت تراست ازین کہ اگر سنگی و تشنگی و شبت بدای
و مجاہدہ و گر کند اگرچہ این ہمہ از جملة ترک نفس است ترک نفس عبارت
ازین است کہ نفی وجود او کنند اما این را ہم باعتبار نسبت بد و کنند
قوله و محتمل ان یکون النفس لطیفہ مودعہ فی هذا القلب
ہی محل الاخلاق المعلولہ بحمل گفتن چہ معنی دارد شما محققانید سخن تحقیق
فرمایید انکہ مردمان گفتند نفس را بر چنین صفت و بر چنین صورت دیدیم یا در
وقت ذکر و مراقبہ نفس بصورتی و بیعتی برایشان شاہد شد اینجا گمان برد
کہ نفس چنین صورتی دارد شے بہت کہ این اوصاف ازومی زاید و بعضی
گفتہ اند خیر این شے محققہ نیست ہم اوصاف ذمیرہ است کہ متمثل شدہ
بریں صورت پیش او آمدہ و لہذا بتنوع صور و باختلاف بہت می نماید
چنانچہ گوئیم صوفی در ذکر است دید کہ ستورے طرف او حملہ کردہ است
تعبیر می کند کہ بہت او در اکل و شرب متخضر است البتہ می خواہد اکل و شرب
کند و دفع آن کو شد سگے را می بیند دلیل می کند کہ بخل و حرص برو سے
ناماسب است ہم بریں قیاس جملہ اوصاف ذمیرہ پلنگ و شیر را بیند کہ باشد
مار را بیند ایزا آید بزغار و خروس را بیند شہوت باشد و کلے و کیر جملہ موزیات
و جملہ نیات گو سفند و ماہ گا و ولا شہ ہرچہ مثل این بیند تعبیر می کند کہ تعلق مریضے

بدولاتی شود الغرض این تشابہات او دلیل برین نکند کہ او شے محققہ است
دلیل برین نکند کہ او شے معنوی است اما بدین صورت می نماید قوله كما
ان الروح لطيفة في هذا القالب هي محل الاخلاق الحمودة
ويكون الجملة مسخر بعضها لبعض فالجميع انسان واحد يعني چنانچه نفس
لطيفة بوده است کہ از اخلاق ذميمة زيادہ چنان روح لطيفة مودع است
وقالب انسان که افعال حميده از وی زيادہ این تشبيه کما ان الروح انما
آيد که اجمع قوم و حکما برین باشد کہ روح از علوی آورده اند با این سفل تعلق داد
اند چنانچه مشهور است میان مردمان و بعضی چنين گویند و نیز ہم ازین قالب
رسته است ایشان چنين ميگویند طبيعت معتدل شد با اعتدال طبيعت
و متبويه خلقت لکن از حرکتی حسی متولد شد و آنچه حس و آنچه حرکت
که اورا است ارواح نامند قوله ويكون الجملة مسخر نفس و روح و قلب
وقالب بریکے با دیگرے متعلق است مجموع این را انسان نامند قوله وكون
النفس والروح من الاجسام اللطيفة في صورة كلون الملائكة
والشياطين بصفة اللطافة بين بيان که روح و نفس صورتی و وجودی
وارو مخلوقتی مصنوعی چنانچه فرشتگان و جن و روح موجد که او شے مخلوقتی
همچو مخلوقات است اما الکلام فی النفس بعضے گفته اند شے واحد است
اورا نفس آماره گویند و همورا نفس تو امر نامند و همورا مطمئنه نامند و همورا ارواح
نامند بحسب اختلاف اوصاف امام محمد غزالی رحمه الله در بعض بیان خود چنين
ميگويد قوله وما يصح ان يكون البصر محل الرؤية والاذن محل
السمع والانف محل الشم والقدم محل الذوق والسميع والبصير
والشام والذابق انما هي الجملة فكذا محل الاوصاف الحميدة

القلب والروح ومحل الاوصاف المذمومة النفس والنفس جزء
من هذه الجملة والقلب جزء من هذه الجملة والحكم والاسم جمع
الى الجملة تحقيق اينکه محل دیدن چشم است ومحل شنیدن سمع است ومحل ذوق
کام است ومحل بوسیدن بینی است همچنین محل اوصاف ذمیه نفس است
هر جا که عنیمه است از وزاید ومحل اوصاف حمیده روح است هر جا که حمیده است از وزاید
سامع وباصر است آن جمله است آنکه بهیئت اجتمع این شده است و در
انسان چندین حس است نفس وقلب و علم و اسم راجع بدوست .

قوله ومن ذلك الروح بعضه از ان الفاظ مصطلح روح است الروح
سخن در روح بسیار تحقیق این شد که مخلوقی صافی و نورانی مقرر به از عالم
قدس و قرب آورده و با این قالب سفلی تعلق داده چنانچه تعلق ملک بدین
و تعلق عاشق بمعشوق و داخل و خارج محرک و مدبر در قالب انسان هموست
حشر و ثواب و عقاب او را با قالب اوست و قتی که انسان می میرد او
نی میرد او باقی ماند بخت شود او را با قالب بیارند چنانچه من قبل تعلق داده
بودند همچنان بدیند و ضعیف شود و قوی شود و مرض شود بواسطه ضعف قالب
اگر قالب را قوتی نماند او نمی تواند آنها کاره کردن اگر بدست سیاف
تیغی باشد دست کند خرد آنچه سیاف توانستے کردن نتواند بیکار شود و همچنین
بروح چو قالب ضعیف شد دست شد او را هم مرضی پیش آمد چنانچه خداوند
بجانه حور انرا آفرید ملک را آفرید شیاطین و جن را آفرید یک نوع این را
آفرید اما ازین جهت که گفتم مقرب است و قدسی است بعض اوصاف
او تعالی متصف شود زیرا چه گفته اند از خانه بگذرد خدا ماند همه چیزان متاع البیت
یشبه رب البیت هم ازین است احیا کند اماتت کند و امثال این چیزها

وگرو دعویٰ کنند آخراً یکتو الاعیان با این ہمہ کہ گفتند مخلوق مجعول مکلف مثلاً
 و معاقب قوله الارواح مختلف فیه عند اهل التحقيق من اهل
 السنۃ فمنہم من یقول انها الحیوة فقط و متفقان فی در روح اختلاف
 کرده اند عجب سخنی تحقیق با اختلاف چه نسبت دارد و را گوی محقق و یکے
 را گوی اختلاف کرده است پس میان دو یکے خطا کرده است فعلی ہذا
 آن یکے کہ خطا کرده است تحقیق ندارد بعضے گفتند روح ہمیں حیات است
 این سخن سنیان نیست این سخن حکما یا اطبا است ایشان گفتہ اند باعتبار
 طبائع و حرکت و حس و رقائب انسان حادث شد و آنچه تیز تر و لطیف تر
 آرزو عقل نامیدند و آنچه از ان اجلی و الطیف شد روح نامیدند تا آنکہ بعضے
 اطبا روح ہمیں دم را میگویند و موت این را میگویند کہ آن اعتدال بخیر و حس
 و حرکت برو و این را موت میگویند پس روح ہمیں حیات است فقط این قول
 و این مذہب لایق آن نبود کہ شیخ در کتب سلوک آرد قوله و منہم من
 یقول انها اعیان مودعة فی هذه القوالب لطيفة اجری
 الله العادة بمخلق الحیوة فی القالب مادامت الارواح فی
 الابدان فالانسان حی بالچیوة ولكن الارواح مودعة فی
 القوالب ولها ترقی فی حال النور و معارفة البدن ثم رجوع
 الیہا بعضے گفتہ اند روح لطیفہ مخلوق مودعہ در انسانست خداے
 تعالیٰ آفریدہ است و عادت برین کرده است کہ حیات بدان باشد
 و شیخ لفظ عادت گفت و سنت مراد است یعنی سنت خداے برین رفتہ
 است مردمان لفظ عادت را عیب کرده اند کہ بر باری اطلاق نکنند اما در
 کشاف و من عادت الله بسیار جامی آرد و آن مرد کہ معتزلی است در

صفات تنزیہیہ بمبالغت وارد آئے کہ نفی میگویند تا آنکہ آن مودع
 در قالب انسان بہت انسان را حیات بہت و در نوم آرنند مفارقت می شود
 و ازان ترقی بیان مفارقت مراد است چنانچہ شخصی از لباس خویش عاری
 شود یا نجار کے آلت و اسباب خویش از خویش بدور دارد و خود گشتے و تماشا
 باشد اینچنین مفارقت است قوله وان الانسان هو الروح والحسد
 لان الله تعالى سبحانه ينخر هذه الجملة بعضها لبعض والحشر يكون
 للجملة والمثاب والمعاقب الجملة وانسان عبارت از مجموع قالب و روح
 است و حشر مجموع را باشد و گفته آمدہ ام چنانچہ این دم اگر المے بن می رسد
 روح ہم متالم می شود و فردا کذاک اگر ملتذ ہر دو و اگر متالم ہر دو قوله والادوا
 مخلوقه ومن قال بقدمها فهو مخطئ خطاء عظيماً و صفت ارواح
 کہ ما کرویم بی شبہ مخلوق عقلاً و تجربتہ و شہوداً و عیاناً و بعضے قدیم گفته اند
 و ان خطائے محض است اگر مراد ایشان آن روح است کہ ما بیان کرویم
 بے شبہ و بے شک مخطئ اند و اگر گویند کہ ما ازین روح فیض قدسی مراد
 و اریم فیض قدسی غیر او تعالی نیست و این روح کہ متعلق بقالب است قائم
 بدان فیض است و ازان فیض فیضے گرفت متصف بصفات او شدہ است
 و اگر کسے ازان رفیع آن فیض قدسی عنایت کرده باشد و خطا کرده باشد
 صواب بر صواب باشد این فیض قدسی آنست کہ حکما این را نفس جزئی خوانند
 و محی الدین ابن اعرابی او خود تحفه است و مقید و مطلق میگوید این را حادث
 و ممکن و مستوی الطرفین نتوان گفت قوله والاختیار تبادل علی انہا عیان
 لطيفة و اخب ربرین دلیل کند کہ ارواح اعیان لطیفہ است
 قوله ومن ذلك السر و بعضے ازان الفاظ مصطلح است

سہرا از روح لطیف تر گفته است گفته اند سہر چیز است کہ روح را پیرا
 باشد روح را غذا باشد روح را جمال باشد حاصل خلاصہ روح است
 چنانچہ روشنائی خلاصہ چراغ است قولہ تخمّل انہا لطیفۃ مودعہ
 فی القالب کا لادواح ای شیخ این لفظ تخمّل اینجا مناسب نیست از تحقیق
 خوش سخن گو سہر لطیفہ مودعہ است چنانچہ در روح گفته ایم ہمان معنی است قولہ
 و اصولہم تقتضی انہا محلّ المشاہدک لمان الادواح محلّ المحبّۃ و
 القلوب محلّ المعارف و اصول این طائفہ این تقاضا کند این محلّ مشاہدہ
 است چنانچہ ارواح محلّ محبت است نسبت بدو دارد چنانچہ در محلّ معرفت
 است انسان بر مثالے باشد چنانچہ شیء ما باشد در و چند محلّ خانہ خانہ متفا
 مقالے آوند و آوندی جاے نہادہ اند یک محلّ محبت باشد یکے محلّ معرفت
 و یکے محلّ تکلیفات مجموع این انسان محلّ سمع محلّ بصر محلّ ذوق محلّ لمس بعضی
 را این چیز بعبان نماید یا این تمثیل است یا این سمیانیست چنانچہ نمودہ اند
 کلی این گویند شے واحد است باوصاف مختلف متصف شو و قولہ وقالوا
 مالک علیہ اشراف و سہر السہر مالا اطلاع علیہ لغير الحق سہر
 کہ برو اطلاع شو و ترا و سہر السہر است کہ جز حق کسے را برو اطلاع نیست آن قدر
 خفا دارد کہ حق تعالی گفت آکاد اُخْفِيہَا و سہر سہر کہ شیخ مینجو اند خفی
 گویند قولہ و عند القوم عی موجب مَوَاضِعِهِم و مقتضی اصوات
 السہر الطّف من الروح والروح اشرف من القلب
 و برا پنچہ ایشانند و اصول کہ ہر اں بچید کردہ اند و در محاورات ایشان این معلوم
 شد کہ سہر از روح الطّف و روح از قلب الطّف قولہ و یقولون ان
 الاسرار معتقہ عن رِق الاغیار من الآثار والاطلال و گفته اند

ن مجال

کہ اسرار ازرقبہ غیر آزاد است یعنی او آنجا است کہ غیر خدا را وجودے نہ بیند
 قوله ویطلق لفظ السِّر علی ما یکون مصوناً مکتوماً بین العبد
 والحق سبحانه فی الاحوال سر بنام خود سر است ہرچہ میان بندہ
 و خدا سرے پنهانی باشد آنرا سر گویند وہم ازین جہت روح را ہم سر گویند و
 قلب را ہم سر گویند و ہرچہ پنهانی باشد آنرا سر نامند و همچنین در کلام ایشان
 ینحاج فی سرہی ای فی قلبی قوله وعلیہ یحمل قول من قال سرارنا
 بکر لیسر یقتضیہا وہم واهم اسرار با بکر است کہ وہم واسمے آنرا
 تصرف نتوانست کردن مگر ازین اسرار سر سر مراد است قوله ویقولون
 صدور الاحرار قبور الاسرار سنیہائے آزادگان گورائے اسرار است
 یعنی پنهانی اسرار و روہ است قوله وقالوا لوعرف زری ستری لطرہ
 اگر زرمین ستر من داند من آن ستر را یا من آن زرا ترک آرم زرمین ستر است
 معنی سخن اینست اگر ستر من اینچنین باشد کہ کسے بران مطلع تواند شدن من
 آن ستر را ترک آرم آن سر مرا کار نیاید

قوله فہذا لطرہ من تفسیر اطلاقا قاتہم و بیان عبارات
 فیہما تفسیر وادبہ من الفاظ ذکرنا ہا علی شرط الایجاز ولذا کہ
 الان ابوابی فی شرح المقامات التی ہی مدارج ارباب السلوک
 ثم بعد ابوابی تفصیل الاحوال علی الحد الذی یسعمل
 اللہ بفضلہ ان شاء اللہ تعالیٰ این کہ گفتیم بیان اطلاقا ت ایشانست
 آنچه در محاورات ایشان میگویند آن گفتیم و بیانے کہ در وسیع ما بود آن ہم گفتیم
 ما اکنون مقاماتے کہ میان صوفیان است و آداب آن کار کہ ایشان دادہ
 اند و پس آن بدان رسیدہ اند ابواب آن بگوئیم و بعد آن ابوابے کہ در تفصیل

احوال است تخت متعقد را گفت پس آن مرشدان این قوم را گفت بعد
آن الفاظی که میان ایشان مضطرب است آنرا بیان کرد تا بیان سلوک مطلوب
است آسان باشد اکنون سلوک و مسلک قوم که سلوک چون کنند آنرا بیان
خواهد کرد - قوله

(۱) باب التوبة

ما گفتم التوبة الرجعة من النقصان الى الكمال وما من
حال ومقام وتجلي الا وفيه كمال به نسبة ونقصان به نسبة فتوبة
ساری فی التجلیات والمقامات والاحوال كلها فيما من توبة
الا ومنها توبة ما تعریفی کریم وآن تعریف شامل من جمله اقوال و
وتجلیات است و باب توبه را مقدم داشت از ابواب دیگر از آنچه اصل
همه احوال ومقامات است والاصل یهتم و یقدم قوله وقال الله
تعالى توبوا الى الله جميعاً ايها المؤمنون لعلكم تفلحون براسه اثبات
ثبوت توبه را و براسه فضیلت و فریضت توبه را می آرود قال الله تعالى وتوبوا
الى الله جميعاً جميعاً گفته است بر مبتدی و بر متوسط و بر فتمتی خطاب باشد
ايها المؤمنون گفته است لفظ مومنون هم شامل من جمله اقسام مومنان را
لعلكم تفلحون لعل در کلام باری براسه تحقیق راست یعنی هر که توبه کند
تحقیق او فلاح یا بدو فلاح چیت الظفر بالبغیت قوله حد ثنا الامام
ابوبکر محمد بن الحسين بن فوزك رضى الله عنه قال حدثنا
احمد بن محمد بن خراز قال حدثنا محمود بن الفضل بن محمد بن

که در کتاب رسالہ تشریح قلمی محمود بن الفضل بن جابر مذکور نیست - ع ح

جابر قال حدثنا سعيد بن عبد الله رحمه الله قال حدثنا
احمد بن زكريا رحمه الله قال حدثنا ابي قال سمعت انس
بن مالك رضى الله عنه يقول سمعت رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم يقول التائب من الذنب من الذنب من لا ذنب له
واذا احب الله تعالى عبدا لم يضره ذنب شرقت الا ان الله
يُحِبُّ التَّوَابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ انس رضى الله عنه روايت كرو
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود التائب من الذنب من لا
لا ذنب له یعنی ہر کہ توبہ کر دگونی ہرگز گنہ نہ کر وہ بود آن توبہ با حی آن گناہ باشد
و ہمہرین جملہ این سخن مرتبط کرد اذا احب الله تعالى عبدا لم يضره ذنب
چون خداے تعالی بندہ را دوست دارد پیچ گنہے اور از زبان کار نیاید چون ا
رابطہ برال کرد کہ التائب من الذنب پس اینجا ہمین معنی آید کہ ہر کہ خدا
دوست دارد از و گنہے زاید اور ا موفق توبہ کند ہمہرین معنی کہ ما گفتیم کلام
اللہ ہمہراں تطبیق داد ان الله يحب التوابين اکنون تواب فعال است
کثیر التوبۃ است یعنی ہر گنہے کہ میکند خداے اور ا موفق توبہ می کند و
يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ گفت دو کس را دوست دارد یکے آنکہ گنہ کند و توبہ
کند و دوم آنکہ ہرگز گناہ نکند و متطہر از گناہ باشد معنی دیگر یک قسم این
شد التائب من الذنب گنہ کند و توبہ کند گونی گنہ نکرده است قسم دوم
اینست لم يضره ذنب نہ اور از ذنب باشد و نہ ضرر باشد نفی مجموع باشد
التائب من الذنب آنجا ذنب بود و ضرر نبود و اینجا نہ ذنب و نہ ضرر ازین
قبیل است ولا ترى الضب بها ينحروا ان الله يحب التوابين وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ
منصعب ہر دو یحب التوابين منصعب باول و یحب المتطهرين ^{منصعب}

بدوم معنی دگر اگر اذاحب اللہ عبداً یکے اینست توبہ کستد و ضرر ذنب و رفع
 شو و گفته اند ایشان کسے دگر ہم باشد کہ اورا ذنب شود و زیان کارا و نباشد
 چنانچہ قصہ ما تم ببلغ شنیدہ باشی و القصہ شیرتہا قولہ قیل یا رسول اللہ
 و ما علامۃ التوبۃ قال الذامۃ گفتند یا رسول اللہ علامت توبہ
 چیست گفت پیشانی آید این پیشانی را و معنی است یکے آنکہ پیش از آنکہ توبہ
 کند از گنہ پیشانی شود این نشان آن باشد کہ او توبہ خواہد کرد و چنانچہ گفته اند
 اولہا الندم بلکہ گفته اند اولہا الانتباہ ثم الندم ثم التوبۃ
 معنی دگر گنہ کرد و توبہ کرد و مع بذل پیشانی از آنکاب گناہ باشد کہ من چرا
 این گنہ کردم چنانچہ قول سری است التوبۃ ان لا تنسی ذنبک ^{لہ}
 اخبرنا علی بن احمد بن عبدان الاہوازی رحمہ اللہ
 قال حدثنا ابو الحسن احمد بن عبید الصفار رحمہ اللہ
 قال حدثنا محمد بن الفضل بن جابر رحمہ اللہ قال
 حدثنا الحكم بن موسى رحمہ اللہ قال حدثنا شمس
 بن عبید رحمہ اللہ عن ابی عاتکہ ظریف بن سلیمان
 رحمہ اللہ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من شیء احب الی اللہ من
 شاب قائب انس رحمہ اللہ روایت کرد حدیث رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نزدیک خدا دوست تراز ہمہ چیز جو آنے کہ تائب باشد
 یعنی گنہ از زادہ باشد و او توبہ کردہ بود و دیگر جوان تائب التوبہ
 است یعنی راجع بسوی خدا باشد یعنی طالب خدا باشد پس چرا بود
 بر تقدیر اول مرد جوان و ایام صرف ہوا ہستہ او در سر نفسی و ہر زمانے

ہو اسے از دوسرے برمیکنند با این همه اسباب گنہ اوقات تائب است ہر آئینہ احب العباد
 باشد و بر تقدیر ثانی طالبان خدا بسیار باشند اما شاب قابل است و شوق و ذوق
 در و از دیگران بیشتر است پس آنکہ قابل تر باشد در طلب او و یا اشتیاق بیشتر
 باشد ہر آئینہ احب باشد و گفتہ اند خداوند سبحانہ طالب را دوست تر میدارد
 بہ نسبت متوسط و متہی زیرا چہ اوست کہ عزت و جمال الہیت را روح مسید
 شوق و اضطراب و شہقہ و بکا از ہمہ درویشتر و این ہمہ محبوب خدا جمیلے باشد
 اورا عاشقے رسیدہ باشد و عاشقے پیش درایتا وہ ماند عزت جمال او
 را اورواج میدہد دیگر احب العباد و معنی دارد کہ محبوب ترین میان بندگان
 تائب شاب است و دیگر محب و دوست دارندہ تر میان بندگان شاب
 تائب است قوله التوبة اول منزل من منازل السالکین و اول
 مقام من مقامات الطالبین گفتہ ایم توبہ اول مقام سالکان است نخستین
 کارہین است مقدم گفتہ ایم کہ اصل است قوله و حقيقة التوبة
 فی لغة العرب الرجوع يقال تائب ای رجوع من اول گفته ام التوبہ
 الرجعة قوله فالتوبة الرجوع عما كان مذموم ما فی الشرع الی
 ما هو محمود فی الشرع رجوع منہ الیہ باشد از چیزے بازگردن و بسو
 چیزے بازگردن از مذمومے بازگردن بسوے محمودے یعنی از گنہ بازگردن
 بسوے طاعت قوله و قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 الذم توبة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتہ است مذم توبہ است
 یعنی سبب توبہ است و دیگر مرد فقیہ مذکر این گوید چو از گنہ پشیمان شد گوی توبہ کرد
 خداوند سبحانہ بہ پشمانی او بخشد قوله و ارباب الاصول من اهل السنة
 قالوا یصح شرط التوبة حتی تصح ثلثة اشیاء الذم علی ما

عمل من مخالفات و ترک الزلہ فی الحال والعصرہ علی ان لا یعود
 الی مثل ما عمل من المعاصی فہذہ الاذکار لا بد منها حتی تصح
 توبتہ توبہ نباشد تا سہ چیز نباشد یکے انچہ از جنس مخالفات کردہ ہو و ازالہ کردہ
 پیمانہ شود و دوم زلت را ترک آورد فی الحال ازوائش گیرد و سوم غزیمت
 این بودہ باشد کہ بدان بازگردد پس توبہ وقتے صحیح شود کہ درو این چیز باجمع آید
 قولہ قال هو لاء وما فی الخبر ان الندم توبہ انما نص علی معظمہ
 کما قال الحج عرفہ ای معظم ارکانہ عرفہ ای الوقوف بہا
 لا اندہ لارکن فی الحج سوی الوقوف بعرفات و لکن معظم ارکانہ
 لوقوف کذلک قولہ الندم توبہ ای معظم ارکانہا الندم ^{توبہ}
 گفتہ اند آن سخنی کہ در خبر است الندم توبہ معنی او انست کہ معظم او بزرگ
 کار او ندم است چنانکہ گویند الحج عرفہ و ارکان بسیار دارد و معظم کار او عرفہ ارکان
 است یعنی آنجا وقوف است و ادای فریضہ است قولہ و من اہل
 المحقق من قال بکفی الندم فی تحقیق ذلک لان الندم یتبع ^{کنین} الر
 الاخرین فاندہ یتحیل تقلیران یكون فادما علی ما هو مصر
 علی مثله او عازم علی الاتیان بمثلہ و بعضے ازالہ تحقیق گفتہ اند ندم
 کافی است زیراچہ او مرد و طرف را میگیرد یک طرف توبہ رجوع از گنہ دوم طرف
 شروع بطاعت زیراچہ مستحیل است یکے بکارے مصر باشد و ندم باشد
 ندم آنجاچہ نسبت یا میخورد گنہ کرده است گنہ دیگر کند اینجاچہ ندم مستحیل است
 قولہ و ہذا معنی التوبہ علی وجہہ التحدید و الا بظاہر و اما
 علی جہة الشرح و الا بانہ فان للتوبہ اسبابا و ترتیبا و اقنا
 و این توبہ را کہ گفتیم حد او گفتیم فاما این کہ شرح کنیم و اطہار کنیم این است کہ اورا

اسباب است و ترتیب است واقسام است قوله فاول ذلك
انتباه القلب عن رقك الغفلة ورويت العيد ما هو عليه
من سوء الحالة اول اينست كه بنده از خواب غفلت بيدار شود و نظر بر
افتد كه بكار است كه اين در وجود من مي آيد شيخ نيكو مي فرمايد براس
فهم را اما كرمي است قوله يصل الي هذه الجملة بالتوفيق الاصغاء الي
ما يخطر بباله من زواجر الحق سبحانه يسمع قلبه و بين دولت
كه انتباه به شود و رجوع بسوء طاعت شود و توفيق شود و بين شود كه زواجر كذا
حق تعالى است در دل او بگذرد و شيخ ره توبه مي فرمايد يعني توبه از اين ره در آيد كه
بگوش دل اصغاكند زواجر حق را و آن سبب توبه باشد يعني توبه بتوفيق حق است
سبب بند نیست هر كرا خدا بازگرداند قوله فان في الخبر واعظ الله في
قلب كل امر مسلم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مي فرمايد در دل
هر مومني پند و موعظه از خدا هست اين برآه آن آورد كه بالا گفته بود زواجر حق
بسمع قلب اصغاكند و آن شمر توبه است قوله وفي الخبر ان في بدن
المرء لمضغة اذا صلحت صلح جميع البدن و اذا فسدت فسدت
جميع البدن الا وهي القلب در تن هر آدمي پر كاله گوشت است اگر
آن صالح كل انسان صالح و اگر آن فاسد كل انسان فاسد و آن دل است
و در جايه و گران في جسد ابن آدم لمضغة قوله و اذا فكر بقلبه
في سوء مما يشعروا به هو عليه من قبيل الافعال سخر في قلبه ارادة التوبة
والافلاع عن قبيل المعاملة فيمدك الحق سبحانه بتصحيح العزيمة
والاخذ في جميل الرجعي و التاهب لاسباب التوبة فاول
ذلك هجران اخوان السوء فانهم هم الذين يملونده على

ردہذا بقصد ویشوشون علیہ صحت هذا العزم چون بندہ مبتلا
 بمعاصی شود و در آن مصر باشد چون بدل خویش اندیش کند و زشتی افعال
 خویش و ناشایستگی اعمال خویش چون این فکر و اندیش کرد و اورا نظر افتاد بر آن
 کارے بدے کہ او میکند از ان کرد خویش مستنبہ میشود کہ چیست این بریں زشتی
 و بریں بدکاری همان مانند و ہمہ عمر خود بدان سر بودن و در دل او خواست توبہ روشن
 نمود و البتہ خواست ازین زشتی و ازین بدی باز بید آمدن و قلع بید کردن آن
 معالہ زشتے کہ بہت یعنی کارے بید کردن کہ آن از بنیاد برافتد و بریں خطرہ
 و درین ورطہ مدد باری تعالی اورا دستگیری کرد و توفیق آن داد کہ تصحیح توبہ کسب
 و اسباب توبہ را ساختہ کند و امید آن دارد کہ آن توبہ را قبول کند اول سبب
 کار توبہ اینست آن یارانے کہ با ایشان این پریشانی و این قبیح افعال و این زشتی
 اعمال باصطحاب بود ترک آن صحبت یاران بدکار کند ورنہ توبہ میسر نیاید زیرا
 ایشان مصاحبانند و ہر یکے برائے آن کار را مہم بود و آن ہواے کہ اورا
 اورا یاد و ہاتند و مہم باشند مثلاً ہواے بہار آید یا آنکہ ہو میخیم شود و سرد گردد و
 تقاطر آغاز شود آن یاران کہ شیطانند ترویج آن وقت کنند کہ ہواے چنین و
 فصلے چنین اول برآمدے چہ لذت دارد و اگر خوبے برابر باشد چہ ذوق و
 خداے کریم است او گناہان بندگان خواہند بخشیدن ما ہنوز جو انیم وقت توبہ ما بیشتر است
 امید از خدا بیشتر و اریم حالے نقد وقت را در یاب و آن لذت و کام شستہ
 ہمیں چند روز سے باشد کہ شستہ و یاران عزیز و محران و نفس خود و مسالمت
 و ایشان مہم باشند عجب نہ باشد کہ نفس باز دوران افتد چو افتاد باز گشتن
 مشکل است پس اول و اعظم کار این باشد کہ قطع صحبت آن یاران کند
 گرا نکم یاران ہم ہمہ توبہ کنند قولہ ولا یتمذک الا بالمواظبۃ

علی المشاهدة التي تريد رغبة في توبة توفيه وواعيدہ علی اتمام
 ما عزم عليه مما يقوى خوفه ورجاؤه فعند ذلك ينحل عن قلبه
 عقدة الاصرار علی ما هو عليه من قبيل الافعال واین کار تمام مرتب
 دست نندید تا او را دوام این را مشاهده نباشد که خدا سے حاضر است آنچہ
 میکنم می بیند البتہ این خوف و این شرم و این امید اورا برین آرد او توبہ کند
 و اگر چه یکبار سے و دوبار سے باز افتد باز باصل کار باز گردد چون خوف و رجا
 و شرم و امید او باشد گرہ اصرار کہ در نفس او بسته بود کشادہ گردد و گرہ بخشاید
 قوله فيقف عن تعاطي المخطورات ويكف لجام نفسه عن متابعت
 الشهوات فيفارق الزلة في الحال ويبرم العزيمة علی ان
 لا يعود الى مثلها في الاستقبال واحترز کند کہ مخطوۃ در نفس او نیاید
 و عنان نفس را بگرداند از آن سوے کہ گتہ ہمار می رفت و آن افعال را
 کہ میکرد از آن باز گرداند برہ طاعت آرد چو این شود ہر آئینہ گنہ را در نقد
 بگذارد و غریمت را مستمم و محکم کند کہ بسوے او باز نگردد بعد ازین قوله فان
 مضى علی موجب قصدك و نفذ بمقتضى عزمه علی ان لا يعود
 فهو الموفق صدقا وان نقص التوبة مرة او مرارة و محمله ارا
 علی تجدیدها فقد يكون مثل هذا ايضا کثیرا فلا ينبغي قط
 الرجاء عن توبة امثال هؤلاء فان لكل اجل کتابا انجین کے
 اگر بر موجب و مقتضای قصد خویش زمانے برود و برین عزم کردہ کہ با
 نگردد پس اوست موفق بصدق اگر چه او نقض توبہ کند یکبار سے یا دوبار
 چنانچہ گفته اند الصلوة علی ما اس آں معتبر و معتد بہ نباشد باز البتہ
 باز گردد و عذر این نخواہد و انجین بسیار افتد با این بہم امید توبہ از و منقطع

بسرکار باز گرد و زیر اچہ تقدیر است قسمی از ان برفته است آن قدر
 کہ قسمت او بود آن بقیہ را فارغ کرد جنید رحمہ اللہ گفت وَ كَانَ أَمْرُ اللَّهِ
 قَدْ رَامَ قَدْ وَرَأَىٰ حُكْمَ أَنْزَلِ بَرِيں رَفْتَه بَاشْدُ چُو از و چیزے بر آید از ان
 باز گرد و عذر آن بخوابد قال علیہ السلام ان الله تعالى كتب لابن آدم
 خط من الزنا دسرا کہ ذلک لا محالہ نگو سخنے است کہ شیخ فرمودے تفسیح و توجیہ
 برائے مومنان کہ وہ البتہ قطع رجعت کرد و اگر چنین زاید تو نومسید مشو باز گرد کہ وقت
 بازگشت باقی است در استقامت توبہ یک دو بارے کہ مراجعت افتہ بنا
 ماند کہ اندک پلیدی در آبی کہ وہ درودہ باشد افتد منجس مگر در اندام عین پلیدی
 بیرون آرند و اگر نہ تمام پلید گرد و پلید باند شیخ این فرمود و شفقت بر مومنان
 ہیں تقاضا کند کہ شیخ فرمود امید را بر جا دار و اگر کسی رازتے افتد از توبہ باز
 نہ آیتد باز توبہ کند اور اسلوک میسراید اما گویم اگر احتمال حرام اقتدیا استعمال حرام
 در خواب بیند چنین گویم کہ توبہ او مستقیم نیست نفس او بنور و نخل و تو ہم آنت
 و اگر نہ چنانچہ در بیداری اختر از بود و در خواب ہم بودے قولہ حکم عن ابی
 سلیمان الدارانی رحمہ اللہ قال اختلفت الی مجلس قاص
 فاتر کلامہ فی قلبی فلما قمت لم یبق فی قلبی شیء فعدت
 ثانیاً سمعت کلامہ فبقی فی قلبی کلام فی الطریق ثم زال ثم
 عدت ثالثاً فبقی اثر کلامہ فی قلبی حتی رجعت الی منزلی و کسرت
 الات المخالفات و لزمت الطریق فحکی هذا حکایة لیسعی بن
 معاذ رضی اللہ عنہ فقال عصفور اصطاد کر کیا ارادہ بالعصفور
 ذلک القاص بالکرکی اباسلیمان الدارانی رحمہ اللہ و حکایت گویند
 کہ دارانی رحمہ اللہ حکایت از سبب توبہ خویش کرد و مجلس قصہ خوانے شد توبہ

سخن او در دل من اثر کرد چو خاکستم از آن مجلس آن اثر در دل من نماند بارگ
 حاضر شدم باز حکایت آن قصہ خوان در دل من اثر کرد بیرون آدم تا در خانہ برسم
 ہم در میان راہ آن اثر از دل من رفت کرت سیوم در دل اثر کرد و ما خانہ ماند و در
 خانہ آدم آندائے شراب را شکم ورہ سلوک را ملازم شدم این حکایت در
 را میچی معاذ رحمہ اللہ کرد کہ سبب توبہ او این بود کہ گفت بکنشکے قاز را صید کرد شیخ
 میگوید از آن عصفور قاص را خواست و از آن کر کے سلیمان دارانی را وہم ہمچنین آندہ
 است شے یسرے و سخنے اند کے آواز کنشک و نشست گربہ و ایفائے سگے
 وہم برین قیاس اشیائے دگر سبب توبہ بسیار بزرگان شدہ است اگر ہر یکے را
 حکایت گویم تمام حکایت ہاں شود برو قولہ و تحلی عن ابی حفص رحمہ اللہ
 انه قال ترک العمل کذا امرۃ فعدت الیہ ثم ترکنی العمل فلم
 اعد بعد الیہ ابو حفص حداد رحمہ اللہ گفتہ است ہر بار عمل حدادی را
 ترک آوردم و باز بدان باز گشتم تا آنکہ عمل مرا ترک آورد یعنی پرواے عمل نماند
 خواجہ من قدس اللہ سرہ میگفت ہر بار پیش خواجہ یعنی پیش شیخ نظام الدین قدس
 سرہ براسے زیادتی علم و تعلم عرضہ داشت کہ وہم شیخ نظام الدین علیہ الرحمۃ و الرضوان
 فرمود ترک نیاری تا علم ترا ترک نیارد ہاں معنی باشد کہ گفتیم اکنون شیخ این حکایت
 در توبہ براسے این آورد کہ مرو باید بخدا چنین مشغول شود کہ اورا پرواے گنہ نماند
 و فرصت آن نماند کہ او گنہ کند و این جز بدوام مشاہدہ نباشد قولہ و قیل ان
 اباعمر بن نجید رحمہ اللہ فی ابتداء امرہ اختلف الی مجلس ابی
 عثمان رحمہ اللہ فاثری فی قلبہ کلامہ فتاب ثم انہ وقعت لہ
 فائزۃ فکان یبصر ب عن ابی عثمان رحمہ اللہ اذا سراء و قاخر عن
 مجلسہ فاستقبلہ ابو عثمان رحمہ اللہ یوما فناد ابو عمر رحمہ اللہ

و علی

فائز

عن طریقه و سلك طریقا آخر فتبعه ابو عثمان رحمه الله فيما
زال به يقفوا اثره حتى لحقه ثم قال له يا بنى لا تصحب مع من
لا يحبك الا معصوما انما ينفعك ابو عثمان في مثل هذه الحالة
قال قتاب ابو عمير بن نجيد رحمه الله وعاد الى الارادة و نفذ
و یچنین گویند ابو عمر و نجید رحمہ اللہ در مجلس ابو عثمان رحمہ اللہ حاضر شدے سخن او
در دل او اثر کر دپس توبہ کر و بعد آنکہ او توبہ کر و در کار سلوک اور راستی پیش آمد
و کارے و گرمبا شتر شد تا آنکہ از مجلس او باز ماند و ہر وقتے کہ ابو عثمان رحمہ اللہ
را دیدے انگر تہ سخی تاروزے اینچنین شد میان ایشان در راہ مقابلہ افتاد
ابو عثمان رحمہ اللہ اور اپش آمد ابو عمر رحمہ اللہ گر سخت ابو عثمان علیہ الرحمہ و نبال
نمیگذاشت در پس او برپے اومی رفت تا آنکہ با ابو عمر رسید گفت ای
پسرک من صحبت باکے مدار کہ تہ او دست ندارد مگر آنکہ ترا با صفت عصمت میند
درین حالتے کہ تو افتادہ ترا کسے دست نگیرد مگر ابو عثمان پس ابو عمر و رحمہ اللہ از ان
فترت توبہ کر و باز بطلب حق در رعایت اسباب وصول بازگشت این حکایت
برائے آن اور و کہ اگر زلتے افتد نومید نشود باز گرد و کار از سر گیر و چنانچہ
بوہم چنان شو کہ معصوم جز انبیانیند قولہ سمعت الشیخ اباعلی الدقاق
رحمہ اللہ یقول تاب بعض المریدین ثم وقعت له فترۃ ففکر
یفکر وقتاً لو عاد الى التوبۃ کیف حکمہ فہتف بہ ہاتف یا ابا
فلان اطعنا فشکرناک ثم ترکنا فامہلناک فان عدلناست
الینا قبلناک فعاد الفتی الى الارادۃ و نفذ شیخ میفرماید ابو علی
وقال شنیدم میگفت بعضے مریدان را خداوند سبحان انا بت کرامت کر د
پس آن ازوے فترتے زاد و او در دل خویش اندیشہ میکرد اگر کسے را فترتے

زاید و او باز کرد و حکم او چه باشد یعنی باز او طالب باشد و در کار او را پیش آید
از غیب آواز شنید گویند می گوید که اسے فلان تو ما ترک آوردی ما ترا فرست
داویم و اگر باز بما باز کردی آن بازگشت ترا قبول کنیم و طاعت ترا جزا و ہم پس
آن مرد باز بار اوت حق و طلب بازگشت شیخ این حکایت بر اسے آن جمله آورد
کہ اطعتنا فشکرناک و ترکنا فامهلاک طاعت کردی قبول کردیم و عصیان
کردی جهلت و اویم تا اگر کسے را ازین جنس افتد اورا این سخن دست آموزه
باشد باز قدم در سلوک نہد قوله و اذا ترک المعاصی و حل عن قلبه
عقده الاصرار و عزم علی ان لا یعود الی مثله فعند ذلک یتخلص
الی قلبه صادق الندم فیتأسف علی ما عملہ و یأخذ فی التمسہ
علی ما صنعہ من احوالہ و ارتکبه من قبیح اعمالہ فتتم توبتہ و
و یصدق بجاہدتہ و استبدال بحالطتہ العزلة و بصحبتہ
مع اخذ ان السوء التوحش عنہم و یرید الخلوۃ و یصل لیلہ
بنہارہ فی التہلف و یعتقد فی عموم احوالہ صدق التأسف
تحو بصوب عبرة آثار عثرتہ و یأسون بحسن توبتہ کلوم حوبتہ
یعرف بین امثالہ بزبولہ و یتدل علی صحۃ حالہ بنحو لہ و یوما
را ترک آورد و گرہ اصرار از دل او کشاد و غرمت کرد کہ باشل آن کارے
نکند و را یخنین حالت ندے صادتے خابص و ردل او شدہ باشد آنچه
گذشتہ است از ان اندوہے میخورد و از گذشتہ کارے کہ کردہ بود از ان
حسرتے میکنند از ان ایامے کہ ضائع گذشت و از تکاب قبیحہ کرد پس توبہ تمام
و صحیح باشد و مجاہدہ او صدق باشد و استبدال کرو مخالطت را بعزلت
یعنی بجای مخالطت عزلت اختیار کرد و بجای انس صحبتے کیایارانے بدکا

داشت و حشت از ایشان شد چو استبدال مخالفت بغزبت کرو زیاد
خلوت شود و اتصال کند شب خویش را بروز بتلہف ہم حضرت لمغان و زالان ہفتان
می باشد و اکثر احوال خویش در طلب صادق باشد و در تاسف ہر کہ این کار کند
باران عبرت او یعنی باران گریہ چشم او کہ در طلب کند گنجی کہ گروہ باشد
آن را محسوس کند و کدورت او از دل او برود و اگر عبرت باشد بکسر عین یعنی عتبا
او کہ ہر بار اعتبار با خود میکند و می اندیشد کہ این کا چنین از خدا دور دارد این
باران اعتبار او گناہان او و آثار گناہان او را دور کند و دور میکند بحسن توبہ خویش
جراحت گزہ خویش را و او آسچنان گرو در میان اقران خویش و مشہور شود کہ این
آن کس است کہ بخدا بازگشتمہ است و غم گزہ خویش میجوڑد و اسسند لال کردہ
شود بر صحبت حال او بلا غری او از بس غم اندوہ نبیہ او لاعمر گشتمہ است
و لن یتملہ شیئ من ہذا الا بعد فراغہ من ارضاء خصوصہ
و المخرج عما لزمہ من مظالمہ فان اول منزلة فی التوبۃ رضا الخصوص
بما امكنہ فان تسع ذات ینک لا یصل حقوقہم الیہم او سمحت
نفوسہم باحلالہ والبراءۃ عندہ والافالغیرہ و قلبہ غنی ان ینخرج
عن حقوقہم عند الامکان والرجوع الی اللہ بصدق الایتمہال
والدعاء لہم این ہمہ کار مرتب آنکہ او را دست و پد کہ خصماں را خشنود
کند و در مظالم کمند اگر غنا و ارود دستگیر و کنتہ و ارود بد ان خشنود کند
اگر ندارد با سترضا و استحلل نہی را چہ اول توبہ پائست کہ حقوق خصماں دست
مقدم داشت و اول این کار یعنی کلی و اصل این کار الرضا خصوصیت و اگر خصماں
خصماں راضی نیستند با استحلل بخدا پناہ و دعاسہ ایشان کہ سندا عداوت
را راضی کند اما در مظالم قصاص و شوار اگر تن بقصاص دید خود طلب کہ خواہد

وسلوک کہ خواہد کرد اما بہتر این باشد کہ جان در راه خدا دہتا فرما مطالبہ آن نشود
 قوله وللتائبین صفات واحوال ہی من خصالہم بعد
 ذلك من جملة التوبة لكونها من صفاتهم لا لانها من
 شرط صحتها والی هذا تشریح اقاویل الشیوخ فی معنی التوبة و مراتب
 رصفائے واحوالے است یعنی درجاتے و مراتبے است کمال ایشان
 در آنست و آن شرط صحت توبہ نیست و ہمہرین کہ مراتب و درجات است
 و داخل توبہ است اما شرط صحت توبہ نیست اقاویل شیوخ اشارہ می کند
 و شیخ آنرا یگان یگان خواہد آورد قوله سمعت ابا علی الدقاق رحمه الله
 يقول التوبة على ثلاثة اقسام اولها التوبة واوسطها الانابة
 و آخرها الاوبة فجعل التوبة بداية والاوبة نهاية والانابة
 واسطتها وكل من تاب بخوف العقوبة فهو صاحب توبة
 ومن تاب طمعا للثواب فهو صاحب انابة ومن تاب
 مراعات الامر لا لرغبة في الثواب او هيبه من العقاب فهو
 صاحب اوبة ابو علی دقان رحمه الله گفته است توبہ سه قسم است یکے
 قسم را توبہ نام کنند و دوم را انابت نام کنند و سوم را اوبت شیخ
 بیان میکند کہ ابو علی رحمه الله بدایت را توبہ نام کرد و وسط را انابت و نہایت
 را اوبت پس ہمچنین باشد ہر کہ از خوف عقوبت توبہ کردہ است اوصاف
 توبہ باشد و ہر کہ بامید بہشت توبہ کردہ است اوصاف انابت باشد
 و ہر کہ بازگشت نہ بنا بر خوف عقاب و نہ بنا بر امید ثواب بلکہ بنا بر این
 کہ او تعالی خالق است اگر است استحقاق آن دارد کہ او را پرستند و بے
 فرمانی او نکنند و این توبہ را اوبہ نامند در غلبتے بہ نواب نیست و رہبتے

از عقاب نه اکنون این عنایت است و اگر نه توبه و اوبه و انابت یک معنی
 و در قوله و يقال ایضا التوبه صفت المومنین قال الله تعالى
 وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ وَالانابت صفة الاولیاء
 والمقربين قال الله تعالى وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُنِيبٍ وَالاوبه صفت
 الانبياء والمرسلین قال الله تعالى نِعَمَ الْعَبْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ
 وچنین هم گفته شود توبه نسبت مومنان دارد و انابت نسبت با و بیام و مقربان
 خداے تعالی دارد و اوبه نسبت به انبیاء دارد بر اے هر کس را استشهاد آورد که
 تُوْبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ توبه نسبت به مومنان کرد و قال وَجَاءَ
 بِقَلْبٍ مُنِيبٍ انابت صفت اولیا گفته بود بر اے آن را این آورد اوبه
 انبیاء گفته بود بر اے آن را این آورد و قال الله تعالى نِعَمَ الْعَبْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ
 اواب بر اے مبالغت راست و این نعت انبیاء است اکنون این عنایت
 است ازان بزرگان و اگر نه لعنت وین میکند قوله سمعت المشیخ
 ابا عبد الرحمن السلی رحمه الله يقول سمعت منصور بن عبد
 رحمه الله يقول سمعت جعفر بن فضیر رحمه الله يقول سمعت
 الجنید رحمه الله يقول التوبه علی ثلاثه معان اولها التذکر
 والثانی العزم علی ترک المعاوذة الی ما نهی الله عنه والثالث
 السعی فی اداء المطالعین فرموده بود طایبان را درجات است و آن
 درجات کمال مراتب است نه داخل در شرائط صحیح توبه و این که کشیدند
 حکایت جنید رحمه الله آورد صحیح توبه خود جز بدین نباشد هر که توبه
 افتاده بود جنید گفت توبه بر سه معنی مرتب میگردد اول اولیاء است
 و دوم توبه کند در آن حال و عزم آن باشد که باز بر آن بار نگردد و سوم توبه

منظالم است این ہر صحت توبہ است درجات از کجا آمد قَوْلہ وقال
 سهل بن عبد اللہ التوبۃ ترک التسویف توبہ ترک تسویف است
 یعنی این نکتہ کہ باز خواہم آمد تسویف توبہ نیست این کہ بقدر زیاد این توبہ است
 این حکایت برائے چه آورد ترک تسویف آری توبہ است یعنی نقد
 از گنہ باز آمدہ است و این توبہ است و این را شیخ در بیان درجات بر
 چه آورد گوئیم درجات را گفت ہما چہ گفت توبہ و اوبہ و انابت باقی حکایت
 در توبہ میگوید قَوْلہ سمعت محمد بن الحسین رحمہ اللہ یقول سمعت
 ابابکر الرازی رحمہ اللہ یقول سمعت ابا عبد اللہ القاسمی
 رحمہ اللہ یقول سمعت الجدید رحمہ اللہ یقول سمعت الحر
 رحمہ اللہ یقول ما قلت قط اللهم انی اسألك التوبۃ ولكنی
 اقول اسألك شهوة التوبۃ جنید رحمہ اللہ میگوید از حرث رحمہ اللہ
 شنیدم او میگفت ہرگز نگفتم کہ خدا از تو توبہ میخواہم و لیکن از خدا این میخواہم
 کہ آرزوے توبہ در دل من شود خود را از توبہ فروری آرد برائے تو اضع را کجا
 من و کجا توبہ مرا با توبہ چه نسبت اما میخواہم کہ آرزوے توبہ در دل من شود قَوْلہ
 اخبرنا ابو عبد اللہ الشیرازی رحمہ اللہ یقول سمعت ابا
 عبد اللہ بن مصلح رحمہ اللہ بالاہواز یقول سمعت ابن
 زبیری رحمہ اللہ یقول سمعت الجدید رحمہ اللہ یقول دخلت
 علی السری رحمہ اللہ یوما فرأیتہ متغیرا فقلت له مالک
 فقال دخل علی شاب فسألنی عن التوبۃ فقلت ان لا تنسی
 ذنبک فعارضنی فقال بل التوبۃ ان تنسی ذنبک فقلت
 ان الامر عندی علی ما قالہ الشاب فقال لم قلت لانی اذا

كنت في حال الجفاء فتقلني الى حال الوفاء فذكرا الجفاء في حال
 الصفاء جفاء فسكت حينئذ رحمه الله برسري عليه الرحمه الغفران آدموسرى
 رحمه الله را متغير ویدو بعضی گفته اند و هو یبکی و او میگردد بیت جنید رحمه الله
 گفت چه افتاد ترا سرری رحمه الله گفت جوانی بر من آمد و مرا از توبه پرسید
 و گفتم ان لا تنسی ذنبك توبه اینست که گنه خویش را فراموش نکنی آن جوان
 بر من معارضه کرد گفت بل التوبه ان تنسی ذنبك جنید رحمه الله گفت من
 بر سرری رحمه الله گفتم که سخن آن بود که آن جوان گفت سرری رحمه الله گفت
 چرا گفتم زیرا چه اگر من در حالت جفا باشم و مرا از حالت جفا نقل کند و بسوی
 حالت وفا بر دپس ذکر حال جفا در حال صفا مگر حال صفا باشد پس سرری
 رحمه الله فراموش ماند معنی جوان را جنید این فرمود احتمال دیگر هم دارد بعضی
 از گنه توبه کرد و بخدا و بمشاهده و توجه او چنان مشغول شد که همه چیز را فراموش
 کرد و فراموشی گنه در دخول اولی در آمد و ان تنسی ذنبك بمعنی این هم باشد
 ان تنسی لذت ذنبك اگر حکایتی یاد ماند لیکن آن حکایت قائم بسوی لذت
 نباشد قوله سمعت ابا حاتم السجستانی رحمه الله يقول سمعت
 ابا نصر السراج الصوفی رحمه الله يقول سئل سهل بن عبد
 الله عن التوبه فقال ان لا تنسی ذنبك این سخن بالا
 گفته ایم قوله وسئل الجنید رحمه الله عن التوبه فقال
 ان تنسی ذنبك این سخن هم بالا گفته ایم بدانکه شاب گفته بود و جنید رحمه
 الله گفت ان الامر عندي ما قاله الشاب قوله قال ابو نصر السراج
 رحمه الله اشار سهل بن عبد الله رحمه الله الى احوال
 المريدين والمعرضين تارة لهم وتارة عليهم واما الجنید

رحمہ اللہ فاندہ اشاراتی توبۃ المحققین لا یذکرون ذنوباً
 بما غلب علی قلوبہم من عظمت اللہ ودوام ذکرہ ہاں سخن کہ
 ما گفتہ بودیم ہاں سخن میگوید از اینجا آمد کہ سری رحمہ اللہ اشارت توبہ مبتدیان
 کرد و آن شاب اشارت توبہ غتہیان کرد و جنید رحمہ اللہ ہاں را مستقیم داشت
 قولہ قال وهو مثل ما سئل روي رحمہ اللہ عن التوبۃ
 فقال التوبۃ من التوبۃ این سخن کہ ان تنسی ذنبک ہاں باشد کہ
 روي رحمہ اللہ گفت التوبۃ من التوبۃ یعنی ان تنسی ذنبک کہ او ہم
 خود گفت ان تنسی ذنبک مثل سخن روي است رحمہ اللہ التوبۃ من التوبۃ
 قولہ وسئل ذوالنون المصری رحمہ اللہ عن التوبۃ فقال
 توبۃ العوام من الذنوب وتوبۃ الخواص من الغفلة ذوالنو
 رحمہ اللہ از توبہ پرسیدند گفت توبہ عوام از گناہ است و توبہ خواص از غفلت
 قولہ وقال الموری رحمہ اللہ التوبۃ ان تتوب من کل شی
 سوی اللہ عنہ و جل توری رحمہ اللہ میگوید توبہ اینست کہ از ہر چیز
 با زانی جز از خداے تعالی اکنون این عنایت است ہر یکے عنایت میکند
 توبہ رجوع است رجوع از گناہ باشد رجوع از غفلت باشد ہر یکے بحسب
 تعدیہ رجوع عنایت میکند قولہ سمعت محمد بن احمد بن محمد الصوفی
 رحمہ اللہ یقول سمعت عبد اللہ بن علی بن محمد التیمی رحمہ اللہ
 یقول شتان بین قائب يتوب من الزلات وقائب يتوب
 من الغفلات وقائب يتوب من روية الحسنات عبد اللہ التیمی
 رحمہ اللہ میگوید بسیار فرق باشد میان این سہ تا ب یکے توبہ از گناہ کند و
 یکے کو توبہ از غفلت کند و یکے توبہ از نظر حسنات کند و توبہ از نظر حسنات

چہ باشد طاعت و حسنات کند و بداند کہ سبب ایشان قربتے و فضیلتے نشود و قبولے
و قربتے کہ باشند آن صرف فضل باری است و محض بخشش خدا است اما ثبات
کہ این حسنات را علامت گویند در مظهر کسے کہ خدا حسنات و مہرات بیافریند
علامت این باشد کہ او قربتے و قبولے یابد و در گفتمہ اند حسنات الابرار
سیات المقربین چو حسنات ابراریات مقربان باشد ہر آئینہ آن حسنہ
اگر از ایشان زاید از آن توبہ کنند و این ہم گفتمہ اند رویۃ حسنات موجب عجب
است توبہ آن این باشد کہ از موجب عجب باز آید و آن رویت حسنات است
قولہ وقال الواسطی رحمہ اللہ التوبۃ النصوح کالتقی علی صاحبہا
اثر من المعصیۃ ستر ولا جہراً توبہ نصوح آنست کہ صاحب آن توبہ
ہمچ اثر معصیت او نماید ظاہر نہ باطن توبہ نصوح چہ باشد معنی آن توبہ آنچنان است
گوئی ناصحی است بروے مبالغت کہ اورا از ان بازمی دارد و دیگر گفتمہ اند
شخصے بود نصوح نام بانواع معاصی بتلا بود پس آنکہ توبہ کرد آنچنان باز کرد کہ
گوئی وقتے عاصی نبود بعضے گویند کیے از اولیا گشت و بعضے گویند کیے از انبیا
گشت ازین جہت توبہ نصوح گفتند اما بدین منط توبہ نصوح گفتند باید قولہ
ومن کانت توبتہ نصوحاً لایہالی کیف امسی واصبح و سر کر توبہ نصوح
باشد اورا این باشد کہ نداند صباح چوں شد و مسلح چوں شد قولہ سمعت
الشیخ اباعبدالرحمن السلی یقول سمعت محمد بن ابراہیم
بن الفضل الهاشمی یقول سمعت محمد بن الرومی یقول سمعت یحیی
بن معاذ الرازی یقول الہی لا اقول تبت ولا اعوذ لما عرف من
خلق ولا ضمن ترک الذنوب لما اعرف من ضعفی ثم لانی قول
لا اعوذ لعلی اموت قبل ان اعوذ معاذ را زنی رحمہ اللہ میگفت اسے

بار خدا یا نیکویم کہ توبہ کروم و نیکویم لا اعود باز نکر دم سوے گنہ زیرا چہ خلق خویش
میدانم میدانم کہ بگویم و بر آن مستقیم نامم و ضامن نمی شوم ترک ذنوب را
زیرا چہ میدانم ضعف خویش را کہ قوت استقامت ندارم اما این میگویم کہ بگنہ
باز نکر دم بدین معنی کہ شاید میرم پیش از آنکہ باز نکر دم پس در توبہ مردہ باشم
کہ بگنہ باز نکر دم قوله وقال ذوالنون رحمه الله الا استغفار من
غير اقلع توبه الكذا بين ذوالنون رحمه الله گفت استغفار سے کہ گنہ
را قلع نکنند این توبہ دروغ گوین است قوله سمعت محمد بن الحسين
رحمه الله عليه يقول سمعت النضر ابادي رحمه الله يقول
سمعت ابن يزدان بن ابيار رحمه الله يقول سئل عن العبد اذا
اخرج الى الله على اى اصل تخرج فقال على ان لا يعود الى ما منه
خرج ولا يراعى غير من اليه خرج و تحفظ متر عن ملاحظه ملأ منه
منه فقيل له هذا حكم من خرج عن وجود فكيف حكم من
خرج عن عدم فقال وجود المحلادة في المستأنف عوضا عن
المراة في المسالف ابن يزدان بن ابيار رحمه الله ميگوید پرسیدند چو بنده باز بخدا
گردد از خود بیرون آید بخدا رود او کہ ام بنیاد بیرون آید یعنی اصل کار و مقصود
خروج چہ باشد گفت بریں بیرون آید از چیزے کہ بیرون آمد باز بخدا گشت
بسوے آن باز نکر دم و نمیند چیزے کہ سوے او بیرون آمدہ است یعنی
چیز خداے کہے را در میان نہ بیند و دل خویش نگہ دارد کہ نگنند سوے
چیزے کہ از ان تیرے کردہ است گفتند این سخنے کہ او گفت حکم کہے
است کہ از وجود خویش بیرون آید پس چوں باشد کہ او از عدم بیرون آید
جواب داد چہ شود بعد آنکہ از ہستی خویش بیرون آید ہستی رود آئندہ حلاوت

یعنی او گنہ می کرد و او می دانست سبب کرم خویش ازومی گذشت حیا از کرم او
 کرد توبہ کرد سبب آن حیا من کرمه گفت و دیگر شرم آید ازین کہ او خالق من
 است و گنہ خالق رازق خویش موجب شرم باشد قوله وقیل لابی حفص
 رحمہ اللہ لَمَ یَبْغِضُ التَّائِبَ الدُّنْیَا قَالَ لَا نَهَادَا سِرًا بِشَرِّهَا
 الذَّنُوبُ فَقِیلَ لَهُ فَهِيَ اِیضًا دَا سِرًا کَرَّمَ اللّٰهُ فِیْهَا بِالْتَّوْبَةِ فَقَالَ
 اِنَّهُ مِنَ الذَّنْبِ عَلٰی یَقِیْنٍ وَمَنْ قَبول تَوْبَتِهِ عَلٰی خَطَرٍ اَبُو حَفْصٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ
 رَا کَفْتَنًا تَائِبٍ وَنِیَارًا چَرَاوِشْمَنٍ مِیْدَارُ زِیْرَا چُو دُنْیَا سِرًا سَتَ کَرَا وُورُ
 گنہ کرده است موضع گنہ خویش را دشمن میدارد بعد آن گفتند چنانچه او گنہ کرده
 بود خداوند سبحانہ او را کرام توبہ کرد و گفت این نیز گنہ خفیه است بیقین
 معلوم نہ کہ توبہ او قبول شد یا نہ پس او در خطر وجود است فعلی ہذا ازین ہم توبہ
 باید قوله وَقَالَ الْوَاسِطِيُّ طَرِبَ دَاوُدُ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَمَا هُوَ
 فِیْهِ مِنْ حَلَاوَةِ الطَّاعَةِ اَوْ قَعْدَةٍ فِی الْفَنَاسِ مَتَصَاعِدًا وَهِيَ
 فِی حَالِہِ الثَّانِیَةِ اَتَمَّ مِنْہِ عِنِّی وَقْتُ مَا سَأَلَ عَلَیْہِ اَمْرَهُ وَاسْطِی
 رَحِمَهُ اللّٰهُ کَفْتَنًا سَتَ دَاوُدُ عَلَیْہِ السَّلَامُ خُوشِ بُو دَا اَنْ حَیْرَے کَر حَلَاوِ
 طَاعَتِ بُو دَخْدَاے تَعَالٰی اَوْرَاوْرَا فَنَاسِ مَتَصَاعِدَه اِنْدَا خَتِ کَر ہر نفسے
 وَزَا نَا فَرَا نَا نَا نَفْسَے سَرُوے اَزُو بَرَا اَیْدَا وَاو دَرِیْنِ دُو مِ حَالِ کَر دَرَا فَنَاسِ
 مَتَصَاعِدَه اَقْدَاو تَمَامِ تَرَا زِحَالَتِ اَوَّلِی بُو دَا اَنْ زَمَانِ نَظَرِ نَخُو دَا شَتِ وَا
 بَدَا نِ طَرَبِے وَحَلَاوَتِے بُو دُو بَعْدَا نَکَرَا وَاوْرَاوْرَا فَنَاسِ مَتَصَاعِدَه اِنْدَا خَتُّنْدِ
 اِیْنِ حَالَتِ تَمَامِ اَزِحَالَتِ اَوَّلِی بُو دُو زِیْرَا چُو اَنْ زَمَانِ نَظَرِ نَخُو دَا شَتِ وَا
 زَمَانِ نَظَرِ نَخُو دَاوْرَقَدِیَاتِ اَسْتِ یَا دَاوْدَ جَاءَتْ النُّزْلَةُ عَلَیْکَ
 مَبَارَکًا قَالَ دَاوُدُ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَیْفَ تَکُوْنُ النُّزْلَةُ مَبَارَکًا یَا رَبِّ

فقال جل وعلا كنت تقي من قبل بحی المطيعين والآن تقي بحی المدینین
 انین المدینین احب الی من صراخ المطيعین بعد انک دل شکستہ شد
 اور انما ند توجہ جزئ شدا و اگر دے براسی است اور انظر بر خود است
 ازینجا این نباید البتہ ذنب بر طاعت افضل باشد اما این آید کہ مراجعت
 از ذنب بسوے طاعت افضل است از ان طاعت کہ من قبل بود قوله
 ما ستر علیہ از آنچه او بود آن ستر بود چو صفت او برو کشف شد این اتم
 باشد از ان اینجا سخن نیست تجلیاتے است در طاعت و تجلیاتے است
 در توبہ و شکستگی چو او و علیہ السلام را از ان تجلیات بدین تجلیات آوردند
 و او و علیہ السلام را حالتے اتمے پیش آمد زیرا چہ نوعین محفوظ است خوب
 طبع گفته است نظم

توازی هر دو کہ باز آئی بدین خوبی و زیبائی درے باشد کہ از رحمت برو خلق برکشائی
 قوله وقال بعضهم توبۃ الذنابین علی اطراف لسانهم یعنی توبہ
 استغفر الله توبہ کذابان نیست کہ بزبان استغفر الله گویند و از ان گنہ ہیج اعتذار
 نہ و طلب مغفرتے بدل نہ و باز گشت در خاطر نہ قوله وسئل ابو حفص
 رحمه الله عن التوبۃ فقال ليس للعبد في التوبۃ شي لان التوبۃ
 اليه لا منه ابو حفص رحمه الله را از توبہ پرسیدند گفت بسدہ را توبہ
 ہیج نسبتے نیست زیرا چہ توبہ از خودش نمی کنند توبہ بسوے خویش می کنند
 و دیگر توبہ از سوے او میکنند اورا چہ در ان گنہ ہم از و آمدہ بود توبہ ہم بسوے
 او می کنند قوله وقيل اوحى الله سبحانه الی آدم و علیہ السلام یا
 ادم و رثت ذریتک التعب والنصب و ورثتهم التوبۃ
 من دعائی منهم بدعوتک لبیتہ کتلیتک یا آدم احشر لنا

من القبور مستبشرين ضاحكين ودعاءؤهم مستجاب خداوند
 سبحانہ بر آدم صلوات اللہ علیہ وحی کر و گفت ای آدم فرزند ان توبہ و مشقت
 را میراث یافتند و ایشان را توبہ میراث رسید ہر کہ از ایشان بدعاے
 کہ تو کردی برائے توبہ را بدان دعا خواند چنانچہ تو ایشان را البیک میگوئی من ایشان را البیک گویم
 آدم تا بیان را حشر کنم همچنین کہ با ایشانست و خندان و خوشان خیزند و ہر چہ
 ایشان خواہند ایشان را بدیم قوله وقال رجل لرابعة رحمة الله
 عليها اني قد اذرت من الذنوب والمعاصي فلو تبت هل
 يتوب علي فقالت لابل يوقاب عليك لتبت واعلم ان الله
 يحب التوابين ويحب المتطهرين شخصے از را بوعرهما اللہ پر سید
 من گناہان بسیار کردہ ام اگر من توبہ کنم مرا بیا مرزد و گفت نہ اگر او توبہ بر تو
 کند یعنی قبول توبہ کنند آن زمان تو توبہ کنی یعنی اگر او خواستہ باشد
 توبہ ترا توبہ تو توبہ باشد قوله ومن قارف النزلة فهو من خطا
 على يقين فاذا تاب فانه من القبول على شك لا سيما اذا
 ما كان من شرطه وحقه ان يكون مستحقا لمحبة الحق
 والى ان يبلغ العاصي محلا يجلفي او صافه امارة محبة الله
 اياه صافه بعيدة قالوا حب اذ اعلى العبد اذا علم انه
 ارتكب ما يجب عنه التوبة دوام الانكسار و ملازمة
 التصل والامتثال كما قالوا استشعار الرجل الى الاجل ہر کہ مباح
 گنہے شد پس او تحقیق میداند کہ من گنہہ کردم بد کردم و بعد آنکہ توبہ کند قبول
 اور احتمال است خصوصاً کہ در توبہ شرطے باشد و حق توبہ و ثبوت او کہ او
 برائے محبت حق مستحق شدہ باشد و تا آنکہ گنہہ گان محلے رسد کہ بیا بدوز خویش

نشان محبت خدا و میان خود و میان محبت حق کارے دورے بیند
چو بچنین بودہ باشد این محب ازان محبوب مسلفے بعیدے بیند این
محب و ایم منکسر و مبتہل و مستغفر باشد چنانچہ گفتہ اند شعوز نخوف تا آخر عمر
او باشد تو کہ کند مع ذرا و رمہ عمر خائف باشد قوله وقال عز من قائل
قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ
عليه السلام دوام الاستغفار خدای تعالی گفت کہ اے محمد اگر
تو خدا را دوست میداری کہ محبوب او باشی ہر آئینہ ہر جا کہ محبت است
در دل او این آرزوست کہ محبوب محب باشد پس اتبع من کہ نسبتا محبوب
خدا شود اتباع او چیست دوام الذکر و ملازمت استغفار و انکسار و تضرع
و ابہمال سر کہ انچنین کند امید باشد کہ توبہ او قبول شود و او محبوب خدا گردد
قوله قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ لیغان علی قلبی انی
استغفر اللہ فی الیوم سبعین مرۃ ہمیرین آورد مصطفی فرمود صلی اللہ
علیہ وسلم ہر روزے بر عین دل من نقطہ غینے شود حقیقت بجلائیہا و
صفائیہا پوشیدہ گردد و من مفتا و بار استغفار کنم کہ این غین پوشیدہ شود
حقیقت بحق بخویش ظاہر گردد قوله سمعت ابا عبد اللہ الصوفی یقول
سمعت الحسین بن علی رحمہ اللہ یقول سمعت محمد بن
احمد رحمہ اللہ یقول سمعت عبد اللہ بن سہل رحمہ اللہ
یقول سمعت یحیی بن معاذ رحمہ اللہ یقول زلت واحدا بعد
التوبۃ اقلع من سبعین قبلہا معاذ را زی رحمہ اللہ گفتہ است
یک گنہ کہ بعد توبہ کند مقابلا مفلک گنہ باشد کہ پیش ازان بود زیرا چہ
این دلیل بر مساوت دل است و برخی نفس قوله سمعت محمد بن

الحسین رحمہ اللہ بقول سمعت عبد اللہ الرازی رحمہ اللہ
 يقول سمعت ابا عثمان رحمہ اللہ يقول في قوله جل جلاله ان
 اَلَيْنا اِيا بِهَمُّ قال رجوعهم وان تمادى به الجولان في المخالفا
 ابو عثمان رحمہ اللہ گفتہ است درین آیت ان اَلَيْنا اِيا بِهَمُّ بتحقیق بازگشت
 ایشان بسوسے است معنی آیت اینست و ابو عثمان میگوید اگرچہ کسور
 مخالفت باری تعالی جولانی بغایت و نہایت کرده باشد با این ہمہ رجوع بخدا
 میسر باشد قوله سمعت الشيخ ابا عبد الرحمن السلمي رحمہ اللہ
 يقول سمعت ابا بكر الرازی رحمہ اللہ يقول سمعت ابا عمر
 الا نماطی رحمہ اللہ يقول ركب علي بن عيسى الوزيري في مو
 عظيم فجعل الغرأ يقولون من هذا فقالت امرة قائمة على
 الطريق الى متى تقولون من هذا من هذا عبد سقط من
 عين الله فابتلاه بما ترون فسمع علي بن عيسى ذلك فرجع الى
 منزله واستغفى من الوزارة وذهب الى مكة وجاور بها خمسين
 گویند علی وزیر با کوبہ خویش سوار شدہ بود مردمانی کہ اور انہی شناسند در شہر
 غریب آمدہ اندمی گفتند کیست این کیست این عورتی در رہ ایستادہ بود
 گفت تا کہ میگویند کیست این بندہ است از نظر خدا فرو افتادہ است
 و بد پنجمی میسند بدین شورش و غوغاے خدا بدین مبتلا کردہ است
 علی وزیر این سخن شنیدہ سخانہ بازگشت و از وزارت از بادشاہ عفو طلبید
 یعنی مرا ازین کار معذور و ارید و در کہ رفت و ہما نجا مجاور شد عجب کارے
 است اینجا و عجب مگر خفی خدا را با بندگان خود است و از خود و از در خود
 براند و آ پنجان راند کہ ایشان بدان طرد و لعنت خوش باشند و دانند

زہے لطف و کریمے کہ درباب باشد چون می باشد این یکے را شغلے دہند
 وزارتے امارتے تسلیم کنند او کلا ہے کہ نہادہ با کو کہہ و سواران و باو
 و باش می رود بمقابلہ آن صدقہ و انعامے میدہد و میداند کہ من بچنین دوکتے
 رسیدہ ام و اورا از خود راندہ اند صوفی پیش از آنکہ نعت محو و محق برو نعت
 افتد اورا قبولے میان مردم و قوتو حے و سبوحے پیش آید و نیز فضلے ازین باب
 وارد و بالادرتوبہ ذکر غفلت بسیار جارفتہ است کہ توبۃ العوام من الزلۃ
 و توبۃ النخاوص من الغفلۃ الحق زلت از غفلت زاید پس اصل زلت غفلت
 باشد پس چونہ گویند کہ توبۃ عوام از زلت است و توبۃ خواص از غفلت
 کہ آن اشد از زلت است گوئیم ازین غفلت غفلتے خاصے مراد است یعنی
 غفلت از توبہ شود از مشاہدہ و محاضرہ و عوام را ازین غفلت نیست نیکو
 سخنے است این کہ مشلخ فرمودند بندہ توبہ کنند و قبول باشد ہم و نباشد
 ہم الحق انصاف ہمین است و سخن برمتانت و استقامت ہمین است
 اما اگر گویند کہ توبہ کرد و بصدق ازان گنہ باز آمد البتہ ازان جا مدیم شستہ
 شود مردم را توبہ گردانیدن رغبت بیشتر باشد و برین سخن حدیث مصطفی علیہ
 شاد است التائب من الذنب لکن لا ذنب لہ کافر تائب است از
 کفر و مومن تائب است از فسق اجماع اہل ملت است مگر کہ از کفر توبہ کرد
 ایمان آورد کفر از وساطت و ایمان او ثابت پس چگونه باشد آنکہ اکبر الکبار
 است آن بے شبہ قبول و آنکہ دون او است آن در خطر قبول

احمد الاھوازی رحمہ اللہ قال اخبرنا احمد بن عبد
الصفار رحمہ اللہ قال حدثنا العباس بن الفضل الاسقاطی
رحمہ اللہ قال حدثنا ابن کاسب رحمہ اللہ قال حدثنا
ابن عیینہ رحمہ اللہ عن علی بن زویل رحمہ اللہ عن ابی
نضرہ رحمہ اللہ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال سئل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن افضل الجھاد قال
کلمۃ حق عند سلطان جابر فدا معت عینا ابی سعید ابو سعید
خدری رحمہ اللہ میگوید ار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پرسیدند بہترین
مجاہدہ کد ام است رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود بالاترین مجاہدہ
انیت سخن راستے تابتے بروے بادشاہے ظالمے گویند این گفتار
انواع است یک نوع انیت بروے او ایستادہ شوند سوے افعال
و قبیح اعمال او بروے او گویند کہ چنین میکنی و چنین میکنی فرود اگر فتاری
است نیکو گفتارے است این در قابل تو تے باید صولتے و شوکتے اید
وار سرخان و جہان خاستہ باید زیر اچہ تا آن ظالم بروجہ کند و دمعت عینا
ابو سعید و ابو سعید گریست او چه معنی داشت یعنی اگر من بدین بتلا گرفتار
شوم بر سلطان جابر تو انم گفت یا نہ و دیگر طریقہ گفتن با ایشان انیت کہ حکایتے
گویند از خلفا و امرائے ماتقدم کہ بریشان چنین و چنین گفتند و ایشان محکم و ادا
پیش آمدند و دیگر بدین معاملہ ذکر خیر تو در صیت و بیط شود قولہ سمعت
الاستاد اباعلی الدقاق رحمہ اللہ یقول من زین ظالمین جہاد
حسن اللہ سر ائرد بالمشاہدہ قال اللہ عن رجل و الذین جہاد
فینا لنھدینہم سئلنا ابوعلی دقاق رحمہ اللہ فرمودہ است ہر کہ ظاہر

خویش را بمجاہدہ آراست خداے تعالیٰ باطن اور اہمبتامدہ آراست بتوان دانستن
 بغیر مجاہدہ کارے بسر نیت شیخ ابو علی رحمہ اللہ این آیت را والذین جاہدوا
 تطبیق واد و صریح برائے آن معنی راست کہ شیخ آورد قولہ واعلم ان
 من لم یکن فی بدایۃ صاحب مجاہدۃ لم یجد من هذه الطریقۃ
 شمدہ شیخ میفرماید ہر کہ در بدایت حال مجاہدہ نہ بیند شمدہ بوسے ازین رو نیابد
 شیخ بدایت حال را قید کرد و دلیل برین کرد شاید در آخر حال و در نہایت بدین
 حد نماید قولہ سمعت الشیخ اباعبد الرحمن السلی رحمہ اللہ یقول
 سمعت اباعثمان المغربی رحمہ اللہ یقول من ظن انه یفتح علیہ
 شیء من هذه الطریقۃ ویكشف له عن شیء منه الا یلزم المجاہد
 فهو غلط ہر کہ گمان برد کہ کسی را فتح و کشفی ازین راہ چیزے شود و لازم نماید

مجاہدہ پس آن غلط است و رحق او این بیت درست آید بیت

ترسم زسی بکبہ لے اعرابی این رہ کہ تومی روی تبرکت

قولہ سمعت الاستاد اباعلی الدقاق رحمہ اللہ یقول من
 لم یکن لہ فی بدایۃ قومہ لم یکن فی نہایتہ جلسۃ مرکہ
 وراول کار قوم نباشد یعنی قیام بحق این کار نباشد بشرط مجاہدہ و ریاضت
 نبود او در بقعد صدق جلبہ و شستی بقرار نیاید قولہ و سمعته بقول قولہم
 الحركت برکت حرکات الظواهر توجب برکات السرائر و
 این گفتہ اند برکت در حرکت آنست کہ در باطن ہم اورا اثرے و برکتے
 باشد ظواهر ہمہ حرکات است ہر کہ این جنبش باشد اورا مزیدے و در باطن باشد
 قولہ سمعت محمد بن الحسین رحمہ اللہ یقول سمعت احمد
 بن علی بن جعفر رحمہ اللہ یقول سمعت الحسین بن علویہ

رحمہ اللہ یقول قال ابو زید رحمہ اللہ کنت ثنتی عشر سنۃ
 حلا و نفسی و خمس سنین کنت مرآة قلبی و سنۃ النظر فیہما
 بینہما فاذا فی وسطی زنا رظا ہر فعملت فی قطعہ ثنتی عشر سنۃ
 ثم نظرت فاذا فی باطنی زنا رظا ہر فعملت فی قطعہ خمس سنین انظر
 کیف قطع فکشف لی فنظرت الی الخلق فزنا یتہم موتی فکبرت
 علیہم اربع تکبیرات ابو زید رحمہ اللہ میگوید وازوہ سال در کوشش
 نفس خویش بودہ ام و البتہ اورا بے احوال و نیکگذاشتم و پنج سال آئینہ دل خود بودہ
 ام یعنی البتہ ہرچہ در دل من بودے آزا بخود باز میگروانیدم و دوران نظری
 صائب میگروم و یک سال میان نفس و میان دل می دیدم بعد آن زنا سے
 ظاہر میان ایشان دیدم یعنی ہر کیے با دیگرے مرتبط بود ہیج کیے از دیگرے
 خالص شدہ بود پس قصد کردم و در عمل کوشیدم و ازوہ سال کہ آن زنا را
 بہر معنی از میان ایشان کہ ورت برود و صفا و یگانگی شود و دیدم در باطن من
 زنا سے دیگر است و برین آن زنا ہر پنج سال مشغول بودم و راہین فکر بودہ ام کہ
 چونہ بہر معنی این را بعد آن پرودہ کہ بود و رتن من آن پرودہ از من خاست خلق ہمہ
 را مردہ دیدم یعنی نفس را و دل را و زنا رظا ہر و باطن را ہمہ را نیست و نا بود و دیدم
 پس چہاں تکبیر گفتیم و ہمہ را وداع کردم تا آنکہ این نشد کہ ہمہ را نیست و نا بود و دید
 بحقیقت کار رسیدن نبود و وجود ہر کیے زنا رسید است غرض حکایت این داستان
 چندین مجاہدہ است و چندین مشقت و چندین زنا را قطع باید کرد و اگر روئے ^{بہر معنی}
 رسد قوکہ سمعت الشيخ ابا عبد الرحمن السلمي رحمه الله يقول
 سمعت ابا العباس البخلادي رحمه الله يقول سمعت جعفر بن محمد
 يقول سمعت الجنيد رحمه الله يقول سمعت السيرافي رحمه الله

یقول یا معشر الشباب جدد واقبل ان تبلغوا مبلغی فتضعفوا و
 تقصر واما قصرت وكان فی ذلك الوقت لا یلحقه الشباب فی
 العبادة جنید میگوید سری رحمہ اللہ گفتے اے گروہ جوانان جہد کنید و مجاہدہ
 بنیید و بر کارے جہد با شدید پیش از آنکہ آنجا برسید کہ من رسیدہ ام پس ^{ضعیف}
 شوید و تقصیر و عمل کنید جہاد سے من تقصیر میکنم و در ان وقت از ہم جوانان در عمل
 بیشتر بود یعنی ریاضت و مجاہدہ مطلوب کلی است قولہ و سمعته یقول
 سمعت ابا بکر الرازی رحمہ اللہ یقول سمعت عبد العزیز النخعی
 رحمہ اللہ یقول سمعت الحسين القرناز رحمہ اللہ یقول بنی هذا
 اناہ و علی فاشہ اشیاء ان لا یأکل الا عند الفاقة ولا ینام الا
 عند الغلبۃ ولا یتکلم الا عند الضرورة سہ چیز ضرورت این کار
 است طعام نخورد مگر بعد فاقہ و نخسید مگر آنکہ غلبہ خواب بر وقوت آورد و سخن نگوید
 مگر ضرورت ضرورت چہ دانی برائے و حضور طلبد و سخن کہ برائے خداے
 را با کہے گوید و ہم محبین آنچه لابدی باشد مردندان گو و بسیار گونا باشد قولہ
 و سمعته یقول سمعت منصور بن عبد اللہ رحمہ اللہ یقول
 سمعت محمد بن حامد رحمہ اللہ یقول سمعت احمد بن
 خضر یہ رحمہ اللہ یقول سمعت عن ابراہیم بن ادھم رحمہ
 اللہ یقول لن ینال الرجل درجۃ الصالحین حتی یجوز ست
 عقبات اولها یغلق باب النعمۃ و یفتح باب الشدة والثانی یغلق
 باب العز و یفتح باب الذل والثالث یغلق باب الراحة و
 یفتح باب الجہد والرابع یغلق باب النور و یفتح باب السهر
 والخامس یغلق باب الغنا و یفتح باب الفقر والسادس

یغلق باب الاصل وفتح باب الاستعداد للموت سلطان ابراہیم اوم
رحمہ اللہ فرمودہ است مرد و مرتبہ صالحان حضرت نیاید از شش عقب
نگزد اول در نعمت و تن آسانی بر خود بند و در سختی را بر خود کشاید و دوم باب
عزت و جاه کہ میان مردمان شدہ است بند و در خواری را بر خود بکشاید خود را
چیرے نداند و خود را بمرتبہ نهند و خود را از کسے بہتر نداند و سوم در رحمت بند
و در مشقت بکشاید ہاں سخن است اما آنجا را حتم مخصوصے تن آسانی گرفتہ
ام و چہارم اینست در خواب را بند و در بیداری را بکشاید بدان اضطراب
قلق باشد و بدان اضطراب و شوق باشد کہ ہمہ شب بخوابد گدازد و گدازد و وہمہ
شب بخمال یاد محبوب باشد و پنجم در تو نگری بند و در روی بکشاید کہ چشم
امید حیات را بند و این کہ بداند فردا زندہ خواہد ماند اما اعتدال گدازد و گدازد
این اہل را از خویش بدور کند و در ساختگی مرگ را بکشاید چون باشد کہ بماند
این دم تحمل مرگ خواہد آمد او چہ ساختگی کند بران صفت ماند این کہ سلطان
ابراہیم رحمہ اللہ فرمود شیمہ این طائفہ است نثار و امارت میان ہرین است
خصوص و ابتداءے کار قولہ سمعت الشیخ اباعبدالرحمن المسلمی
رحمہ اللہ یقول سمعت جدی اباعمر و بن نجید رحمہ اللہ
یقول من کرمت علیہ نفسہ ہان علیہ دینہ ہر کہ نفس او برو
عظیم و بزرگ شد دین او برو خوار شد او بر اے عزت نفس را چیز اے خواہد
کرد کہ ہوان دین او خواہد شد قولہ و سمعتہ یقول سمعت منصور بن
عبد اللہ رحمہ اللہ یقول سمعت اباعلی الرود باری رحمہ اللہ
یقول اذا قال الصوفی بعد خمسۃ ایام انا جابیع فالزموہ السوق
وامروہ بالکسب ابوعلی رود باری رحمہ اللہ فرمودہ است اگر ہوئی تعبید

پنج روز بگوئید اگر سنگی گرفتہ است اور لازم شوید کہ بازار برو دو اور فرمائید
 تا کہے کند عوفی بر غیب شستہ و غیب تا کہے از غیب آید و اور پنج روز از پاؤں
 تا دست و شکایت و اظہار نہاد او چہ لایق تصوف است اور بگوئید در بازار
 رو دو کہے کند بخور و قولہ و اعلم ان اصل المجاہدۃ و ملاکہ فطم النفس
 عن الملوقات و حملہا علی خلاف ہواہا فی عموم الاوقات این سخن
 را من قبل گفتہ ایم شیخ ہماں را در ذیل میفرماید اصل این مجاہدہ و مبنای کار او
 و ملاکہ رہ او بازداشتن نفس از مالوفات است یعنی تا آنکہ از مالوفات نگذشت
 او شیر خوارہ است بعد آنکہ از مالوفات گذر و ایام فطام باشد گوی از شیر جدا
 شد و حامل شوند اورا بر خلاف ہواے او در کل احوال حامل شوند و معنی است
 کیے آنکہ خلاف ہواے را برو بار کنند یعنی زیر بار خلاف ہوا کنند و و م حامل شوند
 اورا برین آرنہ قولہ و فی النفس صفتان انہما ک فی الشہوات
 و امتناع عن الطاعات فاذا جحت عند رکوب الهوی تجب
 کیسہا بلجام التقوی و اذا حرت عند القيام بالمواقفات تجب
 سوقہا علی خلاف الهوی و اذا تارت عند غضبہا فمن الوجوب
 مراعات حالہا و در نفس و وصفت جملی است البتہ از طاعت گریزان باشد
 و میلے سختے وارد و در شہوت باہرہ شود شو کو اورا در مخالفت لذتے ہست
 اگر جموجی کرد یعنی سر کشی نمیکند ہوا را حاصل کردن نمیدہد واجب باشد کہ عنان اورا بلکام
 تقوی بگردانند عجب سخنے است این نزدیک ما این را در سخنہا مصادره بر طلب
 گویند او امتناع ہم از طاعتہا کردہ و شامی فرماید تقوی را لکام او کنند تا او در رہ آید
 او ہم انرا گریختہ است تدبیرے دیگر کنند تا او بتقوی آید و چون جزونی کنند
 و راقامت طاعت چنانچہ آپے سر کش باشد در رہے کہ میرانند نمی رود البتہ

منحرف و گرمی رود واجب باشد کہ اورا بر خلاف ہوا سے اورا نشانی یعنی البتہ اورا
سخت گیرند و بر ہوا سے اور رفتن نہ ہند و عادت بر خلاف ہوا سے اور کنند چنانکہ
کمال خواہ چشم را کہ پر وہ برو سے و ویدہ است قدحے کنند و او بدین سر
نمی نہد تم گیرند و بد و زور کنند و چشم اورا قدح کنند تا بصحت و دیدن اشیا باز
آید و چون ثوران کنند شور و وقتے کہ خواہند اورا بندند واجب این باشد
کہ البتہ برو قدرے نرمی کنند تا او قائم ماند و خیال نشود کہ باو سے جسم کا رے
سہت قولہ فیما من منازلہ احسن عاقبۃ من غضب یکسر سلطانہ
بخلق و محمد نیرانہ برفق ہرچہ ازان سو آید بہ ازان نباشد کہ اگر غضب بخلق من
بود سلطان اورا وصولت قوت اورا بخلق بشکند اگر خلق کے از علم است
اما اینجا علم بایستے و نیران اورا و آتش غضب اورا آہستہ ترے فر و آند قولہ
و اذا استکملت شراب الرعونۃ فضاقت الاعن اظہار عاقبۃ
والتزین لمن ینظر الیہا ویلاحظہا فمن الواجب کسر ذلک علیہا
واحلالہا بعقوبۃ الذل بما یدکسہا من حقارۃ قدرہا و کسر
اصلہا و قذارۃ فعلہا و چون نفس رعونت را عادت گرفتہ و شیرین
و او تنگ آمدہ است البتہ میخورد بزرگی خود را پیدا کند و بیاراید نمود و اور نظر
کسے کہ او می بیند چنانچہ مروان بن بق را ویدہ و در خیال خود خورد را چہرے
تصور کنند خود را در مرتبہ نہند بدین وہم و خیال گرفتار و این را کہ رسد و البتہ
پس طالب را واجب باشد کہ این وصف را بشکند و فرود آرد اورا بر آستانہ
خواری بتذکیر تحقیر اندازہ او تو کیسی و چستی از چہ و بچہ باز خواہی گشت و قدرے
ندرت فانی و زائلہ لا یعبأ بہ و ہرگز از احتیاج بشری کہ داند ہم بدان فکر
کنند قولہ و جہد العوام فی توفیۃ الاعمال و قصداً الخواص

تصفیۃ الاحوال فان مقاساة الجوع والسهر سهل لیسیر ومعالجۃ
الاخلاق والتفقی عن سفاسفها صعب شلید عوام را مجاہدہ مہین
است یونیت افعال بکنند یقین آن مقدار کہ امور ایشان ست آن بواجبی بجآرند و
وخواص را تصفیۃ احوال حالائے کہ برایشان طاری شود آن بحسب مطلوب و محبوب
باشد و مرغوب ارواح و اشباح باشد زیرا چہ این کہ شب بیدار باشند و طعام کم خورند
و البتہ گر سنبہ باشند این سہل است ہر عامی کند اما تبدیل و تہذیب اخلاق و شواربی
و اروچہا بچہمت سفاسف بپندی خصوص کسے کہ اعتیاد شدہ باشد بران و لذت
و لذت الہیافتہ باشد قولہ و من عوامض افات النفس رکوبہا ہی
سستہ اللذات من تحتی منہ جرعۃ تحمل السموات والارضین
مثلاً علی المشاورہ و امارت ذلک اندہ اذا انقطع ذلک المشرب
الاحوال الی الکسل والفسل ویکے ازان آفات و عیوب نفس کہ بر بسیار
ظنی است میل او بہر خلقان است بسیارن نماز گذارند و مجامع و محافل و نوافل
مطلوب مروان نظر کنند و البتہ بران معتقد شوند کہ موصال ہر و مصلی است نوافل
بیار میگزارد مہین قیاس بدے و تحمل و تغلیل طعامے آنکہ او مبتلا بملح باشد
کہ در مان اورانیک گویند آن کسے است کہ ہفت آسمان و زمین را بر موسے
پکب برگیرد براسے یک بنا و باشی را براسے امثال این حکایتہا بسیار است
و البتہ زیادتی است و شان این مرد چنین باشد و محضر و منظر مردم کاراے
کند کہ ممدوح خلق باشد و ہر کسے را بضرر دست و ہر و چون بخلوت شود کہ سنبند
را نظر نیست آن قدر قیام و آن قدر اہتمام در کار کند قولہ و کان بعض
المتشاع یصلی فی مسجد فی الصف الاول سنین کثیرۃ فعاقبہ یو
عن الایتکار الی المسجد عایق فی الصف الاول فی الصف الاخیر فلم یرمکہ

فَسئل عن السبب فقال كنت اقضى صلوة كذا وكذا سنة صليتها
وعندي اني مخلص فيها لله عز وجل فداخلى يوما تاخري عن
المسجد من شهو والناس اياي في الصفا لاخير نوع فخلت
ان نشاطي طول عمري انما كان على رؤيتهم فقضيت صلواتي
بعضه از پيران صلحا سالهاے بسیار نماز در صف اول گذاروے پس مانع
آمد اور روزے و توانست در وقت صبحے که در صف اول بايست ضرورت
در صف آخر گذارو و پس آن دیر باز اورانند یزند از موجب اختلافے او
پرسیدند گفت قضا میگردم نماز اے که چندین سال گذارده ام سبب آنکه
من می دانستم که اینک مداومت دارم در صف اول مرا خلوص نیست و سبب
آنکه من در صف آخر آدم نماز گذاروم خجالتی شکل در اول من آمد که مرد را
گویند که من سالها در صف اول نماز گذاروم امروز پس افتادم پس دانستم
که آن نشاطے که در صف اول می گذاروم نبود آن مگر آنکه بران نظر خلق است
پس آن قدر نماز گذارده بودم باز گردانید و بودم زیرا چه اخلاص تا حسن نیاتم
نیکو حکایتے است این اما حال جماعت اوچه بود مگر جم در خان جماعت
انکه اختلافچه معنی دارو یعنی اختلاف از مزاحم خلق کرد و این قدر جماعت
این باشد که من سالها بانفس استقامت داده بودم که نماز در صف اول
گذاروم و خجالت از نفس خود آید این خجالت ممدوح باشد نه مذموم و دیگر اگر
مردم در کارے از همکاران خود پس افتد اورا ازین پس افتادنی خجالتی است
ریا نباشد این خجالت از پس افتادگی بهمت خود باشد قول کسی که می گفت
محمد المرعش رحمه الله انه قال حججت كذا حجة علي القبرين
لی ان جمیع ذلک کان مشورا شخطی ذلک ان والذاتی ساللتنی ذلک

یوما ان استسقی لہاجرة ماء فثقل ذلك علی نفسی فعلت
ان مطاوعۃ نفسی فی الحجات كانت لحظ وشرب لنفسی اذ لو
كانت نفسی فانیة لم یصعب علیہا ما هو حق فی الشرع ابو محمد
مرتعش رحمہ اللہ میگوید چندین بار حج را بجا آوردم بر تہجد یعنی بے آنکہ ساختگی زانو
و راحلہ کنم و بے آنکہ رفیق و صحبت قافلہ باشد آخر امر معلوم شد کہ ان حظ
نفس من بود و از بقیہ انیت من بود زیراچہ ما در من روزی سوسے آب طلبید
بر من آن گران آمد پس دانستم کہ نفس من با من در جہا موا فقت آن مشوب بحظ
من بود و نفس من فانی گشتہ بود زیراچہ اگر نفس من فانی گشتہ بودے در حقوق
رحمہ جار عایت کردے چنانچہ آمدہ است پس دانستم کہ ان مشوب بحظ نفس بود
اکنون ازین فناچہ مراد است فناے ذات یا فناے صفات اگر نہ فناے
صفات آری ہمیر آید اما اگر فناے ذات است باوے مطابقہ نیست قولہ
وكان امرأة قد طعنت فی السن فسئلت عن حالہا فقالت كنت
فی حال الشباب احد من نفسی احوالہا ظنہا قوۃ الحال فلما كبرت
زالمت عنی فعلت ان ذلك كان قوۃ الشباب فتوہمتہا حولا
عورتی عمری و رازے و اثرت اورا از حال او پرسیدند یعنی در جوانی چگونه
و در پیری چگونه گفت من در ایام جوانی خود احوال سنیہ مرضیہ می یافتم و در عبادات متفہات
مشقت نشاط می دیدم و در خود تصور میکردم بعد آنکہ امروز بزرگ شدم عمر بر آمد
آن احوال فروستد دانستم کہ آن ہمہ گذشتہا از خاصیت جوانی و از نشاط ازگی
عمر بود اکنون اینجا دو احتمال است یکے آنکہ آن قدر کہ بود آن مانند زیراچہ شوق
و اشتیاق کم شد یا آنکہ آن قدر هست لکن لذت آن نمی یابد و نماز لذت بودے
آن نمی یابد این حکایت از بزرگے ہم منقولست ہم از مشایخ طبقات قولہ

سمعت الشيخ ابا علي الدقاق رحمه الله يقول ما سمع هذه الحكمة
احد من الشيوخ الا رفقاؤها هذه العجوز وقالوا انها كانت ^{منصفه}
ابو علي دقاق رحمه الله ميگوید حکایت آن عورت مشایخ شنیدند رفتی و شفقتی
برو کردند و گفتند عورتی بانصاف بود آری ایشان تجربه در خویش کرده اند
می دانند که آری همان روز پیش می آید که عورت را بود قوله سمعت محمد
بن الحسين رحمه الله يقول سمعت محمد بن عبد الله بن شاذان
رحمه الله يقول سمعت يوسف بن الحسين رحمه الله يقول
سمعت ذا النون المصري يقول ما اعز الله عبدا بغيره هو اعزله
من ان يد له على ذل نفسه وما اذل الله عبدا بذل هو اذل
له من ان تجهد عن ذل نفسه يوسف ميگوید که ذوالنون گفته است
خداوند سبحانه نه هر بندو را که بخشنه عزيز کرده است و او عزيز تر است از اين که او
آن کار کند که دليل بر هوای نفس او باشد و هر که خداي تعالی بخواری خوار
کرده است و او دليل تر از است که بذل خویش محبوب است قوله و سمعته
يقول سمعت محمد بن عبد الله الرازي رحمه الله يقول سمعت
ابراهيم الخواص رحمه الله يقول ما هاني شيء الا ركبته ابراهيم
خواص گفته است رحمه الله بیچ کار و دشواری ایله پیش نیامده است
مگر آنکه راکب شده ام او را قوله و سمعته يقول سمعت عماد الله
الرازي رحمه الله يقول سمعت محمد بن الفضل رحمه الله
يقول الراحة هو الخلاص من املاني النفس محمد فضل گفته است
راحت و رین است که امان از شر نفس شود قوله سمعت الشيخ ابا عبد
رحمه الله يقول سمعت منصور بن عبد الله رحمه الله يقول

سمعت ابا علی الزود باری رحمہ اللہ يقول دخلت الافد من
 ثلثہ سقم الطبیعة وملازمة العادة وفساد الصحبة فسألته
 ما سقم الطبیعة فقال اكل الحرام فقلت ما ملازمة العادة
 قال النظر والاستماع بالحرام والغیبة قلت فما فساد الصحبة
 قال كلما حاج في النفس شهوة تتبعها روء باری رحمہ اللہ كفتة استفتت
 سالک صوفی کہ موجب حرمان او شود چه چیز است سقم طبیعت مرض طبیعت
 چه باشد کہ او کارے عظیم تواند کرد مجاہدات وریاضات را بسر بردن تواند
 ملازمت العادة و آنچه عادت بران است و رسمے کہ ازان بشریت است
 ملازمت ہم بدن کند و فساد الصحبت و صحبتے ناشائسته باشد اخوان سوار
 و خلان قبیح الاعمال از و پر رسیدم سقم طبیعت چیست او موجب را بیان کرد
 و آن خوردن حرام است آنچه من گفتم سخن از اصل سقم طبیعت این موجب
 آنست پر رسیدم ملازمت عادت چیست گفت نظر طرف ناشائسته
 باشد و استماع سخنانے کہ در آن عنیث باشد و ہون نفس باشد پر رسیدم فساد
 صحبت چیست ہر بار کہ حاجت نفس شود تو سپروی آن کنی ہر چه خواهد تو خواہی
 مباشر آن شوی نفس از ہر کسان تر از نزدیک تر و صاحب تر است او
 حاجتے ہواے خود خواهد تو پسین آن روی ہر آئینہ موجب آفت باشد
 اما اخوان سوار و خلان صحبت عنایت کرده ایم و قایل نفس را میگوید بیاید است
 کہ نفس مسیل بجنس بخود بیشتر و از میل بچیزے دیگر چو اخوان و یاران اشرار
 باشد ہر طرفے کہ نفس بر آئینہ کشاد کنان سوے ایشان برود تو سپروی
 او کنی ہر آئینہ موجب آفت باشد قوله و سمعته يقول سمعت النصل آباد
 رحمہ اللہ يقول سمعتك نهسك فاذا خرجت منها وقعت

فی راحت الابدیۃ بندینمازہ توفیق تست چوازان خلاص یافتی راحت
ابدیاتی قولہ وسمعتہ یقول سمعت محمد الفراء رحمہ اللہ
یقول سمعت ابا الحسن الوراق رحمہ اللہ یقول کان احکامنا
فی مبادی امرنا فی مسجد ابی عثمان رحمہ اللہ الا یتار ربما
یفتح علینا وان کانیت علی معلوم ومن استقبلنا بمرورہ نکر
لا ننتقم لا نفسنا بل نعتذر الیہ وتواضع لہ واذا وقع فی
قلوبنا حقارۃ لاحد قنا نخذ متہ والا حسان الیہ حتی یزول
ابوالحسن وراق رحمہ اللہ میگوید کار ما در اول حال این بود و مسجد ابو عثمان رحمہ اللہ
می بودیم ہر چہ برابر رسیدے ایتار می کردیم و ہرگز شب بر معلومے و معنی
نمی خفتیم یعنی فردا چنین چیزے خواهد رسید چنین خواہیم خورد و چنین خرج خواہیم
کرد این دو معنی احتمال دارد یا شخصے معنیے ایتار کردہ است کہ فردا چنین چیزے
خواہد آورد و خواہیم خورد ہرگز بران اعتماد شب نختند یا از حال مردم این معلوم
شد کہ فردا چنین چیزے خواهد رسید خواہیم خورد و احتمال دوم این معلوم و محقق
است کہ خداوند تعالی فرمودہ است وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَیَّ
رِزْقُهَا بِرِکَالِیْنِ مِثْمُونِیْ کَرْدُو بَرِیْنِیْ نَمِیْ بُوْدَنْدَکَ اُو رِزْقِ خَوَادِدِیْ
ما خواہیم خورد بلکہ برین می بودند کہ او رزق نخواہد داد و ما خواہیم مرد بگرنگی این انکال
بر رزق نیست این انکال بر خدا است این سخن احرارست سخن ابرار نیست
و ہر کہ برابر و ستے پیش آمدی بے یا با ہانتے و امثال این اورا کرام می کردیم
و از کردہ نفس خویش برو انتقام نمی کردیم یعنی بظاہر مکانات و مجازات نبود
و باطن بدخواہی نہ بلکہ عذرا و میخواستیم و تواضع می کردیم پیش او عذرا میخواستیم
یعنی می گفتیم ازین عزیزا چنین آئیاید این مرد بزرگ است اوصاف جمیل

زار و نمیدانیم این از و چوں در وجود آمده است ناوړه در حکم معدوم است
 و دیگر میگفتیم بر تو گنه نیست شومت گنه ما است که این گفتار تو مکافات گنه
 ما کرده است و کفارت زلات ما شده است بر آن هر یک را حکایت با
 لطیف است اما گفتن زیادت باشد قوله و قال ابو حفص رحمه الله
 النفس ظلمة كلها وسراجها سترها ونور سراجها التوفيق فمن
 لم يصحبه في ستره توفيق من ربه كان ظلمة كلها ابو حفص رحمه الله گفته است
 نفس همه تاریک است چنانچه شبی تاریک باشد یا حجره در بسته تاریک باشد و چراغ
 این تاریکی در دل اوست و روشنائی آن چراغ توفیق است اگر دل موفق شد
 بطاعت خدا پایا داشت حق پس آن تاریکی رفت و درون او روشن گشت پس
 هر که این توفیق نیابد او تاریکی در تاریکی باشد قال الاستاذ الامام
 ابو القاسم رضی الله عنه معنی قوله وسراجها سترها یرید ستر العبد
 الذی بینہ و بین الله هو محل اخلاصه و به یعرف ان المحادثات
 بالله لا بنفسه لولا من نفسه لیکون متبریا من حوله و قوته
 علی استقامت اوقاتہ ثم بالتوفیق یعصم من شره و نفسه
 فان لم یرد سراج التوفیق لم ینفعه علیه بنفسه ولا یرید شیخ ابو القاسم
 رحمه الله معنی سراجها سترها میفرماید که چه مراد است مراد ازین ستر نیست آن ستر
 که میان بنده و خدا است که بدان نفس شناخته می شود و آن محل اخلاص اوست و بدان
 سر می داند که وجود حادثات باشد است به سبب نفس او و نه از نفس اوست تا از
 حول قوت خویش سبری باشد بدانکه همه از دست و دائم بچنین باشد بعد آن چه
 توفیق یا بر از شر نفس خویش اعتصام باید بخدا پناه گیرد هر که توفیق نیابد علم که او را بنفس
 او شود یا برت شود او را نفع نکند نیکو سخن است که شیخ فرمود عارفانه و محققانه گفت

اما و نفس را طہلہ کلہا گفت و در آن محل کہ نفس عبارت از سمہ تاریکی است
 سرے کہ میان خدا و میان بندہ است چہ نسبت دارد و این نیز غیر غایت و بغیر توفیق
 چون دست و ہنر بخوشنہ است اما این اشکال دارد قولہ و لہذا قال الشیوخ
 من لم یکن لہ ستر فهو مصر بر آئینہ ہر کہ سر او بجلا و صفنا نباشد او کسے کے ات
 کہ بحر ان و بعد مصر باشد قولہ و قال ابو عثمان رحمہ اللہ لا یری احد
 عیب نفسہ و هو یستحسن من نفسہ شیئا و انما یری عیوب
 نفسہ من یتہمہا فی جمیع الاحوال ابو عثمان رحمہ اللہ گفتہ است نمی درم
 این عثمان کدام است کی مراد است یا حیری مراد است یا مغربی بیچ یکے عیب نفس
 خود را نہ بیند و نداند و حال نیست کہ او کسے شیء را از نفس خویش استخوان میکند و عیب
 نفس کسے بیند ہر کہ جمیع احوال متہم بر نفس خود باشد اگر چہ او اطاعت و عبادت کند
 متہم باشد بر و تا بر اے چہ می کند قولہ و قال ابو حفص رحمہ اللہ ما اسرع
 هلاک من لا یصرف عیبہ فان المعاصی برید الکفر فی کتاب است
 بر اے ہلاک نفس خود را کسے کہ عیب نفس خود را نشناسد زیرا چہ معاصی برید
 کفر است یعنی البتہ معاصی بکفر رساند و نشان کفر میدہد از انچہ ہر دو بے فرمانی خدا
 اس چو یکجا نفس قدم در بے فرمانی نہاد و عجب نباشد کہ در ووم ہم کشد زیرا چہ
 الذنب تجرالی الذنب والطاعة تجرالی الطاعة و دیگر دل و متشابہ آئینہ باشد
 اگر این را اہمال کنند آئینہ دل شمال تا بہ شود و این را بالا نویسانید و ام قولہ و
 قال ابو سلیمان رحمہ اللہ ما استحسن من نفسی عملا فاحتسبت
 بہ یوم عملے نیک نکردم کہ آن را احتساب از نفس کردم قولہ و قال ابو سعید
 رحمہ اللہ ایا کم و جیران الاغنیاء و قراء الاسواق و علماء اکابر
 بر شاہاد کہ احتراز کنید از ہمسایگی تو گران سبب چند معنی کیست کہ ان نشان اغنیاء باشند

و ترا فقیر بیند شاید از ایشان تر خطی برسد و فقیر را این صورت کردن و برین صفت
 بودن دلیل بر عدم صبر و عدم تقوی فقر است و دیگر مرد فقیر اغنیار تمتع و ترفیح بیند
 یحتمل نفس او نظر بر آن کند و شکستہ شود و دے سردے بر آرد پس این عیبے
 و فقر او شود و از آن مزید باز ماند و دیگر اہلے و ولدے دارد و غلام و خادم
 دارد و ایشان بہینہا شکستہ شوند و دیگر احترام از کند از علمائے کہ در بازار گردان باشند
 چنانچہ ویدہ مستعلمان باشند و تارے بندند و نشے دراز کنند و آستین ا
 فراغ یک دو جزوے در آن آستین پیش و کان طباطبان و قصابان نکستہ
 میکنند و سلیمان و لائن سلیمان و کانسلم در کار می کنند و احترام از کند از آن
 دانشندانے کہ در صحبت لوک باشند نعوذ باللہ من شرہم اکثر ایشان را
 این حال است البتہ سخنے گویند کہ در آن تطریب نفوس امر باشد و ہر شرے
 کہ ایشان میکنند تزیین آن پیش ایشان می کنند برائے آنکہ خیرے دنیا کے
 و صدقہ از ایشان برسد قوله وقال ذوالنون المصری رحمہ اللہ
 انما دخل الفساد علی الخلق من ستة اشياء ضعف الذیة
 بعسل الاخرة والثانی صارت ابدانہم رھینة لشہواتہم
 والثالث علیہم طول الامل مع قرب الاجل والرابع اثر وارضا
 المخلوقین علی رضاء الخالق والخامس بتعوا اھواءہم ونبذوا
 سنة نبیہم صلوات اللہ علیہ وراء ظہورہم والسادس
 جعلوا قلیل نرالات السلف حجة لا نفسہم ودفنوا کثیر
 ہنا قبلہم این کہ خلق از حق محروم ماندند و نفس ایشان از درون فاسد گشت
 چنانچہ سخنے گندہ شود کہ او را بکارند از و چیزے نروید از شش چیز است یکے
 نیت ضعیف باشد و در عمل آخرت عملے کنند و صدق نیت نباشد و دوم

نفوس ایشان بشہوات ظاہر ایشان گروگان مانده است ابدان گفته است
برای آن را شہواتی کہ در ظاہر نفس است کلمے و شربے وغیر آن بدان مانده
است و سیوم با آنکہ اجل نزدیک است بہمت مع نذا امید حیات و راز کنند
و چہارم رضاء بندگان اختیار کردند بر رضاء خدا بد آنچہ یار و برادر و ماور و
پدر و زن و فرزند و پاک و بادشاہ خوش شود آن اختیار می کنند و رضاء خدا
ترک میکنند و پنجم آفت اینست ہوا ہائے خویش را پیش گرفتند و سنت پیغمبر
خویش را پس پشت انداختند و ششم اینست آنکہ از سلف زاوہ است
آن را پیش گرفتند و برائے زلات و معاصی را حجت ساختند و آنچہ مناقب
سلف است آنرا ترک آوردند

قوله (۳) باب الخلوۃ والعزلة

یکی از عزیمات امور متصوفہ اختیار خلوت است و ظاہر احتمالاً ظاہر و م
بگذارد و تنہا باشند آنجا کہ کسی نباشد اگرچہ او کار تو عمر آئند و بدیاند اما وجود
او مزاحم باشد و خلوت در باطن کنند دل را از وسوسات و غویلات باز آرد
و جزیکے جو در سینہ ایشان نماید تنہا ماندن ظاہر او باطناً از لایبایات کار ایشانست
قوله اخبارنا علی بن احمد بن عبدان رحمہ اللہ قال اخبارنا
احمد بن عبید البصری رحمہ اللہ قال حدثنا عبد اللہ بن
بن معویہ رحمہ اللہ قال حدثنا القاسمی رحمہ اللہ قال
عبد العزیز بن حازم رحمہ اللہ عن ابیہ عن ابیہ عن ابیہ عن ابیہ
بن بدر الجھنی رحمہ اللہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان من حسن خشیہ

معاشر

معاشر الناس رجل اخذ بعنان فرسه في سبيل الله عز

وجل ان يسمع قرعة او هيلة كان على متن فرسه ينتهي الموت

او القتل في مكانه او رجل في غنمة له في ماس شعفة من

نفاذ رجلا

هذ الشعاف او بطن وادي من هذ الاودية يقيم الصلوة

ويؤتي الزكوة بعد ما تبده حتى ياتي اليقين ليس من الناس

الا في خير شيخ رحمه الله مقدم حديث رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

ايدهم خير من كسبه انما يند تحقير مودے کہ بہترین گروہ ہاے مردم باشد

مودے است کہ عنان اسپ خویش گرفته است برائے رو خداے را اگر

خویشے بشود یا بیعتے یا فزے بشود او بر پشت اسپ خویش باشد طلب مرگ

کند یا میرد یا در مکان خویش قتلے کند اینچنین مودے او بذل نفس خویش کردہ است

و کارے برائے خداے اختیار کردہ است اینچنین کسے بہترین مردم باشد

یا مودے کہ چنگ گو سفند کیے در بادیه و کوہچہ ہا نجا گو سپندان می چراند و روزگار

می گذراند و اگر با سنے زیادے می باشد در راہ خدا زکوة میدہد و اقامت

صلوة میکند و خدا را می پرستد برین صفت تا دولت یقین در یابد یا آنکہ تا آن

زمان می پرستد تا آنکہ یقین در آید موافق مرگ مراد و استہ اندیقین گویند مرگ

مراد و از نذریرا چہ بعد موت البته یقین حاصل می شود کہ حالت ہر یکے چیست

و دیگر یقینے کہ دروین باشد شک و ترد و برو و قرارے و استقرارے شود آنرا

کہ علم یقین می نامند اینچنین مودے از میان مروان نباشد گز خیر قولہ الخلوۃ

صفت اهل الصفوة والعزلة من امارات الوصلة این کہ تنہا باشد

صفت اهل الصفوة است یعنی آن کسان کہ تنہا باشند در پے صفوة اند یا ایشان

را صفوة مستندہ است قولہ والعزلة من امارات الوصلة و اینکہ

کے تنہا باشد و از مردمان عزلت گیر نشان آن باشد کہ اور نسبت بوصولت
 شدہ است چو گوئی اگر شخصے بعد مفاہاتہ التی واللہی مقصود و محبوب را
 و دوام یابد و بر مراد او شود باوے خلوت خواہد یا نہ معالمتے است میان
 محب و محبوب آن معاملہ جز بخلوت راست نیاید پس لابدی است محبوب
 با محب عزلت گزیند خلوت و عزلت در معنی یکے اندام خلوت برائے طالب
 را اختیار گیرد و عزلت برائے طالب دیگر را و این بعنایت شیخ است و ہم نسبت
 پیدا کنیم خلوت امر عدمی است و عزلت امر وجودی صفتہ ہم امر عدمی است
 برائے اورا نسبتے تمامے بود گفت خلوتہ مرامل صفتہ راست با اختیار تو ہم باشد
 و بغیر اختیار تو ہم باشد و عزلت نباشد مگر با اختیار شیخ خلوت و عزلت بیان کرد خلوت
 برائے ال صفوت راست و عزلت برائے ال وصلت راست باز در تقریر
 آچنان گفت گوئی ہر دو یکے است و در واقع ہمیں می آید گوئی مترادف اندام اما
 مناسبت برائے بیان شیخ گفتیم قولہ ولا بد للبرید فی ابتداء حالہ
 من العزلة عن ابناء جنسہ ثم فی نہایتہ من الخلوۃ لمحققہ
 بانسند قولہ عن ابناء جنسہ یعنی آن کسانیکہ در کما اے او شریک بود
 و مونس بودند و در نہایت ہم خلوت است حاصلے کہ او دار و تحقق انس با او
 بخلوت شود قولہ و من حق العبد اذا اثر العزلة ان یعتقد بانعزالہ
 عن الخلق سلامۃ الناس من شرہ و لا یقصد سلامتہ من یعتقد
 شر الخلق فان الاول من القسمین نتیجۃ استصغار نفسہ والثانی
 شہود مزیتہ علی الخلق برائے خلوتہ را مواجدے و اسبابے است
 یک سبب خلوت اینست کہ خلوت گیر و برائے آنرا کہ خلق از شر او ایمن باشند
 یا او از شر خلق ایمن باشند این را قصد کنند زیرا چہ در اول کلام شہود و خواری و

و نیستی نفس است و در دو م شہود وجود مزیت نفس است سخن ہمین است
 و اگر کسی قصد این میکند کہ من از شر خلق ایمن باشم بدین معنی کہ سبب اختلاط اشیا
 کہ در تن و نفس افتد و شاید بغیبت بتلاگرد و نفس مجہول است بر امتزاج و اختلاط
 ہم جنسان خویش و آن موجب کدورت و اصطلام اوست اگر بدین معنی او
 میگوید کہ از شر خلق ایمن باشم این مزیت او بر خلق نباشد بلکہ اعتصام نفس خود بود
 قوله و من استصغر نفسه فهو متواضع و من ساء نفسه
 مزیة علی احد فهو متکبر ہر کہ نفس خویش را از مردمان کمتر بیند او متواضع
 باشد و ہر کہ نفس خود را از مردمان بہتر بیند او متکبر باشد قوله رؤی بعض
 الرهبان فقیل له اناک راہب فقال لا انا حارس کلب ان
 نفسی یعقر الخلق اخرجتها من بینہم لیسلموا منہا حکایت
 آرندی کہ از راہبان بود او را گفتند تو مردے منقطع زاندی گفت من زاند نہ ام
 من نگاہبان سگ نفسم زہد و انقطاع من برائے چیزے را نیست مگر برائے
 این را کہ من نفسے سگ غفورے دارم مردمان را می گزد خلوت و عزلت گرفتہ ام
 برائے آن را مردمان را نگزد قوله و مرا انسان ببعض الصالحین فجمع
 ذلک الشیخ ثیابہ منہ فقال الرجل لمر جمع عنی یتابک لیست
 ثیابی نجسہ فقال الشیخ و ہمت فی ظنک ثیابی ہی النجسہ
 جمعتها عنک لئلا تنجس ثیابک لاکلک نجس ثیابی شخصے بجا
 گذشت آن صالح جاہلے خود را گرد آورد و چنانچہ کسے از متجنسے متنزہ کن
 آن گذرندہ گمان برد مگر از من متنزہ کرد آن مرد گفت من متجنس نہ ام از من چرا
 متنزہ میکنی گفت از تو متنزہ نمی کنم ابا ترا از خود منزہ میدارم شیخ رحمہ اللہ مصلحت
 خلوت و عزلت را ہمین یک بیان فرمود کہ شر خود را از مردمان کفایت کند

ن
اصطلام

یک مصلحت ہیں باشد مشائخ رضوان اللہ علیہم اجمعین این سخن فرمودند کہ مبنای
 سلوک چہار رکن است تقلیل طعام تقلیل منام و تقلیل صحبت امام و تقلیل کلام
 تقلیل کلام تقلیل صحبت بے اعتزال ازیشان نشود پس این خلوت برائے دفع شہر
 خود رانیست برائے دفع شر ایشان است صحبت با خلق مختلف اکتساب اوصاف
 زویدہ شود و انصاف باوصاف حمیدہ شود از صحبت حد خیر و شہوت خیر و کبر
 و غضب و نخوت خیر و موافقت با جنیت این ہمہ موانع راہ خداست و دیگر از
 صحبت صور و اشکال مختلفہ در تمخیز نقش گیر و در وقت ذکر و مراقبہ دفع آن دشوار
 باشد و از صحبت مدارات و مداینہ آید و از صحبت شرکت جمعی و شرکایت دارد اما ہمیں
 مقدار کہ تقیم بریں قیاس بندہ باشد پس لابدی برائے آن غرت گزینند قوله
 ومن آداب العزلة ان تحصل من العلوم ما یصلح به عقد توحیدک
 لکیلا یتھویہ الشیطان بوساوسہ ثم تحصل من علوم الشرع
 ما یؤدی بہ فرضہ لیکون بناء امرہ علی اساس محکم این قدر کہ شیخ
 میفرماید این در ادب نمی باید گفت این از فرائض است اول این را تحصیل باید
 کرد بعد آن اختیار خلوت است شیطان اینجا چہ وسوس کند زمین و ترویج ہوا کند
 پیش او یا دل را در تشدد و تفرق اندازد یک مقصد خلوت ہمیں است کہ از وسوس
 داخل شیطانی عصمت شود و این ہمہ تحصیل ایشان پیش از آنکہ خلوت سینہ لابدی است
 خلوت کہے سینہ کہ نفس خود را و دل خود را چنان بکار و بار و چنان مشغول شود کہ غر
 کارے و گرنہ باشد و اگر نہ برائے چہ خلوت شدت است چہ بریں نہ شدت شیطانی
 را مدخلی نباشد مرد خلوتی را اگر خضر بیاید ابدال و ارواح خلاصہ و غیر ششگاہ
 ایشان را مشوش وقت خود شد و قوله والعزلة فی الحقیقة اعتزال المحصل
 المذمومة والتأثیر لتبديل الصفات لا للتناهی عن الاوطان

ولهذا قيل من العارف قالوا كائن بائن يعني كائن مع المخلوق بائن
 عنهم في السر بحقیقت غزلت اینست کہ اوصاف ذمیرہ را ترک آرد و غزلت
 تاثیر در تبدیل صفات آرد و برائے تہذیب اخلاق راست نہ برائے آنست
 کہ از مکانات بمکانات جدا شود و ہم اوصاف درو باشد اما او ان اوصاف انچنان
 معتدل کرده است گوئی با او نماندہ است غضب با او ہست اما صرف فی محلہ
 میکند ہمہ بریں قیاس اوصاف و گر یعنی کائن مع المخلوق بائن عنہم شیخ میفرماید
 کہ بود او با خلق ہمچنان باشد کہ با خلق است اما بدل ازیشان جدا باشد پس انچنین میفرماید
 شیخ کہ غضب درے و باشد و فی محلہ صرف کند بصفت غضب با خلق است اما در حرف
 او باین است برائے این العارف کاین بسیار معانی گفته اینجا ہمیں قدر مناسب بود
 قوله سمعت الاستاذ ابا علی الدقاق رحمه الله يقول اليس
 مع الناس ما يلبسون وتناول ما ياكلون وانفسهم بالستر ابو علي دق
 رحمه الله گفته آنچه مردمان می پوشند بہمان پوش و آنچه ایشان می خورد بہمان خورد
 یعنی بصورت ظاہر ہمچو ایشان باش اما بدل ازیشان جدا باش قوله و سمعته يقول
 جاءني انسان وقال جئتك من مسافة بعيدة فقلت له ليس
 هذا الحديث من حيث قطع المسافات ومقاسات الاسفار فان
 نفسك بخطوة وقد حصل مقصودك ابو علي دقاق گفته است مردے
 بر من آمد و گفت آرد و کے آمدہ ام و مسافت دراز را قطع کردہ ام یعنی برائے آن
 تا شیخ تلغینے کند و ارشاد دے و یے فرماید شیخ گفت من اورا گفتم فاروق نفسك
 بخطوة نرا از مکان خویش جدا شدن غرضے نیست اما از نفس خویش جدا شو یک
 گامے کہ مقصود تو حاصل شد یعنی از ہوا ہا بدر شو با نفس بچران کن اگر این کنی غرض حاصل
 شود بدیں معنی قطع مسافت غرضے حاصل نیست یعنی از نفس بدر شو اگر این چنین کنی

مقصود تو حاصل شو و معنی دیگر تو از نفس جدا شو مقصود حاصل است از وہم و دنی
 بر مقصود خود بصفت کشف و جلا است این حکایتی کہ شیخ فرمود کہ او گفت
 از دور آمدہ ام و شیخ گفت از دور آمدن حاجت نیست از نفس جدا شو بمقصود ری
 گوئی شیخ آمدن اورا اعتبار کرد و مشقت اورا قبول فرمود و تنہی و اطلاقے کہ بر مقصود
 می بایست و او از دور آمد شیخ مقصود او بدامن او بر بست قولہ و یحکی عن
 ابی یزید رحمہ اللہ قال رأیت ربی فی المنام فقلت کیف اجزاک
 فقال فارق نفسك حکایت ابو یزید رحمہ اللہ از ندشبے حضرت رب را اور
 خواب دید از او پرسید کہ چگونه یا ہم خداوند باوے گفت فارق نفسك از خود
 بیرون آے بمن بہرین ازین حکایت این معلوم شد و بدین سبب در خواست یا دورا
 و سبب داری عبارت از رسیدن او نیست و جدان او و وصول او چیز ہے دیگر
 است و چنین اشارت میکنند کہ آن عبارت ازین باشد فذاتک عنک بکھتک
 و بقاؤہ بذاتہ بازلیتہ و ابدیتہ بصفة الفم انیہ و نعت النوسا لفریہ
 وقتے کہ گفتہ بود نظم

مرگفتی بیا بر من وے بگذ از خود خود را اطاعت را نہم گردن وے شرطے محالے
 از خود چون بروں می توان شد و بدگرے چون کیے می توان گشت بگر اینچنین باشد
 من من نہ ام او او ست یعنی ہوسست قولہ سمعت الشیخ اباعبدالرحمن
 السلی رحمہ اللہ یقول سمعت اباعثمان المضری رحمہ اللہ یقول
 من اختار الخلوۃ علی الصحبۃ ینبغی ان یکون خالیاً من جمیع الازکار
 الا ذکر ربہ و خالیاً من جمیع الارادات الا ریاضۃ اللہ لیس فیہ
 مطالبۃ النفس من جمیع الاسباب وان لیرکین بہذا الصحبۃ فان
 خلوتہ توقعہ فی فتنۃ اربلییۃ ابو عثمان مضری رحمہ اللہ گفتہ است کہ ہر کس کہ

را بر صحبت برگزیند باید که نجفست لزوم و واجب از جمله افکار و افکار خانی باشد مگر ذکر
 و فکر مقصود آن رب است تعالی بیچ مرادے نیاید و رسینہ جز ماہن یک مراد کہ گفتیم
 و از جاہ مطابقتی کہ نسبت با سباب وارد نفس ازان خالی باشد ہر شرط با احتنت
 خود اخذت بعقبا است خلونفس از جمیع افکار جز یک ذکر میسر نیست مگر آنکہ از جمله
 مرادات یک مراد باشد و کذلک الخلوۃ من الاسباب اگر خلوت برین صفت باشد
 خوف آن باشد کہ در فتنہ افتد و ببلاے گرفتار شود و از شومت آن کہ نفس آن را
 از خود دفع نتوان کردن یا تنہا بودن و خالی ازان کار سہین باز آید قوله وقیل لانفسکم
 فی الخلوۃ اجمع لدواعی السلوۃ و کفۃ اندتہائی در خلوت داعی بر آرام و آسودگی
 است قوله وقال یحیی بن معاذ رضی اللہ عنہ انظر انساک بالخلوۃ
 او انساک معہ فی الخلوۃ فان کان انساک بالخلوۃ ذہب انساک
 اذا خرجت منها وان کان انساک بہ فی الخلوۃ استوت لك
 الاماکن فی الصحاری والبراری یحیی معافورازی گفته است اگر انس تو بخلوت
 است و آرام و قرار تو بہ تنہائی است از آنجا برون آئی آن آرام برود و اگر انس
 باوے است جاہر کہ باشی او با تو باشد و انس او با تو باشد اگر بلدان و خلوات
 و صحاری و براری سہمہ برابر باشد خلوت برآے این راست کہ تو سہر جا کہ باشی انس باوے باشد
 و خلوت شیند این کتاب کنندگوی یحیی معاذ رحمہ اللہ برین اشارت کرد کہ بمجر و خلوت
 بکار نیاید خلوت باوے شاید قوله سمعت محمد بن حسین رحمہ اللہ
 یقول سمعت منصور بن عبد اللہ رحمہ اللہ یقول سمعت محمد
 بن حامد رحمہ اللہ یقول جاء رجل الی زیارہ ابی بکر الوراق
 رحمہ اللہ فلما اراد ان یرجع قال لہ او صنی فقال وحدث خیر الدنیا
 والاخرۃ فی الخلوۃ والقلۃ وشرهما فی الکثرت والاختلاف شخصے

بر ابو بکر و راق رحمہ اللہ آمد وقت بازگشت عرضہ داشت کرد مرا وصیت کن و را
 رحمہ اللہ گفت نیکی دنیا و آخرت را در خلوت و در فقر یافتم و شرور کثرت خلوت
 یافتم کہ مردم ذات بسیار شود و اختلاط با مردم باشد قوله و سمعته يقول سمعت
 منصور بن عبد اللہ رحمہ اللہ يقول سمعت الجریری رحمہ اللہ
 وقد سئل عن العزلة فقال هي الدخول بين النجاسات وتحفظ نفسك
 ان لا يزاحموك وتعزل نفسك عن الاقام ويكون سترك مربوطا
 بالحق عزلت انست میان مردم باشی و تنہا مانی یعنی سرتو با ایشان نباشد سرتو
 با خدا باشد و تن تو با مردمان باشد همان سخن است الکائین البائین و نفس را از گناہان
 معزول کنی و سرتو و دل تو بخدا متعلق باشد اما این قدر بسیار بد است تا بظاہر
 خلوت نکلند این دولت باطن میر نیاید قوله و قيل من اثر العزلة تحصل
 العزلة سرکہ اختیار عزلت کرد عزت خاصہ او شد لفظ انست من لہ العزلة
 كان العزلة عنہ اللہ باشد عزت عند الناس باشد در عزت ہر دو ہست
 قوله وقال سهل رحمہ اللہ لا تصح الخلوۃ الا باكل الحلال ولا يصح
 اكل الحلال الا باء حق اللہ سبحانه سهل رحمہ اللہ گفته است عزت
 بشر طہا نباشد مگر آنکہ اکل حلال باوے باشد و اگر اکل حلال باوے میر نباشد
 مگر باوایی حق باری تعالی یعنی اکل حلال نیست مگر ہمیں او اے حق قوله وقال
 ذوالنون رحمہ اللہ لمدار شيا ابعث علی الاخلاص من الخلوۃ
 بیچ چیزے باعث تر بر اے اخلاص را از خلوت نیست یعنی بعض چیزیاست
 چنانچہ گذاردنی و خواندنی و غص بصری و قلت کلامی و قلت منامی و قلت طعامی و خلوت باشد
 و کہ بر آن مطلع نباشد ہر آئینہ نزدیک باخلاص باشد کہو سخنے است این اما ابتدا
 کہ در خلوت و آید نیت چیت اگر باخلاص در آید نیکو و اگر درین نیت اراوتے

وشہرتی مطلوب باشد و در آن خود را اغرور آید نیکو و اگر درین نیت ارادتے
 وشہرتی مطلوب میکند می نماید تا مردمان چنین و چنان گویند این بلاے است
 الا انک ذوالنون علیہ الرحمہ میگوید آن در بعض جزئیات است قوله وقال ابو
 عبد اللہ الرمی رحمة اللہ لیکن خدا نکت الخلوۃ وطعامک
 الجوع وحل یتک المنالجات فاما ان نموت او تصل الی اللہ
 تعالی صفت خلوت بحق حقیقت اینست کہ باشد یا تو خلوت و بجای طعام
 اگر کسی باشد اگر کسی خود را در وقت طعام گرسند داشت پس جوع طعام
 باشد طبیعت از بدن آدمی غذا می گیرد و خون و گوشت بدن طبیعت می خورد و حکما
 فیما مردمان مناجات با خدا باشد میان این دو چیز یکے پیش می آید یا خدا بر کسی
 یا بگیری اینجا سخن است ہر کہ خدا را بشرط طلب او جست ہرگز نباشد در خواب
 یا در بیداری ہم درین جہاں بقصود نہ رسد یا در مرض موت یا عند الازناق یا فی
 القبر یا وقت البعث و اگر درین اوقات نشد در حضرت اقرب من کل قریب
 و اعرف من کل عارف و اجر علی اللہ من کل محتری ان نصیبہ شود او را
 انکہ بچہ طہم اکلا و ایام و الا نبیاء در شان اینست قوله وقال ذوالنون
 رحمة اللہ لیس من احتجب عن الخلق بالخلوۃ مکن احجب
 عنہم باللہ ہر کہ از خلق نجیات خود را در محجب حجاب داشت همچو او نباشد
 کہ او با خدا از خلق محجب است کیے از خلق محجب گشت و کیے با خدا کیے گشت و از خلق محجب شد
 فشان بینہما قوله سمعت الشیخ اباعبدالرحمن السلی نقول سمعت ابابکر الرانہی ^{اللہ}
 يقول سمعت جعفر بن زبیر رحمة اللہ يقول سمعت الجدید
 رحمة اللہ يقول مکاتذک العزلة ایسر من ملاداة الخلوۃ

جنید رحمہ اللہ فرمودہ است این کہ در خلوت باشی و رنج خلوت کشتی بہ ازانکہ
 میان مردمان باشی و با ایشان مدارات کنی و بلا سے ایشان کشتی در خلوت مکامدہ
 سخن است اگر در تنہائی وحشت گرفت و قبضے شد پیش این بلا سے است
 کہ ہاں کس و اندکہ بچشد این مکامدہ آسان تر از ان مدارات است مداراۃ قریب
 بنفاق است مدارات البتہ برین معنی است برو سے مردم بہ شاشت
 و طلاق و جہ پیش آئی و باطن تو از و متنفر و منکسر باشد قولہ و قال معقول
 رحمہ اللہ ان کان فی مخالطۃ الناس خیر فان فی العزلة السلامۃ
 اگر در اختلاط مردم خیرے ہست آن خیر باش گوا اور عزلت سلامت است
 و آن بہترین منافع است قولہ و قال یحیی بن معاذ رحمہ اللہ ^{حدیث}
 جلس الصلحین خلوت بہتین صدیقانست یعنی البتہ ایشان را انس
 بہ تنہائی باشد و چون در خلوت اخلاص و صدق است پس بہتینی درست آید
 قولہ سمعت الشیخ اباعلی رحمہ اللہ یقول سمع الشیخ رحمہ اللہ
 یقول الافلاس الافلاس یا فاس فقہیں لہ یا ابابکر ما علامت
 الافلاس قال من علامت الافلاس الامتیئاس بالناس
 ابو علی رحمہ اللہ گفتہ است شنیدم کہ شبلی علیہ الرحمہ میگفت اسے مردمان از افلا
 پیر ہیزید از افلاس پیر ہیزید گفتند ای ابو بکر کنیت شبلی است رحمہ اللہ
 افلاس چیست گفت کہ انس با مردمان شود ترا قولہ و قال یحیی بن ابی کثیر
 رحمہ اللہ من خالط الناس در اہم و من در اہم ^{ہم}
 سر کہ با مردمان اختلاط کرد او مدارات کرد و سر کہ مدارات با مردمان کرد ^{ہم}
 کہ مدارات شائبہ نفاق و در وقولہ و قال سعید بن حرب رحمہ اللہ
 دخلت علی مالک بن معول رحمہ اللہ بالکوفۃ و هو فی ^ن

داره و حدك فقلت له اما تتوحيش و حدك فقال ما كنت
اری احدا ان يستوحيش مع الله سعيد حرب ميگويد من در كوفه و رخا
مقول ماناك بن معول و آدم و او در سراے خود تنها نشسته بود گفتم ترا در تنهائی وحشت
نمی گیر و گفت من ندیدم هیچ کس را وحشت گیرد و او با خدا باشد نمی گویم هر که در ره
گذر شنید یا آنجا شنید که او در خلوت باشد و نظر او بر ره گذر مردان افتد یا
استعمال مخدر کند یا شعر و غزل و نظم و نثر گوید یا بنویسد یا تصنیف
کتاب کند که لاک الالتقاط و التشریح یا نماز بسیار بگذارد او در خلوت نیست
و او خلوت شین نیست و خلوت او معتاد به نیست قوله سمعت الشيخ
ابا عبد الرحمن رحمه الله يقول سمعت ابا بكر الرازي رحمه
يقول سمعت ابا عمير الكاهلي رحمه الله يقول سمعت الجعيد
رحمه الله يقول من اراد ان يسلم له دينه وليترج بدنه
وقلبه فليعتزل الناس فان هذا زمان وحشة والعاقلي
من اعتزل فيه الوحده جئد رحمه الله فقلت استسبحك خواجه که دين او سالم ماند
و دل او متن او بر بند و راحت یابند پس گوازمردان غزلت گیر و زیر چپان
ایام ما ایام وحشت است نه ایام الفت این ایام نیست کی از دیگری نفع
شود و روین بلکه زیان شود و عاقل اوست درین زمانه که وحدت اختیار کند
این گفتار دلیل بر آن نکرده که شر خود از مردمان کفایت میکند بلکه دلیل برین کرده که شر
مردمان از خود دفع کند بر آنچه ما اشارت کرده بودیم اما اگر کسی ترا پرسد
که چرا از مردمان متوحد و متوحيش می باشی تو بگو تو واضعاً و تخالفاً که شر خود را از مردمان
کفایت میکنم قوله و سمعت يقول سمعت ابا بكر الرازي رحمه الله
يقول قال ابو يعقوب السوسي رحمه الله الا نفرادك لا يقوى

علیہ احد الا الاقویاء ولا مثالنا الاجتماع او فردا نفع بعمل بعضهم
 علی روایت بعض ابو یعقوب صوفی گفتہ است رحمہ اللہ کہ تنہا بودہ کار مردان
 قوی و استوار است ایشان نقدے با خود دارند و خلوت با آن نقد خوش اند
 اما مثال ہا را یکجا بہتر زیرا چہ ہر یکے مرد یکے را بیند کہ او چہ می کند بصحبت او
 و بدین او او ہم عمل کند قولہ و سمعہ یقول سمعت ابا عثمان سعید
 بن ابی سعید رحمہ اللہ یقول سمعت ابا العباس اللامعانی
 رحمہ اللہ یقول اوصانی الشبلی رحمہ اللہ قال الزم الوحدة
 واع اسمک عن القوم واستقبل الجدار حتی تموت شبلی رحمہ اللہ
 گفتہ است تو تنہائی را لازم گیر و نام خویش را از دیوان صوفیان محو کن و دیوار سے
 پیش گیر نشین تا آنکہ میری یعنی تنہا باش و آنچنان باش کہ ترا میان صوفیان ندانند
 و شمرند و آنچنان گم نام شدہ باش کہ ترا کسی نداند تا آنکہ میری قولہ و جاء رجل
 الی شعیب بن حرث رحمہ اللہ فقال ما جاء بك قال اكون معك
 یا اخی قال العبادۃ لا یكون بشركہ ومن لم یلتانس باللہ لم یانس
 بشئ شخصی بر شعیب بن حرث رحمہ اللہ آمد اورا پرسید سبب آمدن تو چیست
 گفت میخواہم با تو باشم گفت اے برادر عبادت بشرکت درست نیاید ہرگز انس
 بخدا نباشد اورا ہیچ چیزے انس نباشد قولہ و قيل لبعضہم ہہنا
 احد لتانس بہ فقال نعم و مد یدک الی مصحفہ فی حجرہ
 فقال ہذا ازیکے پسیدنا اینجا کسے ہست کہ او پخیزے انس میگردد گفت
 آری و مصحفے در کنار او بود گفت بدین و اگر این ضمیر را بخدا ازگردد اند یعنی اینجا
 کسے ہست کہ او انس نخورد و روکے ہمیں کہ چنانچہ حفاظ را است اکثر وقت بدین
 میگذراتند ہست اینچنین کہ اگر الفت تہلاوت شود او بدان مشغول باشد و از

بیا چیز باز ماند و دیگر در قرآن اسرار و معانی است اگر انس بدان شد ز سہ
 دولت و ز سہ کار و دیگر در قرآن گفت عَلَیْكُمْ اَنْفُسُكُمْ لَا یَضُرُّكُمْ
 مَنْ خَسَلَ اِذَا هَتَدْتُمْ ثُمَّ قُرْآن میفرماید بر شما باد و بالازم گیرید نفسہا سے خورا
 از ہمہ ہر کہ در تزکیہ نفس مشغول باشد از جملہ چیز با فرغ ماند و ہر کہ بنفس خویش مشغول ماند ہمہ
 جہاں بی غم گشت قولہ و فی معنای انشدا

و کتبت حوی لا تقارق مضجعی و فیہا شفاء للذی انا کاتم
 بپشتنای تو گرد و برگرد منست از خوابکہ من جدا نیست و در ان کتب و روئے کہ
 در سسینہ پنہاں می دارم در دمر اشفاست قولہ و قال رجل لذی النون
 المصری رحمہ اللہ متی تصح فی العزلة فقال اذا قویت علی عزلة
 النفس ذوالنون را رحمہ اللہ شخصے پرسید کہ باشد کہ مرا عزت و دست گرد
 گفت وقتے کہ بر نفس غالب آئی قولہ فقیل لابن المبارک رحمہ اللہ
 ما دواع القلب فقال قلة الملاقات از عبد اللہ مبارک رحمہ اللہ پرسید
 دواعی دل چیست گفت با مردان ملاقات کنی یعنی تنہا باشی قولہ وقیل
 اذا اراد اللہ ان ینقل العبد من ذل المعصیت الی عز الطاعة
 انسہ بالوحک و اغناہ بالقناعة و بصرہ بعیوب نفسہ فمن اعطی
 ذلک فقد اعطی خیر الدنیا و الاخرة بچنین گفتہ اند چون خدا خواهد بندہ
 را کہ از ذل معصیت بیرون آرد و بجز طاعت رساند اورا بوحدهت انس و ہر
 اورا بقناعة غنی کند کہ القناعة کنز لا یفنی و اورا بعیبہا سے نفس او بینا
 گرداند ہر کہ را این دادند اورا نیکی دنیا و آخرت دادند

قولہ (۴) باب التقویٰ

تقویٰ صیبت لغت او پرہیزدین است و پرہیز از اصنام باشد و اتقا از آنا کہ
 باشد و پرہیز از صحبت انام باشد و پرہیز از وجودات جز وجود خالق انام باشد
 و پرہیز از غیلات و اوام باشد گفتہ اند المتقی من یتقی الشک المتقی من یتقی المعاصی
 المتقی من یتقی سوی وجود اللہ قولہ قال اللہ تعالیٰ ان اکرمکم
 عند اللہ اتقکم سرکہ اتقی است نزدیک خدای تعالیٰ او کریم تر است
 مراتب تقویٰ گفتم ہر یکے بر حسب آن عند اللہ مراتبے کرامتے دارد قولہ خبرنا
 ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان رحمہ اللہ قال اخبرنا
 احمد بن عبید الصفار رحمۃ اللہ قال حدثنا محمد بن
 الفضل بن جابر رحمہ اللہ قال حدثنا عبد الاعلیٰ القرشی
 رحمہ اللہ قال حدثنا یعقوب القتی رحمہ اللہ عن لیث
 رحمہ اللہ عن مجاہد رحمہ اللہ عن ابی سعید الخدری رضی
 اللہ عنہ قال جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال
 يا نبي الله اوصني فقال عليك بتقوى الله فانه جماع كل خير
 و عليك بالجهاد فانه رهبانية المسلم و عليك بذكر الله فانه
 نور لك مردے بر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آید و گفت یا رسول اللہ
 مرا وصیتے کن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود بر تو باد تا تبری از خدا در دل
 تو البتہ ترس خدا باشد و چون ترس خدا در دل باشد جز خدا نترسد و خدا را گنہ
 نکند و جز خدا را نخواہد و از ہمہ پرہیز کردہ ہم بد و آرام گیر و زیرا چہ تقویٰ مجمع ہمہ خیرا
 است و جمع کنندہ ہر نیکیا است و بر تو باد بحسابدہ در راہ خدا زیرا چہ مجاہدہ
 رهبانیت اہل اسلام است رهبانان از ہمہ روگرانیدہ بخدا رو آوردند
 اگرچہ بدینے دیگر اند اما مسلمان را این رهبانیت است مجاہدہ و احتمال

وارو کیے در راہ خدا قتال کند و دوم مجاہدہ بانفس خود کند و بر تو با دیا ملازمت
 ذکر خدا باشد زیرا چہ ذکر خدا نور ایمان است و منظر اسرار باری است قولہ
 اخبرنا علی بن احمد بن عبد ان رحمہ اللہ قال اخبرنا احمد
 بن عبید قال اخبرنا عباس بن الفضل اسقاطی قال حدثنا
 احمد بن یونس رحمہ اللہ قال حدثنا ابو ہریرہ بن زافع بن
 ہریرہ رحمہ اللہ قال سمعت انس رضی اللہ عنہ یقول قیل
 یا محمد من آل محمد قال کل تقی انس میگوید رضی اللہ عنہ از رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پرسید ان تو کیمت گفت ہر کہ متقی است او آل
 من است این پرسیدن از نسبت نیست این پرسیدن از پسروانست یعنی
 پس رو تو کیمت گفت ہر کہ متقی است او آل منست یعنی پس رو منست
 قولہ التقوی جماع الخیرات و حقیقہ الاتقاء التمر ببطاعۃ اللہ
 سبحانہ عن عقوبتہ گفتم تقوی جمع خیرات است و حقیقت تقوی اینست
 کہ بطاعت خدا مشغول شوی از خوف نقاب او و بیچ عقوبتہ بدتر از بعد نیست
 قولہ یقال اتقی فلان بترسد ہم چنین گویند در استعمال عرب اتقا بپر کرد
 یعنی خور را بپنہ سپرداشت قولہ و اصل التقوی اتقاء المشرك ثم
 بعدك اتقاء المعاصی والسئیات ثم بعدك اتقاء الشبهات ثم
 یدع بعدك الفضلات اصل تقوی از شرک جلی است و بعداں اتقا از گناہ
 خدا بعداں آنچه مشتبہ باشد باحت و حلیت او معلوم نباشد ازاں اتقا کنند
 بعداں آنچه زواید است آنرا ترک آرد و ہر چہ جز خدا باشد ازاں زائد باشد
 قولہ كذلك سمعت الاستاذ ابا علی رحمہ اللہ یقول
 و لكل قسم من ذلك باب و ہر قسمی کہ در اتقا گفت او را بابی است

یعنی بسیار حکایت وارد قولہ و جاء فی تفسیر قولہ تعالیٰ اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ
تَقَاتِهِ اِنْ يَطَاعَ فَلَا يَعْصِي وَاِنْ يَكْفُرْ فَلَا يَنْسِي وَاِنْ لَيْشْكُرْ فَلَا يَكْفُرُ
درین تفسیر نبشته اند حق تقوی چیست کہ اطاعت کنند و البتہ عصیان نکنند و ذکر خدا
کنند البتہ فراموش نکنند و شکر خدا بجا آرند و البتہ کفران نعمت نکنند قولہ ^{سمعت}
الشیخ ابا عبد الرحمن السلی رحمه الله یقول سمعت احمد بن
علی بن جعفر رحمه الله یقول سمعت احمد بن عاصم یقول
سمعت سهل بن عبد الله یقول لا معین الا الله ولا دلیل الا
رسول الله ولا زاد الا التقوی ولا عمل الا الصبر علیه سهل
گفته است رحمه الله در کار امانت کردن و راستقامت آن معنی نیست جز خدا
و پیچ و لیلے سوی خدا نیست جز رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم هر کسی که
ترا نمود تو بران رو اگر میخواهی کہ بخداری و پیچ توشه نافع نیست ^{سمعت}
رسول جز رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم نیست کی ^{سمعت}
و عمل نافع تر ازین نیست کہ بریں دلیل و برین زاد و اتقاس معاصی مبرر
قولہ و سمعته یقول سمعت ابا بکر الرازی رحمه الله یقول
سمعت الکتانی قسمت الدنیاء علی البلوی و قسمت الجنه علی
التقوی کتانی گفته است قسمت دنیا بلا شد و قسمت بهشت تقوی شد
هر کہ بدنی اگر قمار شد او بجمع بلا گرفتار شد و هر کہ تقوی را ملازم شد او را بهشت
نزد بركات بهشت است قولہ و سمعته یقول سمعت ابا بکر الرازی
رحمه الله یقول سمعت الجریری رحمه الله یقول من ^{سمعت}
بینه و بین الله التقوی و المراقبه لم یصل الا ^{سمعت}
هر کہ میان خود و میان خدا تقوی را استوار کرد و مراقبه را درست و استقامت

نداد دل او بدولت کشف و مشاہدہ و نرسد و کشف و مشاہدہ و و چیز لایبدی
 است تخلیہ و تجلیہ تقوی تجلیہ است و مراقبہ تجلیہ قولہ و قال النصر بادی رحمہ اللہ
 التقوی ان یتقی العبد ما سواہ تعالیٰ بہا سخن است کہ بالا گفتہ ام تقوی
 اینست کہ از ما سوی اللہ پیرمیز و قولہ و قال سهل رحمہ اللہ من اراد
 ان یصح لہ التقوی فلیترك الذنوب کلہا ہر آئینہ ہمیں آید این چہ
 گفتار است ہر کہ خواہد اور التقوی صحیح شود از ہمہ گناہان باز آید یعنی از صغیرہ و کبیرہ
 از بہات و نفوات قولہ و قال النصر بادی رحمہ اللہ من لزم
 التقوی اشتاق الی مفارقتہ الدنیا لان اللہ تعالیٰ یقول وَاللَّارُ
 الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يَتَّقُونَ نصر بادی رحمہ اللہ فرمودہ است ہر کہ تقوی
 لازم گرفت او مشتاق بمفارقت دنیا شد گوئیم لازم نیست شاید متقی باشد
 و حیات دنیا را دوست دارد براسے از دنیا و تجلی و کشف را و براسے دامن
 و او مقام تقوی را و این آیت کہ شیخ آورد براسے اثبات این را این آیت
 البتہ دلیل بریں نمی کند زیرا چہ معنی باینست و ہر آئینہ ہر اسے کہ پس این ہر
 آید او بہتر است مرکسانے را کہ ایشان اتقاد دارند شیخ از لازم معنی می گہر و چو
 بہتر باشد مفارقت باشد و دیگرے گوید بیشتر نام و تقوی بیشتر کنیم و مراخیز
 بیشتر باشد تا آنکہ بیشترے صلحا و متقیان حیات را و مزید عمر را دوست دارند
 قولہ و قال بعضہم من تحقق فی التقوی ہون اللہ علی قلبہ
 الاعراض عن الدنیا ہر کہ ملازم تقوی شد و تقوی را بحقیقت ثابت کرد
 اور از دنیا اعراض کردن آسان باشد قولہ و قال ابو عبد اللہ الزوکی
 رحمہ اللہ التقوی بجانب ما یبعدک عن اللہ تقوی چیست آنچه ترا
 از خدا دور و درازاں اتقا کنی یک سخن است کہ بعبارت مختلف این بزرگا

گفتہ اندو ما مجموع این بالا گفته ایم آمده ایم قوله وقال ذو النون رحمه الله
التقی من کلید نفس ظاہرہ بالمعارضات ولا باطنہ بالعلاقات
ویکون واقفامع الله موقف الاتفاق متقی کیست کہ ظاہر خویش
بمعارضات نفس آلودہ و پلید نکند و باطن او بعلاقہ چیزے آلودہ نباشد
و بہارہ با خدا واقف موقف اتفاق باشد با خدا باشد و بر صفتے باشد
کہ رضایے خدا و ران است قوله سمعت محمد بن الحسین
رحمه الله يقول سمعت ابا الحسین الفارسی رحمه الله
يقول سمعت ابن عطار رحمه الله يقول التقوی ظاہر و باطن
ظاہرہ محافظہ الحدود و باطنہ النیة و الاخلاص ابن عطا
رحمه الله گفته است تقوی را ظاہرے و باطنے است او چیت کہ آنچه
خدا فرمودہ است آزا مباتر باشی و آزا نچہ نبی کردہ است ازان ممتنع باشی
و تقوی باطن چیت نیت و قصد تو پرایے خدا پر باشد و عملے خاصانہ
فی الله کنی قوله وقال ذو النون رحمه الله

لا عیش لاعم رجال قلوبہم تخن الى التقوی و ترقبوا لکم
ذو النون رحمه الله گفته است راحت زندگانی نیست مگر با مردانے کہ وہاں
ایشان میل بتقوی دارد و بنا بر ذکر خوش میشوند قوله و قيل یستدل علی
تقوی الرجل بثلاث نحسن التوکل فیما لم یصل و حسن الرضا
فیما اذنا و حسن الصبر علی ما اذنا فامت سے چیزے سے کہ مستطیع
کہ متقی است ہرچہ بد و نرسیدہ است اورا بہرستی کہ گویا مستطیع و ہرچہ
بد و نرسیدہ است بران رضایے مستقیم دارد و ہرچہ از و ثبوت شد
بران صبرے دارد کہ البتہ آن صبر بجزع نکند قوله و قال طلق بن

حبيب رحمة الله التقوى عمل بطاعة الله على نور من الله
مخافة عقاب طلق حبيب رحمة الله گفته است تقوى اورا گویند
که طاعت و عبادت خدا باشد این طاعت که علی نور من الله بود بنا بر
خوف عقوبت خدا باشد قوله سمعت الشيخ ابا عبد الرحمن رحمه
الله يقول سمعت محمدا الفراء رحمه الله يحكى عن ابي
حفص رحمه الله انه قال التقوى في الحلال المحض لا غير ابواب^{حفص}
رحمة الله حکایت میکند تقوى که صوفیان کنند از حلال محض باشد اما تقوى که
از حرام کنند آن کار هر کس است و تقوى از محرمات فرض خدا است
و وظیفه عوام است قوله و سمعته يقول سمعت ابا بكر الرازى
رحمه الله يقول سمعت ابا الحسين الزنجانى رحمه الله
يقول من كان رأس ماله التقوى كَلَّتِ الامن عن وصف
رنجد زنجانى رحمه الله گفته است هر که سرمایه کار او تقوى باشد آن قدر
او در دین سود کند که زبانه او در وصف آن سود گنگ باشد قوله و
قال الواسطى رحمه الله التقوى ان يتقى من تقواه يعنى
من روية تقواه واسطى رحمه الله گفته است تقوى چیست که نظر
از تقوى نخیزد و واسطى گفت ان يتقى من تقواه شیخ تفسیر کرد من روية
تقواه و احتمال دیگر هم دارد و متقى باشد از ان تقوى هم منسلخ باشد
و رتقوى اتقا است و متقى است متقامنه و انکه تقوى از تقوى کرده است
او مرد فانی است و تمام تقوى نباشد مگر مرد فانی را از تقوى قوله و المتقى
مثل ابن سیرین رحمه الله اشترى اربعین مجبا من سمن
فاخرج مغلما فارة من جب فساله من ای جبل خرفتها

فقال لا ادري نصبها كلها تقوى چنانچہ ابن سیرین کردرحمد اللہ چہل ڈبہ
 داشت پراز روغن خادم او موثی آورد کہ از ڈبہ بیرون آوردم گفت از
 کہ ام ڈبہ گفت نمی دانم پس ہمہ را بزخت علماء در حکم شرع چہ گویند اگرچہ
 حادثہ زاید جز آنکہ ہمیں گویند ہمہ را بریزند موثی مرده بیرون آمد از کی و آن
 معلوم نہ از کہ ام بیرون آمدنہ بتحقق ونہ بغالب عن قوله ومثله ان ابا
 یزید رحمہ اللہ اشتری بہمدان حب القسط ففضل
 منہ شیء فلما رجع الی بسطام رای فیدہ فملیتین فخرج الی ہمدان
 ووضع الفملیتین ومثل این تقوی ابو یزید رحمہ اللہ کردہ است در ہمدان
 یک ڈبہ معصفر خرید قیاس سے کہ در ان گرفته بودند ان چیزے فاضل آمد یا
 آنکہ حب معیار بود بعد آنکہ او را پر کردند در بسطام آمد ان چیزے زیادت
 یافت مقدار یک دانہ دو دانہ باز ہمدان باز گشت و آن مردو دانہ را کم
 کرد و آمد نیکو سخنے است این اما مرا این مشکل میشود و این شمار نیست
 بوزن و کیل است و همچنین گویند با یزید جابے طعامے خریدہ بود با آن طعم
 دو مورچہ بود با یزید رحمہ اللہ گفت این را من از سوراخ جدا کردہ ام باز
 گشت ہمدان ایشان را ہا نجانداخت قوله و یحکی عن ابی
 حنیفۃ رضی اللہ عنہ کان کای مجلس فی ظل شجرۃ غریمہ
 وگفتہ اند ابو حنیفہ رحمہ اللہ در سایہ درخت کسے کہ غریم او بود نایستاد
 و همچنین ہم گویند متقی در سایہ غریم نایتد زیرا چہ نسبت بہ بادار و مناسبت
 این حکایت است تاجرے چند ہزار من غلہ بدست مضاربے در کوفہ
 فرستاد تا آنجا بر وزن بخ فروشد و آن غلہ را فروخت ترا جرتشت
 کہ من غلہ در کوفہ آوردم خواستم بفروشم غلہ فروشان کوفہ با من گفتند

اگر دو سہ روز می داری مال کیے بد و زیادت می گرد و زیر آنچه میان دو سہ
روز غلطه گران خواهد شد من همچنان کردم مال کیے بد و افز و تا جز نبشت که اس عظام
چه کردی تمام مال مرا خراب کردی و مرا متکسر ساختی آن سر را به راجع او با نخواست
بده بیا و اگر نه تمام مال در شک و شبهه افتد همچنان گردن قوله و بقول فی الجاهل
کل قرض جتر نفعاً فهو ربوا هر قرضی که از ورع شود آن این را ربوا
باشد قوله و قيل ان ابایزید رحمه الله غسل ثوبه فی الصبح
مع صاحب له فقال صاحبہ تعلق الثياب من جدار الکروم فقال
لا تغرز الوتد فی جدار الناس فقال تعلقه من الشجر فقال لا
انہ یکسر الا غسان فقال تبسط علی الا زخر فقال لا لانه علف
الذباب لا یستسره عنها فولی ظهره علی الشمس و القیص علی ظهره
حتى جف جانب ثم قلبه حتى جف الجانب الآخر و چنین گویند
ابویزید رحمه الله جائز خود را بست و باوے یارے بودا و گفت من
این جائز نم را در شاخه های انگور بیا و زیم تا خشک شود بایزید رحمه الله گفت
نه روا باشد که بر دیوار بیگانه میخ زند گوی بایزید رحمه الله همچین گفت این را
در شاخه های بنید از نذ فیض هو را بگیرد میوه را زبان کند بدان ماند که میخ بر دیوار
کسی زند گفت به شاخه های درخت آویزم گفت نه بار او بر شل افتد
شاخ بشکند پس او گفت بر او خرگیا ہے است بر زمین می روید بران
بمیدازم گفت نه این علف و واب است ایشان ازان با زمانند پس پرا
را بر پشت خود انداخت و پشت را طرف آفتاب کرد تا آنکه خشک شد
باز طرف دیگر کرد تا آنکه آن هم خشک شد قوله و قيل ان ابایزید رحمه
دخل یوم الجامع فصرع عصاه فی الارض فسقطت و وقعت

علی عصا شیخ یجذبہ رکز عصاه فی الارض فسقطت فانحنی
 الشيخ و اخذ عصاه فمضی ابو یزید رحمہ اللہ الی بیت الشيخ
 واستحلہ وقال کان سبب عصابی حیث احنجت ان تلحنی ازا با
 یزید رحمہ اللہ حکایت آرنڈ با یزید در سجد جاں مع رفت عصا را بر زمین زو پیر
 نزدیک او بود او ہم عصاے بر زمین زوہ بود عصاے با یزید رحمہ اللہ
 بر زمین نگوئے شست بر عصا آورد عصاے او افتاد پیر منحنی شد و عصا
 از زمین برگرفت با یزید رحمہ اللہ در خانہ آن پیر رفت و عذر خواست کہ
 من بود کہ تو محتاج شدی با آن چنان این مقدار را بخله خواست قوله
 ورؤی عتبه الغلام قائمًا فی موضع وهو یصیب عرقًا
 فی الشا فقیل له فی ذلك قال انه مکان عصیت فیہ رجب
 فسئل عنہ فقال کثتت من هذا الجدار قطعة طین یغسل
 ضیف لی یدک ولما استحل صاحبہ عتبه بن الغلام رحمہ اللہ در محلے
 ایٹا وہ بود و عرق از اندام او میچکید و برگفتند اینچنین ہواے زمستان و ترا
 چنین خوسے از کجا است این گفت زیرا چہ این جلیبے است ازین دیوار
 پر کالہ گلے جدا کردم مہمان من بدان پر کالہ گل دست شست و بخلے از
 صاحب دیوار خواستم کہ بر چیزے دست آلودہ بود کہ بدان گل شستن پاک
 شد یا ہماں مس کردن بگل آن دیوار را غسل گفت قوله وقال ابراہیم
 بن ادہم رحمہ اللہ بت لیلۃ تحت الصخرۃ بیت المقدس
 فلما کان بعض اللیل نزل ملک ان فقال احدهما لصاحبه
 من ہہنا فقال الاخر ابراہیم بن ادہم فقال ذاك الذی
 حظا اللہ در حجتہ من در حجاتہ فقال لہ قال لاندہ اللہ تروی

بالبصرۃ القمر فوقعت ثمرة علی ثمرۃ من ثمر البقال فلم یردهما علی صاحبها قال براهیم رحمہ اللہ فضیت الی بصرۃ واشتریت القمر من ذلک البقال واورقت ثمرة علی ثمرة وصرحت الی بیت المقدس وبت فی الصخر فلما کان بعض اللیل اذا أنا بمملکین نزکا من السماء فقال احدهما لصاحبه من ههنا فقال الآخر ابراهیم بن ادهم فقال ذلک الذی سرتمکما وصرحت وصرحتہ وازا براهیم ادرہم حکایت آرندا وگفت شبے بر صخرۃ بیت المقدس خفته بودم چیز از شب رفته بود و دیدم دو فرشته از آسمان فرود آمدند یکے دیگرے را پرسید اینجا کیست این دوم فرشتہ گفت ابراهیم ادرہم است بار دوم گفت این بہمان ابراهیم است کہ درجہ او منخط شدہ است سبب آنکہ خرابے از بقال خرید و یک خرابے او بر خرابے او افتاد سلطان ابراهیم رحمہ اللہ از آنجا قصد کرد و باز در بصرہ آمد از ان بقال خرید و خرابے از ان خود بر خرابے او انداخت عوض آنکہ از ان او افتادہ بود بر گشتم ہم در ان صخرہ شبے ختم دیدم دو فرشتہ فرود آمدند یکے دیگرے را گفت کیست این گفت ابراهیم ادرہم است گفت این بہمان باشد کہ مرتبہ او باز بلند کردہ اند سبب آنکہ در بصرہ باز گشت و یکے خرابے را باز در کرد و آید قولہ وقیل التقویٰ علی وجوہ للعامة تقویٰ الشریک وللخواص تقویٰ التوسل بالافعال وللانبیاء تقواہم منہ الید و مثل این سخن گفتہ است اما یکے دوئے زیادہ است تقویٰ عوام از شرک باشد و تقویٰ خواص از گناہان تقویٰ کنند و مراد بسیار اتقا ازین باشد کہ ما را بعمل خویش وصلاتے شدہ است

بلکہ بار و صلت بفضل محض است و تقوی انبیاء از وسبب اوست ابن مینی
 بالآگفتہ ام فی قول الواسطی التقوی من التقوی قولہ عن امیرالمؤمنین
 علی رضی اللہ عنہ اندہ قال سادۃ الناس فی الدنیا الا سخیاء
 و سادۃ الناس فی الآخرة الا تقیاء از مرتضی رضی اللہ عنہ منقولست
 کہ در دنیا بزرگانند کہ ایشان کہ بر صفا و سخا اند و در آخرت سادات مردم اتقیاء
 اند قولہ اخبارنا علی بن احمد لاهواری رحمہ اللہ قال خبرنا
 ابو الحسن البصری قال اخبرنا بشر بن موسی رحمہ اللہ قال
 اخبرنا محمد رحمہ اللہ قال حدثنا ابن المبارک رحمہ
 عن یحیی بن ایوب رحمہ اللہ عن عبد اللہ بن زحر رحمہ
 عن علی بن ابی یزید رحمہ اللہ عن القاسم رحمہ اللہ عن ابی
 امامہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم فرمور
 قال من نظر الی محامن امرأۃ فغضب بصرہ فی اول مرة احذرت
 لہ عبادۃ یجد حلا و قہا فی قلبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم فرمور
 ہر کہ سوے حسن و جمال عورتے بیند چنانچہ نظر بر او افتاد چشم خود را نگاہداشت
 از دو دم و دین خداے تو او را عبادتے روزی کند کہ لذت آن عبادت درو
 یا بدچو از شہوت نفسانی باز آید خداے تعالی لذت روحانی و قلب روزی کرو
 قولہ سمعت محمد الحسین رحمہ اللہ یقول سمعت ابا العباس
 محمد بن الحسین رحمہ یقول سمعت محمد بن عبد اللہ
 الفرغانی رحمہ اللہ یقول کان المجتہد رحمہ اللہ جالسا
 مع رویم و الجری و ابن عطار رحمہم اللہ فقال المجتہد رحمہ
 ما نجا من نجا الا بصدق الیجا قال اللہ تعالی و علی الثلث الذ

خَلِفُوا إِلَى قَوْلِهِ وَظَنُّوا أَنَّ لَا مَجَاءَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ فَقَالَ
 رُوِيَ بِرَحْمَةِ اللَّهِ مَا نَجَّاهُ مِنْ نَجَاةٍ إِلَّا بِصِدْقِ التَّقَى قَالَ اللَّهُ تَعَالَى
 وَيُنَجِّي اللَّهُ الَّذِينَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ذُو الْقَلْحَيْنِ الْجَرِيرِ رَحِمَهُ اللَّهُ مَا
 نَجَّاهُ مِنْ نَجَاةٍ إِلَّا بِمُرَاعَاةِ الْوَفَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى الَّذِينَ يُؤْتُونَ بَعْدَ اللَّهِ
 وَلَا يَنْقُضُونَ الْمِيثَاقَ وَقَالَ ابْنُ عَطَا مَا نَجَّاهُ مِنْ نَجَاةٍ إِلَّا بِتَحْقِيقِ
 الْحَيَاةِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَرَىٰ مَا فِي سُلُوكِهِمْ
 جَسَدٌ رَحِمَهُ اللَّهُ شَشْتَهُ بُوْرُو بَاوَسَ أَبُو مُحَمَّدٍ رُوَيْمٌ وَجَرِيرِي وَابْنُ عَطَا رَحِمَهُمُ اللَّهُ
 بُوْرُو وَجَرِيرِي كَقَوْلِهِ نِيَاةً نَجَاتٍ كَسَىٰ مِنْ حِرْمَانَ وَبِحِرْمَانَ مَكْرُومًا كَمَا أَنَّ
 اتَّجَابَةً اسْتَدْوَانِ آيَةِ خَوَانِدٍ عَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا أَنْ كَسَىٰ
 وَرَغْوَةَ تَخَلَّفَ كَرُوهُ بُوْرُو سَبَبٌ قَبُولِ تَوْبَةِ إِيشَانَ نَبُوْرُو كَرُ بُوْرُو
 كَمَا إِيشَانَ كَرُوْرُو وَظَنُّوا أَنَّ لَا مَجَاءَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ إِنْ صَدَقَ اتَّجَابَةُ بُوْرُو
 رَحِمَهُ اللَّهُ كَقَوْلِهِ نَجَاتٍ يَأْتِي كَسَىٰ كَرُ بُوْرُو تَقْوَىٰ زِيْرَاةٍ خَدَا كَقَوْلِهِ
 وَيُنَجِّي اللَّهُ نَجَاتٍ دَرِيْمٍ بُوْرُو وَظَفَرَ كَسَىٰ رَا كَمَا مَتَقِيَانِ وَجَرِيرِي رَحِمَهُ
 كَقَوْلِهِ نَجَاتٍ يَأْتِي كَرُ بُوْرُو عَقْدَاتٍ وَفَاعِلِي عَقْدَاتٍ وَعَهْدَاتٍ كَمَا وَرَطَلَبُ خَدَا
 كَرُوْرُو بُوْرُو أَنْ رَابِسُ بُوْرُو خَدَا تَعَالَى كَقَوْلِهِ مَرْتَبَةُ إِيشَانَ كَمَا حَسْبُهَا اسْتَدْوَانِ
 عَقْدَاتٍ وَعَهْدَاتٍ كَمَا بَا خَدَا كَرُوْرُو إِيفَاةً أَنْ كَرُوْرُو ابْنُ عَطَا رَحِمَهُ اللَّهُ
 كَقَوْلِهِ بِيحِ كَسَىٰ رَسْتَا كَرِي نِيَاةً كَرُ كَسَىٰ كَمَا دَرَا فَعَالٍ وَأَقْوَالِ حَيَاةٍ زِيْرَاةٍ
 كَرُوْرُو وَانْدَانِسَانَ كَمَا خَدَا بِيحِ بُوْرُو مَحْضَرٍ وَمَنْظَرٍ أُوْبَا شَدُوْرُو كَمَا كَسَىٰ رَا
 وَكَمَا بَا بِيحِ شَرْمٍ دَرُوْرُو قَوْلُهُ قُلْتُ مَا نَجَّاهُ مِنْ نَجَاةٍ إِلَّا بِالْحُكْمِ وَالْقَضَا
 قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ سَمِعُوا
 رَحِمَهُ اللَّهُ مِيكُوْرُو مِنْ كَقَوْلِهِ بِيحِ كَسَىٰ رَسْتَا كَرِي شَدَا زِيْرَاةٍ وَخَدَلَانَ كَرُ بُوْرُو قَضَا

خدا زیر اچہ خداے تعالیٰ گفت برائے کیا نے را کہ حکم ازلی رفتہ است ایشان
چنین و چنین اند الحق و الحق سخن آن بود کہ جنید رحمہ اللہ گفت و جملہ کلمات
ہمہ مرتبہ سخن جنید است تو فکرے، مکن بہ بین من بگویم اما سخن و راز خواہد
شد و عجب ازین بزرگان کہ اختلاف لفظی کردند و ہمہ ایشان پیش جنید رحمہ
در مرتبہ تلمذ بودند و آنکہ شیخ فرمود با حکم و القضا چہ گفتار است
این کدام چیز است کہ حکم قضائست آن اتجا و آن و فاء آن حیا و آن
تقی ہمہ حکم و قضا بود و جز این چیز نیست۔

قوله (۵) باب الورع

ورع عبارت از ان کردہ اند تو شروع کردہ اند آنچه در معاملات و معاشرت
افعال و ہم نام شروع رود از ان تورع کردہ اند و باقی حکایات شیخ ہم برین
مرتبط است کہ من بستم لذت بحلال و تمتع و تمتع بافعال ہمہ داخل این مقال
است قوله اخبرنا ابو الحسن عبد الرحمن بن ابراهیم
بن محمد بن یحیی المزکی رحمہ اللہ قال اخبرنا محمد بن
داؤد بن سلیمان الزاهد رحمہ اللہ قال اخبرنا محمد بن
الحسین بن فتیبہ رحمہ اللہ قال اخبرنا احمد بن ظاہر
الخراسانی رحمہ اللہ قال حدثنای یحیی بن العیز اسر رحمہ اللہ
قال حدثنای محمد بن یوسف القسری رحمہ اللہ قال حدثنای
رحمہ اللہ عن اہل جمع رحمہ اللہ عن عبد اللہ بن زید
رحمہ اللہ عن ابی الاسود الدیلمی رحمہ اللہ عن ابی
ذہر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

من حسن اسلام المرء تركه مالا يعنيه ابو ذر رضی اللہ عنہ روایت
 اثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ در رسول اللہ علیہ السلام فرمودہ است
 بتحقیق بعضے از استقامت امور دین است کہ مرد دین ترک مالا یعنی کسند
 ہر کسے را بحسب حال او مالا یعنی ہست باختلاف مقال حسب حال ہر کسے
 مالا یعنی معلوم خواہد شد قولہ اما الورع فانہ ترک التبہات
 ورع اینست ہر چه جاے شبہ باشد آنرا ترک آرنہ قولہ قال ابراہیم
 بن ادہم رحمہ اللہ الورع ترک کل شبہة و ترک
 مالا یعنی ہو ترک الفضلات ابراہیم ادہم رحمہ اللہ گفتہ است
 ورع اینست کہ ترک تبہات کنی یعنی چیزے کہ در وہم حرمت و کراہیت
 باشد ترک آن کنی و این کہ ترک فضلات کنی این ترک مالا یعنی باشد قولہ
 وقال ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کنا ندع سبعین
 بابا من الحلال مخافة ان يقع فی باب من الحرام ابو بکر صدیق
 رضی اللہ عنہ گفتہ است ہفتاد و در حلال را ترک میدہم خوف آنکہ در باب
 حرام افتیم یعنی حلالے کہ در وہم شبہ باشد بعد ترک ہفتاد و یکے از ان انہا
 باشد کہ آزا استعمال کنند پس بے شبہ ان یکے از انہا است کہ در وہم
 حرام نیست قولہ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 لا بی ہریرۃ رضی اللہ عنہ کن و عاتکن اعبدا لمناس رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بانی ہریرہ رضی اللہ عنہ گفت متورع و پارسا باش
 کہ چون پارسا باشی عابدترین مردمان تو باشی یعنی ورع سرجمہ عبادتہا است
 قولہ سمعت الشیخ ابا عبد الرحمن رحمہ اللہ یقول سمعت
 ابا العباس البغدادی رحمہ اللہ یقول سمعت جعفر

بن محمد رحمہ اللہ بقول سمعت الجدید رحمہ اللہ بقول
سمعت السہی رحمہ اللہ بقول کان اهل الورع فی اوقانہم
اربعۃ حدیفۃ المرعشی و یوسف بن اسباط و ابراہیم بن
ادھم و سلیمان الخواص رحمہم اللہ فنظروا فی الورع فلما
ضائق علیہم الامور فزعوا الی التقلل سرے گفتے رحمہ اللہ و وقت
خویش متورعان چہار بودند ہر یکے در وقت خویش متورعے بود یکے در وقت
خویش متورعے بود یکے در وقت خویش حدیفہ مرعشی رحمہ اللہ متورعے بود
حدیفہ از تابعین است و دوم در وقت خویش یوسف اسباط بود و سوم
در وقت خویش ابراہیم ادھم بود و چہارم سلیمان خواص ہر چہار بعضے تابعین بعضے
تبع تابعین است ایشان فکرے در ورع کردند کہ ورع بچہ میسر آید بعد آنکہ
کار ہا بدیشان تنگ شد یعنی پہنچ و جبے تحقیق معلوم شود و تقلید فارغ شد نہ
ہر چہ کم کنیم ورع ہم خود شود قولہ و سمعته بقول سمعت ابا القاسم
الدمشقی رحمہ اللہ بقول سمعت المشبلی رحمہ اللہ بقول
الورع ان تتورع عن کل ما سوی اللہ ہر چہ از غیر خدا بہر بہتری تورعے تا
ہر کسے را بحسب حال او ورع است یک ورع بحسب حال او انست قولہ
و سمعته بقول اخیرنا ابو جعفر الرازی رحمہ اللہ قال حدثنا
العباس بن حمزہ رحمہ اللہ قال حدثنا احمد بن ابی الجوار
رحمہ اللہ قال حدثنا اسحاق بن خلف رحمہ اللہ قال
الورع فی المنطق امثل منہ فی الذهب والفضۃ والزہد
فی الریاسۃ امثل منہ فی الذهب والفضۃ لافک تبذل
ہما فی طلب الریاسۃ اسحق بن خلف رحمہ اللہ حکایت کرد ہر ہا کہ ورع

در سخن یعنی البتہ آسختن گوید کہ حرفی و سخن زیادہ نیفتد یا خود سخن کم
گوید جز بضرورت بشریت یا دعوت امت بعد کے کہ لابدی باشد این سخت تراست از
ورع در زرو فقرہ ترک زرو فقرہ آسان تراست از ترک سخن زیادہ و غیر مقصود
وزید در ریاست یعنی ترک ریاست کنی سخت تراست از ترک زرو فقرہ
زیرا کہ بسیار بذل در زرو فقرہ شود برائے طلب ریاست و جاہ و بسیاران
درین گرفتار اند قوله وقال ابو سلیمان الدارانی رحمہ اللہ الورع
اول الزهد كما القناعت طمأنينة من الرضا دارانی رحمہ اللہ
گفته است اول زہد ورع است بعد توبہ ورع است و بعد ورع زہد
پس اول زہد ورع باشد چو ورع کمال شود زہد گردد و چنانچہ قناعت چیز
نشان رضا است زیرا چہ اول توکل قناعت گفته اند اول رضا توکل
پس قناعت ہم بین نسبت طرفے از رضا باشد قوله وقال ابو عثمان
رحمہ اللہ ثواب الورع خفة الحساب ثوابه کہ از ورع باشد
آن ثواب بود کہ ہمہ ثواب ارا و دیگر ڈوا اگر فقط خفۃ الحساب باشد
خود ظاہر است ہر کہ متورع باشد خفت حساب اورا شود و حساب
بروے سبک باشد قوله وقال یحیی بن معاذ رضی اللہ عنہ
الورع الوقوف علی حد العلم من غیر قایل ورع حیث ہر
چہ شرع بر آن حکم کردہ است بغیر اویلے در ان سبب شریکے این ورع است
قوله سمعت محمد بن الحسین رحمہ اللہ یقول سمعت
الحسین بن احمد بن جعفر رحمہ اللہ یقول سمعت
محمد بن داود الدینوری رحمہ اللہ یقول سمعت ابا
عبد اللہ المجاہد رحمہ اللہ یقول اعرف من اقام مکتة

ثلاثين سنة لم يشرب من ماء زمزوالا ما استقاه بركوه^ن اشتقاه^ن
 وسر شاعه ولم يتناول من طعام جلب من مصر كس^ن وركه
 سي سال ماذو آب زمزم نخورد وگر بدو خوش وريمان خوش كشيده باشد
 وطماعه كذا من مصر آورده شده است نخورد و هم چنین معلوم می شود كه عبد
 بن ابله كفايت از نفس خوش كرد قوله و سمعته يقول سمعت
 ابا بكر الرازي رحمه الله يقول سمعت علي بن موسى التاهري
 يقول وقع من عبد الله بن مروان فلس في بئر قذرة فالتز
 عليه بثلاثة عشر دينارا حتى اخرج به فقيل له في ذلك
 فقال كان عليه اسم الله تعالى از عبد الله مروان رحمه الله يك
 وانگه در چاه پديد افتاد بر اے كشدن آنرا بسزوه دينا كرايه گرفت
 تا آنرا كشيده ورا ازين پرسيد گفت دران دانگ نام خدا نقش بود قوله
 و سمعته يقول سمعت ابا الحسين الفارسي رحمه الله يقول
 سمعت ابا علويه رحمه الله يقول سمعت يحيى بن معاذ
 رحمه الله يقول الورع علي وجهين ورع في الظاهر
 وهو ان لا يتحرك الا الله ورع في الباطن وهو ان لا
 يدخل قلبك سواه تعالى يحيى معاذ رحمه الله گفته است و ورع
 است يكے ورع ظاهر است كه بهيچ رگه از درول تو خاطر نيايد و اگر
 بيايد رفع كند قوله وقال يحيى بن معاذ رحمه الله من
 لم ينظر في الدقيق من الورع لم يصل الى الجليل من
 العطاء هر كه در دقيق ورع نظر نكند يعنى در باكي ورع ميبانفت عطا كند
 بزرگ باشد بدان نزد قوله وقيل من دق في الدين نظره
 به در نوبه منقول عن عبارات ترجمه مي شود هر قوم است ظاهر است كه كاتب آن نسخه بياست از الفاظ
 را در كتابت نياورد - ع ح

جل فی القیمة خطرہ ہرگز اور دین نظر دقیق باشد یعنی مواجب دین را ببالغت
بجا آر و خطر و مرتبہ او در قیامت عظیم باشد قولہ وقال ابن الجلاء من لم
یصلحہ التقی فی فقرہ اکل الحرام والمخض ہرگز فقیر باشد و با تقوی نباشد او
حرام ظاہر خورد و قولہ وقال یونس بن عبید الوبر الخروج عن کل
شبهة ومحاسبة النفس مع کل طرفة و برع اینست کہ از ہر شبہ برین
آیند و ہر نفسی محاسبہ بانفس خود کنند قولہ وقال سفیان الثوری رحمہ
ما رأیت اسهل من الوبر ما خلک فی نفسک ترکتہ بیچ چیزے
از و بر آسان تر ندیدہ ام ہرچہ ترا پیش آید از ترک آری در نسخہ خلک بہت دور
نسخہ خلک و در نسخہ جاک و در نسخہ حیاک ہمہ بیک معنی است و از ہر خلک
دقیق تر است قولہ وقال معروف الکرخنی رحمہ اللہ احفظ لسانک
من الملح کما تحفظہ من الذم زبان خویش را نگہدار ازین کہ مردمان را مدح
کنی چنانکہ نگہ می داری ازین کہ ذم کنی بی مدح کردن و ستودن یکے را تحمل از حد اعتدال
تجاوز نشود پس از و احقر از کن چنانچہ اذم قولہ وقال بشر بن الحرث شد
الاعمال ثلثة الجود فی انقلت والوبر فی الخلوۃ و کلمۃ حق عند
من یخاف و یرجی بشر جارت رحمہ اللہ گفتہ است سخت ترین عملہا عمل است
فقیر باشی و جوافر دی کنی این خاصہ شیوہ صوفیانست و در خلوت باشی و متوہ
آن و بر با خود است با و گرنیست و برع در خلوت جز توہر باطنی نیست و سخن
حق گفتن نزدیک کسے کہ از و خوف باشد و رجا باشد چنانچہ بادشاہ و امر خوف
قطب و قیل و جلاے است و امید آنست کہ ایشان کسے را چیزے می دہند
و بفرار از قتیان چیزے می رسد قولہ و قیل جارت اخت بشر الحافی
رحمۃ اللہ علیہا الی احمد حنبل رحمہ اللہ و قالت انظر

علی سطوحنا قمر بنا مشاعل الطاهرية ويقع الشعاع علينا
 اتجوز لنا الغزل فی شعاعها فقال من انت عافاك الله قالت
 اخت بشر الحافی فبکی احمد رحمه الله وقال من بیتکم تخرج
 الورع الصادق لا تعزلی فی شعاعها خواهر بشر حافی رحمه الله علیہما
 براحمد ضبل رحمه الله آمد وگفت ما برام خویش می باشم وریمان می رسم شعلمان
 طاہریان دران رومی گذر و طاہریان و ذراے مامون خلیفہ اند و شعاع آن برام
 مامی افتد و در روشنائی آن روا باشد که ما چند تارے بر رسم احمد ضبل رحمه الله
 پرسید تو کیستی از کجائی گفت من خواهر بشر حافی ام احمد گریست گفت ورع
 ہم از خانه شما بیرون آید بعد آن فرمود که دران شعاع طاہریان مریسی قوله وقال
 العطار رحمه الله مررت بالبصرة فی بعض الشوارع و اذا مشیخ
 تعود و صبیان یعلبون فقلت اما تسبحون من هؤلاء المشایخ
 فقال صبی من بینهم هؤلاء المشایخ قل ویر علمم فقلت هیتهم
 علی عطار رح گفته است در بعض شوارع بصره گذشتیم تا کہاں می بنیم پیران شایخ
 و کو دوکان بازی می کنند من آن کو دوکان را گفتم که شما شرم نمی دارید که پیش این پیران
 بازی می کنید کو کے گفت ورع ایشان کم شد بہیبت ایشان ہم از ول مارفت
 ہمیں نشست ایشان جای که کو دوکان بازی میکنند دلیل بر قلت ورع ایشانست
 قوله وقیل ان ملات بن دینار رحمه الله مکث بالبصرة ^{بعین}
 سنة فلم یصح له ان یأکل من ثمرة البصرة وکام من رطبها حتی ^{مات}
 ولم یذوقه وکان اذا انقضى وقت الرطب قال یا اهل البصرة
 هذا بطنی ما نقص منه شیء وکان من اذ فیکم چهل سال مالک دینار
 در بصره مقیم بود و پیرگز اورا این درست نشد که خرامے بصره بخورد و نہ رطب بصره

یعنی نہ خرابے تر نہ خشک تا آنکہ مرد البتہ نچسید و قتی کہ رطب رفتے گفتمے
 اہل بصرہ بیچ شکم من نقصان نشد و در شمار زیادہ نشد قوله وقیل لابن
 ادھم رحمہ اللہ الا تشرب من ماء زمزم فقال لو کان
 لی دلو لشربت ابراہیم او ہم را گفتند آب زمزم نمی آشامی گفت اگر مردی
 باشد یا شام قوله سمعت الامتداد ابا علی الدقاق رحمہ اللہ
 يقول کان لکرت الحامبی اذا مَدَّ يَدَهُ اِلَى طَعَامٍ فِيهِ شِبْهَةٌ
 ضَرْبِ عَلِيٍّ رَأْسًا صَبَّحَهُ عَرَقٌ فَيَعْلَمُ اَنْهُ غَيْرُ حَلَالٍ اِنْ حَكَتْ
 بِالرِّمَّةِ اسْتَرْجَمَهُ كَرَاهِيَةً اَيْمٍ قَوْلُهُ وَقِيلَ زَيْنُ الشَّرْحَانِي رَحِمَهُ اللّٰهُ عَزَّ
 وَجَلَّ اِذَا دُعِيَ فَوَضَعَ بَيْنَ يَدَيْهِ طَعَامًا فَجَهَدَ اَنْ يَمْدِيَهُ فَلَمْ يَمْتَدِ
 فَفَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَعْرِفُ ذَلِكَ مِنْهُ اَنْ يَدَهُ
 لَا يَمْتَدِ اِلَى طَعَامٍ فِيهِ شِبْهَةٌ مَا كَانَ غَنِيًّا صَاحِبَ الدَّعْوَةِ
 اَنْ يَدَهُ عَزَّ وَجَلَّ الشَّيْخُ وَمَعْنِيهِ كَوْنُهُ بَشْرًا فِي رَأْسِهِ طَعَامٌ دُعِيَ
 بِرَأْسِهِ اَوْ طَعَامٌ نَهَادَنَدِيسَ جَهْدًا كَرِهَتْ رَأْسَهُ طَعَامٌ دُرَّ اَزْكَدَ الْبَتَّةَ وَاسْتَرْجَمَهُ
 وَرَأْسُهُ شَدِيدًا رَقِصًا كَرِهَتْ وَرَأْسَهُ طَعَامٌ شِبْهَةٌ
 مَرُوسَةٌ كَقَوْلِهِ وَاسْتَرْجَمَهُ كَرِهَتْ بَشْرًا وَرَأْسُهُ طَعَامٌ دُرَّ اَزْكَدَ الْبَتَّةَ وَاسْتَرْجَمَهُ
 وَرَأْسُهُ شَدِيدًا رَقِصًا كَرِهَتْ وَرَأْسَهُ طَعَامٌ شِبْهَةٌ
 قَوْلُهُ اخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى الصُّوفِيِّ
 رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ يَحْيَى الْقَيْمِيِّ رَحِمَهُ
 اللّٰهُ قَالَ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ مُحَمَّدَ بْنَ سَالِمٍ بِبَصْرَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ
 يَقُولُ سَأَلَ سَهْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنِ الْحَلَالِ فَقَالَ
 الْحَلَالُ الَّذِي لَا يَعْصِي اللّٰهَ فِيهِ سَهْلٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَنْ يَمْدَ اَزْكَدَ الْبَتَّةَ وَاسْتَرْجَمَهُ
 كَرِهَتْ

آنکہ در مباشرت او گنہ خدا نباشد ہر جا کہ غیر حلال است استعمال او گنہ است گریہ
 میگوید بعد خوردن او از برکت او گنہ خدا کردہ نشود **قوله** وقال سهل ^{رحمہ اللہ}
 الحلال الصافی الذی لا تنسی اللہ فیہ حلال صافی انیت کہ باستعمال آن
 فراموشی از ذکر خدا نبود **قوله** ودخل الحسن البصری رحمہ اللہ مکة
 فرای غلاما من اولاد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فلا سمند
 ظهرہ الی الکعبۃ یحفظ الناس فوقف علیہ الحسن رحمہ اللہ
 وقال ما ملکت الدین فقال الورع فقال فمنا آفة الذین فقال
 الطمع فتعجب الحسن رحمہ اللہ منہ حسن بصری ^{رحمہ اللہ} ورحم کعبہ آمد کوو کے
 از فرزند ان مرتضی علیہ السلام در تکیہ کعبہ شستہ مردمان را پند می داد پس حسن ^{رحمہ اللہ}
 بایستاد و پرسید از وے چه چیز است کہ آن مالک و شامل دین است کوو کے
 گفت ورع باز پرسید آفت دین چیست یعنی سستی دین و ضعف دین و بے
 درجہ باشد فرزند علی علیہ السلام گفت طمع حسن رحمہ اللہ در شکفت شد یعنی
 کوو کے از اصول دین از وقایع کار اسلام اطلاع داد و از ان خبر می دید **قوله** و
 قال الحسن رحمہ اللہ مثقال ذرۃ من الورع خیر من الف
 مثقال من الصوم والصلوۃ ہم خیر ذرۃ من ورع بہتر باشد از ہزار چہند
 اعمالی کہ از صوم و صلوۃ است **قوله** و اوحی اللہ تعالی الی موسی
 علیہ السلام ولم یتقرّب الی المتقرّبون بمثل الورع خداوند سبحان
 بر موسی علیہ السلام وحی کرد کہ هیچ نزدیک شونده بمن نزدیک نشد بسببہ از اسباب
 بمثل ورع **قوله** وقال ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ جلسنا مع اللہ ^{رحمہ اللہ}
 الورع والزهد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ گفتہ است ہشتیان خدا فرستہ قیامت
 آمانا و صدقنا الی ورع و زاهدان باشد **قوله** وقال سهل بن عبد اللہ

من لم یصلح به الورع اكل راس الفیل ولسم یثبج سر کر اورع نباشد
وسر فیل بخورد و سیر شود و سر فیل سرے بزرگ گرانے و حرامے اور اخوک بزرگ
گویند یعنی اورا آن حرص است کہ اگر این قدر حرام خورد ہم سیر نشود قوله قیل
حمل ابي عمر بن عبد العزيز رحمه الله مسك من الغنایم
فقبض علی مشامه وقال انما ينتفع من هذا برتحة وانا اكره ان
اجد رتحة دون المسلمین حکایت آرنڈ مشکے از غنایم پیش عمر بن عبد العزیز
آوردند او بنی را گرفت تا بوی او نیابد و گفت یکے از نفع او بوی است
من نمی خواهم کہ جز مومنان نفعے حاصلے گیرم اکنون این مشکل سخنے است زیرا
آنچه در وسیع تو نیست با و بیار و بوی در بینی تو بوی رساند تو چه کنی و این بار
همہ حاضران را بوی می رساند پس ہمہ را می باید کہ بینی بگیرند مگر آنکہ از غایت
تورع تنبیه میکنند کہ از غیر ملک خویش نفعے نگیرند قوله و سئل ابو عثمان
الحیبری رحمه الله عن الورع فقال کان ابو صالح بن حمدون
رحمه الله عند صديق له وهو فی النزاع فمات الرجل
فنفث ابو صالح فی السراج فقیل له فی ذلك فقال اى الان كان
الدهن له فی المبرجة ومن اکان صار للورثة اطلبوا دهننا
غیره ابو عثمان حیبری را رحمه الله از ورع پرسیدند او این حکایت گفت ابو صالح
حمدون رحمه الله را پارے بود حضور او مردوفت زد و چراغش را کشت و گفت
"تا این زمان چراغ در ملک این بود چنان مرد ملک ورثه شد ما را نمی شاید کہ
از یہ نفعے گیریم روغنے دیگر بیا رند تا بسوزد و مثل این حکایت از حرث مجاہدی
و ابو حفص حداد مرویت رحمة الله علیہا قوله وقال کهمش ^{الله} رحمة
اذ نبت ذنبا بکی علیه منذ اربعین سنة وذلك انه

زارنی اخ لی فاشتریت بد افق سمکة مشویة فلما فرغ اخذت
 قطعة طین من جدار جاری حتی اغسل یدک ولحم یتحمل له کثیرت گفت
 رحمہ اللہ گئے کروم وچہل سال بران گزے گریتم پارسے مہمان شدما ہی بریان
 کردہ بیک دانگ خریدیم بعد ازان کہ آن یار ازان فارغ شد پر کالے گلے از دیوار
 ہمسایہ خود گرفتہ تا آنکہ آن ضیف دست بران شست وآن رانحلے خواستم
 ازان ہمسایہ و من آنرا حلال نمی پندارم کہ قطعہ گلے ازان کسے بتانم قوله وکان
 رجل یکتب رقعة وھونی بیت بکراء فاراد ان یترب الکتاب من
 جدار البیت فخطر ببالہ ان البیت بالکراء ثم انه خطر ببالہ لا
 خطر لهذا فترب الکتاب فسمعھا فتأقیقول سيعلم المستخف بالترا
 ما تلقاه غدا من طول الحساب مردے صامح پر کالے کاغذ سے رانشت
 ودرخانہ بود کہ آن خانہ بکرا بودہ است خواست کہ آن کتاب را تتریب کند
 یعنی نجا کے خشک کند در خاطر او گذشت کہ این خانہ بکرا است ازان مردان
 خاک استن روانباشند باز در خاطر گذشت کہ این چندان قدر سے ندر کہ خصم
 بدان رضاند ہدیہ ان التفات نکر وہ کاغذ را تتریب کر داتے آواز داد سمرانجام بداد
 بتحقیق آنکہ سک پنداشت تتریب را کہ فردا اورا طول حسابے باشد یعنی در
 حساب مناقشہ باشد قوله و رهن احمد بن حنبل رحمہ اللہ سطل
 له عند بقال بکة فلما اراد فکاکہ اخرج البقال الیہ سطلین وقا
 خدا یھما لک فقال احمد رحمہ اللہ اشکل علی سطلین شہر
 لک والدراھم لک فقال البقال سطلک ہذا وانا سرت
 ان اجر بک فقال لا اخذ ومضی وترک السطل عنک احو
 بن حنبل رحمہ اللہ کیے سطلے گوشہ دار را در کہ پر دست بقائے کرو کرد خوا

از رہن اور باز ستاند وجه آن و او بد آنچه رہن کرده بود بقال و پشتکے را پیش
آورد داشت گفت آنکہ ازان شماست بتانی براحمد علیہ الرحمہ مثل شد فرق
نمی تواند کرد کہ ازان او کدام است گفت این سطل ہم ترا باشد و در ہم ہم ترا
باشد بقال تعیین کرد کہ این طشت تست و من ترا می آرزووم گفت نشانی ہم
درم و سطل را ہم برد گذاشت روان شد درین حکایت چند اشکالے میرو
گذاشتن او چه معنی داشت از قبیلے ورع است بعد آنکہ مرہون ایہ میگوید
کہ انیت محقق شد و درم را گذاشتن چه معنی داشت مگر اول کہ او را اشکال
شد گمان برد کہ بقال ہم مگر ہم میگوید زیرا چه ہر دو متماثل اند و سیم ہم کہ برو
گذاشت یعنی چیزے را کہ از ملک بیرون آورد آنرا باز چہ ستاند فتولہ
وقیل سیب ابن المبارک رحمہ اللہ دابتیمہا کثیرۃ و علی
صلوۃ الظهر فرغت الدابتی قریۃ سلطانید فترک ابن
مبارک رحمہ اللہ الدابتی ولم یرکبھا و ابی ابن مبارک رفت و
بزع سلطان افتاد سبزه آنجا چرید بعدہ بران دابہ سوار شد قولہ وقیل ببح
ابن المبارک رحمہ اللہ من مروالی الشام فی قلم استعارہ
فلم یردہ الی صاحبہ عبد اللہ مبارک و مرو قلمے از شخصے بجاریت
بود در شام آمد دانست کہ این قلم از ان شخص بجاریت است اورا ندانم
گشت بمرو آمد و آن تسلیم او باز گردانید قولہ واستاجر النعمی رحمہ اللہ
فانزلہ فسطح سوطہ من یدہ فنزل و ربط الدابتی و رجع و اخذ
المنی و اقبل لہ لوجولت الدابتی الی موضع الذی سقط السوط
فاخذتہ فقال ما استاجرتمہا لامضی ہکذا ہکذا نغمی دابہ
را از شخصے بجاریت استہ بود تا زیانہ از دستش افتاد از دابہ فرود آمد اورا

بجای بست پیاده بازگشت آنجا که تا زیاده افتاده بود از آنجا استدر سیدند
 اگر همچنان سوار باز میگشتی و تا زیاده می استدی چه بد بودی گفت من این دابه
 را از تجاره برین کرده ام که درین ره روم نه آنکه بازگروم این قدر زیاده افتد
 هم بردابه و هم بران شخص که از و اجازت شده ام قوله وقال ابو بکر دقا
 رحمه الله تهت فی تیده بنی اسرئیل خمسہ عشر یوما فلما وافت
 الطریق استقبلنی جندی فسقانی شربہ من ماء فعدت
 فسوتها علی قلبی ثلاثین سنۃ ابو بکر و ابو سعید و ابو سعید و ابو سعید
 بودم پانزده روز نگم شدم می گشم ره نمی یافتم تا آنکه ره یافتیم شکر می ملاقات شد
 آب داد آن آب خوردم اثر کرد و رت آن آب در دل من باقی ماند و دل مرا
 قاسی کرد تا سی سال قوله و قیل خاطر است را بعد رحمه الله علیها
 شقانی تمیصها فی ضوء مشعلہ سلطان فقوله و تمیصها زمانا
 حتی تذکرت فتمیصها فوجدت قلبها را بوج بعضی پیرا
 خویش را که پاره شده بود و وقت بروشنائی مشعلہ سلطان همان ساعت
 دل را گم کرد و در ساعت آن دو خستند را پاره کرد و دل گم کرده باز یافت چه
 باشد دل گم کرد و حضوری که با دل داشت آن حضور و در دل داشت آن حضور
 و در دل نیافت و دیگر دل حکس انما ابدا است آن حکس گم کرد چو آینه
 گم شد عکس هم گم شد و شومست دانست که ازین بود قوله و روی
 سفیان الثوری رحمه الله انما ابدا است آن حکس گم کرد چو آینه
 من شجرة الی شجرة فقیل له بعد نلت هذا فقال بالورع بالورع
 سفیان ثوری را رحمه الله بعد موت او بنوا سب دیدند که او در پیش است
 و دو بال دارد بدان می پردازد ساسه بشکسته و از درختی بدرختی بیند پرید

این پچہ بایتی گفت بورع قوله ووقف حسان بن ابی سنان رحمہ اللہ
 علی اصحاب الحسن رحمہ اللہ فقال ای شی اسشد علیکم قالوا
 الورع فقال ولا شی اخف علی منہ فقالوا کیف فقال لمرارۃ
 نھر کہ مندا ربین سنۃ حسان بن ابی سنان رحمہ اللہ بر اصحاب حسن
 ایسا وگفت کہ اہم کار است کہ بر شما سخت تر است گفتند ورع حسان گفت
 شامی گوید ورع سخت تر است من میگویم بر من آسان تر از ورع پیچ شمسیت
 گفتند چونہ باشد این گفت چہل سال باشد کہ از جوے شما آب سیر نخوردہ ام
 ورع در اخذ است و در مباشرت است کیے ترک اختیار کرد ورع بر آسان
 شد چو اصل کار گذاشت فرع برو چہ تمہید کنند قوله وکان حسان
 بن ابی سنان رحمہ اللہ کا ینام مضطجعاً وکلا یا کل سمناء وکلا
 لی شرب ماء بارد استین سنۃ فرأی فی المنام بعد ما مات فقیل
 لہ ما فعل اللہ بک فقال خیراً الا انی محبوس عن الجنة بابرۃ استی
 فلم ادر ہا حسان بن ابی سنان؟ وقتے در خواب نعل طیدے اگر خوا
 آمدے شستہ خواب کردے و روغن نخوردے و آبے سرکے نیاشا
 برین صفت شست سال بود بعد مردن او را در خواب دیدند پر سیدند
 با تو چہ کرد گفت نیکی کرد و لیکن مرا از بہشت بازداشتہ اند سبب سوزنے کہ
 بجا ریت است و بودم و آنرا بخصم بازداوہ ام قوله وکان لعبد لواح
 بن زید رحمہ اللہ غلام یخدمہ سنین و تعبد اربعین سنہ
 وکان فی ابتداء امرہ کیا لا فلما مات رأی فی المنام فقیل لہ
 فعل اللہ بک فقال خیراً غیر انی محبوس عن الجنة وقد اخبر
 علی من عیار القفین اربعین قفیناً عبد الواحد زید را غلامے بود سالہا

کردہ چہل سال خدا پرستیدہ اور اول کار کیاں ہو و بعد آنکہ او مرد اور اور
 خواب دیدند بارے گفتند خدا با توجہ کر و گفت نیکی کرو و لیکن مرا از بہشت
 بازداشت سبب آنکہ از عیار فقیر چہل فقیر بیرون آوردہ اندا و کیانی مسکرو
 فقیر می پیوومی و اوران پیمانہ عیار بود چہل فقیر چہن بیرون آوردہ اند کہ ورن
 عیار بود و اگر بجای عیار باشد اشارت حکایت بریں باشد با اندک او غلام عبد الوعد
 زید بود چہل سال عبادت کر و چوق کے متعلق بود از بہشت بازداشتند قوله و مر
 عیسی بن مریم علیہ السلام بمقبرۃ فنادی رجلاً منهم فاحیاء
 اللہ تعالی فقال من انت فقال کنت حملاً انقل للناس فنقلت یو
 لانسان خطبا و کسرت منہ خلا لا تخلت بہ فانما طالب بہ
 من ذمت عیسی صلوات اللہ علیہ و رگورستانے می گذشت یک مردے را
 آواز داد خداوند تعالی اور از زندہ کر و عیسی صلوات اللہ علیہ از او پرسید تو کیستی و
 حال تو چیست گفت من مردے حاملم بمزدوری کالائے کسی بر سر می گرفتیم و جا کے
 می رسانیدم کی بارے بہرے بر سر بود قدرے خلال ازان شکستم خلال کر دم تا آنکہ
 مردہ ام تا این ساعت در مطابہ و ذمت ام قوله و تکلم ابو سعید الخزاز
 رحمہ اللہ فی الورع فہربہ عباس بن المہدی رحمہ اللہ فقال یا
 ابا سعید اما استجی تجلس تحت سقف ابن الدانقی و تشرب
 من بركة زمبک و تتعاص بالدماء ہم المزيفة و تتکلم فی الورع
 ابو سعید خزاز رحمہ اللہ سخن در ورع می گفت عثمان مہدی ح بر و گذشت گفت
 ابا سعید خزاز شرم نمی داری فروے سقف ابن دوانقی نشینی و حوضے کے ز سہیل
 حرم ہارون رشید کا و انیدہ است ازان آب منجوری و معاند چہن کنی چنانکہ ورے
 کہ اورا اووائے نباشد و در ورع سخن گوئی۔

ترک آور وہ زائد باشد در فہم متعلم این آید زیر اچہ حلال شے خداے مباح کردہ چون خداوند
 سبحانہ بندہ را انعام بہ مال حلال کرد اور اہنگی فرمود بشکر مال پس این کہ ترک آرد باختیار
 خویش اقدام کند بر اساک او بحق اذن او حاصل سخن این شد کہ زہد مستقیم در حرام است
 اما در حلال خداوند سبحانہ انعام مائے حلالے کرد برائے آنکہ شکر آن بجائے آری و ترا
 باختیار ترک آن نشاید قوله ومنہم من قال الزہد فی الحرام واجب
 و فی الحلال فضیلۃ فان اقلال المال والعبد صابر فی حلالہ راضی
 بما قسم اللہ تعالیٰ لہ قانع بہا یعطیہ اتعین توہ : غ و تبسطہ
 فی الدنیا بعضے گفتہ اند زہد در حرام فریضہ است و در حلال فضیلت است
 زیرا چہ مال کم کردن بریں حال کہ بندہ صابر باشد در حال خویش و اندکے مال را کہ برو
 خداے قسمت کردہ است بدان راضی باشد و بد آنچہ خداے اورامی و بد بدان
 قانع است این در حال او و درجہ او تمام تراست از کثا و گی و فراخی مال او قوله
 وان اللہ سبحانہ زہد الخلق فی الدنیا لقوله تعالیٰ قل متاع الدنیا
 قلیلٌ وغیر ذلک من الایات الواہدۃ فی ذم الدنیا والزہد
 فیہا و خداوند سبحانہ و تعالیٰ بدین آیت قل متاع الدنیا قلیل اشارت زہد
 کرد و دنیا و جزاین آیت بسیار ایت وارو است و رندمت دنیا و زہد در آن قولہ
 ومنہم من قال اذا انفق مالہ فی الطاعۃ و علم فی حالہ الصبر
 و ترک التعرض لما ینہاہ الشرع فی حال العسر فحینئذ یکون زہد
 فی المال عن الحال اتع و بعضے گفتہ اند شخصی مال خود را در غنا و کثرت خدا
 انفاق کرد یعنی برائے غزوے را انفاق کرد یا برائے فقر را انفاق کرد و از حال
 او این معلوم است کہ او صابر است و چیزے کہ شارع منع کردہ است در حالت
 عسر خویش آن سو لخصہ نمی کند پس این چنین شخصی زہد در مال عطا این تمام تر باشد

از اساک مال اگر چه شکر باشد قوله ومنهم من قال ينبغي للعبد ان
لا يختار ترك الحلال بتكلفه ولا طلب الفضول مما لا يحتاج اليه
ويراعى القسمة فان رزقه الله ما لا من حلال شكره وان وقفه
الله على حد الكفاف لم يتكلف في طلب ما هو فضول المال فالصبر
احسن لصاحب الفقر والشكر الميق لصاحب المال بعضه گفته اند
نشايد بنده ترك حلال بتكلف خویش کند و آنچه محتاج اليه نيت مالے زيادتي طلب
آن نکند و قسمت رب را رعایت کند اگر مالے حلالے خداے روزی کند شکر
کند و اگر خداے تعالیٰ بحد کفاف او رسانيد تکلف و طلب زيادتي نکند پس صبر مر
فقير را نيكوترين کار است و شکر لائق حال غنی است قوله و تكلموا في معنى الزهد
فكل نطق عن وقته و اشار الى حدك صوفياں در معنی زهد سخن گفته اند و هر کس
بر اندازد حال خویش و بر اندازد حد خویش سخن گفته اند قوله سمعت الشيخ ابا عبد الرحمن السلي
رحمه الله يقول حد ثنا احمد بن اسمعيل الازدي رحمه الله
قال حد ثنا عمران بن موسى الاسبغيني رحمه الله قال حد ثنا
الدهروقي رحمه الله قال حد ثنا وكيع قال قال سفیان الثوري
رحمه الله الزهد في الدنيا قصر الاصل ليس باكل الغليظ ولا ليس
العباسيان ثوري رحمه الله گفته است زهد در دنيا چيرت که امید کوه شود و بقا و
حيات و غير آن و زهد اين نسبت که غليظ خورد و گليم پوشند سفیان ثوري رحمه
موجب زهد را زهد ناميد زیرا چه قصر اول موجب زهد است آرس قصر اول که
موجب زهد اقتدم و عاقل و فهم را الامر و ماں باشند که قصر اول شود و موجب زهد
نباشد وقت مردن ایشان شده است هم زهد نشده است اين تجربه شده است
بيار را قوله و سمعته يقول سمعت سعيد بن احمد يقول

سمعت عیاش بن عاصم [؟] يقول سمعت الجنید [؟] يقول سمعت
الستری [؟] يقول ان الله تعالى سلب الدنيا عن اوليائها وحملاها
عن اصفيائہ وخرجها من قلوبها وداود لانه لم يرضها
لهم سری رحمہ اللہ گفت تحقیق خداوند تعالیٰ از اولیاء غیش و نیار اسلب کرده
است و از اصفیاء غیش آنکہ مرتبہ ایشان از اولیاء بیشتر است ایشان را از
دنیا حمایت کرده است یعنی دنیا را گرد ایشان گشتن نداده و از وہاں اہل و داد
غیش دنیا را بیرون آورده یعنی گذاشت کہ خطرہ و محظور دل ایشان ماند سلب گفت
برائے او بیار یعنی دنیا بر ایشان بیاید و ایشان بگذارند و اصفیاء را گفت کہ دنیا را
گرد ایشان گشتن نداد و آن ساکت است کہ خطرہ آن در دل ایشان نگذرد و اہل
و داد را گفت کہ خطرہ و محظور دنیا در دل ایشان نگذرد زیرا چہ خداے تعالیٰ بدین اہل
فیست کہ خطرہ دنیا در دل ایشان باشد قوله وقیل الزہد من قولہ سبحانہ
لکنیلاتا سوء علی ما فاتکم و لا تفرحوا بما آتیکم و الزہد لا یفرح
بوجود من الدنیا و لا یأسف علی مفقود منها اشارہ بزہد درین آیت
کرہ است لکنیلاتا سوء علی ما فاتکم اندوہ کنید از آنچه از شما فوت شدہ
است و خوش مشوید بدانچه شمارا داده است پس زہد اوست موجودے کہ از
دنیا از و برود بدان خوش نشود قوله وقال ابو عثمان رحمہ اللہ الزہد
ان یترک الدنیا ثم لا یبالی من اخذها زہد چیست کہ ترک دنیا شود و مبالا
نباشد از کسے کہ دنیا را بتناذ قوله سمعت الاستاد ابا علی الدقاق یقول
الزہد ان یترک الدنیا لما ہی لا تقول ابی رباطا و اعمر مسجد ^{شیر}
ابو علی دقاق رحمہ اللہ گفتہ است دنیا بگذار چنانچہ او است یعنی مہر بسرا بن زکونی
کہ رباط را بنا کنم یا مسجدے راعمارت قوله وقال یحیی بن معاذ رحمہ اللہ ^{اللہ} ہد

یورث السخاء بالملک والحب یورث السخاء بالروح زہد عبارت
از نیست سخا کردن بد آنچہ بدست تو باشد و حب عبارت از آنست
کہ در راہ محبوب بذل روح کنند حاصل زہد بذل مال ملوک است و دوستی
بذل روح است زہد عین بذل مال است اما دوستی عین بذل روح نیست اما از
دوستی این باشد قوله وقال ابن الجلاء رحمہ اللہ الزہد هو النظر
الی الدنیا بعین النہ واللتصغر فی عینک فیسہل علیک
الاعراض عنہا ابن جلا رحمہ اللہ زہد و موجب زہد بیان کرد موجب زہد چہ
کردہ بینی دنیا البتہ فانی است سرسبز ابتدا ما متہا و آنچہ بدست تست خود چہ
قدر در دیا تو او را گذاری یا او ترا گذارد پس باختیار گذاشتن شرف دارد چو این
محقق شد کہ او البتہ صفت فنا دارد و خود در نظر خوار نماید ضرورت مرد عاقل
تبارک گردد قوله وقال ابن خفیف علامۃ الزہد وجود السراۃ
فی الخرج من الملک عبد اللہ خفیف گفتہ است نشان زہد چیت کہ مال
ملوک از دست او برود او را راحت افتد این راحت خاصہ مشغول خدا است
زیرا چہ مال بود و شوش وقت او بود و خرج و حفظ و محل صوفی و غیر آن چہ
آنرا اخراج کرد و راحت در دل مشغول خدا افتاد قوله وقال ایضاً الزہد
سلوۃ القلب عن الاسباب و نقض الایدی من املاک
و ہاں عبد اللہ خفیف گفتہ است زہد چیت از اسباب حصول دنیا دل را سلو
شو یعنی دل ترک اسباب کند و دست بیفتاند از آنچہ در ملک او است
یعنی آنچہ حصول او است از ان بیرون آید و در تحصیل او نباشد قوله وقیل
الزہد عزوف النفس عن الدنیا بلا تکلف و گفتہ اند زہد چیت
کہ نفس از دنیا بیرون آید بغیر مشقتی قوله سمعت الشیخ ابا عبد الرحمن

السلي رحمة الله يقول سمعت النضر بادي رحمه الله يقول الزهد
غريب في الدنيا والعارف غريب في آخرة زاد في الدنيا اوراست ودر
آخرت عارف اوراست پس ورونيانڈر باشد قوله وقيل من صدق في دنك
زهدك انتة الدنيا راحة ولهذا قيل بوسقطت قلنسوة من
السماء لما وقعت الاعلى راس من لا يريد هاهنا رزق صادق شد ونيان
برويبايد شكنه شده و هم بنا برين گفته اند اگر از آسمان كلاب افتد نيغذد مگر بربر كے كے
خوان آن كلاه نيت عجب سخن است اين حكمت اين تقاضا كند كه آنكه مرید نباشد
اورا و سبند و آنكه خوان او باشد اورا ندهند چه معشوقه و بر عاشق نباشد و بربر كے كے باشد
كه اورا خوان نبود و لكذ و قفا ز ند برون كند قوله وقال الجنيد رحمه الله
الزهد خلق القلب عما خلت منه اليد و جنيد ح گفته است دل ظالی
باشد فارغ باشد از چیزے كه دست خالی و فارغ است قوله وقال ابو سليمان
الاسمراني رحمه الله الصوف علم من اعلام الزهد فلا ينبغي ان
يلبس صوفاً بلثته و مرهم و في قلبه رغبة خمسة و مرهم
دارانی گفته است كليم پوشیدن نشانے از نشانہاے زهد است، نبايد و نشايد كه تو
بهد و رم صوفے را بخري و در دل تو بواے آن باشد كه صوف پنج ورم بخرم بوشم
قوله و قد اختلف السلف في الزهد فقال سفیان الثوري و
احمد بن حنبل و عيسى بن يونس و غيرهم رحمهم الله الزهد
في الدنيا انما هو قصر لامل و هذا الذي قالوا يحمل على انه من
امارات الزهد و الاسباب الباعثة عليه و المعاني الموجبة له
سفیان ثوري و احمد بن حنبل و عيسى رحمه الله عليهم و و غير صوفيان گفته اند زهد و روياست
مگر قصر اهل شيخ اين را بيان می کنند ما هم بالا گفته ایم قصر اهل از امارات و اسباب

زید است قوله وقال عبد الله بن مبارك رحمه الله الزهد هو الثقة
بالله مع حب الفقر وبه قال شقيق ويوسف بن اسباط رحمه
وهذا ايضا من امارات الزهد فانه لا يقوى العبد على الزهد
الا بالثقة بالله زيدا عماد بن خدا است برين صفت كه فقر محبوب باشد و در دل و مهربان
سخن اند شقيق ويوسف اسباط رحمه الله چنانچه قصر ال است اين نيز از امارات زهد
است زيرا چه بنده در زهد قوی نباشد تا ثقت بخدا نبوازين ثقت باشد چه مراد است يعني
رازق خدا است بخدا ثقة کرده است همانجا استوار کرده است كه ملك از من برود خدا
مراضياي نگذارد اين خود زهد نيست زيرا چه بمقابله چيزی است اما اگر ثقت باشد اين بود
باشد كه كار من بخدا است من بخدا بسنده کرده ام مرا چيزی كار نمی آيد اينجا كه شيخ مختلف
گفت جا اختلاف گفتن نيست زيرا چه گفتار ايشان متحد است زيرا چه اختلاف
لفظی است معنی همه يكی است قوله وقال عبد الواحد بن زيد رحمه الله
الزهد ترك الدينار والدرهم عبد الواحد گفته است زهد بهين ترك عالم است
قوله قال ابو سليمان الداراني رحمه الله الزهد ترك ما يشغلك
عن الله داراني گفته است زهد بهيت ترك چيزی كنی كه ترا از خدا باز دارد و قوله
سمعت محمد بن الحسين رحمه الله يقول سمعت احمد
بن علي رحمه الله يقول سمعت ابراهيم بن فاطك رحمه الله يقول
سمعت الجنبد رحمه الله وساله روي رحمه الله عن الزهد
فقال استصغار الدنيا ومحو آثارها من القلب رويم از جنيد
زهد را پرسيد گفتم دنيا را خوار می آری و آثار دنيا را از دل محو کنی قوله وقال
ستری رحمه الله لا يطيب عيش الزاهد اذا اشتغل بنفسه چه
زاهد از نفس معرض باشد عيش او خوش نشود يعني زاهد البته بانفس خود است و عيش

عارف خوش نباشد اگر مشغول بنفس خود است اگر عارف نفس خود را وجود و دنیا
 عارف عارف نباشد و عیش او خوش نباشد قوله وسئل الجنید رحمہ اللہ
 عن الزہد فقال خلوا لید من المملک والقلب من التبع جنید رح
 گفت زہد چیست کہ دست از ملک خالی باشد و دل از تبع قولہ وسئل الشبلی
 رحمہ اللہ عن الزہد فقال ان تزهد فيما سوى الله تعالى
 شبلی رح گفت زہد چیست ہرچہ جز خدا است آنرا ترک آری من در اول باب معانی
 زہد گفته ام این ہمہ اقوال را شامل است بیشترے مکرراست معانی واحد است و
 الفاظ مختلف است قوله وقال یحیی بن معاذ رحمہ اللہ لا یبلغ احد
 حقیقۃ الزہد حتی یکون فیہ قلت خصال عمل بلا علاقۃ وقول
 بلا طمع و عز بلا ریاسۃ یحیی معاذ رحمہ اللہ گفته است بیچ کینخ معانی زہد
 زہد تمارہ خصال و روے نباشد عملے کند و دران عمل او را تعلقے نباشد یعنی
 بحضور دل باشد یعنی از ہمہ فلغ باشد یعنی جز خدا را نخواہد یعنی ترک دنیا کند و تعلق
 با دنیا نباشد و سخنے گوید نصیحتے و وعظے کند و دران طمع نباشد و در عزتے باشد ہر آمینہ
 تارک دنیا عزیز کے باشد میان طلاب دنیا و ورین عزتے کہ خدا اوراد ادا است
 سبب زہد و دران اکتساب ریاستے نکند و معاشر اہل جاہ نباشد قوله وقا
 ابو حفص رحمہ اللہ الزہد لا یکون الا فی المحلال ولا حلال
 فی الدنیا فلا زہد ابو حفص گفته است زہد نباشد مگر از حلال و حلال و در زمانہ
 شیخ وجود ندارد یعنی حلالے کہ بروا عطا و باشد مگر شیخ حکایت از زمانہ خورشید مسکون
 اما در زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جز حلال مطلق نبودہ است از انکہے کہ
 عہد خلافت عثمان رضی اللہ عنہ شد در حلال شبہ افتاد اگر قصد نویسم قصد خوانی
 باشد و کتاب دراز شود قوله وقال ابو عثمان رحمہ اللہ ان الله تعالى

يعطى الزاهد فوق ما يريد ويعطى الراغب دون ما يريد يعطى
المستقيم موافقة ما يريد ابو عثمان گفته است خداے تعالیٰ زاهد را بیش
از آن و دیگر او میخواهد و آنکه راغب بدنیاست فروتر آن و دیگر خواهش اوست و
آنکه او در کار مستقیم است یعنی استقامت در ترک و در عبادت خدا و او آنچه او میخواهد
بها می دهد اما من میگویم عارف را هر چه و بدان خواست او نباشد زیرا چه او خواسته
و او که قابل نیست که آن در او من او بدیند آه محال طلب است از دوویکی نشوند
و اگر شدند او شد من نشدم مراو که یافت و کرد او او سخنی است این چه و انم از عارفان
روزگار و گذشتگان تا که باشد که در فهم او آید قوله و قال یحیی بن معاذ رحمه الله
الزاهد یسعط الخ الخردل و العارف یشمک المسک و الخیر
زاهد بدین مانند که کی مر و گیر یا در بینی او سرکه یا سرشرف سوده در بینی چکاند و عارف کسی
است که ترا مشک و عنبر بویاند یعنی زاهد کار به اختیار کرده و مشتقی بکلف بر نفس خود
نهاده و بهره مشتقت و بهره کار ترا فرمایند بدان مانند که در بینی تو سرکه و خردل می چکاند اگر چه
مر و مز کوم که زکامی غلیظی دارد این سعوط نافع آید و عارف از جمال الهی و از وصال ظانی
نشانی و بد و بدان امکان فرماید نه آنکه متناشس بچنین باشد که مشک و عنبر
می بویاند عارف از مشرب خود گوید و زاهد از مذاق خود قوله و قال الحسن
البصری رحمه الله الزهد فی الدنیا ان تبغض اهلها و
ما فیها حسن بصری گفت رحمه الله زهد چیست که با اهل دنیا چنان باشی گوی
ایشان را دشمن می داری و آنچه در اهل دنیا و دنیا است آنرا هم دشمن داری قوله
وقیل لبعضهم ما الزهد فی الدنیا فقال ترک ما فیها علی ما فیها
زهد نیست ترک آری دنیا را و آنچه در دنیا است برکے که در دنیا است قوله
و قال مرحیل لذی المون المصری رحمه الله متى ازهد فی الدنیا

فقال اذا زهدت في نفسك مروى باذوالنون رحمه الله كفت تاك
 زمر كنم كفت چون ترك نفس خود كروى زمر تمام شد قوله وقال محمد بن
 الفضل رحمه الله اثار الزهاد عند الاستغناء و اثار الفتيان
 عند الحاجة قال الله تعالى يُوَثَّرُونَ عَلَىٰ اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَتْ
 بِهِمْ خَصَاصَةٌ محمد فضل بلخي رحمه الله كفته است اثار كے كزاد كروند
 آنچه زايد بود در ان اثار كروند و چون مروان با وجود حاجت اثار كروند خداوند فرمود
 ايشان و گير از ابر نفس خویش اختيار مى كند قوله وقال الكتاني رحمه الله الشئ
 الذى لم يخالف فيه كوفى و لامدى و لاعراقى و لاسلامي الزهد
 فى الدنيا و سنهاوة النفس و النصيحة للخلق يعنى ان هذه الاشياء
 لا يقول احد انها غير محمودة چيز كے كهمه خلق براں اجمل و ارزند كسان
 را مخالف نيت شيخ اجمل صوفيان آورد اما اجمل او اين است ان نيت
 زهد و رو نيا و گير بذل نفس و بدانى بپيچ و سيني فى بذل نفس تمام نيت و گير نيك عجا
 بندگان خدا كرون و كے ركارے نيكے فرمودن و برسيرتے نيكے آوردن قوله
 وقال رجل للبحي بن معاذ رحمه الله متى ادخل حانوت التوكل
 والبس و داء الزهد واقعد مع الزاهدين فقال اذا صرت
 من رياضتك لنفسك فى السراحي حد لو قطع الله عنك الرزق
 ثلثة ايام لم تضع فى نفسك فاما ما لم تبلغ هذه الدرجة
 فجلوسك على بساط الزاهدين جهل شمر لا آمن ان تفتضح
 مروى يحيى معاذ رح كفت تاكے دروكان توكل و رخواهم آمد و تاكے رو اسه
 را در برخواهم كرو تاكے باز ابدان خواهم شست يعنى اين كار انتها دار و وقتے
 كے توكل تمام مشور و رواسے زهد ازين بدر و رواكے و بين بنما نم كے البته پس روز ابدان

باشتم و ازیشان نپدگیرم یعنی ہموارہ میں معاملہ کنتم کہے مقصود من بدامن من خواہد او
یا نہ سچی کہ گفت اگر تو نکروی اینچنین ریاضتے کہ تو میکنی بسر میرسد و بدل برسد
این ریاضت بجائے رسد کہ اگر سر روز خدا از تو رزق کم کند و سر رسد تو ضعیف
نشوی چه باشد این سخن سائل ازین پرسید تا کہ درین معاملہ باشتم باشد روزے
کہ ازین بیرون آیم و کار من بمقصود رسیدگی گفت چو کار بدل رسد سیرے و
سلو کے کہ بدل نسبت دارد و ریاضتے کہ بدل نسبت دارد و بدل راں رسی و اینچنین شود
کہ بخدا تو ہم ازول تو باشد و ہم از شغل تو باشد ابلیت عند ربی بیطمنی و یسقینی
نقد وقت تو شود آن ساعت این باشد کہ از مکائدہ و معاملہ بیرون آئی و بروج مشا
برسی و اگر تا آنجا نرسیدی پس نشست تو بر مرتبہ زائدہ ان یعنی کہ خود را زائدہ دانی
جہل باشد ہمان شد کہ الزهد ترک ما شغلك عن الله اگر این صفت
بودہ باشد کہ دل بدست نیامدہ و بمقصود نرسیدہ عجب نباشد کہ فرو آمنتا و
صلقنا فضیحت شود ترجمہ ظاہر کلام ہرین میرود کہ باشد کہ من در دکان تو کلیم
و ہمچنین باقی کلام اما بحسب فہم خویش معنی گفتیم تواندیش کن فہم بقولہ وقا
بشر الحافی رحمہ اللہ الزهد ملک لایسکن الا فی قلب مخلی
زہد بادشاہ ہے است کہ جز دروے خالی نہ نشیند یعنی بادشاہ در محلے کہ نشیند
خالی باشد و گیر بربانہ بے نبود ملک احتمال سے اعراب دارد و ہر سے معنی درست می آید
بفتح اللام و المیم و کسر اللام مع فتح المیم و سکون اللام مع ضم المیم قولہ سمعت
محمد بن الحسین رحمہ اللہ یقول سمعت ابا بکر الرازی رحمہ اللہ
یقول سمعت محمد بن محمد بن الحسن الأشعث لیسکند فی رحمہ اللہ
یقول من تکلم فی الزهد و وعظ الناس ثم رغب فی مالہم
من رفع اللہ حب الآخرة من قلبہ ہر کہ سخن در زہد گفت و مروان را زہد

پند و او بعد آن رغبت در مال ایشان کند خداوند تعالی دوستی آخرت از دل او دور کرده
 است اللہ سبحانہ و تعالی نخست دوستی آخرت از دل او دور کرده است انکہ او نصیحت
 بزید میکند و رغبت در مال ایشان میکند وانی این بچہ مانند مرد طیب معلومے را دور
 مقوی بد بتر اعلت او دفع شود بعد انکہ طبیعت خواہد تی دفع کند طیب و ہن را فرار
 گوید و روہن تی کند مردان را پند و مہ کہ دنیا را بگذارد و خود رغبت در آن کند قولہ
 قيل اذا زهد العبد في الدنيا وكل الله ملكا يغير من الحكمة في قلبه
 چنین گفتہ اند چون بندہ ترک دنیا کند خداوند سبحانہ فرستہ را گمارد کہ در دل او دست
 حکمت را نہا و کند قولہ وقيل لبعضهم لم زهدت في الدنيا فقال
 لزهد هاتي بعضی را گفتند دنیا را چرا گذاشتی گفتند دنیا را گذاشت از جوایب
 خوشے و او یعنی دنیا و قسمت من زرقہ است پس بچھاں شد کہ دنیا مرا گذاشتہ است
 چو او مرا گذاشت من چه گذارم اینجا پرسند ترک شے بعد وجود او چو وجود او نبود
 ترک چه معنی داشت بالا گفتہ شدہ است زید و معنی دارو کیے انکہ باشد و بگذارد و دم
 انکہ شخصے است بر شرف تحصیل است رہ آن دارد و قادر بر آن است و امکان آن دار
 کہ دنیا را حاصل کند معہ نداشت در آن نزد این نیز زاید باشد قولہ وقال حمل
 بن جنبل رحمه الله الزهد على ثلثة اوجه ترك الحرام وهوز
 العوام والثاني ترك الفضول من الحلال وهوزهد الخواص و
 الثالث ترك ما يشتغل العبد عن الله تعالى وهوزهد العارفين
 این سخن بالا گفتہ ام مگر چہ کنم قولہ سمعت استاد ابا علی الدقاق رحمه
 يقول قيل لبعضهم لم زهدت في الدنيا فقال لما زهدت في
 اکثرها نفت من الرغبة في اقلها یعنی بعضے دیگر را پسیدند چرا زید
 در دنیا کردی گفت چو دنیا تمام و کمال مرادست نمیدداندک او مرا چہ کار آید کیے با

وید تمام دنیا بر سلاطین است کمال او آنجا است چہ جاہ و چہ مال و چہ لذت و چہ دستگیر
چوں سلطان نشدم بارے چاکر ہم نباشم قولہ وقال یحیی بن معاذ رحمہ اللہ
اللہ نیا کالعروس ومن یطلبہا ما شطتہا والزاهد فیہا یسند
وجہہا وینتف شعہا وتخرق ثوبہا والعارف مشتغل باللہ لا
یلتفت الیہا یحیی رحمہ اللہ میگوید دنیا مثل عروسے است طالب او اور امی آراید
شانہ او بر موسے اومی زند و آنکہ تبارک دنیا و زاید است بدان ماندروسے اور اسیاہ
میکند و موسے سر او را میکند و جاہ ہائے او پارو میکند و عارف مشغول بخدا است
نہ اور آراید و نہ اور آبرو اید بوقت خویش بانخدائے خویش فارغ باشد قولہ سمعت
ابا عبد اللہ الصوفی رحمہ اللہ یقول سمعت ابا الطیب السامری
یقول سمعت الجعفی یقول سمعت السمری رحمہ اللہ یقول
مارست کل شیء من موالیہم فقلت ما اری الا الزہد فی الناس
فانی لحد بلغہ و لحد طبقہ سری میگوید گھر چہ در کار زند بود دران مارست کہ دم
یعنی عارف و عالم بدان کار شدیم پس از ان این یافتیم کہ ترک مروان با یکدیگر و من بد
رسیدہ ام و بطاقت من نشد کہ این کار بسر بر ہم قولہ وقیل ما خرج
الزاهدون الا الی انفسہم لانہم ترکوا النعمان الفانی للنعمان
الہانی چنین گفتہ اند زایدان چیزے ترک نیاوردند مگر رغبت ہم بنفس خود کردند و نیا
فانی گذارشتن کہ دران بلا و محنت بود آخرت را اختیار کردند کہ دران نعمت و راحت
خواید بود قولہ وقال النصر ابادی رحمہ اللہ حقنہ ماء الزاهد
وینفستہ ماء العارفين خدا سے تعالیٰ نگاہ داشت خون زایدان را و ریخت
خون عارفان را یعنی زایدان را با وجود ایشان داشت و عارفان را از وجود ایشان
را بد کرد قولہ وقال حاتم الاصلی رحمہ اللہ الزاهد یذیب

کیسہ قبل نفسہ و المتزهد ینیب نفسہ قبل کیسہ زائد پیش از
خود را از خود کیسہ از مال خالی میکند و متزهد اوست کہ بستم زید میکند اول نفس را بستم
درین رہ می آرد و شقت برود پس او اول او اوست نفس میکند بعد ان او اوست
ال قولہ سمعت محمد بن عبد اللہ رحمہ اللہ قال حد ثنا
عبد بن الحسن الموصلی رحمہ اللہ قال حد ثنا احمد بن الحسن
رحمہ اللہ قال حد ثنا محمد بن الحسن رحمہ اللہ قال
حد ثنا محمد بن جعفر رحمہ اللہ قال سمعت الفضیل بن
عیاض رحمہ اللہ یقول جعل اللہ الشرکۃ فی بیت واحد
جعل مفتاحہ حب الدنیا و جعل اللہ الخیر کلہ فی بیت واحد
و جعل مفتاحہ الزہد خدای تعالیٰ شر را در یک خانہ نہاد یعنی کجا کرو
بدین مانند خدای تعالیٰ ہر جا کہ شرے است و در یک خانہ داشت یعنی کجا آرد
و کلید در آن خانہ حب دنیا کہ یعنی ہر کہ دنیا را دوست داشت ہر جا کہ شرے است
بدان بتلاشد و زید بدان مانند ہر جا کہ خیرے است خدای جمع کرو در یک
مقام داشت و کلید در آن مقام زید کرو بدان مانند مروان طریق حدیث خوانند
لہلب الدنیا رأس کل خطیئۃ و ترک الدنیا رأس کل عبادۃ

قوله (۷) باب الصمت

صمت خاموش بودنست از اصول این طائفہ است ہر کہ سخن بسیار گوید
و لاشخصہ کہم آید ہر کہ سخن بسیار گوید دل او مگر گوید ہر کہ سخن بسیار گوید البتہ کذبے
در زبان او رود ہر چند کہ او در گفتار صادق باشد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرمودہ است کفی بالمعروف بان یحدث بکل ما سمع و ہر کہ سخن بسیار گوید

متک حرامت: شد از و شود هر که سخن بسیار گوید حفظ اسرار او را میسر نیاید هر که سخن بسیار
 گوید جس نفس او را میسر نشود و هر که جس نفس میسر نیاید اثر مراقبه بر او ظاهر نشود و توبه
 من اصحاب الصوة اصحاب الصمت قوله اخبرنا عبد الله بن يوسف
 الاصفهانی رحمه الله قال حدثنا ابو بكر محمد بن الحسين
 القمي رحمه الله قال حدثنا احمد بن يوسف السلي رحمه الله
 قال حدثنا عبد الرزاق رحمه الله قال اخبرنا معمر رحمه الله
 عن الزهري رحمه الله عن ابي سلمة رحمه الله عن ابي هريرة
 رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
 من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يؤذ جاره ومن كان يؤمن
 بالله واليوم الآخر فليكن ضيفه ومن كان يؤمن بالله واليوم
 الآخر فليقل خيرا وليصمت ابو هريرة رضي الله عنه روایت میکند رسول
 الله صلى الله عليه وآله وسلم فرمود هر که ایمان بخدا و روز آخرت دارد او همسایه خویش را
 نزنجاند همسایه مخصوص است معا له با او بسیار است هر که قریب تر است احسان
 او بیشتر با یر و اندازد او زیان کار تر باشد و هر که ایمان بخدا و آخرت دارد او اگر
 ضیف کند و هر که ایمان بخدا و آخرت دارد سخن نیک گوید یا خاموش ماند از اینجا
 آید سخن خیر گویند یا ساکت باشند پس صمت از کلام بیشتر آید قوله اخبرنا علی
 بن احمد بن عبد ان رحمه الله قال اخبرنا احمد بن عبد
 رحمه الله قال حدثنا بشر بن موسى الاسدي رحمه الله
 قال حدثنا محمد بن سعيد الاصفهانی رحمه الله عن
 ابن المبارک رحمه الله عن يحيى بن ايوب رحمه الله عن
 رجب عبید الله بن زحر رحمه الله عن علي بن ابي يزيد رحمه الله

عن القاسم رحمه الله عن ابى امامة رحمه الله عن عقیبة بن عامر رضی الله عنه قال قلت یا رسول الله ما النجاة قال حفظ علیک لسانک ولسعتک بیتک وابتک علی خطیبتک عقب عامر از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پرسید نجات و رحمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود زبان خود بر خود نگاها یعنی از غیبت و نینیت و فحش و اظهار عوار و مومنتی و بسیار گفتن و مراد شیخ همین است و در خانه تو باید که ترا آچنان باشد که بسند و بود و اگر همچو عرش طیرے بود و معنی دگر و ایسعتک بیتک یعنی خانه تو بقدر وسع تو تو بیع بر اهل و ولد باشد و دیگر خانه تو ترا بسند و بود یعنی اختلاف ما مردم بسیار نمودنائی گوید

داشت تقمان کیے کرتے تنگ چون گلو گاہ ناسے و سینہ چنگ

شب در آنجا برنج و تاب بدے روز نیچے در آفتاب بدے

پو الفصوے سوال کرو ازو کین چه خانه است شش برش پچے

از دل سرد چشم گریان سپیر گفت هذالمن يموت کثیر

از دم

و بگفته خویش اگر از تو زاو بران گبری قوله قال رضی الله عنه الصفة سلامة وهو الاصل و عليه ملا مده شیخ میفرماید صمت سلامتی است از بسیار چیز و اصل او همین است یعنی صمت اصل کار است یا سالم بودن اصل کار است و بر مومن باید که دوام باشد قوله اذا ورد عند الزجر فالواجب ان يعتبر فی الشرع و الامر و النهی و اگر در صمت منعی آید محل کفار است باید که در آن محل اعتبار شرع کند اعتبار امر کند یعنی آنچه بدان شرع وارد است و امر بدان است تجاوز کند قوله و السکوت فی وقتة صفة الرجال کما ان النطق فی موضعه من اشرف الخصال سکوت در وقت سکوت صفت مردان دین است چنانچه سخن در محل سخن بهترین خصلت است قوله

سمعت الاستاد ابا علی الدقاق رحمه الله يقول من سكت
 عن الحق فهو شيطان اخرس وبعضے این را حدیث گویند و شاید
 ابو علی رحمہما حدیث میگوید و سندنمیکند ہم زبان خود میگوید ساکت از
 حق شیطانے گنگے است شیطان در وقت سکوت خوابد سخن گوید و در وقت
 سخن خور گنگے باز پس او شیطان اخرس باشد این ساکت از حق را شیطان
 اخرس گفت زیرا چه او همچو اوست و درین محل قوله والصمت من آداب
 الحضرة قال الله تعالى وَاذْأَقْرَبَى الْقُرْآنُ فَاَسْتَمِعُوا لَهُ وَانصتوا
 وصمت از آداب حضور است حضرت محل و ہشت است حضرت محل اعتبار
 و فکر است حضرت محل خوات اسرار است و بسیار چیز است اما ہمیں کے
 دوسے در گفتار بندہ است پس در حضرت صمت اید صفت ملازمان حضرت
 چه صمت بادشاہ شنیدہ باشی کہ حد صمت و سکوت دارند خداوند تعالی ہمہرین سخن اشارت
 کرد چون قرآن خوانند اتلے آن کنید و از سخن و پگر خاموش باشی قوله و قال سبحان
 خبر عن الجن بحضرة الرسول صلى الله عليه وسلم فلما حضرته
 قالوا انصتوا وقال الله تبارك وتعالى وَاَسْمِعُوا لِرِجَالِكُمُ الصَّوْتِ
 لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُوا لَهَا وَهِيَ كَالْحَمِيرِ إِذْ دَعَا وَتَعَالَى از جن خبر داده است
 نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر شدند و گفتند خاموش باشی و
 گوش بردارید کہ او چه می خواند و قال اللہ تعالی وَاَسْمِعُوا لِرِجَالِكُمُ الصَّوْتِ
 لِلرَّحْمٰنِ فرشته است آنچنان تو نشنوی گراوانے باری کے قوله و کم
 بین عبد یسکت تسار فاعن الذباب والغیبة و بین عبد
 یسکت لا ستیلاء سلطان الہیبتہ یکسوت سبب سبیت تجلی بلبل است
 و یک سکوت سبب آنست کہ بزبان غیبی و طبیعت و نیمتے زروفشان و نیمتے قولہ

وفي معناه النشك -

انكر ما اقول اذا افرقتنا واحكم د ايناج المقال
فانساهها اذا نحن المتقين فانطق حين انطق بالمحال

اندیشہ میکنم من چه میگویم و وقتے کہ جدا می شویم و حجج و مقال را تکلیف میکنم درین حال
کہ اورارفتہ می بینم قوله فانساها و وقتے کہ با ملاقات می شود آن ہمہ گفتار را
را فراموش می کنم و سخن میگویم و وقتے کہ سخن میگویم بحال و ہرزہ یعنی وقت فراموش
اندیشہ می کنم کہ سخن من ہمہ سنج است و وقتے کہ ملاقات می شود آن ہمہ فراموش
میشود و سخن کہ میگویم ہرزہ میگویم قوله والنشك

فيا ليل كم من حاجة في مهمة اذا جيتكم لمدد سريال الليل ما هيا
اے شب چند حاجت ہے است مرا کہ آن ہمہ است و وقتے کہ ملاقات میکنم نہی درم
کہ شب چه بود و چه حکایت بود و غرض اینست کہ در وقت حضرت سکوت است
قوله والنشك

وكم من حديث لك حتى اذا مكنت من لقيك انست

و چند حکایت باشد کہ بنا بر تو باشد و وقتے کہ مرا القاسے تو مسلو شدہ ہمہ فراموش
شد قوله والسكوت على قمين ساكوت بالظاهر و ساكوت بالقلب

والضائر والمتوكل يسكت قلبه عن تقاضى الارزاق والعارف
يسكت قلبه مقابلة للحكم ببغت الوفاق فهذا الجميل صنعده

وائق وهذا الجمیع حکمہ قانع و سکوت برود قسم است کیے خاموشی در ظاہر
است خاموشی کہ در ظاہر است خاموشی باشد ہرزہ باہر کہے سخن گوید و سکوت

است کہ بدل باشد و ضمیر باشد و سکوتے کہ در باطن است مثال او اینست

کہ ضمیر مرد متوکل از طلب رزق ساکت باشد از خدا نخواہد کہ رزق بدو چنانچہ

از اکتساب ظاہر ساکت است بدل ہم ساکت است از خدا رزق نمیخواهد و
عارف ضمیر او ساکت است آنچه ازان سوآید آید و بروفق خویش نخواهد پس
متوکل من جمیل صنع تعالی را واثق است فعل و صنع خواهد بودن این جمیل آن
واثق است هر چه شایسته و بایسته آنست و این عارف آنچه او علم کرده است
بران قانع است او در جمیل فعل است این در جمیل علم است قوله و
فی معناه قالوا

تجری علیک صر فہ و هموم سرک مطر فہ

هر صیر فہی که باری تعالی کند و بر تو رو دسر تو ساکت و فر و افتاد و باشد هر طرفی
اورا لخط تشو قوله و ربما یكون سبب السکوت حیرت البدیة
فانہ فاذا و کشف علی وصف البغته حرست العبارة
عند ذلک فلا بیان و لا نطق و طمست الشواهد هنالك
فلا علم ولا حمت قال الله تعالی یوم تجمع الله الرسل فیکول
مآذ ا اجبتم قالوا لا علم کنا و بسا باشد سبب سکوت چیز ناگہانی
ازان سوآید کشف و پیته این در حیرت افتد و ساکت ماند زیرا چه چو کشف واد
شود بر صفت ناگہانی انتظار سے نہ و ترصد سے نہ و او خود را دران محل و مرتبه
نداشته یکایک ازان سو چیزے آمد در اینچنین حالت عبارات گنگ شود
نه بیانے ماند و نه نطق ماند و در اینچنین حالت هر شایدے که بود مطموس باشد
اگر چه شواهد مستند اما چو او در حرست متفرق است ایشان مطموس اند اینجا اعلی
نباشد و حسے نباشد یا آنکه فجاءت ان کشف شده است که همه شواهد او مطموس
کرده است و همه در عرض فنا رفتند علم نما ند حس نما ند معلومے نیست محسوسے نیست
علم چه ماند قال الله تعالی یوم تجمع الله الرسل فیکول مآذ ا اجبتم

قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا بِإِنْ هَالِكٍ بِمَا كُنَّا نَعْمَدُ عَلَىٰ نَفْسِنَا قَوْلُهُ فَمَا آيَاتُ
 رَبِّكَ الْمُبَاهِجَةُ السُّكُوتُ بِالْأَلْفَةِ وَنَطْقُهُ نَجِيرٌ بِأَشْدَّ وَسُكُوتُهُ نَجِيرٌ بِأَشْدَّ
 أَمَا إِنِّي مَيَّكُودٌ اخْتِيَارًا لِمَجَابِدَةٍ هِيَ سُكُوتٌ أَسْتَقُولُهُ فَلَمَّا عَلِمُوا مَا فِي
 الْكَلَامِ مِنْ آيَاتٍ تَمَّهَا فَيَدُهُ مِنْ حِطِّ النَّفْسِ وَأُظْهَارِ صِفَاتِ
 الْمَدْحِ وَالْمِيلِ إِلَىٰ عَنِ يَتَمَيَّزُ بَيْنَ أَشْكَالِهِ نَحْسَنِ النَّطْقِ وَغَيْرِ هَذَا
 مِنْ آيَاتِ الْخَلْقِ وَذَلِكَ نَعْتُ رَبِّكَ الْرِيَاضَةُ وَهِيَ أَحَدٌ
 كَانَهُمْ فِي حُكْمِ الْمَنَازِلَةِ وَتَهْدِي سَبِيلَ الْخَلْقِ إِلَىٰ تَبْلَاغِهَا وَمَجَابِدَةُ سُكُوتِ
 اخْتِيَارِ كَرَاهَةِ الْغَيْبِ بَرِينِ كَرَاهَةِ السُّكُوتِ وَكَلَامُ بَعْضِ آيَاتِ سُبْحَتِهَا نَجِيرٌ بِأَشْدَّ
 كَلَامُ كَرَاهَةِ سُبْحَتِهَا وَرَبِّكَ حِطِّ النَّفْسِ أَسْتَقُولُهُ أَنْ رَأَيْتُمْ تَرْكُ كَرَاهَةِ الْأُظْهَارِ صِفَاتِ مَدْحِ
 وَمِيلِ بَرِينِ كَرَاهَةِ الْمَنَازِلَةِ وَآمِثَالِ نَجِيرِهَا تَمَيَّزُ بِأَشْدَّ كَرَاهَةِ سُبْحَتِهَا سَبِينِ أَسْتَقُولُهُ
 وَجَزَائِرِ كَرَاهَةِ الْخَلْقِ الْإِنْسَانِيَّاتِ سَبِينِ أَسْتَقُولُهُ سَبِينِ أَسْتَقُولُهُ سَبِينِ أَسْتَقُولُهُ
 وَخِلَافِهَا أَنْ اخْتِيَارِ كَرَاهَةِ وَابْنِ مَدْحَتِهَا إِلَىٰ رِيَاضَتِهَا أَسْتَقُولُهُ كَرَاهَةِ سُبْحَتِهَا كَرَاهَةِ
 خِلَافِهَا نَجِيرِ كَرَاهَةِ كَرَاهَةِ الْمَنَازِلَةِ وَتَهْدِي سَبِيلَ الْخَلْقِ إِلَىٰ تَبْلَاغِهَا وَمَجَابِدَةُ سُكُوتِ
 دَاوُدَ الطَّائِفِ رَحِمَهُ اللَّهُ مَا أَسْرَادُ أَنْ يَقْعُدَ فِي بَيْتِهِ اعْتَقَادُ
 أَنْ تَحْضُرَ مَجَالِسَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ إِذَا كَانَ تَلْمِذًا لِقَعْدِهِ
 بَيْنَ أَضْرَابِهِ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَلَا يَتَكَلَّمُ فِي مَسْئَلَةٍ فَلَمَّا قَوِيَ نَفْسُهُ
 عَلَىٰ مَارِسَةِ هَذِهِ الْخَصْلَةِ سَنَةَ كَامِلَةً قَعْدَ فِي بَيْتِهِ عِنْدَ
 وَأَثَرُ الْعِزَّةِ دَاوُدَ الطَّائِفِ رَحِمَهُ اللَّهُ مَرَّكَاهُ كَرَاهَةِ سُبْحَتِهَا نَجِيرٌ بِأَشْدَّ
 اعْتَقَادُ كَرَاهَةِ وَرَبِّكَ حِطِّ النَّفْسِ أَسْتَقُولُهُ أَنْ رَأَيْتُمْ تَرْكُ كَرَاهَةِ الْأُظْهَارِ صِفَاتِ مَدْحِ
 مِيَانِ اقْرَأْنِ نَجِيرِهَا سَبِينِ أَسْتَقُولُهُ سَبِينِ أَسْتَقُولُهُ سَبِينِ أَسْتَقُولُهُ
 كَرَاهَةِ سُبْحَتِهَا كَرَاهَةِ الْمَنَازِلَةِ وَتَهْدِي سَبِيلَ الْخَلْقِ إِلَىٰ تَبْلَاغِهَا وَمَجَابِدَةُ سُكُوتِ

درخانہ خود نشست و اختیار عزت کرد قوله وكان عمر بن عبد العزیز
رحمہ اللہ اذا کتب کتابا فاستحسن لفظا مزق الكتاب
وغیره عمر بن عبد العزیز چین چینی بنشتے و اورا خوش آمدے آن بنشتے بارہ کرد
وگرد ایندے و گرنشتے مگر حظ نفس و رومی یافت قوله سمعت الشيخ
ابا عبد الرحمن يقول اخبرنا عبد الله بن محمد الرازي
رحمہ اللہ قال حدثنا ابو العباس محمد بن اسحاق السراج
رحمہ اللہ يقول سمعت ابا حميد بن الفتح رحمہ اللہ يقول
سمعت لبشر بن الحرث رحمہ اللہ يقول اذا اعجاب بالكلام ^{الحارث}
فاصمت واذا اعجاب القمت فتكلم شبر فاني لم گفته است اگر
سخن گوئی و آن گفتار ترا خوش آید خاموش کن و اگر سکوت ترا خوش آید سخن آید
قوله وقال سهل بن عبد الله رحمہ اللہ لا يصح لاحد الصمت
حتى يلزم نفسه الخلوۃ ولا يصح له التوبة حتى يلزم نفسه ^{الصمت}
یعنی کیے راحت خاموشی نیا شد تا خلوت را ملازم گیرد و کمترین سکوت ہمین سخن گفتن
با مردم مراد باشد اگر خلوت صحیح آید و اگر در خلوت تلاوت بسیار میکند و قصه با
و افسانہ و اشعار می خواند اینجا سکوت نیست کلام است تلاوت میکند اگر چه کلام
است و چنین و چنان است ابا مراد متفکر و مراقب را تلاوت بقدرت و
حصه است و توبہ بشهرط درست نشود تا صمت لازم نباشد گفته ام حدیث را
که فی المساء کذب ان محمد بن بکیر ما سمع قوله وقال ابو بکر الفارسی
رحمہ اللہ من لم یکن الصمت وطنه فهو فی الفضول وان
کان صامتا مکررا وطن او صمت او شد یعنی قرار و مستقر نشد پس او در فضول
است البتہ سخن زاید افتد و اگر چه او صامت نماید قوله والصمت ليس

مخصوص علی اللسان لکنہ علی القلب والجوارح کلہا وصمت من
 لسان نیست اگرچہ وصف لسان است اما قلب وجوارح چشم و دست و
 پائے ایشان ہم نسبت بصمت دارند دست و رفلے و علی ہست قدم بکار
 ہست و چشم در نظارہ ہست گوئی ایشان ہم ناطق اند باعتبار حال ایشان و
 گفتہ اند لسان الحال انطق من لسان القال قوله وقال بعضهم
 من لم یستغمر السکوت فاذا انطق نطق بلغویر کہ سکوت عنیت
 نہاشت چون سخن گوید سخن لغو گوید یعنی چون البتہ خود را اور گفتار و اور لغو سے
 ہم از زبان او بیرون آید چون سکوت را کارے نہانت تکلم بلغوا شد قوله
 سمعت محمد بن الحسین رحمہ اللہ یقول سمعت محمد
 بن عبد اللہ بن شاذان رحمہ اللہ یقول سمعت مشاد بن
 رحمہ اللہ یقول الحکماء و سرائر الحکمة بالصمت والتفکر عما حکم
 رسیدن بدین دو چیز کی بصمت و دم بتفکر و تفکر لازم صمت است تفکر
 بغیر صمت میسر نیاید مگر جا کہ متفکرے است او در گوشہ نشیند و سر مشغول
 افکند یا نظر بر بوائے و صحرائے ہزار و بلکہ تنمیز عین کند مغزے و خلاصہ
 بفکر خویش بیرون آرد قوله و سئل ابو بکر الفارسی رحمہ اللہ عن
 صمت الستر فقال ترک الاشتغال بالماضی والمستقبل ابو بکر
 را پرسیدند از صمت سر کہ صمت سر چه معنی دارد و عبارت از چیست گفت
 گذشتہ را اور دل نیارد و گذشتہ آئینہ را قوله و قال ابو بکر الفارسی
 رحمہ اللہ اذا کان العبد فاطقاً فیما یجئہ ما لا یستطیع
 فہو فی حد الصمت چون بندہ سخن لا یعنی کرد آرد و آنچه نابدی است
 ازان سخن گوید او در حد صمت باشد یعنی و الا یعنی ہرچہ براندازد حال او است

قوله ویروی عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اذ قال کلمۃ
الناس قلیلاً وکلمۃ ربک کثیر العمل قلبک یری اللہ تعالیٰ از معاذ
جبل مروی است او گفته است با مردمان سخن اندک گو و با خدا بسیار گو یعنی دل
را و زبان را ملازم ذکر او در زبان ذکر جلی گوید بدل ذکر خفی تحقیق دل تو خدا بپسند
یعنی بے شبہ دل تو در حضور حق است و در اعتقاد قریب اوست و دیگر
بعضے صوفیاں گویند چو اینچنین مجاہدہ کنند خدا را ہم در دنیا بپسند و گفته اند بدل
پسند و گفته اند میان خواب و بیداری پسند و آنکہ گفته اند در بیداری پسند ایسا
و اند قولہ و قیل لزی النون المصری رحمہ اللہ من اصون
الناس لنفسہ فقال املکم لسانہ از ذوالنون پرسیدند کدام
کس است کہ نگاہ دارندہ تر مرد است مرفض خود را و از ہمہ چیز با امساک
کرده و خود را از ہمہ چیز با باز آورده است گفت آنکہ زبان خود را مالک است
یعنی زبان بدست اوست در یعنی سخن گوید در لا یعنی سخن نگوید و شاید بعض
اوقات در یعنی ہم سخن نگوید قولہ قیل ابن مسعود رضی اللہ عنہ
ما شیء بطول السجین احق من اللسان بیح چیزے نیست سزاوار
پسند داشتن از زبان اولاد است کہ ہمارہ در پسندیدارند قولہ و قال علی
بن بکار رحمہ اللہ جعل اللہ لكل شیء ابابین و جعل للسان
اربعۃ ابواب فالثفتان مصرعان و الاسنان مصرعان
خدا سے تعالیٰ ہر چیزے را دو در کرده است و برائے زبان را چہار در کرده
است دو لب و دو تختہ و دو در سستہ دندان گوئی و تختہ در است ہر
تختہ را در سے می شمارد بسیار در ما باشد کہ ہمہ بیک تختہ بستہ شود حاصل کلام
یعنی سخن را ہر کسے تو اندکہ داشتن زبان چہ ہر چیزے در سے را در دو آن در

ووتختہ وزبان وودر وارو وچہار تختہ و دو معنی مفہوم شود کیے آنکہ وودر وارو نگاہ و ^{شتن}
 آن و شوار باشد دوم آنکہ وودر وارو چون بند محکم بستہ شود قوله وقیل ان ابا بکر ^{یقول}
 رضی اللہ عنہ کان یمسک فی فیدہ حجر الذاسنہ لیقل کلامہ صدیق اکبر
 رضی اللہ عنہ رامی آرند ساہا در دہن خویش نگے داشته تا سخن اندک گفتمے شود یعنی اگر
 چیزے در دہن بود تا بہر زہ سخن گفتمے شود و یاد می دانند کہ سخن گو و دیگر قوله ورجبا
 یكون السکوت یقع علی المتکلم تا دیالہ لاندہ اسأد بہ فی شیء و بسا باشد کہ
 سکوت بر متکلم افتد و در ان مطلوب تا ویب متکلم باشد سخن میگفت و در ان عادت گرفتہ
 آن سکوت باز آید تا ویب متکلم است زیرا چہ او بر ان عادت گرفتہ و او را سکوت آرند
 برو سخت و شوار است قوله کان الشبلی رحمہ اللہ اذا قعد فی حلقتہ
 ولا یسالونہ یقول وقع القول علیہم بسا ظلوا افہم لا یظفون
 و شبلی رح چون در حلقہ مجلس خویش شستہ و از و چیزے سخن نمی پرسیدند گفتمے سخن
 بر ایشان افتاد و بسبب چیزے کہ ایشان ظلم کردند پس ایشان را سخن ماند سخن گفتن نمی
 توانند بر اسے این را آورد و چو صمت بر متکلم افتاد تا ویب او باشد پس ایشان سخن

سے عبارت شرح بر الفاظ "سخن گو و دیگر کمتر بجا تمام است و در نسخہ شرح منقول عنہ از سہو
 کاتب آن نسخہ غالباً یک یا دو مطبعیات از کتابت متر و کماند چونکہ نسخہ دیگر موجود
 نیست لامحالہ این مضمون در طباعت ہم نام تمام گذار شد علاوہ ازین بعد این مضمون شرح
 یک جملہ متن از رسالہ قشیریہ مع شرح آن ہم در نسخہ شرح منقول عنہ منقول نیست۔ اینجانب
 متن از رسالہ قشیریہ نقلی و مطبوعہ نقل کرده میشود و ہوازل و قیل ان ابا حنیفۃ البقیہ
 کان حسن الکلام فہتف بہ ہاتف تکلمت فاحسنت
 بقی ان تسکت فتحسن فما تکلم بعد فذلک حتی ہات و ہات قریباً
 من ہذا الحالۃ علی رأس السبوع او اکثر۔ ع ح

نہی گویند سبب ظلمی کہ ایشان کردند پس عدم سخن ایشان تا ویب ایشان باشد
 قوله وربما يقع السكوت على المتكلم لان في القوم من هو اولى
 منه بالكلام و شاید متکلم سخن گوید ازین جهت کہ نزدیک او شخصے است کہ
 اولایق است ازین کہ سخن گوید این سکوت ارباب صمت نیست ابا شخصے باشد کہ
 ارباب خود را کہ دارد شیخ اوبے می آموزد و حضرت کسے بدولایق باشد کہ
 برائے سخن گفتن سخن گوید قوله سمعت ابن السماك رحمه الله يقول
 كان بين الشاه الكرمانى و يحيى بن معاذ صدقة فجمعهما بلد
 فكار شاه لا يحضر مجلسه فقيل له في ذلك فقال الصواب
 هذا فما زالوا به حتى حضر يوما مجلسه و بعد ناحية كيشهر
 بده يحيى بن معاذ فلما اخذ يحيى في الكلام سكت ثم قال ههنا
 من هو اولى بالكلام منى و اريح عليه فقال شاه قلت لكم
 الصواب ان لا احضر مجلسه از این سماک شنیدم میگفت میان شاه
 شجاع کرمانی و یحیی معاذ جمعاً الله شدند و شاه در مجلس یحیی حاضر شد شاه را
 گفتند مجلس او گفت بهتر نیست کہ حاضر نشوم همیشه همچنین بوده اند
 تا آنکہ بارے در مجلس او حاضر شد شست و یحیی رحم بدان علم نداشت کہ او در گوشه
 شسته هست ابو یحیی سخن آغاز کرد او خاموش ماند بعد آن گفت اینجا کسے
 است کہ در سخن او از من اولی ترست زبان یحیی بسته شد شاه گفت من نگفتم
 کہ صواب نیست کہ من در مجلس او حاضر شوم قوله وربما يقع السكوت
 على المتكلم المعنى في الحاضرین وهو انه يكون هناك ليس
 باهل السماع لذلك الكلام فيصون الله لسان المتكلم غيره
 وصيانة لذلك الكلام عن غير اهله و بما باشد کہ سکوت بر متکلم

افتد مشکلی کہ احق بکلام سبب آنکہ حضار لایق کلام او نیند خداے تعالیٰ زبان
آنکہ احق بکلام است نگاہ می دارد تا سخن او نا اعلان نشوند اینچا و معنی است کیے
آنکہ زبان بسته می شود سخن گفتن نمی تواند فیصون الله بدین معنی درست شنید و
دیگر او اختیار نمی خواهد سخن گوید آن اختیارے که او را افتاده است آن صون
باری است که او با نا اعل سخن گوید قوله و سر بما یكون السکوت الذی
یقع علی المتکلم ان بعض الحاضرين کان معاوم الله سبحانه
من حاله انه یسمع من ذلك الکلام فیکون فتنه له اما لتوهمه
انه وقتہ ولا یكون اولاً انه تحمل نفسه ما لا یطيق
فیرحمه الله عشر و جعل بان تحفظ سمعه عن ذلك الکلام
اما صیانة له و عصمة عن غلط و سبأ باشد که سخن گوید زیرا چه بعضی
حاضران از آنها باشند سخن شنوند و سخن عالی آن حاضر گمان بردگر این وقت من
است پس این فتنه باشد او را با خود سخن شنود و نفس خویش تحمیل کند آنچه طاق
او نباشد سخن صوفیان در دو چیز باشد یا از موارد و حقایق یا از ریاضات و مجاہدات
اگر از حقایق و معارف است شخصی شنود و آن بدانکہ وقت من است
و آن گمان فتنه باشد مرا و اگر سخن از مجاہدات است و آن اشق و اصعب
است سامع آن بار بر نفس خویش نهد و تواند برداشتن ضمیر وقتہ احتمال دارد
بر سامع باز گردد و احتمال دارد که بر حکم متکلم تو فکرے کن بانکہ فکر معلوم خواهد
کرد قوله و قال مشائخ هذه الطريقة ربما یكون السبب
فیه حضور من لیس باهل لسماعه من الجن اذ کلوا
مجالس القوم من حضور جماعه من الجن و سبأ باشد که سخن گویند
سبب آنکہ جن در مجلس ایشان حاضر می شود ایشان سخن گویند تا ایشان نشوند جن

انواع اندوہوری گویند و طہیوری مائی و ناری و ارضی و ہوائی و قدسی جن قدسی
 مومن و مسلمان بر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان آورده اند و رسول
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در رکن ایمان ایشان این شرط کرده بود کہ بر مسلمانان
 ظاہر نشوند و ایشان ظاہر شدند پس ایشان ایمانے دارند اما بشرط اسلام پنہان
 کسان حاضر باشند و اسرار و سخن ملوک بشوند زبان دارد ہم گویندہ را ہم نشوندہ را
 قوله سمعت الاستاذ ابا علی الدقاق رحمہ اللہ يقول عقلت
 مرة برف فاشتقت ان ارجع الى نيسابور فرأيت في المنام
 كأنَّ قایل يقول لي لا يمكنك ان تخرج من هذا البلد فان
 جماعة من الجن استحلوا كلامك و تحضروا مجلسات
 فلاجلهم تحبس ههنا شيخ ميگوید از ابو علی شنیدم کہ میگفت در شہر مرو
 رنجور شدم خواستم کہ بنیسا بور باز گردم پس در خواب دیدم گوی مردے میگوید
 ممکن نیست ترا کہ از مرو بیرون آئی زیرا چہ جماعتے از پریان کلام ترا شیرین گرفته
 اند و در مجلس تو حاضر می شوند از سبب ایشان ترا مجوس دارند شیخ این حکایت
 برائے آن را آورد کہ جن در مجلس ایشان حاضر می شوند اما اینجا این سخن مانده
 کہ بالا گفت سخن نگوی تا نشوند یعنی اہل بشوند و نا اہل نشوند و میان ایشان اہل
 ہم می باشد محمد حسینی را در اللہ سآبیب انفا سہ علینا
 ما دامت الشمس طالعة و الطلع طالعة چنین می گوید مرد عارف چودہ
 بیان اسرار حقایق و معارف شود کہ اما کاتبین را از ہر دو طرف او دور کنند
 تا ایشان اسرار خداوند تعالی نشوند و اگر نہ ایشان از کتابت اند عجب فرشتگان لا
 سخن اسرار نباشند جن خود کہ ام است قوله قال بعض الحكماء رحمہ اللہ
 ان ما خلق للانسان لسان واحد و عینان و اذنان یسمعون

اکثر ما یقول حکما گفته اند خداے تعالیٰ انسان را زبان یک و او چشم و گوش
 و دو برآئے آنکہ آنچه بگوید کمتر از آن باشد کہ می بیند و می شنود و اینجا سخن برست بسیار
 باشد کہ چشم و گوش ایشان بر و و زبان باقی ماند چندان ندیائے گوید کہ اندازه
 باشد قوله و دعی ابراهیم بن ادھر رحمہ اللہ الی دعوة
 فلما جلس اخذ وافی الغيبة فقال عندنا یوکل اللحم بعد
 الخبز وابتدأ تمییرا کل اللحم اشار الی قوله تعالیٰ اَتُحِبُّ
 اَحَدًا كَمَا اَنْ يَأْكُلَ لَحْمًا اَخِيهِ مَيِّتًا سلطان ابراهیم راجع برآئے
 طعام دعوت شد آمد و مجلس شست و مردان در غیبت شدند گفت نزدیک
 ما اینچنین است گوشت بعد از آن بیارند و گوشت را با نان خورند و اینجا
 مروانے اند کہ گوشت پیش از آن می خورد مراد این داشت کہ در کلام اللہ
 است اَتُحِبُّ اَحَدًا كَمَا اَنْ يَأْكُلَ لَحْمًا اَخِيهِ مَيِّتًا قوله
 وقال بعضهم الصمت لسان الحکیم صمت زبان حکیم است
 یعنی صمت او نطق عالی دارد و صمت حکیم کوئی این سخن گفت کہ مرد علم
 و حکیم ساکت باشد و دیگر صمت او دلیل برین میکند کہ او در فکر است و حکمت
 است و دیگر حکیم را باید کہ باز ساکت باشد زیرا کہ صمت بر او شکر است
 قوله وقال بعضهم تعلم الصمت كما تعلم الكلام فان
 كان الكلام سهل يات فان الصمت يهيبك يعني گفته اند
 تعلم صمت کن یعنی بیاموز کہ صمت کجا کنند و بیاموز کہ صمت چه نفع و چه اش
 دارد چنانچه تعلم کلام کردی مرد عالم معانی بیان میکند کہ اینجا آگید می آرد و ظالم
 سخن بغیر آگید از حقیقت از معنی حال و مقتضی مقام دارد و تو صمت
 بیاموز تعلم کن زیرا کہ کلام ترا در دست است می نماید و صمت ترا از کلام می پندارد

قوله وقيل عفة اللسان صمته وكفته انذم عضو راعفت باید
 که لایق آن عضو باشد و عفت لسان صمت است قوله وقيل مثل
 اللسان مثل السبع ان لم توثقه عدا عليك و هم چنین گفته
 اند که زبان حیوانی و زنده مانند چنانچه شیر و گرگ اگر آن حیوان و زنده
 را محکم زبندی او بر تو بد و یعنی زبان ترا نگاه دار اگر نه ترا زبان فاحش کند
 قوله و سئل ابو حفص رحمه الله ای الحالین للوحی
 افضل الصمت او النطق فقال لو علم الناطق ما آفة النطق
 لصمت ان استطاع عمر نوح علیه السلام ولو علم الصمت
 ما آفة الصمت لسأل الله تعالى فضعف عمر نوح علیه السلام
 حتی فیطق از ابو حفص پرسیدند ولی را چه بهتر خاموشی یا سخن گفتن ابو حفص
 جواب داد اگر سخن گوینده بداند که در سخن گفتن چه آفت است بر آئینه ساکت
 ماند اگر نتواند مدت عمر نوح علیه السلام اگر در خاموشی بداند که در خاموشی ماندن
 چه آفت است بر آئینه از خداست خواهر دو چند عمر نوح علیه السلام تا سخن
 گوید مشکل کار است هم در سخن گفتن آفت و هم در ساکت ماندن آفت پس
 دینی چه کسند اما این قدر معلوم شد برائے یکے را عمر نوح گفت و برائے یکے
 را ضعیف عمر نوح علیه السلام گفت اینجا تم فهم بکن چه بهتر این آید که نطق بهتر و سخن
 بر است صمت را این گفت که دو چند عمر نوح یا بدورین دو چند عمر از خدا قدرت
 نطق خواهد بعد از سخن گوید پس صمت دو چند از نطق باید پس صمت بهتر قوله
 وقيل صمت العوام بلسانهم وصمت العارفين بقلوبهم
 وصمت المجبین من خواطرهم صمت انذم خاموشی عوام از سخن
 است و خاموشی عارفان حق بقلوب است یعنی دل از همه چیز ساکت و صمت

ریختہ گروی از حدیث نفس خلاص نیابی گوئی از تعسر سکوت بیان میکند کہ سکوت
 دست ندمید مگر بصیرت زبان تو ساکت ماند دل تو ساکت ماند و حدیث ^{نفس}
 نباشد کار این کار اگر توفیق دید پروردگار و سر سیدے کہ توانی کرد بکنی روح تو
 با تو سخن نگوید زیرا چه او کاتم سراسر است روح واقف اسرار است او جز اسرار
 چیزے دیگر نداند اگر سخن گوید از سر گوید و صفت او خود کتمان سراسر است
 و دیگر روح محب خالق البوح است و اهل محبت را در سخن گفتن از جمال محبوب
 و آنچه میان محب و محبوب رود غیرت باشد قوله وقیل لسان الجاهل
 مفتاح حقیقہ گفته اند زبان جاهل کلید مرگ است یعنی جاهل سخن گوید آنچه
 گوید کہ موجب ہوان و ذلت و بر افتاد او شود قوله وقیل المحب
 اذا اسکت هلك والعارف اذا اسکت ملك و گفته اند اگر

محب خاموش ماند ملک گردد گفته اند نظم

فوعی زدوائے درو باشد گفتن غم دل بنگارے

و چون عارف ساکت ماند ملک اسرار گردد ملک و تکلم در علم الیقین
 وعین الیقین قوله سمعت محمد بن الحسین رحمہ اللہ یقول
 سمعت عبد اللہ بن محمد الرازی رحمہ اللہ یقول سمعت
 محمد بن نصر الصایغ رحمہ اللہ یقول سمعت مرید
 الصایغ یقول سمعت الفضیل بن عیاض رحمہ اللہ
 یقول من عد کلامہ من عملہ قل کلامہ الا فیما یعنیه
 فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرمودہ است ہر کہ کلام خود را از عمل خود نمر
 یعنی او را موجب نجات و موجب فوز و ظفر شناخت سخن او اندک شود
 ضرورت او را کہ باید گفتن کہ موجب نجات و فوز و درجہ باشد و آن اندک

باشد

قوله (۸) باب الخوف

خوف ترسیدن باشد از وقوع غیر ملامت حالاً مآلاً و ہر کس را خوفی
 باعتبار حال اوست مرد آدمی ترسد کہ فرود آتش و دوزخ نسوزم در نقد بقوت مردمانی
 مانے و منالے طالب ترسد نباید ہمہ برین حرمان دارند و برین حرمان برند و برین
 حرمان برانکہ برند فرود آمد و ہند یا نہ ہند متوسط ترسد نباید اکمال حال
 نشود و تکمیل و تکلیف نیابد منتہی ترسد از ذکر و خداع چیزے را باوے کند اورا گمان
 رود بمقصود رسیدم و در واقع آن پردہ باشد کہ چشم روستے دل او البتہ بدان
 پوشیدہ ماند و بدین وہم گر روستے محبوب می بینم و منتہی خوف دارد کہ اسیراً
 بروے قلب نماید اگر جزئیات می نویسم بسیار سخن می شود مرد سائلک خرد
 را این مقدار کفایت باشد و برین قیاس ہر چیزہ بمقصود و مراد باشد و یک خوف
 و گراست منتہی را کہ از آنچہ او واجد است از آن بر نخورد بلہ عنان کلام باز کردیم
 بسخن شیخ بازاہیم بسیار گفتن رسم ہائست قوله قال اللہ تعالیٰ یَدْعُو
 رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا خوف بسیار انواع را بیان کردہ ام مرد ما اول ہر خوفی
 را کہ عنایت کند کلام آنی آن نباشد و آن قدر کہ مخاوف گفتیم برعکس آن
 مطاع باشد قوله اخبرنا ابو بکر محمد بن احمد بن عبد الوہاب
 الحیری العدل رحمہ اللہ قال اخبرنا ابو بکر محمد بن
 احمد بن زید بن نوفیہ الدقاق رحمہ اللہ قال حدثنا محمد بن
 بن یزید رحمہ اللہ قال حدثنا عامر بن ابی الفرات رحمہ
 اللہ قال حدثنا المسعودی رحمہ اللہ عن محمد بن عبد الرحمن

عن عیسی بن طلحة رحمه الله عن ابی هریره رضی الله عنه قال
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یدخل النار من
کی من خشیه الله حتی ینج الذین فی الضرع ولا یجتمع غبار
فی سبیل الله ودرخان جهنم فی منخری عبد ابدل از رویا
امد صلی الله علیه وآله وسلم فرمود هر که بخوف خدا گریست او در آتش فروخ
نیفتد آنکه تیر در پستان بازگردد یعنی این واقع نه و دخول هم در نار واقع نه و غبار
که در ره خدا است و در درونخ و در سوراخ بینی مردم جمع نشوند یعنی البته آنکه در
ره تیر شقت دیده باشد و اگر در غبار آن ره کشیده باشد اثر درونخ باو
نبرد قوله حد ثنا ابو نعیم احمد بن محمد بن محمد بن ابراهیم
المهزی عن ابی رحمه الله قال حد ثنا ابو محمد عبد الله بن
محمد بن الحسین بن المشرقی رحمه الله قال حد ثنا
حدیث الله عن ائمه است رحمه الله قال حد ثنا یحیی بن
محمد بن القطان رحمه الله قال حد ثنا شعبه رحمه الله
قال حد ثنا قتاده رحمه الله عن انس رضی الله عنه
قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لو تعلمون ما
اعلم لضحكتم قلیلاً ولیدکیم کثیراً انس رضی الله عنه از رسول الله
صلی الله علیه وآله وسلم روایت کرده است که رسول الله صلی الله علیه
وآله وسلم فرموده است اگر شما بدانید آنچه من دانم اندک بخندید و بسیار
گریه کنید و اگر بدانید آنچه من ندانم اندک گریه کنید و بسیار
بخندید برین صفت خنده معذورم باشد و گریه بلازم باشد قوله الخوف معنی
متعلقة فی المستقبل لانه انما یخاف ان تحل به

مکروه اور نفیوتہ محبوب ولا یكون هذا الا لشيء سيحصل
 في المستقبل فاما ما يكون في الحال موجودا فالخوف لا يتعلق
 به شيخ رحمه الله گفته است خوف معنی است متعلق در استقبال زیرا چه خوف
 اینست کہ مکروه ہے پرواقتدا یا محبوب ہے از وفوت شود و آن صفت نباشد
 مگر در استقبال کہ شاید حاصل شود اما چیزی کہ نقد است در آن خوف متعلق نیست
 ولیکن این بست چیزی بدست تو است و تو مالک اوستی خوف آن است
 در آن مملوک با تو کرے و خدا عے باشد محبوب ہے در بر تو بر صفتی کہ تو تحقیق کرده
 کہ این محبوب نیست و خرفه آنکہ آن مخرن و منحرف بود و قوله والخوف
 من الله سبحانه وتعالى هو ان يخاف ان يعاقبه امانى الله
 و امانى الاخرة وقد فرض الله سبحانه على العباد ان يخافوه
 فقال خافون ان كنتم مؤمنين وقال و اياتى فارهبون
 و مدح المؤمنین بالخوف فقال يخافون ربهم من فوقهم
 خوف خدا اینست کہ او خوف خدا کند از خدا کہ او را عتاب کند اور دنیا اور
 آخرت و خدا تعالی بر بندگان فرض کرده است کہ از ترسند و گفته است
 و خافون ان كنتم مؤمنين و گفته و اياتى فارهبون هم از من
 بترسید از دیکر نزله الحق از پیچ کیے خوف نیست مگر از خدا چه گویم اگر با تو
 مخاوف بیان کنیم فالکلمة بطولها و خائفان را خداست و گفت بهم خافون
 رَبَّهُمْ قَوْلَهُ سَمِعْتُ الْأَسْتَاذَ أَبَا عَلِيٍّ الدَّقَائِقِ رَحِمَهُ اللَّهُ
 يَقُولُ الْخَوْفُ عَلَى مَرَاتِبٍ الْخَوْفُ وَالْخَشْيَةُ وَالْهَيْبَةُ فَالْخَوْفُ
 مِنْ شَرْطِ الْإِيمَانِ وَوَضِيئُهُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَتَخَافُونَ إِن كُنْتُمْ
 مُؤْمِنِينَ وَالْخَشْيَةُ مِنْ شَرْطِ الْعِلْمِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّمَا يَخْشَى

اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعِبَاءُ وَالْهَيْبَةُ مِنْ شَرْطِ الْمَعْرِفَةِ قَالَ اللَّهُ
تَعَالَى تَمَجِّدٌ كَرَّمَ اللَّهُ نَفْسَهُ خَوْفٌ رَأْسٌ مَرْتَبَةٌ اسْتَكْبَرَتْ كَيْفَ مِنْ خَوْفٍ
رَأْسٌ وَأَنْ أَوْ شَرْطِ إِيْمَانٍ اسْتَكْبَرَتْ وَخَافُونَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ وَيَكْفِي
اسْتَكْبَرَتْ وَأَنْ أَوْ شَرْطِ عِلْمٍ اسْتَكْبَرَتْ يَعْنِي بِدَانِكُمْ خَدَا عَالَمٍ اسْتَكْبَرَتْ خَدَا فَا وَرَأْسٌ اسْتَكْبَرَتْ
أَنْ نَفْسٍ نِيَا يَكْفِي رِضَا لَمْ خَدَا وَرَأْسٌ نَبَا شَدَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ
تَتَرَسَّدُ أَوْ خَدَا لَمْ كَرَّمَ اللَّهُ نَفْسَهُ خَوْفٌ كَيْفَ اسْتَكْبَرَتْ أَمَّا إِنْ أَوْ عِلْمٍ فَاسْتَكْبَرَتْ وَأَنْ أَوْ سَمْعٍ
أَخْبَارٌ عِلْمًا بِرَقْدَرْتِ أَوْ وَرَبِّ نِيَا زِي أَوْ عَالَمٍ أَوْ مَوْجِبِ أَنْ إِيْشَانٍ رَأْسٌ اسْتَكْبَرَتْ
كَيْفَ سَمِيَتْ اسْتَكْبَرَتْ أَنْ أَوْ شَرْطِ مَعْرِفَتِ اسْتَكْبَرَتْ سَمِيَتْ أَوْ رَأْسٌ اسْتَكْبَرَتْ بِأَصْفَاتِ أَوْ يَأْوَ
تَجَلَّى كَرَّمَ بِأَصْفَاتِ خَوْشٍ مَرَّ أَمِيْنَةٌ سَمِيَتْ أَيْدٍ أَوْ قَهْرٍ أَوْ جَلَالٍ وَرَأْسٌ
عَمْرَتِ وَعَظَمَتِ لَازِمَةٌ أَنْ ذَاتِ مَرَّ أَمِيْنَةٌ عَرَفَانٍ أَوْ مَوْجِبِ سَمِيَتْ بِأَشَدِّ قَالِ
اللَّهُ تَعَالَى وَتَمَجِّدٌ كَرَّمَ اللَّهُ نَفْسَهُ خَدَا شَمَارًا أَوْ خَوْفٍ تَرَسَّدُ أَوْ فَعْلٍ بِصِفَتِ
أَيْنَا وَرَأْسٌ سَمِيَتْ ذَاتِ أَيْنَا وَرَأْسٌ كَمَا كَرَّمَ ذَاتِ حَجَابِ اسْتَكْبَرَتْ
ذَاتِ رَأْسٌ حَجَابِ ذَاتِ أَوْ ذَاتِ أَوْ سَمِيَتْ كَمَا كَرَّمَ ذَاتِ حَجَابِ وَرَأْسٌ
وَرَأْسٌ وَرَأْسٌ كَمَا كَرَّمَ ذَاتِ حَجَابِ وَرَأْسٌ كَمَا كَرَّمَ ذَاتِ حَجَابِ وَرَأْسٌ
مَنْذُوقٌ سَمِعَتِ الشَّيْخُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَسْلِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ يَقُولُ
سَمِعَتِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَافِي رَحِمَهُ اللَّهُ يَقُولُ سَمِعَتِ مُحَمَّدٌ
رَحِمَهُ اللَّهُ يَقُولُ سَمِعَتِ أَبُو حَفْصٍ رَحِمَهُ اللَّهُ يَقُولُ الْخَوْفُ
سَوَطُ اللَّهِ يَقُومُ بِهِ الشَّارِدِينَ عَنْ بَابِهِ خَوْفٌ تَأْزِيَانَةٌ بِرَأْسٍ أَيْ
وَأَوْ قَوْلُهُ وَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ الْحَكِيمُ رَحِمَهُ اللَّهُ الْخَوْفُ عَلَى
ضَرْبَيْنِ رَهْبَةٌ وَخَشْيَةٌ فَصَاحِبُ الرَّهْبَةِ يَلْتَجِي إِلَى الْهَرَبِ
أَوْ خَافَ وَرَهْبٌ وَهَرَبٌ يَعْنِي أَنْ يَقَالَ هُمَا وَاحِدٌ مِثْلُ

جذب وجبنا فاذا هرب الخدب في مقتضى هو الا كما له هيات
 الذين اتبعوا اهواءهم فاذا كبحهم لجام العلم وقاموا
 بحق الشرع فهو الخشية خوف بر و نوع است خشت است و ريب است انك
 صاحب ريب است وقتي ترسد بجزو و ريب است و سرب اگر هر دو
 را يك گویند شاید چنانچه جذب و جذب پس چون بجزو و مقتضى هو بجزو و چنانچه
 توئی که ریبانند ایشان گر خسته اند اتباع هو اگر و ند پس چون لگام علم ایشان را
 بگرداند و بحق شرع آیتند این خشت است قوله سمعت محمد بن
 الحسين رحمه الله يقول سمعت عبد الله بن محمد بن ابي
 رحمه الله يقول سمعت ابا عثمان رحمه الله يقول سمعت
 ابا حفص رحمه الله يقول الخوف سراج القلب به بصير
 ما فيه من الخير والشر خوف مثل چراغ باشد در دل که آنچه خیر و شر
 اوست در آن می بیند قوله سمعت الاستاذ ابا علي الدقاق رحمه الله
 يقول الخوف ان لا تغفل نفسك بعسى وسوف خوف نیت
 که نفس خویش را بسویف و امثال تعلین یعنی امثال بیهوشی خویشم کردن و سوف
 سرانجام چنین کار خویشم کردن قوله سمعت محمد بن الحسين رحمه الله
 يقول سمعت ابا القاسم الدمشقي رحمه الله يقول سمعت
 ابا عمرو الدمشقي رحمه الله يقول الخائف من يخاف من
 نفسه اكثر مما يخاف من الشيطان الخائف اوست که از نفس خویش
 بیش از آن ترسد که از شیطان شیطان مدوے خارجی است و نفس مدوے
 داخلی هر آینه خوف از او بیشتر باشد چون زد و زد بود که تقدیر که تو در گره
 بسته ای زد و زد آن گره باشد قوله وقال و ابن الجلاء رحمه الله

الخائف من يامنہ المخوفات خائف كسے است کہ از مخوفات یمن
 باشد مثلاً شیر سبکی مخوفے است مما يخاف منه او از وایمن است زیرا
 خائف اورا خوف خدا است و از مخلوقات ایمن است قوله وقيل ليس
 الخائف الذي يبكي ويمسح عينيه الخائف من يترك ما
 يخاف ان يعذب عليه خائف آن نیست کہ می گرید و چشم را پاک
 می کند خائف اوست کہ ترک آرد چیزی را کہ مقابلہ آن اورا فردا عذاب
 شود قوله وقيل للفضل ما لنا لا نرى خائفا فقال لو كنت
 مخافا لرايت الخائفين ان الخائف لا يراه الا الخائفون
 وان الشكلى هي التي تحب ان ترى الشكلى افضل رحمه الله گفتند
 چیست ہا کہ خائف را نمی بینم گفت خائف را خائف بیند زیرا چہ ہر جا کہ عورتے
 را کہ پسرا و مردہ است او دوست میدارو کہ بہ بیند عورتے را کہ پسرا و مردہ
 است زیرا چہ ہر جا کہ درد مندے است حکم جنسیت خواہد بود و مندے
 نشیند ہر کہ میان صوفیان مقام خوف دارو خایفے بیند آن مقام خود شناسد قوله
 وقال يحيى بن معاذ رضى الله عنه مسكين ابن آدم لو خاف
 من النار لما يخاف من الفقر لا دخل الجنة يحيى بن معاذ رضى الله
 عنه گفت است مسكين فرزند آدم چنانچہ از فقر می ترسد اگر همچنان از آتش
 روزخ ترسد در بہشت در آید قوله وقال شاه الكرمانى رحمه الله
 علامة الخوف الحزن الدائم نشان خوف اندوہ دائم است قوله
 وقال ابو القاسم الحكيم رحمه الله من خاف من شئ هرب
 منه ومن خاف الله هرب اليه ہر کہ از چیزی ترسد از او گرزد و ہر
 ہر کہ از خدا ترسد ہم بسوے او گرزد و سئل ذوالنون المصرى

تعب الشكلى

وحمد الله متى يتيسر على العبد سبيل الخوف فقال اذا نزل
 نفسه منزلة السقيم تحتمى من كل شئ مخافة طول السقام
 ذوالنون رحمه الله را پرسید کہ باشد مقام خوف بندہ را ایسرا بد گفت وقتی کہ نفس را بمنزلہ
 سقیم مریضی وارد آنرا کہ سقیم مریضی باشد پرہیز کند از چیزے کہ آن سبب از وی
 مرض باشد و ہر گرامقام خوف شد ہر چه مواجب آن باشد از ان محترز اند قولہ
 وقال معاذ بن جبل وحمد الله ان المؤمن لا يطمئن قلبه ولا
 يسكن روحه حتى يخلف حبه جهنم معاذ بن جبل رحمه الله گفته
 است تحقیق مومن را از خوف امنے نیست تا آنکہ از پل صراط سلامت بگذرد
 پل صراط را دو معنی است حسی و معنوی حسی اینست چنانچہ از احادیث و
 اخبار تحقیق شدہ است کہ پلے بنہند صفت او چنین و چنین باشد ہر کہ از ان
 سلامت بگذرد و اواجبی باشد و ہر کہ نتواند گذشت و ہر آنجا بچسبند باند او
 آگاہ باشد و معنوی اگر ترا بر اتباع مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتقامت شد
 و قدم تو بحسب اتباع اعمال تو درست و راست آمد این صراط مستقیم است ہر کہ
 برین سلامت بگذرد چنین و چنین باشد آن صراط حسی کہ گفتیم برو سلامت
 نگذرد کسے مگر کیے کہ برین صراط معنوی مستقیم باشد قولہ وقال لبشر
 الخائف الخوف ملائک لا يسكن الا في قلب متقى خوف باو شاء
 است قرآن گیر و جزو دوسے کہ او پرہیز کار باشد قولہ قال ابو عثمان
 الحکیری وحمد الله معيب الخائف في خوفه السمكون الى
 خوفه لا نده امر خفي عيب خائف در خوف چیست کہ بر خوف قرآن گیر
 چو بر خوف قرآن گیر و از ان ترقی نمواند کرد و ہر اچسبند بکارے
 است کہ تمام مردم گیر و چو تمام در گیر و مردم پیشتر نمواند شد قولہ وقال

الواسطی رحمہ اللہ الخوف حجاب بین اللہ و بین العبد
وہذا للفظ فیہ اشکال و معنایا ان الخائف متطلع لوقت ثان
و ابناء الوقت لا تطع لهم المستقبل و حسنات الابرار سیات
المقتر بیننا و واسطی رحمہ اللہ گفتہ است خوف حجابے است میان بندہ
و خدا و در ظاہر این سخن نوع اشکالے سہت و شیخ رحمہ اللہ میفرماید مرد
آن نسبت خائف متطلع مرد وقتے و دم راست زیرا چہ گفتہ ایم خوف در استقبال
است و کار صوفی شغل بنقد وقت است چو او بآیندہ متطلع شد از نقد وقت
محروم ماند و حسنات الابرار سیات المقتر بین اگر چہ حسنة بود اما نسبت
حال او سیئہ باشد کو سخن کہ شیخ فرمود اما ما میگوئیم محب آن محبوب ہیچ بر نخورد
با دام کہ خوف ملازم حال او باشد آن ساعت کہ خوف از غلبہ محبت و صدقہ
شوق از دلش برود و لیر گردد و تخمیل در آن دلیری بیشہ مائی فائز تو اند شد تو
چہ میگوئی از کسے کہ برسی از تو توانی بخود و صال جتن از بادشاہ تو اند کسے التماس
اعتناقی و اتصالی کند و محبوبے بر آن صفت باشد تو اند از و مراد خواستن
ند اگر محروم و محبوب ماند قوله سمعت محمد بن الحسین رحمہ اللہ
يقول سمعت محمد بن علي النهدي يقول سمعت الله يقول
سمعت ابراهيم بن فارس يقول سمعت الله يقول سمعت النور
رحمه الله يقول الخائف يهرب من ربه الى ربه خائف
از خدا است اگر چہ بوسے خدای رو و قوله وقال بعضهم علامة
الخوف التي هي على باب الغيب علامة خوف جاك گرفتن برور
غيب است قوله سمعت ابا عبد الله الصوفي رحمه الله يقول
سمعت علي بن ابي طالب العكبري رحمه الله يقول سمعت الجعد

رحمه الله يقول وسئل عن الخوف فقال توقع العقوبة
 مع مجاری الانفاس از جنید رحمہ اللہ پرسیدند خوف را گفت انتظار
 عقوبت با مجاری انفاس یعنی ہر نفسی کہ از تو برو و انتظار عقوبت باشد
 قوله سمعت الشيخ ابا عبد الرحمن السلمي رحمه الله يقول
 سمعت الحسين بن احمد الصفار رحمه الله يقول سمعت
 محمد بن المسيب رحمه الله يقول سمعت هاشم بن
 خالد رحمه الله يقول سمعت ابا سليمان الداراني رحمه الله
 يقول ما فارق الخوف قلبا الا خرب مفارق نشود خوف بیخ رہے
 را اگر آنکہ خراب شود یعنی آنچه بود نامد معنی گردد سے را خوف مفارقی نشود مگر
 آنکہ از دل از آنچه بود خراب گردد خوف ما دام بود کہ او مغمور بود چہ او شام
 گشت یا بجز یا بعلبہ محبت یا بعلبہ رجا از اینچنین دے خوف مفارق الا خرب
 مگر آنکہ خراب شد یا مگر آنکہ خراب شود و فارق تصحیف فارق است آن
 ہم معنی درست می آید تواندیش کن بین قوله و سمعت يقول سمعت
 عبد الله بن محمد بن عبد الرحمن رحمه الله يقول سمعت
 ابا عثمان رحمه الله يقول صدق الخوف هو الورع عن
 الاثم ظاهر او باطنا ابو عثمان رحمہ اللہ گفته است ورستی خوف
 بوری بود و ترک آثام ظاہر او باطنا کند ورستی خوف بود قوله و قال في النور
 رحمه الله الناس على الطريق ما لم يزل عنهم الخوف فاذا
 زال عنهم الخوف ضلوا عن الطريق مروان بن معاوية بن ابي
 دوام کہ از ایشان خوف زایل نشدہ است و چون خوف از ایشان برود و از
 رہ گم کنند کلام ذوالنون رحمہ اللہ را دو احتمال است یکے میں ظاہر کہ کہیم

ابو علی وفاق رحمہ اللہ میگوید ابن فورک رحمہ اللہ مریض بود من بعیادت اور رقم مرا
 دید چشمہائے اوروان شد گفتم خدا ترا صحت دهد و ازین زحمت نیکو خواہی شد
 ابن فورک رحمہ اللہ گفت چہ گمان می بری کہ گرین سبب وقوع مرگ است ترسم
 ازان است آنچه بعد مرگ پیش آید آری لکل داخل دہشتہ معلوم نہ بعد
 از مرگ تا او بکدام تجلی شاید شود مرد منجلی و مکتوف را جز این خوف نیست قوله
 اخبرنا علی بن احمد الاہوازی رحمہ اللہ قال اخبرنا احمد
 بن عبید رحمہ اللہ قال حدثنا محمد بن عثمان رحمہ اللہ
 قال حدثنا القاسم محمد رحمہ اللہ القاسم
 قال حدثنا یحیی بن ابان رحمہ اللہ
 عن مالک بن مغول رحمہ اللہ عن عبد الرحمن بن سعید
 بن مویب رحمہ اللہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت
 قلت یا رسول اللہ الذین یؤتون ما اتوا وقلوبہم وجلۃ
 اھو الرجل یسرق وینزنی ویشرب الخمر قال لا و لا کن الرجل
 یتصدق ویصلی ویصوم ویتحاف ان لا یقبل منہ عایشہ رضی اللہ
 عنہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفت الذین یؤتون ما اتوا
 وقلوبہم وجلۃ ان کسانیکہ دادہ می شوند آنچه می آرند از اعمال و دلہا کے
 ایشان در خوف یعنی چہ باشد ہر چہ بایستہ کردن می کنند مع بد اخالف چرا چہ آن
 مردن اگر در سرقہ کرد و شرب خمر کرد کہ می ترسد چرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم گفت جز این خوف ندارند ایشان و لیکن مرد سے باشد کہ از زکوٰۃ و ہدیہ
 و روزہ دار و نماز گزار و ترس آن دارد کہ قبول نشود قوله وقال ابن
 المبارک رحمہ اللہ الذی یھیج الخوف حتی لیسکن فی القلب

دوام المراقبۃ فی السر والعلانیۃ آن کسانیکہ برایشان ہوجان
خوف باشد یعنی خوف غائب شدہ است تا آنکہ این خوف در دل قرار گیرد
از ان دوام حضور و مراقبہ آید قولہ سمعت محمد بن الحسین ^{رحمہ اللہ}
یقول سمعت ابا القاسم بن ابی موسی رحمہ اللہ یقول
حد ثنا محمد بن احمد رحمہ اللہ یقول حد ثنا
علی الرازی رحمہ اللہ یقول سمعت ابن المبارک رحمہ ^{للہ}
یقول ذلک و سمعت محمد بن الحسین رحمہ اللہ یقول
سمعت ابا بکر الرازی رحمہ اللہ یقول سمعت ابراہیم
بن شیبان رحمہ اللہ یقول اذا سکن الخوف فی القلب
احرق مواضع الشهوات منه و طرد رغبۃ الدنیا عنہ
ابراہیم شیبان رحمہ اللہ گفتہ است چو خوف خدا در دل قرار گیرد محل شہوتہا
را بسوزد یعنی نماند و از بسوزے بکلی رود و خوف رغبت دنیا از دل بکلی برد قولہ
وقیل الخوف قوۃ العلم بخاری الاحکام خوف درستی علم است
در محلی کہ از حکمہاے او جاری است تا بر کسے در انزل چہ حکم است و چہ تقدیر
است خوف ازین است قولہ وقیل الخوف حرکت القلب من
جلال الرب خوف خبش دل است از ہیبت جلال باری تعالی او تعالی
عظیم است جلیل است ہر چہ خواہد کند دل را این لحظہ افتد خوف ضروری
باشد و دیگرے تجلی جمال است و تجلی جلال است خوف دل از تجلی جلال است و گفتہ اند فرداے قیامت
مقربان حضرت را خوف باشد گنت آرسے باشد از تجلی جلال قولہ و
قال ابو سلیمان رحمہ اللہ ینغیر القلب ان لا یكون الغائب
علیہ الا الخوف فانه اذا غلب الرجاء علی القلب ^{القلب} فسد

ابو سلیمان رحمہ اللہ گفته است باید کہ دل را بیچ چیزے برو غالب نباشد
 مگر خوف یرا چه چو بر دل رجا غالب شود دل فاسد گردد و چو خوف غالب شود متحضر
 و منزجر باشد از بسیار چیزها و ملجا شدہ حضور آید و چو رجا غالب شود و را بنساط
 انفساح افتد و آن موجب فساد او گردد و قوله ثم قال یا احمد یا الخوف
 ارتفعوا فان ضیعوه نزلوا بعد ان شیخ گفت ای احمد ملزمتی از ان است
 شاید احمد جاری باشد ای احمد مرتبہ صوفیان بلند خوف شده است
 اگر خوف ضیاع کردند از مرتبہ فرو افتادند قوله وقال الواسطی رحمه الله
 الخوف والرجا زمامان علی النفوس لئلا یخرج الی رعوناتها
 واسطی رحمه الله گفته است خوف و رجاء چو دو مہاراند بر نفسہا تا رعوناتے نہ
 نفس وارد آن سوزد و مہار گفتن چه معنی دارد باشد بعضی دو اب سخت سستہ
 و منتفر ایشان را راییض و مہار کند و نفر استا و چپا گرفته رواں دارند تا او بطرف
 دگر شود برہ راست عادت گیرد و معنی دگر و مہاراند یعنی وقتے مہار خوف می باشد
 و وقتے مہار رجا اگر نفس تشرد کند مہار خوف باز دارد و اگر نومید گردد مہار
 رجا باز ورہ آرد اگر رجا برو غالب آید خواهد انبساط کند مہار خوف از ان باز
 دارد و اگر خوف غالب آید یا س شود مہار رجا باز رجا آرد قوله وقال الواسطی
 رحمہ الله اذا ظهر الحق علی السرائر لا ینفی فیہا فضیلة الخوف
 والخوف (قال الاستاد الامام) وهذا فیہ اشکال ومعناه
 اذا صطلت شواهد الحق الا سرا ملکتهما فلا ینقی فیہما صاع
 لذلک الخوف والرجاء من آثار بقاء الاحساس باحکام
 البشریة چون حق بر سر اظہر شد شاید گشت در سر اثر خوف و رجا بر فضیلت
 نماند یعنی خوف و رجا با فضیلت خویش منتفی گردند شیخ رحمہ اللہ میفرماید در سخن

واسطی اشکالے ہست و مراد این سخن عصیت چون ثواب حق را بر اسرار اصطلام
 آرد آن اسرار مالک گرد و یعنی غالب آید در آن اسرار محل مجاری خوف و رجائات
 احکام بشریت را اثرے نماید خوف و رجاء از احکام بشریت اند چون شاید حق بحقیقت
 خویش ظاہر شدہ اشیا یکی مضمحل گشتہ قوله وقال الحسین رحمہ اللہ
 من خاف من شیء سوی اللہ ورجا سواہ غلق علیہ ابواب
 کل شیء و سلط علیہ المخافۃ و حجب سبعین حجاباً ایسر الشک
 وان مما و حجب شدہ خوفہم فکر تہم فی العواقب خشیۃ
 یغیر احوالہم قال اللہ تعالیٰ و ذلک لہم من اللہ ما لم یکنوا
 یحسبون و قال اللہ تعالیٰ قل هل ننبئکم بالاحسنین اعمالاً
 الذین صلّ سعیتہم فی الحیوۃ الدنیاء و ہم یحسبون
 انہم یحسبون صنعا حسین رحمہ اللہ گفتہ است کہ حسین منصور است
 ہر کہ از جز خدا سے ترسید یا جز خدا سے امیدے دگر کرد و در ہر چیزے
 را برو بستند سالک را بسیار و راست بدان رہ می برد و خوف غالب
 آمد تا آنکہ برو ہمین خوف مسلط شد ہر آئینہ سمہ در ما برو بستند و او بہفتاد
 حجاب محبوب شد و آسان ترین آن حجاب ہا است و جو دان شک است
 ازین ہفتاد حجاب کثرت مراد است یعنی او بحجب کثرت محبوب گشت کثرت
 آن حجاب ہا و جو در شک باشد زیرا چہ خوف و رجاء امرے مستقبل است عبات
 ازین است تا ما را چہ پیش آید و تا ما با چہ کسند و این ہم از معین شک است
 و اگر حجاب باشد کہ آن یک حجاب ہجاء ہفتاد حجاب بلکہ بیشتر بود اگر از ان
 یک حجاب ہفتاد عنایت کنند شاید بعد آنکہ یکے محبوب شد و او کہ محبوب است
 خواہد یک حجاب گوید ہفتاد این نمی گوید کہ تر خوف و رجاء نباید این میگوید کہ

مقر و مستقر تکرور بر اے اثبات آزا کہ مغنا و حجاب می شود و قوله والیسر الشک
 این سخن گفت و ان مما اوجب شدہ خوفہم فکر تہم فی العواقب
 و خشية یغیر احوالہم و این محجب فلاظ است و موجب شک است بقدر
 با و سغرق نیند و در صواب و ملاظ و نہ قال اللہ تعالیٰ ابد الہم من اللہ ما
 لم یکنوا تحت سبوت ازین کہ می ترک کند تحمل حالتی پیش آید کہ منتظر عارف و
 سالک نیست این ہمہ مخاوفی کہ حین بیان کردیم اہل ابتدا و توسط راست
 اما غریقان دریاے وحدت راجز خوف نیست و ان صیت کہ ذات او حجاب
 ذات اوست اکنون این حجابے است این بلاے است ہمان غرق
 و اندر کند در دریا غرق و ان دریا حجاب از دریا اینجا ما فتنے نیست اینجا استقبالی
 نیست اینجا مقامے نیست و دیگر متک بر اے این را کہ حجب بسیار است
 و ایسر ایشان شک است این آیت آورد کل هل نذبتکم بالاکلام
 اعمالاً بگو اے محمد بیابا گام شمارا کہے کہ او زیان کار تہ است و در عمل خوش
 آاند و دنیا سعی کردند بر رہ ایشان پیدا شدند مگر کارے می کنیم قوله
 فکر من معبوط فی احوالہ انعکست علیہ الحال و منی مقارنہ بفارقت
 قبیح الاعمال فبدل بالانس و حشہ وبالخصوم غیبہ
 این ہم احوال بتیان و متوسطان است بسیاران باشند کہ در احوال
 خویش غبط سالکان دیگر باشند حال برعکس گردد و دروغ شود و از ^{بسیب}
 مفارقت و اکتساب قبیح اعمال و تبدیل شود انس بو حشت باز آید و در
 بتفرقہ بدل گردد این ہمہ گفتیم اما تو بدان ہشد کہ ہمہ روز ہمہ شب در محبوب
 باشد و ہمہ گز خود را بھراور سید و نداند و نہ بیند اضطراب و ابتلا و گرفتاری
 ساعت فصاحت و راز و یاد و توج با شد کہ گفتہ است فی الخوف

عجیب نیست کہ سرگشته شود طالب دوست عجب نیست کہ من و اصل سرگردانم
و باتفاق این معنی وفاق؟ این دو بیت بسیار خواندے قولہ و سمعت
الاستاد ابا علی الدقاق رحمہ اللہ یفشد کثیرا شعر
أَحْسَنْتَ نَظْمَكَ بِالْأَيَّامِ جَسَنْتَ وَلَمْ تَخْفِ سَوْءَ مَا يَأْتِي بِهِ الْقَدَرُ
وَمَا لَمَلَّتْ اللَّيَالِي فَاغْتَرَّتْ بِهَا وَعِنْدَ صَفْوِ اللَّيَالِي تَحْدِثُ الْكَلَامُ
بروزگار خوشتر یا نحو و گمانے نیک بروی اگر فرض کنیم همچنان نیک است
و نئی تر کسی تا محبوب و خفی علمی خویش با توجہ دارد و شبہا ترا بر مراد تو دشت
و تو بدان مغرور حال اینست بحضور صفا از شبہا کہ ورتے پیدا شود و میگوید
محبوب کسے است کہ خود را تمام تو نخواهد داد در عین احسان اساءتے
دارد کہ تو آنجا نمی در عین اتصال و اعتناق بیگانگی دارد کہ میان تو و میان
او از مغرب و مشرق بیشتر و بیشتر تصور تو ان کردہ بتیانی نے کہ در بہشت ابدا
اندو کارا بر مراد ایشان است و با ایشان وعدہ اَلتَّشْتِیْبِیْهِ اِلَّا نَفْسُ وَ
قَلْبُ اَلْاَعْمِیْنِ است ہم بیگانگی او ایشان را در عین آن گمان کہ دارند کہ
کارا بر مراد است اما مرادی است آنجا کہ آن مسکینان از ان غافل اند
و خبر ندارند قولہ سمعت منصور بن خلف المغربی یقول
كَانَ رَجُلَانِ اصْطَحِبَانِي اِلَا رَادَةَ بَرَهَةَ مِنَ الزَّمَانِ ثُمَّ
ان احدہما سافر و فارق صاحبہ و اتی علیہ مدۃ
زمان و لم یسمع منہ خبر فبینا ہذا الاخر کان فی غزات
یقاتل عسکر الروم اذ خرج علی المسلمین حیل مقنعانی السلاج
یطلب المباذرة فخرج الیہ من ابطال المسلمین و احد فقتلہ
الرومی ثم خرج آخر فقتلہ ثم قالت فقتلہ فخرج ہذا الصو فی

وَتَطَارِدُ الْخَسْرَ الرَّومِيَّ عَنْ وَجْهِهِ فَإِذَا هُوَ صَاحِبُهُ الَّذِي صَحِبَهُ
 فِي الْأَسْرَادَةِ وَالْعِبَادَةِ سَنِينَ فَقَالَ هَذَا لَهُ أَيْشِي الْخَبْرُ فَقَالَ
 إِنَّهُ أَرْتَدَ وَخَالَطَ الْقَوْمَ وَوَلَدَ لَهُ أَوْلَادًا وَاجْتَمَعَ لَهُ مَالٌ فَقَالَ
 وَكُنْتُ أَقْرَأُ الْقُرْآنَ بِقِرَاءَاتٍ كَثِيرَةٍ فَقَالَ لَا أَذْكَرُ مِنْهُ حَرْفًا
 فَقَالَ لَهُ هَذَا الصَّوْفِيُّ لَا تَفْعَلْ وَاسْرَجِعْ فَقَالَ لَا أَفْعَلُ فَيَا أَيُّهَا
 جَاهِدْ مَالًا فَانصرف أنت وإلا لا أفعلن بك ما فعلت بأولئك
 فَقَالَ هَذَا الصَّوْفِيُّ أَعْلَمْتُكَ قَتَلْتُ ثَلَاثَةَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَ
 لَيْسَ عَلَيْكَ أَنْفَةٌ فِي الْإِنصِرَافِ فَانصرف أنت وإنا
 أمهلك فربح الرجل مولىا فبتبعه هذا الصَّوْفِيُّ ^{فقتله} فَتَمَتَّ لَهُ
 فَبَعْدَ ذَلِكَ الْمَجَاهِدَاتِ وَمُقَاسَمَاتِ تِلْكَ الرِّبَا ضَمَّتْ قِتْلَ
 عَلَى النَّصْرَانِيَّةِ مَنْصُورٍ خَلْفَ مَغْزَنِي رَجْ حَكَايَتِ كُرُودِ وَإِرَانِ بُوْدُنْدِ مَرْدُورِ وَإِرَادِ
 وَطَلَبِ حَقِّ مَلَا زَمَتِي وَمَصَابِحَتِي دَاشْتَنْدِي كِي اَزْ چِنْدِ سَالِ

مسلمانان بارومیان اتفاق قتل افتاد و لاور سے از شکر اسلام پائے رشد و ازو
 پیشتر شخصے از شکر روم خودے بر سر نہادہ برقعہ باز خود رومے پکشنید
 آمدہ بود میان ہر دو مقابلہ شد رومی مسلمانے راکشت و گریے از شکر ہلک
 بیرون آمد آن رومی اورا ہم کشت سیومی بیرون آمد اورا کشت آن یار سے کہ
 ورا رادت با او انہا ز بود کیجا موافقت عبادت می کردند و موافقت ^{طلب}
 ارادت را بر سر می بردند بر اے رومی او بیرون آمد رومی روم سے خود را کشتا

سے در نسخہ منقول عنہ بعد "از چند سال" یک یا دو سطر عبارت در کتابت نیامد لاجرم اینجا با عین گذاشتہ شرح

این صوفی دید کہ آن ایمنست گفت چه حال شد و چه زاد ترا خیر چیست بگو آن روی
 گفت آن روی مزید شد و ز خواستہ و فرزند و اولاد شدہ و آنجا جا ہے و ماے بسیار
 دست دادہ این صوفی گفت نہ آنکہ تو قرآن را باختلاف قرأتے کہ آمدہ است
 میخواندی رومی گفت یک حرف ازان مرایا و نماندہ است صوفی گفت
 مکن اینچنین بازگرد گفت نکتم اینچنین مرا میان ایشان جا ہے و ماے است
 رومی گفت بازگرد و اگر نہ آنچه کہ با ایشان کردم با تو خواہم کرد یعنی چنانچہ
 ایشان را کشتہ ترا ہم خواہم کشت صوفی گفت میدانم کہ مسلمانان را کشتہ و تو
 نمی خواهی کہ بازگردی این بدان کہ اگر بازگردی مردمان گویند بازگشتت زیرا چہ نہ نفر
 را کشتہ تو بازگرد من ترا مہلت میدہم و نخواہم کشت او بازگشت صوفی از
 سر صدق و صفا بحیث دین پس اور رسید و سنان زد رومی بدو رخ رفت
 بعد آنکہ این مجاہدہ و مقاسات دید بر دین نصرانی کشتہ شد این حکایت برا
 آن آورد کہ او حالے حسنے بود بان احسن اعمال باقیع حال بازگشت و بصر
 مرد بران مدعاے کہ شیخ گفتہ بود کہ شخصی باشد مغبوط چنین و چنین حال
 باشد بعد آن حال بر و منقلب شود این حکایت بدان سخن نسبت نہ دارد و
 حکایت خواجہ محمود بکاء و خواجہ خواجہ ماشیخ نظام الدین قدس اللہ سرہارہا
 بر ازان گفتہ باشم ایشان را یاد است مگر چہ کنم کتاب دراز شود
 چیزے بدینجا نسبت دارد سخن در کہے است مغبوط محمود قوم باشد
 قولہ و قیل لما ظہر علی ابلیس ما ظہر طفق جبرئیل
 عنیدہ السلام و میکا بئیل علیہ السلام بیکیان زمانا طویل
 فادعی اللہ الیہما ما لکما تبکیان کل هذا البکاء فقالا یا رب
 لا نامن مکرت فقال اللہ تعالیٰ ہکذا کونوا و لا تاہما مکری

كان يحسن اسم الله الا عظم فانظر ماذا التقى ولا تغتر بروية
 الصالحين فلا تشخص الكبر من المصطفى صلى الله عليه وسلم لم
 ينتفع ببقائه اقاربه واعلوا وه عاتم اصمم گفته است موضع صالح
 یعنی مقامے و جاے که ترا عبادت بفرغت میراست بران مغرور مشور زیرا چه
 هیچ جاے صالح ترا از بهشت نیست بین کہ آدم علیہ السلام در بهشت بود باو
 چه گذشت نکوشنے است اما بهشتے کہ در ان آدم را داشته بودند ان بهشت
 قرار بود ان بهشت ابتدا بود بسیاری عبادت کہ توفیق یافته بدان مغرور مشور زیرا چه
 البریس علیہ اللغۃ سالها عبادت کرد و برویش آمد و بسیاری علم مغرور مشور بران اعما
 مکن زیرا چه بلعم با عور علی و داشت و اطلای بر اسم اعظم بود با این ہمہ مگر کہ با او چه
 گذشت و مغرور صحبت صاحبان مشوک مشوا و رہنماے ہمہ مصطفی علیہ السلام
 و بلقائے او اقارب او اعمام و عمات و دیگران کہ بدو قریب بودند صحبت او و
 تقائے او ایشان را هیچ نفع نکرد این نیز نکوشنے است اما ایشان اجانب بود
 اند و رسول ابنہ صلی اللہ و الو سلم داعی کبیر اضام و رسوم بود و آن بد بختان
 را اطاعت مشکل می شد با آنکہ می دانستند کہ او برحق است قوله خرج ابن
 المبارک و حمد الله یوما علی اصحابه فقال انی قد احببت
 المبارک علی الله سنالته الجنة عبد الله بن مبارک رح بر اصحاب خود بود
 آمد گفت دوش با خدا و لیری کردم کہ از خدا بهشت طلبیدم عبد الله مبارک رح
 این میگوید مرد صوفی محقق را سخت موارد الهی مطموس معدوم و مغلوب باد بودند آنکہ
 خواست شوخی و ولیری باشد ملازمان حضرت پادشاه را بر اس ایشان را مجال نباشد
 کہ مرتبه از پادشاه التماس کنند قوله وقیل خرج عیسی علیہ و معه صالح
 صالح بنی اسرائیل فتبعهما رجل خلطع مشهور بالفسق فیهم

فقد منبذاعنهما منكر افدعا الله سبحانه وقال اللهم اغفر لي ودعا هذا الصالح وقال اللهم لا تجتمع غدا بيني وبين ذلك العاصي فوحى الله تعالى الى عيسى عليه السلام اني قلا ستجبت دعاءهما جميعاً رددت ذلك الصالح وغفرت ذلك المجرم عيسى صلوات الله عليه باصالحه از بنی اسرائیل برون شدہ بود مردے گنہ گار سے پس ایشان میرفت آن گنہ گار فاسق از ایشان جدا شد و شکتہ خاطر شست از خدا خواست گفت اللهم اغفر لي وآن مرد صالح کہ با عيسى عليه السلام بود دعا کرد گفت خداوند مرا وآن فاسق را یکجا نکمخی خداوند سبحانہ با عيسى عليه السلام وحی کرد کہ من دعای ہر دو قبول کردم کہ ہر دو را فرود آ یکجا نکم فاسق شکستہ دل را آمرزیدم و صالح خود بین را راندم ہر آئینہ ہر دو یکجا نشوند شکل کارے صالح کہ گفتہ بود مرا با او جمع کن بسبب معصیت و خطاے او و خداوند سبحانہ اورا با آن فسق و خطایا مرزید و این را با این احتیاط براندیفعلُ اللهُ مَا يَشَاءُ قَوْلُهُ وَقَالَ ذُو النُّونِ الْمَصْرِيُّ رَحِمَهُ اللهُ قُلْتُ لَعَلِمَ لَمْ يَسْمِيتْ مَجْنُونًا قَالَ لِمَا طَالَ حَبْسِي عِنْدَهُ صِرْتُ مَجْنُونًا لَخَوْفِ فِرَاقِهِ عَلِيمٌ كَوَيْدِ شَخْصٍ رَأَى كَيْسَ بَتَلَا شَدِيدًا بِحَسْبِ شَهْوَتَيْ دَرُودٍ أَوْ كَقَتْمٍ تَزَامَجْنُونَ چرنام نہاوند گفت چو مرا از مہوی من جس کردند از بیاری فراق او مجنون گشتم قَوْلُهُ وَفِي مَعْنَاهُ انْتَهَدُوا لَوْ أَنَّ مَابِيَّ عَلَى صَخْرٍ لَا يَخْلُدُ فِكَيْفَ يَحْمِلُهُ خَلْقٌ مِنَ الطَّيْرِ آن بارے کہ بر من نہادہ اند اگر بر کوہ نہیست آن باز تو اندر برداشت پس مخلوقے کہ از گل باشد چون تو اند آن بار را برداشتن قَوْلُهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَا تَرَأَتْ أَعْظَمَ رَجَاءٍ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ وَلَا أَشَدَّ خَوْفًا عَلَى نَفْسِهِ مِنْ

ابن سیرین بعضے صوفیان گفت اندیج امتی امیدوار تر از امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وپیچ کیے ترسندہ تر از محمد بن سیرین نہ رحمہ اللہ قوله مرض سفیان الثوری رحمہ اللہ فعرض دلیلہ علی الطیب فقال هذا رجل قطع الخوف کبدہ ثم جاء وحس عرقہ ثم قال ما علمت ان فی الخفیة مثله وچنین گوید سفیان ثوری رحمہ اللہ رنجور شد دلیل او را بر طبیعتی بردند نظرانی از دلیل او این احساس کرد کہ این دلیل مروی است کہ جگر او را خوف بریدہ است بعد آن آمد و نبض او را دید و گفت من نمی دانستم کہ دروین حنیفیہ چینی دروین اسلام مثل او هست و تمام حکایت اینست فاسلم پس مسلمان شد این حکایت را خواجہ ابو علی فضل محمد فارمدی در مجالس من پیش آوردہ است بعد اتمام این حکایت گفت فاسلم خواجہ ابو محمد رح اینجا لطیفہ گفته است الحق بانصاف تو ان گفت کہ بول ایشان بہ از قول ما است قوله وسئل لشیخا رحمہ اللہ لسم تصفر الشمس عند الغروب فقال لانها عزلت عن مکان المقام فاصفرت بخوف المقام وكذا المؤمن اذا قارب من وجہ من الدنيا اصفر لونه لانه يخاف المقام فاذا طلعت الشمس طلعت مضية كذلك المؤمن اذا بعث من قبره وخرج وجہہ لیشرق از شبلی رح پرسیدند کہ آفتاب نزدیک غروب شود شبلی رحمہ اللہ گفت زیرا چہ مقامے کماے و شرفی کہ او داشت از آنجا معزول شد و فرو افتاد پس زرومی شود از خوف مقام کہ مرا از آنجا معزول مقام تا چہ کنند و باز چون برآید و ہمہ چنین مومن چون آخر

سیدنا محمد بن سیرین کلام در سننہ منقول عنہ از سہو کاتب متروک مانده است - ع ح

وقت او شود زرد شود خوف آنکہ مقامے کہ می رود تا با او چه کنند و چون براگیزند
 روشن و منور باشد نیکو حکایت است این اما کتاب سلوک و حکایت محققان
 نسبتے نادر و حکایت عامیانه و مذاکرانه است مذکرے بر فہر بر آید و این گوید و عایا
 چند باشند و بنو ذو اسہے زند سخن درین است بارے شبلی رح این حکایت گفته
 است و نسبت بدین داده است زیراچہ محقق و معلوم است کہ آفتاب از نظر ما دور
 شد او در دریای رود و بدریا قریب شد عکس آن دریا از نظر ما دور زرد نمود
 گرفت و ازین جا کہ تو او را زرد می بینی بر قوسے ہماں زماں طلوع کرده است چنانچہ
 اینجا وقت شروق می بینی ایشان آنجا ہنچاں می بینند قوسے باشند کہ بریشان
 نماز خفتن دور تر نیست سبب آنکہ برایشان مترتب نمی شود چنانچہ غروب کرده
 مرداں نماز شام گذارند تا از احساس کنند او برآمدہ بود ہم در کنز می نویسند
 و من لم یجد وقتہما لم یحییہما ہر کہ وقت خفتن و نماز دیگر نیابد برایشان
 واجب نشود این دم کہ شستہ ایم چاشت فراخ است موضعے باشد کہ آفتاب
 آنجا ایندم طلوع می کند و جاے دیگر غروب می شود و مردے و گر را نیم شب است
 کہ می بینند و بریں نمط اصفرار او و انجلاے او را موجب او محقق بیان نکند و اگر
 این سخن از شبلی رحمہ اللہ تحقیق شود معنی این باشد کہ شبلی علیہ الرحمہ طریقہ تمثیل
 و تمثیل گفت یعنی اصفرار شمس بدان ماند کہ موسمے را آخر شدہ باشد و ضیاء شمس
 او بدان ماند کہ روز محشر خیز و قولہ و یحیی عن احمد بن حنبل رحمہ اللہ
 اندہ قال سالت زنی عن رجل ان یفتح علی بابا من الخوف ففتح
 فحفت علی عقی فقلت یارب علی قد صرما اطیق فسکن ذلک
 احمد حنبل رح میگوید من از خدا خواستم کہ بر من درے از خوف کشاید کشا و بدان فہر
 و بدان سلطان بود آن خوف کہ ترسیم سلامتی عقل ازین برود و گفتیم خدا و ندا

بر اندازہ من خوف بدو خداوند سبحان آن سلطان اور اکم کرد و عجب از مقالآتے
 کہ شیخ ترتیبی نگاہ داشته است خوف اہل ابتدا و خوف اہل توسط و خوف
 زائدانہ و عابدانہ و عامیانیہ ضبط کرده است بنیشتہ است شیخ قدس اللہ وجہ مرشد
 بود و مقبول عام بود علما و مشائخ زما و عباد و عامہ خلق توجہ بر شیخ داشتند شیخ بفرست
 بر مثال خواجہ ساخت غذا سے ہر کسے در ان کردا ہر کسے بر اندازہ خویش غذا
 گیر۔

قوله (۹) باب الرجاء

رجا امید باشد در جاہ و مقامات ازین عبارت کنند مرد و صلح سالک عبادت
 کند مو جب بندگی بحق بجا آوردن آرزو از خدا امید دارد کہ آن عبادت او قبول
 کند قبول طاعت عبارت از صییت کہ خداوند سبحانہ عبادت و طاعت کیے را
 بہانہ سازد فضلے در باب او خواستہ بود بتقدیر ازلی بدان بندہ ایصال آن کند
 بندہ را درین فرحت و نشاطے با فراط باشد او داند کہ من کار سے کردم کار مرا قبولے
 افتاد و اینچنین جزا سے مرا نصیب شد چنانچہ مرد کا سب و تاجر کیے و تجارتے
 کند بد انچہ رنج و نفعے دست و بد خوشی و خرمی او بیش از ان باشد کہ آن قدر
 ال را او افتادہ یا بد قوله قال اللہ تعالیٰ من کان یرجو لقاء اللہ
 فان اجل اللہ لایمیت ہر کہ امید تقار اللہ دارد ان امید او ضائع نشود زیرا چہ
 ہر الہ تقار اللہ آئندہ است البتہ ہر کہ خواہد با خدا اورا التفاتے شود
 برین امید استو کام شود البتہ ازین دولت نصیب مائی یا بد و مفسر ان ازین
 تقار اللہ موت مراد و کشتہ اندگفتہ اندلہی اللہ ای صامت آن زمان معنی
 چنین باشد ہر کہ را تحقیق است امید براسے مردن گو ساختہ شو کہ براسے آن عمل

نیک زیارہ تحقیق است کہ مہلت مرگ البتہ آئندہ است و آمدنی است ہر جا کہ
انسانے است مرگ را امیدوار و فعلی نماز این طریقہ توبیح و تمیہہ است یعنی ہر کہ امید
دارد او ساختہ شود بعمل نیک قولہ اخبارنا ابو الحسن علی بن احمد
الاهوازی رحمہ اللہ قال اخبارنا احمد بن عبد الصفر
رحمہ اللہ قال حدیثنا عمر بن مسلم الثقفی رحمہ اللہ
قال حدیثنا الحسن بن خالد رحمہ اللہ قال حدیثنا العلاء
بن زید رحمہ اللہ قال دخلت علی مالک بن دینار رحمہ اللہ
فرايت عندک شہر بن حوشب فلما خرجنا من عندک قلت لہم
یرحمک اللہ زود فی زودک اللہ فقال نعم حدیثی عمی
ام الدرداء رضی اللہ عنہا عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ
عن نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن جبرئیل علیہ السلام
قال قال ربکم عزوجل عبدی ما عبدتنی و سرحتنی و تشکرت
بی شیئا غفرت لک علی ما کان فیک و لو استقبلتنی ملاء
الارض خطایا و ذنوبا استقبلتک ملاء من مغفرة فاغفر
ولا ابالی علاء بن زید میگوید بر مالک دینار رحمہ اللہ و نزدیک او شہر بن حوشب
بود بعد آنکہ از نزدیک مالک دینار رحمہ اللہ بیرون آمدیم شہر رحمہ اللہ گفتم خدا بر تو
رحمت کند مرا تو شہر بدہ خداوند سبحانہ نیز بمقابلہ آن ترا توشہ و بد یعنی چیزے
مرا بیاموز و سخنے مرا گو کہ آن توشہ عمر من باشد گفت نکو باشد عمر من اور ابو الدرداء
رحمہ اللہ از ابو الدرداء رحمہ اللہ روایت کرد کہ او گفته من از پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم و پیغمبر علیہ السلام از جبرئیل صلوات اللہ علیہ شنید کہ گفت
پروردگار شا گفته است آئندہ من پرستیدی مرا بدینچہ پرستیدی و امید بروی

ازمن آنچه امید بروی و در عبادتے که مرا کردی و در جاسے که از من کردی شکر یک
 نکردی یعنی دانستی که ہمیں را پرستند و امید ہم ازین دارند پس آمرزیدیم و تو شکر
 گنه ترا و آنچه در تو بود و اگر چه بر من پیش آئی بمقدار پرسی زمین خطا و گناہ ترا پیش
 آیم با تو پرسی این زمین معصرت را پس ترا بیا مرزیدیم و بدین باکے مدارم از ملک
 من چیزے کم نشود قوله اخبرنا علی بن احمد رحمه الله قال
 اخبرنا احمد بن عبد رحمه الله قال حد ثنا بشر بن
 موسى رحمه الله قال حد ثنا خلف بن الوليد رحمه الله
 قال حد ثنا مروان بن معاوية الفزاري رحمه الله قال حد ثنا
 ابوسفیان بن طریف رحمه الله عن عبد الله بن الحرث
 رحمه الله عن انس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى
 الله عليه وسلم يقول الله تعالى اخرجوا من النار من كان
 في قلبه مثقال حبة شعير من ايمان ثم يقول اخرجوا من
 النار من كان في قلبه مثقال خردل من ايمان ثم يقول عزتي
 وجلالي لا اجمعل من آمن بي ساعة من ليل او نهار من
 لم يؤمن بي انس رضي الله عنه روايت می کنند کہ رسول الله صلى الله عليه وآله
 وسلم فرموده است فردا خداے تعالی گوید بیرون آرید از دوزخ ہر کہ در وی
 او ہمچند دانہ شرف از ایمان باشد بعد انکہ این فرمان وید گوید بغضت خویش
 و بزرگی خویش نکرد انم کے کہ یک ساعتے از شب یا یک ساعتے از روز ایمان
 آوردہ باشد ہچو کے کہ یک ساعت از شب یا یک ساعت از روز
 ہم ایمان نیاوردہ باشد تحقیق معنی حدیث مشکل است مقدار خردلے ایمان
 چه باشد و کے کہ یک ساعت ایمان آوردہ باشد ہچو کے کہ یک ساعت

ایمان نیاوردہ باشد معنی این چہ باشد گر معنی حدیث این باشد کہ شخصے ایمان بشرط
 او آورد چنانچہ ایمان باید فلتة و فجأة اور اجل دریاقت اور البتہ نجات
 باشد اما این شکل شود شریعہ قول مرتبط بر کلام بالا باشد فعلی بذراخرج ازنا چہ
 معنی باشد اینجا گوئیم بندہ ہمہ عمر شرک کرد گنہ کرد مستحق آن شد گوئی اور آورد و
 انداختند خدا گوید اور از دوزخ بیرون آرند کہ او از زمرہ دوزخیان نیست او کہ
 است کہ بن ایمان آوردہ ساعے قولہ الرجاء تعلیق القلب بحبوب
 سیحصل فی المستقبل فلما ان الخوف يقع فی مستقبل الزمان
 كذلك الرجاء يحصل لما يؤمل فی الاستقبال اسناد ابو القاسم
 رحمہ اللہ میفرماید رجاء عبارت ازین است ماملے باشد و مرجوعے باشد
 کہ زمان آئندہ دست و پد تو بدان امید بر بندگی رجاء نیست چنانچہ خوف
 شیخ در استقبال فرمود رجاء اہم بران اصل تمہید کرد قولہ الرجاء
 عیش القلوب واستقلالہا صفت رجاء نیست کہ حیات ولہا
 پدانت واستقلال ولہا بر جا است قولہ والفرق و بین الرجاء
 و بین التمنی ان التمنی یورث لصاحبه الكسل ولا یسلك
 طریق الجهد والمجد و بعکسہ صاحب الرجاء و فرق میان
 رجاء و تمنی اینست کہ صاحب تمنی موجب تمنی کسلان شود و جہدے و جہدے
 در کار کردن نہ و صاحب رجاء خلاف این این فرق میان صاحب تمنی و صاحب
 رجاء باشد نہ میان تمنی و رجاء اما فرقے گوئیم میان تمنی و رجاء خصوصے و عمومے است
 ہر جا کہ رجاء ہست تمنی ہست اما ہر جا کہ تمنی است لازم نیست کہ رجاء باشد
 زیرا چہ مرد تمنی طلب محال و امید محالے ہم کند اما رجاء امید چیزے کند کہ
 متوقع الوقوع باشد قولہ فالرجاء محمود و التمنی معلول پس رجاء

محمود باشد و تمنی معلول قوله و تكلموا فی الرجا فقال شاه الكرماني
رحمه الله علامة الرجا حسن الطاعة شان رجا اینست که حسن
طاعت کند چو او امید قبول دارد عمل بشرط آنکه باید و نشاطے که شاہد بچیان کند
حسن طاعت باشد قوله قال ابن خنقی رحمه الله الرجاء ثلثة
رجل عمل حسنة فهو يرجو اقوالها و رجل عمل سيئة
ثم قاب فهو يرجو المغفرة و الثالث الرجل الكاذب يتماد
في ذنوبه و يقول ارجو المغفرة ابن خنقی رحمه الله گفت رجا بارس
است مردے کارے نیکیے کرد و امید قبول از خدا دارد یک رجا اینست
و دوم این مردے نادره گنہ کرد و ازان توبہ کرد امید مغفرت می دارد و سوم
مردے کہ در امید واری کاذب است او کسے است کہ فوق را نہایت می رسد
و ازان باز نمی آید و میگوید خدا سے مرا خواہد مرزید این رجا از مقامات قوم
نہ باشد عوام الناس اندگناہ بسیار کنند و ایشان برین دارند یفعل الله ما
یکشاء ہر گرا خواہد بیا مزد شاید کیے ازیں من باشم ہر چند فاسق را بیا مرز
اما سیاہ روی فسق باوسے باقی ماند و رخر است کہ فردا گنہ کاران کہ در روز ماند
باشند بقدر گنہ ایشان عذاب شود و خداوند سجانہ بفضل خویش ایشان را
بیرون کرد و ایشان ہمہ سیاہ شدہ باشند همچو انکشت گشتہ ایشان را در نہر کوثر
برند غسل و ہند تمام اندام ایشان همچو ہشتیان شود مگر یک خالے سیاہے بر روی
ایشان ماند کہے را بر ہشتیانی کہے را بر لب کہے را بر رخسارہ رسول الله صلی
علیہ وآلہ وسلم میفرماید و ذلک بزینتہ آن خال جمال ایشان را بیا را بد
زیبائی زیادت و ہر چنانچہ می دانی سپید پو کتے را خالے بر لب در رخسارہ
می باشد چوں زیب زیادت می دہد بچیان من گفته ام ہر چند آن خال سیاہ

زیبتہ

سبب تزئین حسن ایشان شویزه آنکه نشان آن سیر روی باقی باشد اگر فرض کنیم هر بار بهشتی آینه بیند آن حال را به بیند بداند که این نشان آن سیر روی است بدین معنی سنائی لطیفه گفته است نظم

کو جمال طاعتی تا مرتزا رخصت بود بهر رخ چشم بدخالی ز عصیان داشتند
 قوله رمن عرف نفسه بالاساءة ینبغی ان یکون خوفه غنا لیبنا
 علی رجائه هر که نفس خویش را بدین شناخت که البته او بدی کند و از بدی آید
 خوف او غالب از رجاء باشد قوله وقیل الرجاء نقه الجود من
 الکریم ورجا نیست که حاجی را ثقه باشد که کریم من جواد است پس اعمال
 بر جود کریم و امید بر آن کند این رجاء است قوله وقیل الرجاء وید الجلال
 بعین الجمال رجاء چیست دیدن جلال بعین جمال این سخن دو معنی دارد یکی
 در جلال جمال بیند و دیگر جلال بیند و امید جمال دارد قوله وقیل هو قرب
 القلب من ملاطعة الرب گفته اند رجاء نیست که دل قریب رحمت
 خدا گردد قوله وقیل سر و الفواد بحسن المیعاد ورجاء چیست که دل
 شاد باشد که وعده او کرده است بوفاء رسد لا تقنطوا من رحمة الله
 چو او وعده کرد تو امید مشوید از رحمت خدا و برین امید بر بندید رجاء همین باشد
 قوله وقیل هو النظر الی سعة رحمة الله تعالی رجاء چیست
 که نظر بر وسعت رحمت خدا کند رحمت او فراخ است و بیار قوله سمعت
 الشيخ ابا عبد الرحمن السلی رحمه الله یقول سمعت منصور
 بن عبد الله رحمه الله یقول سمعت ابا علی الترمذی باری
 رحمه الله یقول الخوف والرجاء هما کجناحی الطائر اذا
 استویا استوی الطیر و ان تم طیرانه و اذا انفصل حلما

وقع فيه النقص واذا ذهبنا صار الطائر في حد الموت
 ابو علي رودباری رحمہ اللہ گفتہ است خوف ورجا بچو دو بال پرندہ اندکہ
 بدان می پرداگر کی نقصان شود از پرندن بماند و ایمان بندہ وقتے صحیح
 یادکہ خوف ورجا برابر باشد قوله وسمعتہ يقول سمعت ابا عبد
 رحمہ اللہ يقول سمعت ابن حاتم رحمہ اللہ يقول سمعت
 علی بن شہمردان رحمہ اللہ يقول قال احمد بن محمد
 الانطالی رحمہ اللہ وسئل ما علامۃ الرجاء للعبد
 قال ان يكون اذا احاط به الا حسان اللهم الشكر
 واجيال تمام النعمۃ من الله عليه في الدنيا وتمام عفوہ في
 الاخرة احمد انطالی را از نشان رجا پرسید نگفت نشان رجا نیست
 وقتے کہ او با احسان باری تعالی محاط گردد اورا خداوند سبحانہ توفیق شکر
 دید این شکر برین گوید کہ بر بندہ بشکر تمام واکمال نعمت میشود و دنیا
 تا آنکہ خدا تعالی میفرماید لئن شكرتم لآزیدن فی نعمتی واما امیدوار
 کہ خداوند سبحانہ عفو کند از ان نظر کہ اورا بر احاطت احسان و شکر نعمت
 بود قوله وقال عبد الله بن خفيف الرجاء استبشار بوجوه
 فضله وقال ارنياح القلوب للروية كرم المرحو رجا حيث
 کہ تحقیق بشارت دار و بفضل اللہ تعالی وگفتہ است رجا حيث خوشی
 و لها سبب کرے کہ از و امید می داند قوله سمعت الشيخ ابا
 عبد الرحمن رحمہ اللہ يقول سمعت ابا عثمان المغزلی
 رحمہ اللہ يقول من حمل نفسه على الرجاء تعطل ومن
 حمل نفسه على الخوف قنط ولكن من هذه مرة ومن

من هذه مرة ابو عثمان مغربي رحمه الله سيكويدهم بركه بر نفس خویش حمل رجا كرد
 البته یہاں راجل کرو فقط خوف آن باشد کہ او عطلت پیش گیرد و از کارا باز
 ماند و ہر کہ بر نفس خویش ہین بار خوف نہد و بس عجب نباشد کہ او قنوط پیش
 گیرد و لکن از مخالفت ہم چیزے و از رجا ہم چیزے و روم معنی گمے
 خوف و گہ رجا قولہ و سمعته حد ثنا ابو العباس المغلانی
 رحمه الله قال حدثنا الحسين بن صفوان رحمه الله قال
 حدثنا ابن ابی الدینار رحمه الله قال حدثت عن بکر
 بن سلیم الصوف رحمه الله قال دخلنا علی مالک بن انس رضی اللہ
 عنہ فی العشیة التي قبض فیہا فقلنا یا ابا عبد اللہ
 کیف تجدک فقال ما ادری ما اقول لکم الا انکم ^{نیون} استعنا
 عن عفو اللہ ما لم یکن لکم فی حساب ثم ما برحنا حتی
 اغمضناہ بکر سلیم کہ میگوید شبے کہ مالک بن انس رضی اللہ عنہ را از دنیا برد
 بر مالک رضی اللہ عنہ در آمدیم گفتیم ای ابو عبد اللہ خود را بیشتر چوں می بینی
 گفت نمی دانم باشما چه گویم مگر آنکہ معانہ کنید عفو خدا را کہ در حساب نباشد
 ما دام کہ وقت حساب شود بعدہ شاید آیند کہ بعد مردن چه شود و چه قدر
 عفو است پس جدا شدیم تا آنکہ او مرد و وحیسم او را فرو خوا بانیدیم
 قوله وقال يحيى بن معاذ رحمه الله يكا درجانی للثب
 مع الذنوب يغلب رجاء لك مع الاعمال لا في اجدر
 اعتمد في الاعمال على الاخلاص كيف احزرها
 وانا بالآفة معروف واحد في الذنوب اعتمد على
 عفوك وكيف لا تغفرها وانت بالجود موصوف رجا

من امید من باگناہاں غالب می آید از رجائے و امیدے کہ با اعمال زیر
 می یابم خود را معتد در اعمال بر اخلاص چون نگہ دارم آن را و من شخصے ام کہ ہفت
 معروفم چو انسان است و انسان ہم معروف بافت است و من در گناہان
 اعتماد بر عفو تو می کنم پس چگونه تو آنرا نیامرزی و تو موصوف بچوری جو دکارتست
 حاصل در اعمال با اخلاص نظر بر جو دست و من در آفتہا معروف از من کہ جاد
 آید از من کہ جاکارے مستقیم آید و در گنہ نظر بر عفو تست از ان من چون غافل
 شوم کہ تو وجود معروفی قولہ و کلوا ذالنون المصری رحمہ اللہ
 و هو فی الذرع قال لا تشغلونی فقد تجبت من کثرة لطف اللہ
 تعالیٰ معی ذوالنون در ذرع بود و مرواں با و سخن گفتن گرفتند گفت
 مرا بخود مشغول مکنید زیرا چہ من در شکستم از بسیاری لطفے کہ با من خدا میکند
 قولہ و قال یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ الہی اجل العطا یا
 فی قلبی رجائک و اعذیب الکلام علی لسانی تنازلک
 و احب الساعات الی ساعت یکون فیہا لقاءک یحیی
 معاذ کہ گفت اے بار خداے روشن ترین و بزرگترین عطا یا لذیدترین
 عطا یا در دل من امید تست و گوارا ترین سخنان بر زبان من نمودن تست
 و بہترین ساعتہا مرا آن ساعت است کہ تو پیونہم قولہ و فی بعض
 التفاسیر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دخل
 علی اصحابہ من باب بنی شیبہ فرأہم یضحکون فقال
 ایضا یضحکون لو تعلمون ما أعلم لضحکتہم قلیلاً و لیکتم کثیراً
 ثم مر ثور جع القهقری و قال نزل علی جبرئیل علیہ السلام
 و اتی فیہ نبی عبادی ائی ان العفو الرحیم و بعض تفاسیر

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اصحاب در آمد از در بنی شیبہ و رسے است و کہ
 و ایشان شسته می خندند گفت شما می خندید اگر بد انید آنچه من می دانم هر آینه اندک خندید و یا
 بگریید و از ایشان گذشت و باز پرس پا باز گشت و گفت جبریل علیہ السلام بر من این
 آیت آورد نَبِيِّ عِبَادِي آتِي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ خبر دہندگان مرا کہ گناہان ایشان
 را پوشم و ایصال مراد ایشان بدیشان کنم گوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 همچنان اشارت کردہ بود و غفران نادرہ باشد تا کرا شود و آیت برین آمد ایشان را
 نوسید کن و بگو اَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ و البتہ خواہم بخشید و البتہ رحمت خواہم کرد انی
 گفت تاکید کرد و بخود اضافه کرد و ابا بگفت من غفور و رحیم قوله اخبرنا ابو الحسن
 علی بن احمد الاہوازی رحمہ اللہ قال اخبرنا ابو الحسن الصفار
 رحمہ اللہ قال حد ثنا عباس بن تمیم قال حد ثنا يحيى بن ابي
 قال حد ثنا مسلم بن سالم رحمہ اللہ قال حد ثنا خازن رحمہ
 بن مصعب رحمہ اللہ عن زید بن اسلم رحمہ اللہ عن
 عطاء بن يسار رحمہ اللہ عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت سمعت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول ان اللہ لیضحک من
 یاس العباد و قنوطہم و قرب الرحمة منهم فقلت بانی و ما
 یا رسول اللہ او یضحک ربنا عز و جل قال و الذی نفسی بیدہ اذہ
 لیضحک فقالت لا یعد منا خیر اذ اضحک و اعلم ان الضحک
 فی وصفہ من صفات فعلہ و هو اظہار فضلہ کما یقال ضحک
 الارض بالنبات و ضحکہ من قنوطہم اظہار تحقیق فضلہ الذی
 ہو ضعف انتظار ہم لہ عائشہ رضی اللہ عنہا گفت کہ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم
 فرمودہ است بدستی کہ خدا تعالی استہزاکند بر بندہ کہ نوسید باشد و یا کہ قنوطے

از رحمت خدا باشد و رحمت من بر ایشان نزدیک خندہ در عادت و و است
 کی خندہ در رضا باشد و دو م خندہ در تسخر و اتہزا و اینجا عبارت از تسخر و اتہزا و
 عدم رضا است عائشہ رضی اللہ عنہا گفت اے رسول اللہ خدا ضحک وارد رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود ہر آئینہ بسوگند او کہ او ضحک وارد یعنی اطلاقاً
 ضحک بروکنند و معنی و کرم مراد باشد و اگر صوفی درین حکایت از شکل و تمثیل
 کند او و اند فلہ مالہ و علیہ ما علیہ پس عائشہ رضی اللہ عنہا گفت چون او بخندد
 بیچ چیز مارا کم نیاید و اعلم ان الضحک ضحک و صفت او مراد نیست کہ
 اظہار فضل خویش میکند یعنی ضحک میکند بدین معنی کہ این قائل و این آیس چ
 نادان و احمق است نمیداند کہ رحمت من نزدیک اوست پس این ضحک
 متضمن استہزا و این استہزا متضمن فضل و کرم چنانکہ کسے بر تو بیاید و نو مسید
 شدہ از لطف تو و کرم تو خود را گریزان میدارد او بخندد حق تعالی لا تَقْنَطُوا
 مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ گفت درین آیت اظہار کمال فضل خویش کردی قال ضحک
 الارض بالنبات عبارت از آزرگی اوست و ضحکہ من قنوطہم ہانکہ
 گفتیم ضحک او متضمن استہزا کے کہ متضمن فضل و کرم است قوله وقیل
 ان جوسیا استضاف ابراہیم الخلیل صلوات اللہ علیہ
 فقال ان اسلمت اضعفت فمہر الجوسی فاوحی اللہ تعالیٰ الی
 ابراہیم یا ابراہیم لم تطعمہ الا بتغیرہ دینہ نحن من
 سبعین سنۃ نطعمہ علی کفرہ فلو اضعفتہ لیلۃ ما ذاک علیک
 ثم ابراہیم علیہ السلام خلف الجوسی و اضاہر فقال الجوسی ایش کان
 السبب فی الذی بذلک فذکر لہ ذلک فقال الجوسی اهلکنا
 یعاملنی ثم قال عرض علی الا سلام فاسلم مجوسی را برہیم

صلوات اللہ علیہ خواست مہمان دارو اورا گفت مسلمان شوتا ترا مہمان دارم
 او مسلمان نشدہ برخواست رفت خداے تعالیٰ برابر ابراہیم علیہ السلام
 وحی کرد تو اورا طعام نمی دہی مگر کہ تغیر دین کند و من بہتاد رسال است کہ در
 کفر اورا طعام می دہم ابراہیم علیہ السلام در پس اورفت و مہمان طلبید او
 گفت چہ شد این گفت خداے تعالیٰ مرا ہمچنین گفت مجوسی گفت اسلام
 عرضہ کن و اسلام آورد جاے دگر است ابراہیم علیہ السلام طلب اسلام
 نخرد از و گفت موی لب بتان و ناخن سبیر تا ترا مہمان دارم و با تو طعام خورم
 و ابراہیم علیہ السلام را رسمے بود بے مہمان طعام نخوردے او سنت
 ابراہیم علیہ السلام بجا نیاورد و برخواست رفت خداے تعالیٰ برابر ابراہیم
 علیہ السلام وحی کرد کہ او بہتاد رسال است کہ موی لب و ناخن نمی تاند
 من اورا طعام می دہم و من یک ساعت بر تو مہمان فرستادم تا او تو
 طعام خوری تو اورا طعام نمی دہی بعدہ طلبید آورد با او طعام خورد و
 بروے گفت او مسلمان شد و سنت ابراہیم علیہ السلام بجا آورد ^{و قولہ}
 الشیخ ابا علی الدقاق رحمہ اللہ یقول سماعی الاصل انہ ^{سہل}
 الصعلو کی رحمہ اللہ ابا سہل الزجاج رحمہ اللہ فی المنام
 وکان یقول بو عید الابد فقال لہ کیف حالک فقال ^و
 الامر سہل ما توہمنا ابو سہل صعلو کی رح ابو سہل زجاجی رح را خواب
 دید و السببہ مذہب او بر غلبہ خوف بود و صعلو کی رح ^{سہل}
 چونست حالق زجاجی رح گفتہ کار آسان تر کہ ^{سہل}
 از آنچہ گمان می بردم یعنی می دانستم جز محنت و مشقت نخواہد بود
 چون حضرت پیوستم بہ رحمت و مغفرت بود و حکایت کہ

میگوید اشارت بر جامی کند قوله سمعت ابا بکر بن اسکاف رحمہ اللہ
 يقول رايت الاستاد ابا سهل الصعلوكي رحمه الله في المنام
 على هيئة حسنة لا يوصف فقلت يا استاد بجزفت هذا
 فقال نحن ظني برجي ابو بكر سرفش گرم میگوید من ابو سهل صعلوكي را رحمه الله
 در خواب دیدم در سیتی نیکے و با جامے بیارے کہ صفت نتوان کرد پر سیم
 ہیں بچہ سیدی گفت بدین کہ بخداے خویش گمانے نیکے داشتیم کریم
 و رحم است و البته خواہند بخشید مرتبط ہم بدان سخن کہ انا عند ظن عبدی بی
 قوله روی مالک بن دینار رحمه الله في المنام فقیل له
 ماذا فعل الله بك قال قد مت على ربي بذنوب كثيرة فحاشا
 عنی حسن ظنی بالله و بیار اور خواب دیدند پر سیدند خدا با تو چه کر گفت
 بر خداے خویش گمانان بسیار رفتم ہم گمانان مرا حسن ظن کہ با خدا داشتیم محو کرد قولہ
 روی عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انه قال يقول الله
 عز وجل انا عند ظن عبدی بی و انا معه اذا ذکرنی ان ذکرنی
 فی نفسی ذکرته فی نفسی وان ذکرنی فی ملائکة ذکرته فی ملائکة هو
 خیر منه وان اقترب الی شبرا اقتربت الیه ذرعا وان اقترب
 الی ذرعا اقتربت الیه باعان اتانی بمیثی ائید هرولة اخیر
 باب ابو یحییٰ عبد الملک بن الحسین الاسفہانی رحمه الله
 قال اخبرنا ابو عوانة یعقوب بن اسحق رحمه الله قال حد
 ثنا علی بن حرب رحمه الله قال حد ثنا ابو معویة و محمد بن
 عبید رحمه الله عن الاعمش رحمه الله عن ابی صالح
 رحمه الله عن ابو هريرة رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیہ

رسول بقول ذلك واز مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مروی است
 کہ خداے تعالیٰ گفتہ است من نزدیک بندہ خویش بحسب گمان اویم و سقے
 کہ او مرا ذکر کند من با او ام بلطف و رحمت اگر او با من ذکرے خفی گوید
 کہ جز او کے نداند من نیز اور اور علم نفسی خویش ذکر او گویم یعنی در علم نفسی من آن
 بود کہ او مرا ذکر باشد و ہمان خواست من است کہ او مرا ذکر میکند و اگر او مرا
 در جمعے ذکر کند من نیز اور اور میان بندگان خواص خویش ذکر کنم چنانچہ شکرگان
 و اگر بیک دستے من نزدیک شود من بیک گزے بد و نزدیک تووم چون خوا
 او مقدم است و ازلی است این بندہ فاصد قریب او باشد پس صورت
 حسی این آید گوی این یک بدستے نزدیک شد او تعالیٰ بیک گزے پیش آید من
 بیک باعی پیش آیم و اگر بیاید بر من بگام من بروید و ان و پویان بیایم قوله
 عند ظن عبدی بی یعنی سر کر من خواستہ ام اور با اعمال حسناات موافق
 گردانم تا آنکہ او بن گمان نیک بر من بحسب گمان او با او معالہ کنم ہر آسید
 صالح و مصلح را در حق باری تعالیٰ گمان نیک است یعنی بر من نیکی و رحمت نچو
 کرد و فاسق و منظم را گمان بد بحسب عملے کہ او دارد تا آنکہ دیدہ باشی و شنیدہ باشی
 و در حق خود ہم این احساس کردہ باشی و اگر وقتے مرجوعے ترا یافتہ شد
 و طاعتے و حسنہ و روجود آمد ہمان ساعت در حضرت خداے تعالیٰ دست
 بر می آری و خواستے میکنی زیر اچہ آن وقت ترا حسن ظن شد کہ بطاعتے نرفت
 گشتہ ام وقت نزول رحمت است وقت استجابت دعا است
 و اگر گس آن کارے در نفس رفت بندہ متزجر و خیم است و برزبانہش این
 می رود استغفر اللہ استغفر اللہ از آنچه دانست خوف و قہر است
 استغفارے کنم تا بوجوب او قہر بر من نزود شنیدہ باشی اذا ساء فعل المرء

ظنودہ وکان للحی العکس کنون آن توفیق تقریب حدیث باجملے چند کہ در ذیل
 آن آید دست این باشد چو بندہ باعمال حسنه موفق شود وطن او حسنه باشد اگر او
 مراؤ کرگشتند من با او با تم بلطف و رحمت و اگر او بمن نزدیک شود من بدو
 نزدیکم ^{مطلب} این معنی خاصه است تو فکر کن بین بیچ محدثے این معنی نکتہ
 است ایشان انجمن گویند انا عند ظن عبدی بنی یعنی اگر بندہ صد نوع گنہ کرده
 باشد و حسن ظن با خدا برود او را معفرت کند قوله و قیل کان ابن المبارک رحمہ اللہ
 یسأل علیاً مرۃ و قد دخل وقت صلوٰۃ العج فاستمهل فامهلہ
 فلما سمی بالشمس اراد ابن المبارک رحمہ اللہ ان یضربہ
 بسیفہ فسمع من الهوائ قایلاً یقول و اوفوا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ
 كَانَ مَسْئُولًا فامسک فاسلم المجوسی فقال له لمسکت
 عما هممت بہ فلما سمع فقال المجوسی نعم الدرب
 ربک یعاتب ولیدہ فی عدوہ و اسلم و حسن اسلامہ یکبار
 عبد اللہ مبارک رح مقالمہ با کافرے میگرد وقت پرستیدن علی آفتاب
 را در آمد و از عبد اللہ مبارک آہمت طلبید او ہمت داد و سرگاہ کہ او آفتاب
 را سجده کرد عبد اللہ مبارک خواست در ان حالت او را بزند از موا
 آوازے شنید اذ فواجا الْعَهْدِ و فاسے عہد کنید زیرا چہ عہد از انہا
 کہ فرود آورد پس سندا و کشتن را داشت پس مجوسی از عبادت خود فارغ
 شد از عبد اللہ رح رسید تو خواستی کہ مرا بکشی ترا چہ مانع آمد اولنہ را
 آن علی گفت نکو پروردگارے است کہ دوست خویش را عتاب کند
 از سبب دشمن خود پس مسلمان شد مشکل حکایتے اگر او میدانست کہ عبد
 ولی و آن علی عدو چونہ بر کفر خویش و عداوت خویش می ماند مگر ہرسم

ازین حکایت اور اولی دانست کہ باوے از غیب تنبیہ می شود و این نباشد مگر ولی را
و آن ولی چو باوے قتال می کند پس بے شک عدو باشد آنکه قتال میکند قوله
وقیل انما وقعهم فی الذنب من سعی نفسہ عفو را گفته اند
او تعالی خود را بصفت غفور ذکر کرد اول وجود ذنب باید بعد آن غفور چنانچه مردم

گویند نظم

گناه من از نامدے و شما ترا کے شدے نام آمرزگار

و حدیث ہم برین اشارت است لولم یدنبون لجاہ اللہ بقوم یدنبون
فیغفر لهم قوله وقیل لوقال لا اغفر الذنوب لعمریذنب
مسلم قط لما انه قال لا یغفر ان یشیرک بید لعمریذنب مسلم
قط و لکن لما قال و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء طعموانی
مغفرتہ اگر خداوند سبحانہ این گفته من گناہ از انخواہم آمرزید پیچ موئے مسلمے
گنہ کردے چنانچہ گفته است البتہ شرک را یا مرز و پیچ مسلمانے شرک نمی آرد
و لیکن مرگاہ کہ گفت جز شرک ہر کر انخواہم بیا مرز مہمہ مومنان طمع مغفرت او
کردند قوله و یحیی عن ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ انه قال
كنت انتظر مدۃ من الزمان بملۃ ان یخلو المطاف لی فکانت
لیلۃ ظمأ یجی المطر الشدید فخلو المطاف فدخلت الطواف
و کنت اقول اللهم اعصنی اللهم اعصنی فسمعت ہاتقبا
یقول یا ابن ادہم انت تسألنی العصمت و کل الناس سبالو
العصمت فاذا عصمتکم فغلی من ارحم حکایت از ابراہیم اوہم
علیہ الرحمۃ والغفران آرنہ گفته است مدتے منتظر بود و طواف کعبہ را کہ از مردم
تعالی یا ہمہ تا آنکہ شبے تاریک بود و بارانے سخت می بارید سلطان ابراہیم اوہم

رحمہ اللہ آن خلوت یافت طواف میگرد و این دعا میگرد اللهم اعصمنی خطایا
 مرا بکنی وز لے گرفتار کن نداشتی چنانچه تو از من عصمت میطلبی همه بندگان
 من از من عصمت می طلبند اگر همه را معصوم خواهم کرد و رحمت بر که خواهم کرد و اینجاکه
 گوید که بنده مستحق هیچ نیست پس هر رحمتی که بر او کند فضل حق بوده باشد
 و فعلی بذالبتہ رحمت سابقہ گنہ تقاضا کند و بشر ازین او بشر است و بشریت
 با اوست جرم و عصیان لازمہ حال اوست و مع ذلک اللہ سبحانه رحمت کند
 پس وجود ذنب آمد مغفرت ہم با آن آمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 فرموده است لو اخذنی اللہ و اخی عیسیٰ بما کسب ہاتان و اشار
 باصبعیہ السیابۃ و الوسطی یعد بنا عذابا لا یجد اب احدًا معلوم
 است کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چه گناہ کرد و عیسیٰ صلوات اللہ علیہ چه گنہ
 کرد و معلوم است از اصبعین ایشان چه آید و مع ذلک ایشان عذاب کند آنکہ
 ہمیں بشریت است وجود ذنب لا یقاس بد ذنب جز این معنی دیگر
 ندارد کہ گفتیم قولہ و قیل رای ابو العباس بن شریح رحمہ اللہ
 فی منامہ فی مرض موته کان القیامہ قد قامت و اذ الجبل
 سبحانہ یقول ابن العلاء قال فجاؤہ ثم قال ماذا عملتم فیہا
 علمتم قال فقلنا یا رب قصہنا و اسانا فاعاد السؤال کاذبہ لم
 یرض بہ و اراد جوابا اخر فقلت اما انا فلیس فی صحیفتی
 الشریح و قد وعدت بان تغفر ما دون الشریح فقال ذہبوا
 فقل غفرت لکم و مات بعد بثلاث لیل چنین گویند ابو العباس
 شریح رحمہ اللہ در مرض موته خویش خواب دید گوئی قیامت قائم شدہ است
 مردمانے و ناگہاں می بینند خداوند سبحان بصفت جباری خویش میگوید این العلماء مرد

کہ ایشان دعوی علم کرده اند ایشان کجا اند یعنی طلبی پس آمدند خداوند پر سیدانچہ
 واستید بدان عمل کردید پس من و علما گفتیم تقصیر کردیم و گنہ کردیم بمقتضای علم
 عمل نکردیم خداوند سبحانہ این پرسش را باز کرد اینداز اقتضای حال این معلوم
 شد ابو العباس را مگر او منجو ادب جوابے و گر گویند ابو العباس رحمہ اللہ میگوید
 من گفتم و صحیفہ من رقم شرک نیست و تو گفتہ یخفہ مادون ذلالت جز شرک
 را پیام مزم کہے را کہ خواہم خداوند سبحانہ گفت بروید شمارا آمرزیدم بعد دیدن
 خواب ر شب ز ریت قولہ و قيل کان رجل شریب جمع قومہامن
 ذماتہ و دفع الی غلام لہ اربعة دراهم و امرہ ان یشتري شیئا
 من الفواکیر للجلس فبیر الغلام بباب مجلس منصور بن عمار ^{اللہ} رحمہ
 و هو یسأل لفقیر شیئا ویقول من دفع لہ اربعة دراهم دعوت
 لہ اربع دعوات قال فدفع الغلام الدرہم فقال المنصور ^{اللہ} رحمہ
 ما الذی تريد ان ادعولک فقال لی سید اريد ان اتخلص
 منه فدعا منصور رحمہ اللہ وقال الآخر فقال ان یخلف ^{اللہ} و ما الاخری
 علی دراهمی فدعا ثم قال و الآخر فقال ان یتوب اللہ علی سید ^{اللہ} و ما الاخری
 فدعا و قال الآخر فقال ان یتوب اللہ لی و لی و لکم و لقوم ^{اللہ} و ما الاخری و للقوم
 فدعا منصور رحمہ اللہ فرجع الغلام الی سیدک فقال لمرابطات
 نقص علیہ القصۃ فقال و بمر دعا فقال سألت بنفسی الحق
 فقال اذهب فان تحروا ایش الثانی فقال ان یخلف علی الذمرا
 فقال لک اربعة آلاف درہم فقال و ایش الثالث فقال ان
 یتوب علیک فقال تبت الی اللہ فقال و ایش الرابع فقال یخلف اللہ
 لک ولی و للقوم و لذلک فقال هذا الواحد لیس الی فلما بات

رای فی المنام کان قالاً یقول له انت فعلت ما کان الیاء
 تری فی لم افعل ما الی قد غفرت لك وللغلام ولمنصور بن عمار
 وللقوم المحاضریں حکایت گویند مرد سے مد من شراب بود روزی مجلس
 کرد غلام را چهار درم داد کہ برو میوه بخر بیار غلام برو منصور عمارم گذشت و او
 برائے فقیرے را میخواست و این سخن میگفت سر کہ چهار درم بدید اورا چهار
 دعا کنتم آن غلام آن چهار درم را داد منصور عمار رحمہ اللہ گفت غلام را چه میخواہی
 کہ من از خدا سے برائے تو آن دعا کنتم گفت مرا خواند کار سے بہت میخواہم
 از بندگی او خلاص یا ہم پس منصور حم دعا کرد پس منصور گفت چه دعا کنتم گفت دعا کن
 تا خدا سے تعالیٰ این چهار درم من باز گرداند گفت و گر گفت خدا سے تعالیٰ
 خواند کار مرا توبہ دید او دعا کرد و گفت و گر چه گفت خدا سے تعالیٰ طلبیا مزد و ترا
 بیامزد و مرخند کار مرا بیامزد و قومی کہ اینجا ہستند ایشان را بیامزد پس
 منصور رحمہ اللہ این دعا ہم کرد غلام باز گشت برخند کار آمد خند کار پرسید
 وزنگ چرا کردی قصہ گفت پرسید بچہ دعا کردی او گفت برائے خود را آزاد
 طلبیدم خند کار گفت برو تو آزادی گفت دوم دعا چه کردی گفت خدا سے تو
 درم مرا بمن باز گرداند گفت ترا چہ از درم باشد گفت سوم دعا چه بود گفت خدا
 ترا توبہ روزی کن گفت تبت الی اللہ بخدا باز گشتم و ازین گتہ توبہ کردم گفت
 چہارم چه بود گفت خدا مرا و ترا و حاضران مجلس را بیامزد گفت این بمن باز نمی گرد
 تا خدا کہ پسند بعد کہ مرد شب را خفت خواب دید گوی گویندہ می گوید کار
 کہ بتو نسبت داشت آن کار کردی و آنچه بمن بود تو دوران گمان بردی کہ من نکتم
 ترا و غلام را و منصور را و قوم را بیامزدیم حکایت برائے تحقیق رجا آورد قولہ
 وقیل حج رباح القیسی رحمہ اللہ حجایت کثیرة فقال یوماً وقد

وقف تحت الميزاب الهمي وهبت من حجاتي كذا وكذا من الرسول ^{صلى الله عليه}
 صلى الله عليه وآله وسلم وعشرة من اصحابه العشرة المبشرة ^{والصالحين}
 واثنين من والدي والباقي للمسلمين ولم تحبس شيئاً لنفسه ^{والله اعلم}
 فسمعها تفأ يقول هوذا يتسنى علينا لا غفرت لك ولا بوبك ^{منها}
 ولمن شهد شهادة الحق رباح قيسى رحمه الله زيارته كعبه بيار كرو
 وروزے فروداودان كعبه ايتاوداوين سخن گفت الهمي چندین جہا سے خورا
 برسول الله صلى الله عليه وآله وسلم تخشيم ووده حج بعشرة تخشيم يعني ابا بكر وطلحة
 وزبير وعبد الرحمن وعمر وعثمان وسعد بن ابى وقاص وعلي وسعيد بن زيد
 وابوعبيدة بن جراح رضى الله عنهم اجمعين وروى بما درويد تخشيم ودر جہا سے
 خوش مسلمانان تخشيم وپيچ حجے برائے مرانماذاتے راشيد ميگويد اين برادرمو
 سخا ميکند بر آينه ترا بيا مرزيم و مراد و پير ترا بيا مرزيم و هر که بر کسى با خدا
 بيگانگی و صدق پيغمبر گواهي داده است قوله وروى عن عبد الوهّاب
 بن عبد المجيد الثقفي رحمه الله قال رايت جنازة تحمّلها ثلثة
 رجال وامرأة قال فقد مت فاخذت مكان المرأة وذهبنا ^{ثلاثة من الرجال}
 الى المقبرة فضلينا عليها ودفناها فقلت للمرأة من كان هذا
 منك قالت كان ابني قلت ولتمكين لكم جيران قالت نعم ^{اولهم}
 ولكنهم صغروا امره فقلت وايش كان هذا فقالت مخنث
 قال فرحمتهما وذهبت بهما الى منزلي واعطيتها درهم ^{اشهر}
 وحنطة وثياباً ونمت تلك الليلة فرايت كأنه اقلبات
 كأنه القمليلة البدر وعليه ثياب بيض فجعل يتشكر لي
 فقلت من انت فقال المخنث الذي دفنتموني اليوم رحمني

رجب باحتقار الناس ایای از عبد الواب بن عبد المجید روایت کنند
 گفت دیدم جنازه را نزد مردم و یک عورت سر کرده می برند مقام عورت
 من سر کردم و نزد یک دفن او بردیم نماز جنازه او گذاریم و او را دفن کردیم
 گفتم آن زن را این میت ترا چه باشد گفت پسر من است گفتم ترا همسایگان
 نبودند که بجای یک مرد تو بر سر گرفتی گفت آری بودند و لکن او را خوا کردند
 از تنگ کس گردنگشت گفتم چه بود این که ایشان او را خوا کردند
 گفت مخنت بود گشت بران عورت رحمت کردم و جنازه خود بردم و او را در
 چندے و آدم قدرے گندم و آدم و جامه و آدم و آن شب خیدیم دیدم
 آینده می آید بر من گوئی همیشه چهار دم است بر و جامه های سپید و او شکر
 من میگفت گفتم کیستی تو گفت آن مخنتی که امر و زدن کردی خدا بر من رحمت
 کرد و بسبب آنکه مردان مرا خوا و اشتند قوله سمعت الاستاد ابا
 علی الدقاق یقول مر ابو عمرو البیکندی رحمه الله یوما
 بسکة فزای قوم اسراده و اخراج شباب من المحلة لفساده و امر
 تبکی قبیل انها مه فرحمها ابو عمرو و فیشفع له الیهم و قال
 هبوه منی هذا لمرّة فان عاد الی فسادہ فشا نکر فوهبوه
 منہ فمضی ابو عمرو فلما کان بعد ایام اجازتک المسکة
 فسمع بکاء العجوز من وراء ذلك الباب فقال فی نفسه لعل
 الشباب عاد الی فسادہ فنفی من المحلة فدق علیها الباب
 و سألها عن حال الشاب فخرجت العجوز و قالت انه
 مات فسألها عن حاله فقالت انه لما قرب اجله قال
 لی لا تخبری الحیران بموتی فقد اذیتهم فانهم یثمتون

ولا يحضرون جنازتي واذا دفنتي فلهذا خاتمتي مكتوب عليه
اسم الله فادفنه معي فاذا فرغت من دفني فتشفي لي الي
ربي قالت ففعلت وصيته فلما انصرفت عن مراسم قبه سمعت
صوته يقول انصر في يا اماه فقد قدمت علي رب كريم شيخ ^{الله}
ميكويد از ابو علي وفاق شنيدم رحمه الله ميگفت ابو عمر و بيگندي هر روز
بکوچه مي گذشت و پير مردان را جمع شده اند جواني را بيرون ميکنند از محله سبب
آنکه مردے مفندے بود و عورتے ميگرید و همچنين گفتند اين عورت ما در آن جا
ست ابو عمر و رحمه الله برو شفقت و رحمت آمد بر اے او را بران مردم شفقت
کرد و گفت اين بارين جوان را من بخشيد اگر بار و گران فسادے که ميلد و بکند شما دانيد
آنچه خوش آيد بچنيد پس او را به شيخ بخشيد ابو عمر و رحمه الله اين کار کرد و رفت
بعد از چند روز مہدران کوچه گذشت بران در آواز گريه آن زال شنيد با خود گفت
گر آنکه آن جوان با زبده ان فساد گرفتار شد تا عورت مي گريد که با زبده ان خواسته
در کوفت آن عورت را پرسيد عورت گفت بعد آنکه اجل اين جوان نزديک
شد گفت ہمسایگان را از مرگ من خبر کني زيرا چه من ايشان را رنجانيده ام ايشان
و شنام خواهند گفت و بر جنازه من حاضر نخواهند شد و چون دفن کني من اين
انگشتری دارم در ان نام خدا نبشته اند آنرا بمن دفن کن چين از دفن فارغ شوي شفقت
بحضرت خدا کن گفت وصيت او کردم بعد آنکه از سرگور باز گشتم آواز او شنيدم
او ميگويد باز گرواے مادر من کہ من بہ پروردگارے کرتے رفتم قولے و قيل
اوحى الله تعالى ابي داود عليه السلام قل لهم ابي لم خلقهم
لا ربح عليهم وانما خلقتهم ليرثوا علي ابا داود عليه السلام وحي
شد تو بگو مرا اين بندهگان باراکه اين خلق را که آفريدم نہ بر اے اين را که مرا سو دے

شو و برائے آنرا آفریدیم کہ ایشان را سووے شو و چہ باشد رنج یعنی از کتم عدم
 بصحن وجود آرم العلم اخص الاشیاء والوجود اشرفها پس خلقت
 ایشان از عدم بوجو و اول رنکے نقدے سمین است قوله سمعت محمد
 بن الحسین رحمہ اللہ یقول سمعت محمد بن عبد اللہ بن
 شاذان رحمہ اللہ یقول سمعت ابا بکر الحزنی رحمہ اللہ یقول
 سمعت ابراہیم الاطرش رحمہ اللہ یقول کنا قعوداً ^{بغلاہ}
 مع معروف الکرخی رحمہ اللہ علی الدجلۃ اذ مرت بنا قوم جلا
 فی نرا و سرق بضرہون بالدف و لیشربون و یلعبون فقلنا بعرہ
 اما تراہم یعصون اللہ مجاہرین ادع اللہ علیہم فرغ یدہ
 وقال الہی کما فرحتہم فی الدنیا ففرحتہم فی الاخرۃ فقالوا
 انما نسألک ان تدعوا علیہم فقال اذا فرحتہم فی الاخرۃ
 قاب علیہم ابراہیم اطروش ^{گفتہ است} ما در بغداد شستہ بودیم با معروف
 کرخی ^{بر کراہ و جلد جوئے چندے} با گذشتند و زورق سوار سردے میگویند
 و شرابے میخورند خلق بر معروف ^{گفتند} نمی بینی ایشان چہ قوم اند ایشان را دعائے
 بدکن معروف رحمہ اللہ دست برداشت گفت الہی چنانچہ ایشان را در دنیا
 خوش کردہ در آخرت ہم خوش کن ایشان گفتند ما این خواستیم کہ ایشان را
 دعائے بدکنی نہ دعائے نیک معروف رحمہ اللہ گفت چو خدا ایشان را در آخرت
 خوش کند ایشان را توبہ روزی کند قوله سمعت ابا الحسن عبد الرحمن
 بن ابراہیم بن محمد المنزکی رحمہ اللہ قال حدثنا ابو زکریا
 یحیی بن محمد الادیب رحمہ اللہ قال حدثنا الفضل بن
 صدقہ رحمہ اللہ قال حدثنی ابو عبد اللہ الحسین بن عبد اللہ

سنان

بن سعید رحمہ اللہ قال کان یحیی بن اکثم القاضی رحمہ اللہ
صدیقاً وکان یودنی واورده فمات یحیی رحمہ اللہ فکنت
استغی ان اسراہ فی المنام فاقول ما فعل اللہ بک فرایتہ لیلۃ
فی المنام فقلت لہ ما فعل اللہ بک قال غفر لی زنی الا انہ ونحی
ثم قال ی یا یحیی خلطت علی فی داسر الدنیا فقلت یا رب انکلت
علی حدیث حدثنی بہ ابو معویۃ الضمری رحمہ اللہ عن ^{ن حدیثیہ}
الاعمش رحمہ اللہ عن ابی صالح رحمہ اللہ عن ابی ہریرۃ
رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک
قلت انی لا استغی ان اعذب بذات شیبۃ بالنار فقال قد عفو
عنک یا یحیی وصدق نبی الا انک خلطت علی فی داسر الدنیا
ابو عبد اللہ رحمہ اللہ کفتم یحیی اکثم مر ایاہ سے بود اور دوست میداشت
من اور دوست میداشت تم پس یحیی مر و مر آرزو سے آن بود اور خواب
بینم و پرسم کہ خدای تعالیٰ با تو چه کرد گفت مرا آرزو بود لیکن سز نشہ کرد گفت
ای یحیی مر اور مر اور خود را خلط کردی گفتتم یا رب من بیک حدیثی کہ از تو بر من
رسیدم چه کردم با غما دان حدیث کردم و آن حدیث این ست کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ گفته است کہ خدای تو گفت کہ شرم دارم کہ عذاب کنم کسے را
کہ در اسلام موے سفید کرد و باشد گفت اے یحیی ترا بخشیدم و پیغمبر من صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم راست گفته است و لکن تو کار مرا با موے خود خلط کردی
و بالایی کہ گفت این آن تو نبخ است

قوله (۱) باب الحزن

قال الله عز وجل وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ
 حزن اندوہ را گویند اندوہ از عدم وجدان باشد یا آنکہ وجدانے بہت امانی ہو
 از و بجا و بخوردن یا مرادے کہاں نیست یا منتظرے بہت تا آن منتظر کے
 رسید یا آنکہ مخالفت ازوے باشد مگر نتوان واحد او شدن و اگر حزن در دل قرار
 گیرد البتہ مرد و مخزون میباشد اگر مرد واحد و واصل است یا آنکہ مطلوب او
 در خستہ اوست و کار بجا او اوست با این ہمہ اورا ابتلاے است باوے
 کہ آن حزن ازوے رفتنی نیست گوی میان او و بعد المشرقین است وَقَالُوا
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ و تفسیر نوشتہ اند ازین حزن
 حزن مراد است و ازین حزن ہر جا کہ حزنے است وینی و دنیوی مراد است
 چو در بہشت روند هیچ حزنے با ایشان نماند اما حزن عدم المال و قتی رفتنی
 نیست و کذاک حزن اوراک و اجابت و عدم استماع و تجلی نہ بر حسب مراد
 و لہ اخبارنا علی بن محمد بن عبد ابن رحمہ اللہ قال اخبرنا احمد
 بن عبد رحمہ اللہ قال حد ثنا علی بن جبیش رحمہ اللہ
 قال حد ثنا ابن وہب رحمہ اللہ قال حد ثنا سامہ
 بن زید اللیثی رحمہ اللہ عن محمد بن عمرو بن عطا
 رحمہ اللہ قال سمعت عطاء بن یسار رحمہ اللہ قال سمعت
 اباسعید الخدیری رضی اللہ عنہ یقول سمعت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من شیء یصیب العبد
 المؤمن من وصب او نصب او حزن او هم یہمہ الا
 کفر اللہ عنہ من ستیأتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودہ است
 نہ رسد مومن را چیزی مصیبتے یا رنجے یا اندوہے یا قصدے کہ مومن را

ورا ندوہ دارو مگر آنکہ خداوند سبب کفارہ گناہان او گرداند **قوله**
الحزن یقبض القلب عن التفراق فی اودیة الغفلة والحزن
من اوصاف اهل السلوک اندوہ جمع می کند دل را از تفرق و پریشانی
 کہ او داشت و بیک چیز میدارد و ہر حزن دل را از ہر طریقی کہ می آرد با خود
 می دارد و حزن از احوال اہل سلوک است یعنی قوتی کہ ایشان در سلوک
 اند بیدیان اند حزن صفت ایشانست **قوله سمعت الاستاذ ابا علی**
الدقاق رحمہ اللہ یقول صاحب الحزن یقطع من طریق اللہ
فی شہر ما لا یقطع من فقد حزین سنین ابو علی دقاق رح گفته بین
 است بقوت حزن آن قدر کہ صاحب حزن یک مہمے رو را قطع کند و گیرے ساہا
 نتواند چو محقق شد حزن دل را جمع میکند و مہم ترین سالک جمع کردن دل است
 چو دل جمع شد پیشترہ سلوک آسان و کشادہ گشت اعوجاجے و انحرافے
 کہ در سہرہ باشد و کوبے و عمقے و شیبے و فرازے کہ در راہ است چو دل جمع آید
 ہمہ آسان شود اکثر حزن از شدت طلب است و از غلبہ یک نفسے جملہ احوال
 و مقامات را پس اندازد و نداند کہ من ایشان را گذاشتم و پس انداختم انتہا
 مقامات و کامل ترین مقامات رضا را گفته اند تو چو میگوئی محب بافعال و اقوال
 و حرکات و سکناات محبوب راضی ہست یا نیست اگر راضی نیست خود محبت
قوله فی الخبر ان اللہ تعالیٰ یحب کل قلب حزن و در خبر ہمیں داود است
 خداے تعالیٰ دوست دارد ہر دلی را کہ براسے خدا را اندوگمین باشد و در سگر
 خدا فرمود و انا عند منکسرۃ قلوبہم لاجلی چو او نزدیک شکستہ دلان باشد
 و حزن لازمہ شکستگی دل است پس ہر آئینہ حزن محبوب خدا باشد **قوله**
وفی التورۃ اذا احب اللہ عبد انصب فی قلبہ نائحة و اذا

بغض عبد اجل فی قلبہ مزماراً گفته اند و تورات است خدا
تعالیٰ چون بندہ را دوست دارد و در دل او نوحہ کنندہ نصب کند کہ ساعت نماز
اورا در اندوہ و رنج میدارد و چون خدا بندہ را دشمن دارد و در دل او مزمار
آفریند یعنی موجب شادی بیا فریند و ریاضت ہم مزمار است و سگے آن مزمار
است کہ حزن را زیادت می کند قوله و روی ان رسول اللہ صلی
علیہ وآلہ وسلم کان متواصلاً الاحزان و انعم الفکر و مروی
است کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حزنی با حزنی متواصل و اشت
و ہمیشہ در اندیشہ بودے حدیثی در گردین عبارت است و کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم دائماً الحزن و البکا و ازین فکر بقرینہ متواصل الا حزا
جز اندیشہ و گر عنایت توان کرد و اگر چه فکر در بسیار خیر است ہر جا کہ شاعر
است او فکرے دارد و ہر جا کہ بادشاہے و وزیرے است او فکرے
دارد اما اینجا اندیشہ مراد است کہ مقابل حزن باشد قوله و قال بشر
الحارث الحزن ملک فاذا سکن فی موضع لم یرض ان یسألنہ
احد بشر حارث گفته است حزن بادشاہے است ہر جا کہ او فرو آید و دیگرے

را مسلغ نباشد چنانچہ گفته نظم

عشق سلطانیت ہر جا خیمہ زد بے خلاف آن مملکت بر و مسلم ہر جا

این سخن را ہمبران بازگشت میشود کہ حزن جامع متفرقات دل است قوله و
قیل القلب اذا لم یکن فیہ حزن خرب کما ان الدار اذا افسد
لیکن فیہا ساکن تخریب و ہمچنین گفته اند وقتے کہ در دل حزن نباشد
آن دل خراب است چنانچہ سراسے و خانہ اگر در وساکنے نباشد آن حکم خراب
گیرد و اعجاب خرابی در خرابی برا عمارت نام کردند گر بدین معنی باشد نظم

آتش بیایر خرم آزادگان بسوز تا بادش خنجر نخواستد خناب را
 آرے این خرابی است کہ از جملہ آباد اینہا آبادان تر اہل عشق و محبت دوام
 ورود غم را دوست داشته اند و آزاد کارے و بارے شمرده در جہ و مز
 شمرده تا آنکہ گفتہ نظم

بھجران خواہم صنما وصل نخوام من تجربہ کردہ ام کہ بھجران خوشتر
 فرید عطاری کہ یگانہ روزگار خود بود بودے ازین مقام در مشام او مگر رفتہ بود
 یا میگوید نظم

کفر کافر را و دین دیندار را فرّہ ورودت دل عطاری را
 ای عزیز آن بھجران محقق است وصال متوہم وصال بقدرت و حصہ ہست اما بھجران
 بتمامہ و کمالہ است اے عارف اے واصل اے محقق گمان نہری کہ تو بھجران
 رسیدی و ایم اللہ و اگر تو آنستے فرض کردن از بعد المشرقین چیرے و گرم
 بدان نسبت می کردم کجا تو کجا عرفان کجا تو کجا وصال کجا تو کجا اوراک کا
 حول ولا قوۃ الا باللہ کجا افتادہ ام قولہ وقال ابو سعید القہرشی
 رحمہ اللہ بکاء الاحزان یعنی و بکاء الشوق یعنی علی البصراء و کلامی
 قال اللہ تعالیٰ و ابیضت عیناۃ من الحزن فهو کظیم ابو سعید
 قہرشی می گفت گریہ کہ از اندوہ باشد آن گریہ چشم را کو گریہ شوق چشم
 را پوشد اما کو نکند زیرا چہ خداوند سبحانہ گفتہ است و ابیضت عیناۃ
 من الحزن بگفت عمیت ابیضت گفت یعنی پوشید این حزن مستولہ
 از شوق بود شوق یوسف علیہ السلام یعقوب علیہ السلام را می گریا ندا تا آنکہ گفتہ
 بکاء الحزن یعنی آن بکائے معیبت است یارے بود از ان خواجہ بامپیش
 شیخ گل کرد از پسر کہ او بسیار می گرید کو رخواستد شیخ گفت بگذار تا اگر بید کہ

او کور نخواهد شد مگر ہم بدان اشارت است کہ گریہ او گریہ مصیبت است
تفرقه کردن از حزن نے بحزن نے مشکل باشد **قوله** وقال ابن خنیف
رحمہ اللہ الحزن حصر النفس عن النهوض فی الطرب حزن
چیت منع کردن نفس است از چیزے کہ آن موجب شادی باشد اینجا
لفظ حصر استعمال کردن مناسب نیست انحصار بایتے گفتن زیرا چہ این فصل
نہیت انفعال است **قوله** وسمعت رابعہ رحمہا اللہ رجلا
يقول واخرناہ فتالت قل واقلة خرفناہ لو كنت محزوننا
لم يتهيأ لك ان تتنفس رابعہ شیند شخصے میگوید واخرناہ
از غلبہ اندوہ می نالد رابعہ گفت واخرناہ گویم چہین بگو واقلة خرفناہ از
اندوہ منال و بیک از قلت اندوہ بنال اگر تو اندوہ گیر باشی ترا این میر نیاید
کہ نفسے زنی بینی واخرناہ گوی و ہمہ خویش بحزن غرق باشی **قوله** وقال
سفیان بن عیینہ ورحمہ اللہ لو ان محزوناً بکی فی امۃ لحم
اللہ عزوجل تلك الامۃ بیکاند اگر در گروے یک اندو گننے بگریزند
سجائہ بر حمتے کہ بر آن باکی کند تمام است امر زیاد شو **قوله** وكان داود
الطائی رحمہ اللہ الغالب علیہ الحزن وكان يقول باللیل لہی
ہمک عطل علی الہموم و حال بینی و بین الرقاد وكان يقول
کیف ینسلی من الحزن من یتجد علیہ المصائب فی کل وقت
بر داود طائی حزن غالب بود شبہا این سخن گفتے ای خداوند من اندوہ تو بہر غم
مرا بر من معطل کرد یعنی ہاں یک غم شد ہیچ غمے دگر نماند و میان من و میاں خواب
من اندوہ تو حال شد این چنانہ است چنانکہ یکے پیش دوست خویش گوید من
از بہر تو ہر غمے و اندیشہ کہ بود از من رشتہ اندیشہ تو ماندہ است و اندوہ

تو خواب مرابره است تا آن محبوب برو لطف ورے کند این حکایت از
گرفتاری دور ماندگی خویش است و داود رح گفته چون از اندوه راحت یابد
و خلاص یابد آنکه مصیبتها برو متحد میشود ساعت ساعت فرصت نمیدهد **قوله**
وقيل الحزن يمنع من الطعام والخوف يمنع من الذنوب اندوه از طعام
بازدارد و خوف از گناه بازدارد و چیزے تقلیدی میرود و خوف چرا مانع از طعام نیست
حزن برچرا مانع طعام است اگر دل رافرو گرفت اگر خوف و اگر حزن بے شبه
مردم را از طعام بازدارد **قوله** وسئل بعضهم بسبب استئصال علي حزن
الرجل فقال بكثرة انبثه كسر را پسیدند که سچ معلوم شود کی اندوگین
سبب گفت از بیاری ناله او ناله یا از ضعف نبیه او است یا قوت حزن است
آنکه دل و نبیه او ضعیف است باندک حزن ناله او آنکه دل و نبیه او قوی است
او اندوه و در در آن مقدار با شد که تحمل کند و دوسے بر نیار و گفته اند محب
و عاشق غمخوار باشد و در آ شام باشد خواجه من قدس الله سره رباعی میخواند

رباعی

صوفی شوم و خرقة کنم فیروزه و روزه سازم ز درد تو هر روز

ز نبیل بدست دل دیوانه دهم تا از درد تو درد کند و ریور زه

قوله وقال سترى السقطى رحمه الله وددت ان حزن
كل الناس القى على سرى رحمه الله گفته است مرا خوش می آید و این دوست
میدارم که اندوه همه مردم بر دل من نهند **قوله** و بكلم الناس في
الحزن فكلمهم قالوا انما يحمد حزن الاخرة فاما حزن
الدنيا فغير محمود الا ابو عثمان الحيرى رحمه الله فانه قال
الحزن بكل وجه فضيلة ونهاية للمؤمنين ما لم يكن بسبب

معصیۃ لانہ ان لم یوجب تخصیصا فانہ بوجیب تخصیصا
 و مردمان در حزن اختلاف سخن گفته اند و برین متفق اند کہ خزا را آخرت محمود است
 حزن دنیا محمود نیست مگر ابو عثمان حیرتی رح میگوید حزن بہرہ بر اگر دنیاوی و اگر اخروی
 فضیلت دارد و مومن را زیادت است و نہیادۃ للمومن بیان للفضیلة
 مگر آنکہ اندوسے کہ سبب معصیت بودہ باشد یعنی یکے میخورد خطے اشاکستہ
 بر اندوآن دست نمیدہ سبب آن حزنے و اندوسے و اردو این اندوہ ممدوح
 خیر نیست این غیر ممدوح است و دیگر آنکہ معصیتے در وجود آمدہ است اندوہ می خورد
 این معصیت از من چرا و در وجود آمد و در خودنی بیت کہ ثانی حال ازین تو کہند
 و خود را ہم در ان گرفتار می یابد این حزن نیز عین ممدوح باشد اگر تو بہ شد بعضے
 مدمنانرا دیدہ در عین شراب خوردن بگریند و بگویند چه کنیم اما بدین معصیت گرفتاریم
 این گریہ بدستی ایشان است مثل این اندوہ ممدوح نیست و فضیلت مومن را
 چرا است زیرا چہ اگر تخصیصے نشود بارے تخصیص بقدر ثوابے شبہ اندوہ
 حار است یا بس است این گرمی و خشکی برقل افتد تخصیص کدورت او کند
 و خداے تعالی اندوہ از کفر بیات کردہ است ہم موجب تخصیص آید بر قول
 حیرتی رحمہ اللہ این آمد کہ البتہ حزن چیزے خیرے است قولہ وعن بعض
 المشایخ انہ کان اذا سافر واحد من اصحابہ یقول ان رايت
 محزونا فاقربہ منی السلام بعضے مشایخ اگر یارے از ان ایشان سفر
 کردے میگفتے ہر جا کہ درو مندے را بہ بینی از من سلام برسانی رسے است
 کہ درو مند و درو مند را دوست دارد جنس را با جنسے نسے باشد و این ہم دلیل کند
 کہ درو مند ناوردہ کسے است بسیار صوفیان و طالبان و واصلان باشند
 و اما درو مند اگر کسے میان ایشان باشد خواجہ من قدس اللہ سرہ العزیز

می گفت خدمت شیخ فرید الدین مسعود اور جوہری قدس اللہ سرہ برہم صوفی و
 طالبے کہ خوش شہدے اور فرمودے خدا تراور دے روزی کہند
 قولہ سمعت الاستاد ابا علی الدقاق رحمہ اللہ یقول کان
 بعضهم یقول للشمس عند غروبها هل طلعت الیوم علی
 محزون ابو علی دقاق رح گفته است بعض صوفیان ہر گاہ کہ آفتاب را بغروب بینند
 گویند برہم اندو گینے امر وز برآمدہ گفته ام المحزون فی اللہ بن ماوردہ است
 قولہ وكان الحسن البصری رحمہ اللہ لا یراہ احدًا لانه
 حدیث عملہ نصیبہ من بصری ہر گاہ کہ دیدے گمان بردے کہ ہمیں
 زبان ادراہیتے جدید رسیدہ است یعنی بر حسن بصری دوام حزن بدین وقت
 بود قولہ وقال وکیع رحمہ اللہ لما فات الفضیل رحمہ اللہ
 ذهب الحزن الیوم من الارض وکیع رحمہ اللہ گفته است آن روز کہ
 فضیل عیاض رحمہ اللہ از جہاں رفت حزن واندوہ امر وز از جہاں رفت گوئی
 حزن اور ابو دقوله وقال بعض السلف اکثر ما یجذب المؤمن فی
 صحیفته من الحسنات الهم والحزن اکثر مومن چون در صحیفہ
 اعمال خود نظر کند حزن و غم را بسیار بیند یعنی باید کہ چنین باشد اکثر حسنة او حزن
 باشد ہر حسنة کہ اورا در وجود می آید حزن نے مقارن آن بہت حزن اکمال حزن
 قبول وہم برین است قیاس ہر عملی بحسب آن حزن نے بہت قولہ سمعت
 ابا عبد اللہ الشیرازی رحمہ اللہ یقول سمعت علی بن سنان
 رحمہ اللہ یقول سمعت محمد بن علی المروری رحمہ اللہ
 یقول سمعت احمد بن ابی روح رحمہ اللہ یقول سمعت
 ابی رحمہ اللہ یقول سمعت الفضیل بن عیاض رحمہ اللہ

يقول كان السلف يقولون ان على كل شئ من اكلة و من اكله العقل
طول الحزن فضيل عياض رحمه الله گفته که پیشینیاں چنین می گفتند ہر چیز
بنوعی تزکیہ می یابد و اور از کوفتہ می شود مثلاً چنانچہ چرم را صاف کنند تزکیہ میکنند
پاک می گردد و بوسے مردارے میرود و باغت او زکوة اوست ہم بخین عقل
اگر حزن آمد سفلے کہ مزاج ہم عقل بود کہ ورتے کہ با او مقارن بود پروہ کہ روید
نہ او بود حزن آمد ہمہ بزود عقل چنانچہ بود پرکوشنی خود باقی ماند قوله سمعت
الشیخ ابا عبد الرحمن السلی رحمه الله يقول سمعت محمد
بن احمد الفراء رحمه الله يقول سمعت ابا الحسن الوراق
رحمه الله يقول سألت ابا عثمان رحمه الله يوماً عن الحزن
فقال الحزين لا يتفرغ الى سؤال الحزن فاجتهد في طلب الحزن
ثم سئل وراق میگوید رحمه الله ابو عثمان را از حزن پرسیدم ابو عثمان رح
گفت مرد حزن فراغت آن ندارد کہ از حزن پیرسد چہ کن کہ محزون باشی یعنی
حزن امر وجدانی است محزون را اعتیاج پیرسیدن نیست او بوجدان خویش
می داند یعنی این شئی حسی است اگر می توانی در آن کوشش کہ محزون باشی

قوله (۱۰۰) باب الجوع وترك الشهوات

جوع گر ستمہ بودن از اہم ہمام صوفیہ است البتہ معدہ را خالی و سبک
دارند و البتہ ہمت برین مصروف باشد کہ اگر کلی ترک شود اکل و شرب کارہین
است و اگر سنگی با اختیار آبد یعنی با وجود آنکہ مالک طعام باشد و طعام برو
آید او نخورد و اگر نخورد یک لہب جوع بدہ کشد و اگر جوع بغیر اختیار آفت گفته اند آنکہ
جوع اختیاری کسند آن بہتر ازین کہ جوع اضطراری آید لکنو سخن است این

اما انکار نفس مطلب قوم است و انکار در بوج اضطرار باشد و در اختیار نشاء
 کسے را این در خاطر آید کہ من این کار با اختیار کرده ام و این نوع میان این طائفه معلول
 باشد و این را نسبت بعجب گفتند و آن قومے کہ خواستند انذالبتہ خفته معده
 باشد با طلب طعام این مطلب قوم است و این منافع بسیار حاصل
 تصفیہ و انکار و از بسیار شہوتها نفس بازمی ماند و از بسیار شرور خویش ممتنع
 میشود و چون خواہند بافتیاد اگر سنگ کنند و معده خالی دارند چند تدبیر میکنند
 کہ در قوت بنیہ ضعف پذیرد و در بعض عبادت ظل نیفتد چنین گویند مردے
 کہ مفتاد درم غلہ خوردن روزے وظیفہ دار و یک درم کم کند نیکو تدبیر است
 است اما باید کہ روزے کم شود و در یک مہ سی درم کم شود و در دو مہ ست
 درم کم و در سوم ہاہ بنیہ ضعیف شود و نیم درم آید بنیہ سخت ست شود و از کار
 بکلی ماند و بعضی گفته اند چوبے یار و بدار و ہر روز چنانکہ چوب خشک میشود غذا
 را کم میکنند و این ہم تغلیل فاحش ست بنیہ برجا نماند اما یک تدبیرے خوش
 است ہر کہ تغلیل با قراط شود و بنیہ سالم می ماند غلہ کہ منجور و آنرا در پہ
 اندازد و نخورد یا با بار و اگر سبک خواهد دانہ ماش را در پہ و گر اندازد
 وزن کند بخورد بعد آن آن دانہ را کہ سنگ ساختہ بود ہر روز یک دانہ
 کند و یک سال سیصد و نہت دانہ شود و دو سال نگرچہ قدر یک سال نگرچہ
 آنکہ باقی ماند چہار پنج سال غذا اکل قلیل شود و سچند درمے بار آید و در ست چنانچہ
 بود همچنان آن سنگ را برود و غذای او بہمان مقدار کہ رسد بسیار
 و حکمای منو اند ایشانرا جو گیان گویند ایشان کانشہ دارند از پوسیدہ
 و طعام را آن قدر کہ غذای ایشان مہبود است مالک ال پر کنند بخورند و ہر روز
 یک بار بسنگ بیک گرویش بسا بنید و فصل جمع و عطش حدیث

محبوب روایت میکنند اجمعوا بطونکم و اظموا البا دکم و اعزوا اجسادکم
 لعلکم تزون اللہ عیا فانی داسر الدنیا عظیم فضلی است این اگر محدثی
 در صحت این حدیث گوید ما بیان حکمتی سخن درستی است گفت جوع
 و ترک شہوت جوع خاص است و ترک شہوت عام کی از ترک شہوت
 جوع است قوله قال اللہ تعالیٰ وَ كُنْتُمْ تَكْمُرُونَ مِنَ الْخَوْفِ
 وَ الْجُوعِ ثُمَّ قَالَ فِي آخِرِ الْآيَةِ وَ كَثِيرٍ مِنَ الصَّابِرِينَ فَلْيُرْهِمْ
 الثَّوَابَ عَلَى الصَّبْرِ عَلَى مَقَامَاتِ الْجُوعِ آیت کلام اللہ بدین معنی آمد
 خداوند تعالیٰ میفرماید ہر آئینہ یا زائیم شمارا بچیزے کہ از جنس جوع باشد و خوف
 و فرزندے و اسلے و ولدے مجرمانے زبان شود و میوه و ثمرہ و فائز کند
 و بعدہ گفت وَ كَثِيرٍ مِنَ الصَّابِرِينَ این آمد جوع قہرے من اللہ است
 و تبشیر ہاں کرد جوع باشد و صبر ہاں کند یعنی سبب متعلق نشود ہر اسے
 رفع جوع را شکایتے بر کسے نکند تمہنی شہوت نکند و شکستگی بدین و یگرے
 نکند کہ او سیر است و من گرسنہ اینچنین گرسنہ برین صفت مبشر باشد
 من اللہ اور اجزائے اور انصیبہ اور انفتد باوے وعدے او نیک
 نختے است اور از دائرہ صوفیان شمرند قوله وقال اللہ تعالیٰ وَ يُؤْتِيْنَا
 عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ نَزَّلْنَا آيَاتِنَا
 قَلْبِي أَحَدًا اسے ہر کیے زخم خوردہ و قنادرہ است و شدہ آرزوے آب میکند
 و میگوید و اعطشاه شخصے ہم از صحابہ قدحے پر آب کردہ ہر کیے آورد او خواست
 تا آزابیا شاہد دیگر گفت و اعطشاه او شنید گفت آب برود برود برود او
 خواست تشربے کند دیگر گفت و اعطشاه ہم یچنین بر معیت نغمہ گفت
 بعد کہ بعض برائے ہر کیے را از سر گرفت ہر کیے مردہ بود گویند ماتوا

والکاس یدرد بینہم و فقہا نویسند ایشا سبب آن بود هر یک که میخواست
 بعد خوردن زخم کله و شربے نگیرم تا درجہ شہادت کہ اول مرتبہ است آن فوت
 نشود و کوسخنی است این اینجا کلمہ یوتزوت منعید نیاید ایشا رشتد و گیر سے را واد
 بلند مرتبہ خود خواست و بدگیر سے واد صوفیان چنین گویند اینجا مرتبہ دوم انقباض
 کنیم مرتبہ بلند بدگیر سے عطا کنند صوفیان صف اول بدگیر ان ایشا کفند خوردن
 ایستند بنا برین کہ در صف اول مرتبہ و ثواب بیشتر است ان میر اورید و در صف
 بگدائی فراز کفند تا دست بر اور مومن عملیا شود و دست من فرو باشد قوی الہی و غیر
 علی بن احمد الاھوازی رحمہ اللہ قال اعظموا احسن ما تریتم
 عبد الصفار رحمہ اللہ قال حد ثنا عبد اللہ بن ایوب عن
 قال حد ثنا ابو الولید الطیالسی رحمہ اللہ قال حد ثنا ابو ہاشم
 صاحب الزعفرانی رحمہ اللہ قال حد ثنا محمد بن عبد اللہ
 رحمہ اللہ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ انہ حد ثنا
 جاءت فاطمة علیہا السلام بکسرة خبز الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ و علی اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما احسن
 الکسرة یا فاطمة قالت کسرة خبز شد و لیس قطب نفسین ہونہ
 بہذا الکسرة فقال اما انہ اول طعام و سخن نفسین ہونہ
 ایام و فی بعض الروایات جاءت فاطمة و قد کسرت خبزاً
 فتعیر فاطمة عالیہ السلام برسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم پس چہ چیز است این
 نفس من خوش شد گرا کہ پر کمال از ان برسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم گفت ای فاطمہ مہمان این طعام از ان

بعد سه روز در روغن من رفته است و در بعض روایت تعیین است که نان جو بود و قوله
وقال (رضی الله عنه) الجوع من صفات القوم وهو احد ارکان
المجاهدة وان ارباب السلوک تدبر جو الی اعتیاد الجوع والامساک
عن الاکل و وجدوا ینابغ الحکمة فی الجوع و کثرت الحکایات
عنهم فی ذلك شیخ رحمه الله میفرماید که جوع از صفات طائفة صوفیان است
البتة چنانچه صفات با ذات ملازم است همچنان جوع با ایشان ملازم است و جوع
کیے انارکان محابده است و اصحاب سلوک البتة اندک اندک برین کوشیده
اند که ایشان را عادت بر سنگی شود و از خوردن بازمانند و ایشان چشمهای حکمت را
در گرسنگی یافته اند یعنی شکم را اگر سوزد و از غذا علم و حکمت درست آید جدا نبیاری که
نگفت که بسیار خورد و پر خورد و کذک اکثر الاولیاء مصطفی و مرتضی و فاطمه
و حسن و حسین شیمه ایشان هم گرسنگی بود صلی الله علیهم اجمعین و حکایت آنکه ایشان در
جوع مباحثه دارند و جوع اختیار کرده اند بسیار حکایت است قوله سمعت
محمد بن احمد بن محمد الصوفی رحمه الله یقول سمعت
عبد الله بن علی التیمی رحمه الله یقول سمعت ابن سالم یقول
ادب الجوع ان لا ینقص عاداته الا مثل اذن السنور اذ ب
جوع اینست یعنی طریقہ تفلیس اینست که هر روز مقدار گوش گربه کم کند بزرگانند
خوب تدبیر گفته اند اما عنقریب انقاصه فاشه شود شاید مرد بسر بدون نتواند و
دیگر این هم باشد که او بدین معنی میگوید تو طعام من نخوری و ترا طلب طعام مقدار
گوش گربه ماند این مقدار گرسنگی بد آن ترا نفع کند قوله وقیل کان سهل
بن عبد الله رحمه الله لا یأکل الطعام الا فی کل خمسة عشر یوما
فاذا دخل شهر رمضان کان لا یأکل حتی یری الهلال و کان

يفطر كل ليلة على الماء القراح حين گویند کہ پہل عبد اللہ تستری رحمہ اللہ در مجھے
پانزدہ روز طعام خوردنے و اگر ماہ رمضان بودے تمام ماہ رمضان طی بودے پانزدہم
در ہلال شوال افطار کردے و در شرب افطار کرے کہ باب صاف کہ در ان بوسے
تمام بودے قوله وقال يحيى بن معاذ رعى الله عند لوان
الجوع يباع في السوق لما كان ينبغي لطلاب الآخرة اذ دخل
السوق ان يشترى واغیره اگر بچین بودے کہ گرسنگی در بازار فروختہ
شدے نہایتے و نسزدیدے مرطابان خدا کہ در بازار غیر آن بخرد قوله اخبرنا
محمد بن عبد الله بن عبد الله رحمه الله قال حدثنا
علي بن الحسين الارجاني قال حدثنا ابو محمد عبد الله بن جعفر
بمكة قال قال سهل بن عبد الله رحمه الله لما خلق الله الدنيا
جعل في الشبع المعصية والجهل وجعل في الجوع العلم والحكمة سهل
عبد اللہ رحمہ اللہ گفتہ است خداے تعالی دنیا را آفرید و شبع و سیری غفلت
و جهل نہاد تا موجب غفلت و معصیت و جهل آمد و اگر گرسنگی علمت حیات
و علم ظاہر گشت قوله قال يحيى بن معاذ رحمه الله الجوع للمريد
رياضة وللتائبين تجربة وللزهاد سياسة وللعارفين مكرمة
یحیی معاذ رحمہ اللہ گفتہ است جوع مریدان را ریاضت نفس است چنانچہ واجبہ را
گر سہ میدارند تا ریاضتے کہ ریاض کند او ان را قبول کند و اگر نہ در سیری کوششی خواہ
کرد و اگر خواهند نفس را راست آزد و بر راستی آزد کہ یہاں سے اور مقابلہ اشش
بدارند و اور بشپند تا کہ یہاں سے او بر راستی بدل شود و متطابہا نرا تجربہ است
مردے تو بہ کرد و نفس حرونی میکند مراد خود و طالب را بگرسنگی می آزد تا او را در
گرسنگی قرار شود و عادت شود تا دغدغہ شہوانی فرو شیند و مرزابد را سیاست است

خود را بگر سنگی قرار می دهند تا او در مقام زبرد قائم ماند و عرفا را کرم است
 بگر سنگی مرد عارف قرار گرفته و بدان قناعت کرده احتیاج از میان بر گرفت چند
 محتاج نبود بجوع اما کرم نفس او شد قوله سمعت الاستاذ ابا علی
 رحمه الله يقول دخل بعضهم على بعض الشيوخ فراه يبي
 فقال مالك فقال انى جائع فقال او مثلك يبي من الجوع فقال
 اسكت اما علمت ان مراده من جوع ان ابى شخصى بر كى از پيران
 وید که می گرید آینه پر سید ترا چه افتاد و گفتم من گرسنه ام گفت بچو تو لى
 از گرسنگی بگرید شیخ گفت خاموش کن درین سرے است تو آنجا نمی رسی او که
 مرا گرسنه کرده است مراد او همین است که من بگرم او گریه دوست می دارد
 چو او دوست میدارد من چرا بگرم حکایتی تحفه است با تو گویم زینجا با بندپوان
 گفت که دیدم با است که او آن گریه یوسف علیه السلام شنیده ام دل من می طلبد
 برو او را بزین تا او بگرید من شنوم بندپوان دانست تا زینجا را چه سراست که او میخواهد
 و گریه او بشنود اما این که من او را بزخم و در اندام او اهلے رسد و زینجا بداند و تحمل کند
 این هرگز نباشد اما اطاعت زینجا لایبى است بر یوسف علیه السلام گفتم مرا
 زینجا چنین کار فرموده است من دوال بر دیوار سے می زخم تو بگری تا او بداند
 که من می زخم او دوال بر دیوار زد یوسف علیه السلام ساز گریه کرد زینجا پیرا من پاره کرد
 بر دیوار برآمد در بندینجا افتاد و گفتم اى ظالم سخت دل چندین نازنین مرا برنجانی
 اکنون این هم باشد که محب را خوش آید که گریه محبوب شود و محبوب را خوش آید که
 گریه محب شود گریه صاحب حسن هم بر قضیه حسن اوست پس محب میخواهد از آن حسن
 رضیبه گیرد گریه محب محبوب را خوش آید از آنچو دلیل بر عزت او و کمال او برین
 آمد جمال و جمال است هر چند که محب می گیرد او با زامه جمال خویش گران تر میکند

تو شکر خداوند و مؤمنان است ازین المذنبین است و من صیاح عبد
 زبان عین محبانند دوست داشتین او گنہ است زیرا چه در دوستی شوخی است
 طلب محبت است و در بعضی مجال ارتفاع حشمت برست این بر گناهاست
 است از جز در دیوان ال محبت نویسد زیرا نجابت بر خداوند سبحانه با و در حین
 اخسوا فیہا ولا تکلمون یعنی خاموش باشید و هم در اینجا فرمایند و زان
 و گریه خویش را آنها کنید مبارک است میان شما و ایشان و دروغ گردید
 نعیم نیست بر ایشان ز سر بر تلخ گردد و برست این محبان را باشد این آرزو که باشد
 هم وقتی بر صفتی که است که خطبه با ما شود اما در او بسیار نباشیم از اینجا
 است که گوید درین آیت اسوا فیہا ولا تکلمون طوبی من لدن اللہ
 ولا حول ولا قوۃ الا باللہ کجا اودا و ترجمه را بشنود قولہ سمعت ابا عبد
 الشیرازی رحمہ اللہ یقول حدثنا محمد بن بشر رحمہ اللہ قال
 حدثنا الحسین بن منصور رحمہ اللہ قال حدثنا داود بن معا
 رحمہ اللہ قال سمعت محمداً رحمہ اللہ یقول کان للحجاج بن
 ذرافصہ رحمہ اللہ معنابا لثام فملث خمیر لیلۃ لا یشرب الماء
 ولا یمتنع من شیء یا کله مخلص رحمہ اللہ میگوید حجاج با او در زمین شام سجا
 شب بود با او طعامی که بود میخور و آب نمیخورد این باب در بیان جوع بود و عطر
 هم ازان قسم است این حکایت مناسب بود گفت تقلیل آب اکثر نفعهاست
 بر آب تصفیہ دل را از تقلیل طعام قولہ و سمعہ یقول سمعت ابا عبد
 الغزال رحمہ اللہ یقول سمعت محمد بن علی رحمہ اللہ یقول
 سمعت ابا عبد اللہ احمد بن محمد بن محیی الجبار رحمہ اللہ یقول
 دخل ابوتراب النخشبی رحمہ اللہ من بادية البصر مکة

فسالنا عن اكله فقال خرجت من البصرة فاكلت بنباح ثم ردت
عرق ومن ذات عرق اليكم فقطع البادية باكلتين ابوتراب
نخشی از باوی بصره و رگه آمد از قوت او پرسیدند گفت کی بارور بنا جا خورده بودم
نام موضع است ووم در ذات عرق خورده بودم این هم نام موضع است
بیومی این است که بر شما آمده ام درین قطع باویه دو بار طعام خورده ام ^{قوله}
وسمعه يقول حدثنا علي بن نحاس المصري رحمه الله قال
حدثنا هرون بن محمد اللقاني رحمه الله قال حدثنا ابو عبد
بن اللدس رحمه الله قال حدثنا احمد بن ابى الجوارى رحمه الله
قال سمعت عبد العزيز بن عمير رحمه الله يقول تجوع صنف من الطير
اربعين صباحا ثم طار في الهواء فرجعوا بعد ايام وكان يفوح
منهم رائحة المسك عبد العزيز عمير رحمه الله ميگوید صنفی از پرندگان چهل صباح
گرسند بودند بعد از آن پریدند و رموا شدند چون باز گشتند از پران ایشان
بوسه مشک می آمد چهل صباح گرسند بودند گر سنگی آن ایشان را پاک و صاف کرد و پنجاه
بوسه مشک از ایشان می آید و دیگر شاید خداوند سبحانه ایشان را بمقامی
رسانید اگر در بهشت گویند هم شاید در آن باغ و بوستان بو سها نای خوش و میوه آ
لطیف ایشان آن میوه را پریدند و بدان خوشبو سها خوشبو گشتند تا آنکه میگویند فرجوا
بعد ما و علی هذا جابے بودند چندین روز ^{قوله} و كان سهل بن عبد
اذ اجاع قوی و اذا اكل مثلاً ضعف و سهل عبد الله در وقتی که چیزی
خوردے ضعیف شدے و وقتی که گرسند بودے تندرست و قوی بود
این قدر تجربه است هر که عادت بر سنگی وارد وقتی که چیزی خورد مل و مرض
شود ^{قوله} و قال ابو عثمان المغيرة رحمه الله الرباني لا ياكل في ارض

یوما والصلی فی ثمانین یوماً ابو عثمان مغربی رح گفته است آنکہ او
 ربانی باشد چہل روز چیزے نخورد یعنی او قوت ازو گیرد و آن قوت ازو گرفتن عباد
 ازین باشد کہ او شہو و ذوق و باسواع کلام و باطلاع اسرار آن استعراق وارد کہ
 اینہا ہمہ سجاے نذکے او اندیل غذا از قوی من کل غذا پر اور ربانی است اور
 ملاطفت ترتیب رحمانیت است و آنکہ او در صفت صمدیت است او عرف
 است صفت صمدیت اور این صفت است کہ در پنج صفتے در نیاید آنجا این
 گویند لا قرب ولا بعد ولا فضل ولا وصل ولا وجب ولا فقد کلا بل
 هو الله الواحد القهار کسے کہ ماس این باشد کہ گفتیم برو ہشتاد روز رو اور
 قوت آن باشد کہ بے طعام قیاب تو اندام زن اور اکجا پروا سے طعام و آب است
 کہ او در ریائے غرق است آن دریا را این نام نامند لا تحت ولا فوق ولا قبل
 ولا بعد چنین شخصے اگر بے طعام و آب چند روز اند عجب پسندار و ایستادن
 عبارت ہم کنند بخورد و بیاشامند و نکاح کنند و گویند نخوردیم و نیاشامیدیم
 و نکاح کردیم حکایت شنیدہ باشی آن مردے کہ میانہ آب مقام داشت بر گرفت
 بر آب چونہ گذرم آن میرگفت بگوئی بحق آنکہ آن پیر وقتے نکاح نکودہ است مرارہ
 وہ رہے خشکے پیدا شد مرد گذشت طعامے کہ پیر براسے کسے فرستاد بود طعام
 پیش او داشت او خورد این مرد وقت مراجعت با او گفت پیر اسخنے گفتے بونہ
 بر آب عمیق من بدان آدم اکنون چون روم گفت بر آب بگو بھرت فلان کہ
 وقتے طعام نخوردہ است مرارہ وہ آب رہہ دا پیر اند گفت شکل دارم دو دروغ
 گفتیم این اثر دیدم او گفت نخواندہ قصدہ و ما تلتوہ و ما صلبوہ و لکن شہد
 لہم قولے سمعت الشیخ اباعبدالرحمن السلی رحمة الله یقول
 سمعت محمد بن علی العلوی رحمة الله یقول سمعت علی

بن ابراهيم القاضى دمشق بحمد الله يقول سمعت محمد بن علي بن خلف رحمه الله يقول سمعت احمد بن ابى الجوارح رحمه الله يقول سمعت ابا سليمان الدلمى رحمه الله يقول مفتاح الدنيا السبع ومفتاح الاخرة الحجوع اين كه در دنيا تشايد و موا باز جنس سر بر كند موجب آن سبرى بود و كليد در آخرت كه بدان همه امر صواب و درج و ثواب جنت و مقام مستطاب گى شگى باشد قوله سمعت محمد بن عبد الله بن عبيد الله رحمه الله يقول سمعت على بن الحسين الارجاني رحمه الله يقول سمعت ابا محمد الاصفهاني رحمه الله يقول سمعت سهل بن عبد الله رحمه الله و قيل له الرجل يا كل في اليوم اكلة فقال اكل الصديقين قال فاكلتين قال اكل المومنين قال فثلثة قال قل كاهلك بينو لك معلقا سهل عبد الله رحمه الله را گفتند مریے باشد كه روزی يك وقت طعام بخورد گفت اين اكل صديقانست گفت آنكه دو وقت خورد گفت اين اكل مومنانست گفت آنكه روزی سه بار خورد گفت او را گوئی معلقه آويز كه باشد تا طعام بر سينه او آويخته باشد هر بار كه خوش آيد بخورد اكله و اكلتين و ثلثة يك بار و با سه بار طعام خوردن عنایت كنند هم درست آيد و اگر بجای معلقه معلوباشد هم درست آيد يعنى آخوردن سه سازند بر است او تا همچو ستورے و خرے بچرد اگر مراد پسند الرجل يا كل في اليوم اكلتين گويم هذا طعام النبیاء و اگر پسند قلت اكلات من گويم هذا طعام الشياطين قوله و سمعته يقول حدثنا عبد العزيز بن الفضل رحمه الله قال حدثنا ابو بكر السیاح رحمه الله يقول سمعت يحيى بن معاذ

غوشیں کم کتم نزدیک من دو شر باشد کہ ہر شب بیدار باشم بعبادت آن یک قدم
کم کردن دل را تصفیہ کند و موجب نور و جلا باشد و انحراف نفس شود این ہمہ از مطابقت
قوم است در شب بیداری سر آئینہ درجہ و ثواب است و شاید صفائی ہم دارد
اما خوف رویت ہم است کہ کسی را برین لحظہ افتد و در گرسنگی بیشک شکستگی
است حکایت گویند خداوند سبحانہ نفس را گفت من انت گو میا خانا انلا انت
انت کیے منم منم و کیے تویی خداوند تعالی اورا در و نوح انداحت ہفتاد ہزار
سال سوخت پس آن برون آورد باز گفت من انت او ہمان گفت انا خانا
وانت انت ہم برین صفت سے ہر وقتا و گان ہزار سال سوخت و برون آورد
و جواب او ہمیں بود انا انلا انت انت فسلط اللہ علیہ الجمع خداوند
تعالی برو گرسنگی مسلط کرد و عاجز و مضطرب گشت پرسید من انت گفت انا
عبدک و انت ربی من گرسنگی چیرے بدہ بخورم پس در گرسنگی البتہ شکستگی بہت
قوله سمعته يقول سمعت ابا القاسم جعفر بن احمد اللہ
رحمہ اللہ يقول استقی ابوالخیر العسقلانی رحمہ اللہ
التمت سنین ثم ظہر لہ ذلک من موضع حلال فمد
یہ الیہ لیاکل اخذت شوکہ من عظامہ اصبعہ فذهب
فے ذلک یك فقال یارب هذا من مدیدہ لشہوة الی الحلال
فکیف لمن مدیدہ لشہوة الی حرام ابوالخیر عسقلانی رحمہ اللہ سے ارہی
داشت سالہا بعد چند سال از موضع حلال ہا ہی برو پیدا شد دست دراز
کرد خواست از ہا ہی بخورد فارے ازان ہا ہی برو دست او غلیبہ بدان حمت
کشید کہ دست گداخت و رفت یا بیکار شد روز سے ہا خدای گفت الہی
من دست را بشہوت سے حلا سے دراز کردم از شہوت آن دست

من رفت چون باشد حال کسی کہ بسوی حرام دست دراز کند شہوت
 قولہ سمعت الاستاذ الامام ابابکر بن فوہک رضی اللہ
 عنہ یقول شغل العیال نتیجۃ متابعت الشہوة بالحلال فما
 ظنک بقضیۃ شہوة الحرام ایک تراعیال از کار خدا باز میدارد این
 نتیجہ شہوت حلال است پس چون باشد کسی کہ متعلق بشہوت حرام شود طاعت
 او چہ باشد قولہ سمعت رسنم الشیرازی الصوفی رحمہ اللہ
 یقول کان ابو عبد اللہ بن خفیف رحمہ اللہ فی دعوة فہد
 واحد من اصحابہ الی الطعام قبل الشیخ لما کان فیہ من الفنا
 فاراد بعض اصحاب الشیخ ان ینکت علیہ لسوء ادبہ حیث
 مدین الی طعام قبل الشیخ فوضع شیئاً بین یدی هذا الفقیر
 فعلم الفقیر انه بکت علیہ لسوء ادبہ فاعتقل ان لا یأکل
 خمسة عشر يوماً عقوبة لنفسه وقادماً لهما واظهار التوبۃ
 من سوء ادبہ وکان قد اصابته فاقہ قبل ذلك عبد اللہ
 راحہ اللہ در مجلس دعوت بود طعامی پیش آورد فقیر پیش از آن کہ شیخ
 در طعام دست اندازد دست انداخت سبب آنکہ او فاقہ داشت این
 اختیاری یا اضطراری از ان ساکت است و بعضی اصحاب عبد اللہ رحمہ اللہ
 اورا تکلیف کردند بہ سبب ادب نسبت کردند چیرہ پیش این فقیر شتمند
 او بغیر این احدی نہاد کہ پانزدہ روز نفس طعام نداد و پیش از ان خود
 فاقہ بود قولہ سمعت محمد بن عبد اللہ الصوفی رحمہ اللہ
 یقول حدثنا ابن الفرخ الورتانی رحمہ اللہ قال حدثنا عبد اللہ بن
 محمد بن جعفر قال حدثنا ابراہیم بن محمد الحرثی رحمہ اللہ قال حدثنا سلمہ

بن داود رحمه الله قال حدثنا جعفر بن سليمان قال سمعت
 مالك بن دينار رحمه الله يقول من غلب الشهوات
 الدنيا فلذلك الذي يفر الشيطان من ظله بركة برشوت آ
 وينا فالب آمدقاو بر نفس خود شد ز نام نفس بدست او ندا و شيطان از سایه
 او بگریزد یعنی نزدیک بدو نتواند شد و سوسه نتواند و او قوله و سمعته
 يقول سمعت منصور بن عبد الله الاصفهانی رحمه الله
 يقول سمعت ابا علي البروردیای يقول اذا قال الصوفي بعد
 خمسة ايام انا جامع فالزموه السوق و امروه بالكسب ترجمه این
 آیت بالا رفت است قوله سمعت الاستاذ ابا علي الدقاق
 رحمه الله يقول حالیا عن بعض المشايخ انه قال ان
 اهل النار غلبت شهواتهم حميتهم فلان لك انظروا
 ابو علي دقاق رح از شیخ حکایت میکند او گفته است مردان که در روز
 اند آمانند که شهوات ایشان بر حمیت ایشان غالب آمده بود و بنا برین ^{فضیحت}
 گشتند چون حمیت مغلوب گشت ^{فضیحت} آید قوله و سمعته يقول و
^{ولكن لا حتى قيل بعضهم الا تشقى فقال اشقى ولكن لا اتمنى ابو علي}
 گفته است کیه را پس بیدند آرزو داری گفت این آرزوی دارم که
 آرزو نباشد قوله وقال وقيل لبعضهم الا تشقى فقال اشقى
 ان لا اشقى وهذا اتم مان سخن است و هذا اتم اینک شترها
 باشد که اشترها نباشد این تمام تر باشد چو اشترها نباشد کار اتم مرتب
 گردد بشری بر چیز و چو اکثر بشری در صد زوال اند البته از الهی نصیب
 شود و هذا اتم ای اتم و اثبت و ادم قوله سمعت الشيخ

عشر حبابه و ترك الباقي عبد الله خفيف را معتاد بود هر شبی بدو
 مویز افطار کرد و خادم را شفقت آمد پانزده کرد و برگفت این ترا که فرمود که
 بجای ده پانزده و بیاری ده خورد و پنج را باز گردانید قوله سمعت محمد
 بن عبد الله بن عبید الله رحمه الله يقول سمعت ابا العباس
 محمد بن محمد بن عبد الله الفراهانی رحمه الله يقول سمعت
 ابا الحسين الرازی رحمه الله يقول سمعت يوسف بن الحسين
 رحمه الله يقول سمعت ابا تراب النخعی رحمه الله يقول
 ما امنت نفسي من الشهوات الا مرة واحدة اذ كنت خبزا و بيضا
 و انا في سفر فعلمت اني قربة فقام واحد و تعلق بي و قال
 هذا كان مع الصور فضره برني سبعين درة ثم عرفني رجل
 منهم فقال هذا ابو تراب النخعی و اعتذر و انا فحملني
 رجل الى منزله و قدم الي خبزا و بيضا فقلت لنفسي كل بعد سبعين
 و رواه ابن حكايت بالاكذ شته است ترجمه کردم

قوله (۱۲) باب الخشوع والتواضع

خشوع و خضوع طریقی ترادف استخوع استعمال قوم در محل مخصوص است
 و روایت بیان آن شود قوله قال الله تعالى قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ
 الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ بتحقیق مقصود خویش رسید
 اند آن مومنان که در نماز خویش صفت خشوع دارند چه مراد است در حدیث
 اینست اذا جعلت الشیء منضع له و خشع و این سخن بواسطی رح نسبت کنند
 به الخشوع الخشوع بالخشوع و الفوضی بالطلبه تا مثل معنی آیت چه باشد

عن انس بن مالك رضي الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعوّد المريض ويشيع الجنازة ويركب الحمار ويحجب دعوة العبد وكان يوم قرينة والنضير على حمار مختم محبل من ليف عليه اكل من ليف انس بن مالك رضي الله عنه ميگوید رسول الله صلى الله عليه وسلم زحمتی را پر سیدے و پس جنازه رفتے و بر لاشه سوار شدے و اگر بندہ رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم را طلبیدے و عوبت اور اجابت کر دے آن روزے کہ با بنی قرینہ و با بنی نضیر حصار کرد بر خرے سوار بود کہ مہار او ریسمانے بود از پوست درخت و بر و پالانے ہم از ليف بود پوست درخت قوله قال رضي الله عنه الخشوع الانقياد للحق والتواضع هو الاستسلام للحق وترك الاعتراض على الحكم شيخ ابو القاسم رضي الله عنه فرمود خشوع انقياد و مرعق را است یعنی انقياد مرخداے را یا انقياد قول حق را و تواضع استسلام مرعق را است و آنچه حکم کرد باشد او آن معالماند چنانچه معترضے کند سخنے کہ شیخ گفت فرق میشود میان تواضع خشوع مگر اختلاف لفظی اما اینجا زیادہ کرد و ترک الاعتراض علی الحكم و آنچه کہ انقياد گفت کہ در انقياد ہم اعتراض است آن انقياد نیست پس آنچه ترک اعتراض است اما ما را این معلوم است کہ تواضع عبارت ازین است یکے باشرف نفس با ہمہ فضل خود را بتکلف در محل ضعیف بنهد اما خشوع ہم شکتین است و پس خاشع شود چہ شود متکبر گردد و خاشع شود چہ شود متکین گردد قوله و قال حذيفة رضي الله عنه ان اول ما تفقدون من دينكم الخشوع حذيفة رضي الله عنه ميگوید اول چیزے کہ در دین بچویند خشوع است یعنی مهم ترین کار اور دین خشوع است قوله و سئل بعضهم عن معنى الخشوع قال الخشوع قيام القلب بين يدي الحق بهم مجموع بعضه صوفيان راز معنى خشوع پر سیدند او گفت

یلبی اللہ دل بحق ادائے اوثابت باشد قوله وقال سهل بن عبد اللہ
رحمہ اللہ من خشع قلبہ لم یقرہب منہ الشیطان دل ہر کہ خاشع
باشد شیطان نزدیک او نشود چو خاشع است حافظ است غافل نیست شیطان نزد
او چون آید قوله وقیل من علامات الخشوع للعبد انه اذا اغضب
او خولف او سر دعلیہ ان یستقبل ذلک بالقبول علامت خشوع نیست
بعد آنکہ او را اور غضب آزند و موجب غضب بدو پیش آزند یا کہے با او مخالفت کند
یا آنکہ چیزے برورد کند سخنے یا چیزے ہرچہ برورد کند او بقبول پیش آید او پرواے
غضب او پرواے مخالفت او پرواے رندار و ہر آئینہ خاشع باشد قوله
وقال بعضهم خشوع القلب قیل العیون عن النظر علامت خشوع
دل صیت کہ از قبول نظر نماز تا آنکہ بعضی صوفیان را کہ نظر ایشان از زمین دیدہ
راست و چپا نمی رود قوله وقال مجمل بن علی الترمذی رحمہ اللہ الخشوع
من خمد نیران شہواتہ و سکن و خان صدقہ و اشرف نور التعظیم
فی قلبہ فماتت شہواتہ و حی قلبہ فخشعت جوارحہ محمد علی زید
رحمہ اللہ گفتہ است خاشع اورا گویند کہ آتش شہوت او کشتہ شدہ باشد یعنی لہب
او فروشتہ است و بخارے و خویلاے و ہپالتے کہ در سینہ است سکون
یافتہ است از ہیجان خویش بازماندہ است و نور تعظیم رب تعالی در دل او روشن
برآمدہ باشد پس ہمچنین شد او و حاصل این آنکہ شہوت مردورفت و دل او
زندہ شد و جوارح او خاشع شد یعنی مطیع پروردگار گشت و در عبادات و طاعات
مشغول گشت نہو الخاشع للہ ایچنین کہے خاشع باشد از خشوع باطن خشوع ظاہر
پیدا شد قوله وقال الحسن رحمہ اللہ الخشوع الخوف اللائم
اللازم للقلب عن رضی اللہ عنہ موجب خشوع میفرماید خوفے دائمی و لازمی

در اول باشد بر آئینہ صاحب فاشع باشد قوله وسئل الجعید رحمہ اللہ
 عن الخشوع فقال تدل القلوب للعلام الغیوب قال اللہ تعالیٰ
 عِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا خَشَعُوا صَوْتَهُمْ
 حضرت خداوند تعالیٰ را ذلیل و دہین باشد قال اللہ تعالیٰ عِبَادُ الرَّحْمَنِ مَكَرُورًا
 جنید برین تمسک کرو بندگان خاص او آنند کہ در زمین بصفت عبودیت و غواری نمی
 روند قوله سمعت الاستاذ ابا علی الدقاق رحمہ اللہ يقول معناه
 متواضعین متخاشعین و ابو علی دقاق معنی این آیت گفته است هَوْنًا
 ای متواضعین متواضع و تناسع می روند قوله و سمعته يقول هم الذين
 لا يستحسنون شيع نعالهم اذا مشوا آنا نذکہ بند نعلین را استحسان
 نمی کنند یعنی این نمی کنند البتہ خوب پوشند قوله و اتفقوا علی ان الخشوع
 محلہ القلب و در بیان بران اتفاق کرده اند کہ تحقیق محل خشوع قلب است و
 چون محل او قلب است ہم از ان در جوارح اجزائے و انکسارے ظاہر می شود قوله
 و رای بعضہم ہر جلا منقبض الظاہر منکسر الشاہد قلنا وی
 منکبہ فقال لہ یا فلان الخشوع ہنا و اشار الی صدرہ کلامہنا
 و اشار الی منکبہ مردے را دید کہ او در ظاہر نیک منقبض می نماید و منکسر و
 شاہدی نماید یعنی در جوارح دست و پا و غیر آن و ہر دو منکب خویش را گرد آورده است
 و گیرے گفتای فلان خشوع در سینہ است نہ در منکب این سخن بود کہ اثر باطن بود
 کہ در ظاہر افتادہ است اما از سخن قابل این می نماید کہ در باطن خشوع نداشتت قوله
 و روی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رای رجلا
 فی صلوتہ بلحیتہ فقال لو خضع قلب هذا الخشعت جوارحہ
 و روایت کنند کہ شخصی نماز می گزارد و دست در ریش می زد و چنانچہ معتاد بعضے

مردم است دست بر ریش دارند و عبتی بارش کنند رسول الله صلی الله علیه
وآله وسلم فرمود اگر دل این مرد خاشع بود جوارح او هم تبع دل خاشع بود پس
آن مرد همچنان بود که دل او خاشع نبود و جوارح او هم اما چنین هم باشد مردی بود
بفکر و بشت متعرق است و جوارح بجاوت خود رو و بغیر قصد دل قوله
وقیل شرط الخشوع فی الصلوة ان لا یعرف من علی یمینہ و من
علی یسارہ و بعضی گفته اند شرط خشوع در نماز اینست که مرد مصلی خاشع نداند که راستا
و چپاے او کیت قوله و تحمل ان یقال الخشوع اطراف السریرة
بشرط الادب مشهد الحق خشوع عبارت ازین است که در روز شکست
گسته فرو افتد سبب او بے که خیر بحضرت عظیمی کند قوله او یقال
الخشوع ذبول یرد علی القلب عند اطلاع الرب خشوع اینست که در
دل پر مردگی ظاهر شود نزدیک رویت رب دل داند که من در حضرت خدا حاضر
خدا مرا می بیند در آن حالت دل او امتناع ظاهر مردم کند از چیزهای که مباحین این
حضور باشد درین خشوع چشم ناویدنی نه بیند زبان ناگفتنی نگوید دست ناگفتنی نگیرد
پا و زانها زفتنی نرود این خشوع را صوفیان مشابره نامیده اند و بعضی خود و راه
این چیز و گیر گویند قوله او یقال الخشوع ذویان القلب و انحناسه
عند سلطان الحقیقة و چنین هم گفته اند که خشوع عبارت از کم شدن دل بود
و ظهور سلطان حقیقت که سلطان حقیقت بقوت غلبه خود پیدا آید دل انجا کم شود خشوع کمال خود جز این
نباشد قوله او یقال الخشوع مقدمات غلبات الیهیة مقدمات
چپ باشد هم چنین گویند من آثار ظهور مایه ناب منہ قول او یقال الخشوع
قتحریة ترد علی القلب بغتة عند عفا حاجت کسب الحقیقة
خشوع اینست در دل خشی شود و بلرز و چپا خج عیشی با سستی که در آن

حقیقت ظاہر گردد و شیخ کہ او یقال او لا یقال گفت نہ اینچنین است استقبالی
منفصل باشد بلکہ می گوید یا این گویند ہر عبارت معنی متحد است قولہ وقال
فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کان یکرہ ان یری الرجل من الخشوع
اکثر مما فی قلبہ مکروہ است ورود خشوع و ورود ظاہر اکثر آن می نماید
قولہ وقال ابو سلیمان الدہلی رحمہ اللہ لو اجتمع الناس
علی ان یضعونی کما تضاعی عند نفسی لما قلدہا و اعلیہ اگر مروان
جمع شوند کہ مرا خواہند چنانچہ نفس من نزدیک من خواہد است تو اتد قولہ و
وقیل من لم یضع عند نفسہ لہ یرتفعہ عند غیرہ ہر کہ نزدیک
نفس خویش خواہد نباشد نزدیک غیرے بلند طلبند اکنون این سخن عاقلان
است و اہل مروت است اما بسیاران باشند کہ خود را نیکو می دانند کہ خوارترین مردان
ایم مع ذلترفع بر کریمان کنند قولہ و کان عمر بن عبد الغزیز رحمہ اللہ
لا یسجد الا علی التراب بود عمر بن عبد الغزیز سجده کردے گر بر تراب
چنانچہ مرتضی را کرم اللہ وجہہ بود سجد بر خاک کردن صورت تذلل ظاہرے بہت
قولہ اخبارنا علی بن احمد الاہوازی رحمہ اللہ قال اخبارنا احمد
بن عبید البصری رحمہ اللہ قال حدثنا ابراہیم بن عبد اللہ
رحمہ اللہ قال حدثنا ابو الحسن علی بن یزید الفراء فی رحمہ اللہ قا
حدثنا محمد بن کثیر رحمہ اللہ وهو المصنف عن ہرؤن بن حیان
رحمہ اللہ عن حصیف رحمہ اللہ عن سعید بن جبیر رحمہ اللہ
عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لا یرحل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال حبۃ من خرد
من کبر ابن عباس رضی اللہ عنہما وایت می کند از رسول اللہ صلی اللہ علیہ

اہل و سلم کہ فرمودہ است برگزیدہ بہشت در نیاید کہے کہ در دل او چیزے از کبر
 باشد و از خرد دل از بسیارے خوب خرد تراست ما ہم ازان این ترجمہ کردیم کہ
 در دل او چیزے از کبر باشد قولہ وقال المجاہل رحمہ اللہ لما غرق
 اللہ قوم نوح علیہ السلام تحت الجبال و تواضع الجودی فجعلہ
 اللہ قرار السفینۃ نوح علیہ السلام و ہمچنین گویند گاہ طوفان نوح علیہ السلام
 ہر کوی بر آمد برین کہ کشتی بر من کشید یک کوی خود را از ہر کوی دید با خود گمان
 برد من از ہر خرد برین چوں فرو آید چو کوی خودی تواضع کرد کشتی ہم بر و فرو آمد قولہ و
 کان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یسرع فی المشی ویقول افہ اسرع
 للحاجۃ والجل من الزہو و چین گویند عمر رضی اللہ عنہ در روز شتاب رفتے
 و گفتے شتاب رفتن بمنزل زودتر رساند و از زہو خود ہمینی و بزرگی و در تر و در و قولہ
 و کان عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ یکتب لیلۃ شیئا و عندہ
 ضیف فکان السراج ینطفی فقال الضیف اقوم الی المصباح
 فاصلحہ فقال لا لیس من الکریم استعمال الضیف قال فانبدہ
 الغلام قال لا ہی دل نومه فامہا فقام الی البطۃ وجعل الذہن
 فی المصباح فقال الضیف قمت بنفسک یا امیر المؤمنین
 فقال ذہبت و انا عمہ و ائتیت و انا عمہ عبد العزیز رحمہ اللہ شبے شہت
 چیزے می نشست چراغ منظم شد نزدیک آن بود کہ کشتہ شود ہما ن نزد
 او بود او اجازت طلبید کہ بخیرم این را راست کہ عم عبد العزیز رح گفت او ہمین زمان
 در خواب رفتہ است این اول خوابت اگر مردم در اول خواب بیداری شود
 گرانی در تن او می باشد خود برخواست چراغ را اصلاح کرد و مہمان گفت تو خود
 خواستی براسے این کار را گفت من رقم ہمان عمرم و بلا گشتم ہاں عمرم جز
 بعد فقار است کہم ترجمہ یک جملہ از عبارت متن را کاتب نسخہ منقول از شرح رسالہ تشریح را در کتابت نیاورد
 اہرم اینجا نیز متر و ک ماذبح ح -

زیادہ و کم نشد قوله و ساری ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یعلف البعیر و یقیم البیت و
یخصف النعل و یرقع الثوب و یحلب الشاة و یاکل مع الخادم و
یطحن معه اذا اعیاء و کان لا یمنعه الحیاء ان یحمل بضاعته من
السوق الی اہله و کان یصاح الغنی و الفقیر و لیسلم مبتدیا و لا
یحقر ما دعی الیہ و لو الی حشف التمر و کان ہین المؤمنة لین
الخلق کما یما طبیعة جمیل المعاشرة طلق الوجه بسامعین
غیر ضحک مخزوفان غیر عبوسہ متواضعان غیر مذلة جوادا
من غیر سرف رقیق القلب رحیما بكل مسلم لم تجش اقط
من شبع ولم یمد یدک الی طمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
شرا علف خورانیڈے پاوانہ کہ می دہند در آوندے کردے پیش او نہادے
و خود چرانیدے یا کاپے و برگے پیش او خود انداختے و گاہے بوقت ضرورت
خانہ را خود جاروب زدے چه ضرورت است خود جاروب ز نزد خن و خاشا
اقتا وہ باش کو مرد نظیف ترہ طبیعت اوراضی نباشد بدینہا این کار مردے
است کہ ایشان طبیعت ظرافتہ ندارند او صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معلما
است متمم مکارم اخلاق است در ہر حرکتے تعلم امت می کند عوام و خواص را
و اغنیارا اگر ایچنین بخند فقیرے و محتاجے کہ خادم و خادمہ نداد و در رفتن تمامہ
شکتہ دل شود چو این از سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشنود خوش شود
بلکہ طلب مزیدے کند بدان و اگر بند فعل او شکتے آزا خود باز بر محل او دوختے
یکجا این وجہ گفتہ ام ہر جا کہ نسبت دارد ہم آنجا آن سر بیان کن و جامہ را پیوند کردے
و گو سفند را خود و شیدے و باکسے کہ خدمت کردے یا غلامے ہر جزا

کے خدمت کرنے یا اوطعام خوردے وقتے کہ ویدے خادم از طعن مانڈہ شدے
یاری دادے یا خود طعن کردے و اگر در بازار رفتے و چیزے برائے خانہ خریدے
خود برگرتے در خانہ آوردے و برائے حمل این اشیا شرم نکردے و باغنی
و فقیر مصافحہ بصفت استوار کردے ملاقات شدے اول رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سلام گفتے این تقدیم و تسلیم مراد تعلیم است و بہر چیزے کہ او
را مہمان میخواندند تحقیق نخوردے بہشتہ خرامہمان بطلبند اما فرض میکنند اگر فرض
کنیم چشتہ خرامہ طلبند اتناع نیارود و آنرا محقر نداند و سبک نمونہ بودہ است گران بار
بر کسے و بر نفس خود نبودہ است خلقے نرمے داشت ابنتہ با در ماندہ و با فقیر و با بون
ضعیف و قوی نرمی کردے تا آنکہ در حدود و قصاص خواستے ابنتہ ثابت نشود
و کتمان شہادت و رین محلہا مستحب داشت و طبیعتے با کرام داشت یعنی چنانچہ
کسے را چیزے طبیعی باشد اورا کرم طبیعی بود جعلی نبود با کسانیکہ اورا عشرت بود
عشرتے حزن کردے درشتی نداشت با زوجات با بنات و با خادم و با اصحاب
عشرتے داشت کہ معجزہ باشد و شاد و دروے بود بسیار تبسم کردے چنانچہ
آواز خندہ نیاید و ہمہ وقت اندوگین بودے نہ بچنین اندوگین کہ ترش وے باشد و تو اضع کردے
نہ اینچنین کز لیلے ضعفے کند بلکہ با ہمہ شرف نفس خود بتکلف در صنعت آوردے
و جو امر بود و لے نہ اینچنین جو امر وے کہ اسراف کند اسراف اینست کہ در
غیر محل دہند یا آنکہ اصاعت کنند چنانکہ مالے بگیرند در میان آبے طبعے بیندازد
ما آنکہ برائے شاد باشی و برائے نام را باشد این نیز اسراف است فقیر را دادے
محتاج را دادے و اہل و ولد را دادے و نرم دل بود و ہر جا کہ مسلمان بودے
بر و رحمت کردے ہیچ وقتے از سب سیری آروغ نژدہ است اگر چہ چشا
بودنہ از سیری بخارے در سینہ جمع شدے سپس آنکہ کشادے بضرورت طرف

وہاں طرفیہ اروع برون آمدے ووقتے دست خویش را بطمع دست دراز کردہ آ
 بطمع ہائے زمانے از کسے از مزنی خود و از کرمے وقتے دست دراز کرد کہ مراجعہ
 بہرے قولہ سمعت الشیخ اباعبدالرحمن السلی رحمہ اللہ بقول
 سمعت عبد اللہ بن محمد الدزنی رحمہ اللہ بقول سمعت
 محمد بن نصر الصایغ بقول سمعت مرد ویدہ الصایغ رحمہ اللہ
 بقول سمعت الفضیل بن عیاض رحمہ اللہ بقول قراء الرحمن
 اصحاب خشوع و تواضع و قراء الشیطان اصحاب عجب و تکبر
 مہمان خدا ایشانند کہ تواضع و خشوع دارند و مہمان شیطان اصحاب عجب
 و تکبرند و اگر قرنا بودے سخن مرتب بودے معنی دیگر احتمال می رود قاریانے کہ
 ایشان رحمانی و خدائی اند اصحاب تواضع و خشوع اند و انکہ قاریان عصاة اند ایشان
 اصحاب عجب و تکبر اند حاصل اینست قاریانے کہ تکبر و عجب داند ایشان عامیاند
 قولہ و قال الفضیل رحمہ اللہ من رای النفس قیمۃ فلیس
 لہ فی التواضع نصیب ہر کہ خود را قیمتی نہاد کہ من چیز ہستم اور از تواضع
 نصیبے نباشد یعنی یا بہ فضل و شرف و بزرگی خود را قیمتی نہند و اگر نہند او متواضع
 نیست قولہ و سئل الفضیل رحمہ اللہ عن التواضع فقال تخضع
 للحق و تتفاد لہ و تقبلہ من قالہ فضیل رضی اللہ عنہ را از تواضع پرسیدند
 گفت برائے حق او تواضع باشد و دیگر اگر او را سخنے حق گویند او بران گردن نہند
 و قبول کند حق را از کسے کہ حق گفتہ است اینجا ہم دو معنی میشود قولہ و قال
 الفضل رحمہ اللہ اوحی اللہ الی الجبال انی مکرم علی و احمل منکم
 نبیا فنتطاوت الجبال و تواضع طور سیناء فکلم اللہ عزوجل
 علیہ موسی علیہ السلام لتواضعہ و فضل میگوید گوی خداوند بجا

برکوه یا وحی کر دکہ من بریکے از شما با پیغمبرے سخن خواہم گفت ہر یکے میان ایشان
 سر فرازی کر دکہ آنکس من خواہم بود و طور سینا خود را اور مرتبہ نہاد و منکر شد
 خداوند سبحانہ با موسیٰ پیغمبر صلوات اللہ علیہ برو سخن کرد بنا بر تو اضعی کہ اورا بود
 یک معنی این گفتیم دوم معنی خداے تعالیٰ جبال را حیات داد و فہم خطاب داد
 بعد آن وحی کرد قولہ سمعت محمد بن الحسین رحمہ اللہ یقول
 سمعت احمد بن علی بن جعفر رحمہ اللہ یقول سمعت
 ابراہیم بن فاتک رحمہ اللہ یقول سئل جلیل رحمہ اللہ
 عن التواضع فقال خفض الجناح ولین الجانب تواضع خفض جناح است
 ولین این جانب بیان خفض جناح است چنانچہ طاہر پرندہ ہر دو بازوے
 خود را فرومی برد در وقت نشاط خود و در وقت شکستگی و در ماندگی خود ہچنان ہر دو
 متواضع با شخص عظیم قدر یا با ابرساوی خویش کند یا برووے چنین کند نماید
 تا او باوے انس و اثق گیرد قولہ وقال وہب رحمہ اللہ مکتوب
 فی بعض ما انزل اللہ من الکتاب انی اخرجت الذم من
 صلب آدم فلم اجد قلباً اشد تواضعاً من قلب موسیٰ
 فلذلک اصطفتہ وکلمتہ وحب مورخ و مفسر رح گفتہ است و بعض
 کتب کہ بر انبیاء منزل است و ان نبتہ است کہ خداوند تو از صلب آدم علیہ السلام
 ذراری آدم را بیرون آورد و بیچ وے را از دل موسیٰ علیہ السلام متواضع تر نیانت
 ہم از ان اورا گفت و اصطفتہ لنفسی اورا برائے خود ساختہ ام و برگزیدم
 اورا و سخن گفتہ باوے قولہ وقیل لابی یزید رحمہ اللہ فی ذلک
 ع در نسخہ منقول عنہ قبل ازین عبارت یک جملہ از متن رسالہ تشریح و شرح آن موجود نیست عبارت
 من اینست . وقال ابن المبارک التبر علی الاغنیاء والتواضع للفقراء من التواضع ع

متواضعا فقال اذا لم ير لنفسه مقاما ولا حالا ولا يري ان
 في الخلق من هو شر منه بايزيد رحمه الله را پر سپیدند کے تو ان گفت
 شخصے را کہ او متواضع است بايزيد رح جواب داد ہر وقتے کہ مر نفس خود را جائے
 نہ بیند مقامے نہ بیند و نہ اند کہ میان خلق کے از وہ بدتر ہست چوں باشد
 این با ہمہ وجود جائے و مقام و با وجود شرف و علم و توفیق بصلاح نہ اند کہ مرا
 جائے و مقامے ہست و نباید در دوش کہ فلا نے بد کے ہست اگر نظرش
 بر فعل الله افتد کارے بقصد و اختیار او نبود او تعالیٰ چنین کرد چو کارے
 از تو نسرید و است نظر بر ان حال و بر ان مقام چہ معنی وارد و چون نظر برین
 افتد الفاعل واحد لیس الا هو خداوند سبحانہ در مظہرے حسنت آفرید
 و در مظہرے سیات فاعل و خالق کیے پس دیگرے از خود بدتر و انستن چہ معنی
 دارد و دیگر مردمان در مختم ہم نظر کنند تا ختم برچہ شود و در طرف اكمال و اتمام ہمہ
 لحظہ باشد این ہم اسبابے است کہ بسبب این مردم متواضع ماند قولہ
 وقيل المتواضع نعمة لا يحسد عليها والکبر محنة لا يرحم عليها
 والضر في التواضع فمن طلبه في الكبر لم تجن وتواضع نعمته است
 کہ کے بر ان حسد نکند سبحان الله کیے تواضع میکند و دیگرے گوید این ہم
 مکرو خداع است این ہمہ برائے صید دل است و کبر رنجے است کہ کے
 بر ان رنج رحمت نکند و غزت در تواضع است و چو غزت در تواضع مستقیم شد
 پس بدان کہ پیچ شے محمود تر از ان نیست کہ تواضع باشد و من میگویم کہ تواضع
 نہ آبخنان کند کہ در ان افراط باشد و کند لك الكبر ہر کیے را بر محل او صرف
 کند این صفت حکمت باشد و مرد مفرط و مفرط نبود نظم
 خور را بزبان خود ستون رسوائی و رسوائی است

خود را بزبان خود شکستن رعنائی و رعنائی و رعنائیت
 و ہر کہ غرت را در کبر جوید ہرگز نیابد قولہ سمعت الشیخ اباعبدالرحمن السبلی
 رحمہ اللہ یقول سمعت ابابکر محمد بن عبد اللہ رحمہ اللہ
 یقول سمعت ابراہیم بن شیبان رحمہ اللہ یقول الشرف
 فی التواضع والعز فی التقوی والحریۃ فی القناعۃ شرف و تواضع
 است زیرا چہ در متواضع بلند ہست است ہر چہ در دوس است و ہر چہ بدو
 در نظر ہست او حقیر است پس بر آئینہ در تواضع شرف باشد و غرت و تقوی است
 یعنی بیچ شخصے از ذلیل تر باشد کہ او کار سفلی کند کل من یعصی اللہ فهو سفلی
 سفلی کہ است آن کہ معصیت خدا کند و نیست بیچ ہواے نفس کہ در خواری نیست مانند
 و بنی اعدا و شاہ مالک الرقاب خواہد تقرب چو بر شی کند اندک ذلے با بد شہید
 ہمہ بن قیاس ہر ہواے نفس را کہ گیری در خواری ہست در طلال نیست حرام
 خود چہ گویم حکایت بادشاہ ہے و غلامے کہ بادشاہ پیالہ فرستاد شنیدہ باشی
 و آزادی و رتفاعت است تقوی ہم نوع از رتفاعت است اما نوعے دیگر ہست
 آری گفتہ اند نظم

آزبگذار سرفرازی کن گرون بی طمع لبند بود
 قولہ اطعت معی فاستعبدنی ولو انی قنعت لکننت حراً

محل طعہا رطاعت کردم او مرا بندہ کرد اگر من قناعت می کردم در محل طمع نمی آمدم
 آزادی می بودم قولہ و سمعندہ یقول سمعت الحسن الساہلی
 اللہ یقول سمعت ابن الاعرابی رحمہ اللہ یقول بلعنی ان
 سفیان الثوری رحمہ اللہ قال اعز الخلق خمسۃ انفس
 عالمزاهد و فقیہ صوفی و غنی متواضع و فقیر شاکر و شریف

سنی پنج کس ناوردہ باشند عامی کہ ترک دنیا کند و فقیہ باشند و صوفی باشند
و بعضے فقیہ را کہ صوفی بینی ایشان صوفی بنند صالحانند زائد انند معتقدانند اما صوفی
کجا صوفی ناوردہ است در شان اوست الصوفی لحد متخلق و غنی کہ متواضع باشد
ناوردہ است و فقیہ کہ بر فقر خویش شکر گوید و شریف باشد حسنی و حسینی و علوی
دستی باشد کہ فقیہان و علما از اندہب سنت و جماعت نام نہادہ اند بران کمتر
باشند و البتہ میں سوے آبا و اجداد کند اما با این میل ہم احادیث و اخبار کہ
در شان ایشان نازل است و معالمتی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
الہ وسلم با ایشان کردند این نوع مزاحم ایشان بیشتر است من حسینی ام علوی
ام صحبت و شہادت و خاست با ایشان بسیار کردہ ام من ایشان را نحو تر
و اعظم با این میل ایشان این را محبت آزد سبب اینست کہ ایشان سنی کمتر باشند
اما اگر راست پس آن آردہ ہماں منم قولہ و قال یحیی بن معاذ رحمہ
اللہ التواضع حسن فی کل احد لکنہ فی اغنیاء احسن و التکبر
شذیب فی کل احد لکنہ فی الفقراء اسبح یحیی معاذ رضی اللہ عنہ کہتہ
است تواضع در بر یکے نیکو است اما در اغنیاء نیکوتر است و تکبر در بر یکے
بد است اما در فقر بدتر اما اگر فقیر حسب فقر خود تکبرے کند بدین نسبت
کہ بدین دولت مراد مشہرت کرد اگر بدین نسبت براغنیاء تکبر کند فضلے قال
و شرفے شارف باشد جاے و دبیہ از ان خواجہ ابو سعید ابوالخیر است

رحمہ اللہ نظم

افاقہ و فقیر ہم نشینم کردی با محنت و دروغم قرینم کردی
این مرتب مقربان درت یارب بچہ دولت بخشیم کردی
اما آن تکبرے کہ یحیی ہم سمج گفتہ است تکبر نفسانی شیطانی است قولہ

وقال ابن عطاء رحمه الله التواضع قبول الحق ممن كان يسمع له
 حيث هر که سخن حق گوید از او بشنود و قوله وقيل سركب زيد بن ثابت
 رضی الله عنه فلما ابن عباس رضی الله عنه لیا خذ بر كابه فقا
 مه يا ابن عم رسول الله صلى الله عليه فقال ابن عباس رضی
 الله عنه هكذا امرنا ان نفعل بعلمائنا فاخذ زيد بن ثابت
 يد ابن عباس فقبلها فقال هكذا امرنا ان نفعل باهل بيت
 رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم زيد بن ثابت رضی الله عنه التواضع
 ابن عباس بود رضی الله عنه فقه بر و خوانده است زيد رضی الله عنه سوار شد
 ابن عباس رضی الله عنه زد کیش شد تا رکابش گیرد سوار کند یا نزد یکب شد که رکاب
 گرفته بر و زد رضی الله عنه گفت خاموش کن ای پسر عم رسول الله صلى الله عليه
 وآله وسلم ابن عباس گفت ما بچنین ماموریم که با بزرگان خویش بچنین کنیم زید
 رضی الله عنه گفت دست خویش بمن نمانی مراده او دست خویش برود
 و زید بن ثابت رضی الله عنه دست ابن عباس رضی الله عنه بوسید و گفت
 ما بچنین فرموده شده ایم که با اهل بیت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بچنین
 کنیم هر دو تواضع کرده اند ابن عباس هم و زید بن ثابت هم قوله وقال عروه
 بن الزبير رحمه الله رايت عمر بن الخطاب رضی الله عنه
 وعلى عاتقه قربة ماء فقلت يا امير المؤمنين لا ينبغي لك
 هذا فقال لما اتاني الوفود سامعين مطيعين دخلت نفسي
 نخوة فاحببت عن كسرها ومضي بالقربة الى حجر الاسود
 الا نصارا فاذغها في انائها عروه بن زبير رحمه الله گفت عمر خطاب
 رضی الله عنه را دیدم در ایام خلافت مشک آب بر دوش گرفته می آورد عروه

رحمہ اللہ گفت ترا شاید اچھین کردن عمر رضی اللہ عنہ گفت بر من گروہ آ آمد بسمع
وطاعت و در نفس من خود بینی پیدا شد پس خوش آمد مرا نفس را بشکنم و مشک
را در حجره عورتی از انصار برد و آب را در آوندا و ریخت اما من میگفتم نفس
بدینہا شکستہ نشود بعد آنکہ وفود بسمع و اطاعت آمدند اورا نخوتے شد آنکہ بدین
مشک آوردن آن نخوت شکستہ شد بلکہ نخوتے دیگر اگر ہم نشود و عجب نباشد
آرے اگر بدین نخوت شکستہ شد قل تموتوا بغیظکم احین رضی اللہ عنہ
نسبت داشت آن شکستگی اختیار می بایستے کردن قوله سمعت ابا
حاتم السجستانی رحمہ اللہ قال سمعت ابا نصر السراج الطوسی
رضی اللہ عنہ يقول روى ابو هريرة رضي الله عنه وهو
امير املدینة وهو على ظهر خرمة حطب وهو يقول طموا
للامير وحنين گویند ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روزے کہ در مدینہ امیر بود و شتوار
ہیزم بر پشت گرفته می آید و میگوید کہ زہ و ہیزم امیر را قوله وقال عبد الله
الرازي رحمہ اللہ التواضع ترك التميز في الخدمة تواضع
ہر کہ پیش او آید او بخدمت پیش او بایستد میان یکے و دیگرے فرق نهند
قوله سمعت محمد بن الحسين رحمہ اللہ يقول سمعت
محمد بن احمد بن هريرة رضي الله عنه يقول سمعت
محمد بن العباس المثنى رحمہ اللہ يقول سمعت احمد
بن ابی الخواری رحمہ اللہ يقول سمعت ابا سليمان اللخمي
رحمہ اللہ يقول من راى لنفسه قيمة لم يترك حلاوة الخدم
ہر کہ نفس خود را قیمتے دانست یعنی دانست کہ بچیرے می ارزد و صفت انہی
کہ بحسن نسبت وارود روست است اولدت و حلاوت خدمت نیابد

کے مروگر پرا خد متے میکند بذل نفس خویش پیش او میکند و در ان لذتے
می یابد و ذوقے میگیرد و اگر درین میان نفس را عزتے نہد اولذت خدمت
نیابد و دیگر ہر کہ نفس خود را قیمتے نہاد او در بندگی خدا ذوقے نیابد قوله وقا
یحیی بن معاذ رضی اللہ التکبیر علی من تکبر علیک ہا لہ تواضع کے کہ بر تو
تکبر کند ہائے تکبر کردن تو برو تواضع است قوله وقال الشبلی رحمہ اللہ
ذی اعطی ذل الیہود شبلی رح گفت ذل من ذل یہود را معطل یعنی ذل من
از ذل ایشان بیشتر است من از ایشان خوار ترم قوله تعالی و ضربت
علیہم الذلۃ یعنی نیست خواری من ایشان را محیط است قوله
وجاءہ رجل فقال لہ الشبلی رحمہ اللہ ما انت فقال یاسید
النقطۃ التي تحت الباء فقال انت شاہدی ما لہ تجعل
لنفسک مقاما شخصے بر شبلی رح آمد شبلی رح گفت تو کیستی گفت نقطہ کہ زیر
است شبلی رح گفت تو شاہد منی و یا منی تو بچو منی و تو گواہی بر حال من مادم
کہ نفس خود را مقامے تعین نکردہ و خود را چیزے نپنداشتہ نقطہ کہ زیر با
است کیے بارے نقطہ دوم فرو یا است در غایت ذل است زیرا چہ
زیرا است با حرفے در تے این نقطہ از و چیزے بد و نسبت دار و اگر حرف
مفردات نویسند چند نقطہ جمع کنند انکہ یک باشو و معنی دیگر ان نقطہ تحت
البار یعنی من جزوے از کلی ام مقیدے از مطلقے ام شبلی رح گفت تا انکہ چینی
یا منی شاہد وقت منی این ہمان سخن است کہ از شبلی رحمہ اللہ آورد اند
انا نقطہ بآء بسم اللہ این نقطہ بعضے از جمع و این بعضو در ان جمع کلمۃ نقطہ
تحت الباء متصل و حرف نقطہ است پس مبلگوید اصل وجودم کثرت
و تعداد عتباری است ہمین منم نقطہ ام بضرورت حروف بیان ظاہر شدہ ام

استغفر اللہ کجا افتادہ ام چه میگویم کاحول ولا قوۃ الا باللہ اگر چند سخن
متنازعت تو از من گیر اینجا سخن بسیار است اما از جهت مصلحتی که تکرار و تکرار
وقال ابن عباس رضی اللہ عنہ من التواضع ان یشریب الرجل
من سؤر احنید بعضی از تواضع باشد کہ مردم پس خوردہ برادر مو من خورد و تو
تواضعی است این کہ گویند کن کا حد من الناس قوله وقال بشر
سلموا علی ابناء الدنیا بترك السلام علیہم ابناء دینار اسلام
کنید سلام ایشان پس ترک سلام است قوله وقال شعيب بن
حريب رحمه الله بينا انا في الطواف اذ لکزني انسان برفقه
فالتفت فاذا هو الفضيل رحمه الله فقال يا ابا صالح ان كنت
تظن انك من هؤلاء الموسم من هو شر مني ومنك فيسما
شعيب حرب میگوید من در طواف بودم شخصی مرا برفقه جنبانید سرپوش
دیدم او فضیل عریض است رحمہ اللہ گفتم ابو صالح اگر گمان بردی کہ در موسم
حاضر است کسی کہ بدتر از من و ازتست پس تو گمان بد بردی یعنی آن مقدار
مردم کہ در آن موسم حاضرند خود را از همه بدتر دان قوله وقال بعضهم
رايت في الطواف انسانا بين يديه شاكريه يمنعون الناس الاجل
عن الطواف ثم رايتہ بعد ذلك بمكة على جسر بعلاد
يسال شيئا فتجبت منه فقال لي انا تكبرت في موضع
بتواضع الناس هناك فابتلاني الله بالتذليل في موضع
يترفع فيه الناس بعض مشايخ میگویند مردی را در طواف دیدم کہ پیش او
مردمان دور باش میکنند تا او بفرغ طواف کند بعد ان بدستے اورا دیدم برپا
بپیرا و گدیر میکنند از او پرسیدم گفت جائے کہ مردمان تواضع میگردند

من آنجا تکبر کردم خدام را بدین خواری بتلا کرد و در نسخہ دیگر افتاده است عاری
حافی اندام بر سینه پا بر سینه مو ادر از شده و ناخن دراز شده برین خواری تپاؤ
گدائی میکرد و قوله وبلغ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ ان ابنا
لہ اشتری خاتمہ بالف درهم فکتب الیہ عمر رضی اللہ
عندہ بلغنی اشتریت فصا بالف درهم فاذا انکرت کہ ابی
فبع الخاتمہ واشبع الف بطن واتخذ خاتمہ ثمان مہین ^{مہین}
فصدہ حدیل صنیئاً وکتب علیہ رحمہ اللہ امرء اعرجاً
قد ہرقتہ بر عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ رسید کہ پسر او انگشترین خریدہ
ہزار درم او نبشتہ بر و فرستاد و نبشت چون این نبشتہ بر تو پسر انگشترین را بفروش
و ہزار شکم را سیر کن و خاتمہ از نقرہ بساز و نگینہ او از این چینی کن و ہنوس برالہ
خدا بران بندہ رحمت کند کہ او اندازہ نفس خود را بشناسد قوله و قیل عرض
علی بعض الامراء مملوک بالوف درهم فلما حضر الثمن استنکرہ
فبدلہ فی شرائہ فرد الثمن الی الخزانہ فقال العبد یا مولی
اشتری فان فی کبج درهم من ہذا الدرہم خصمۃ
تساوی اکثر من الف درهم فقال ماہی فقال اقلہما
وادناہما ما لو اشتریتنی وقد متنی علی جمیع ممالیک الا علی فی
نفسی و اعلم انی عبدک فاشتراہ بعضہ امرأۃ متغلا سے ہزار درم
ہزار درم بخرد چون ثمن را حاضر کرد و ند بسیار نمود ثمن را باز بخرانہ باز کرد و اندرنگشت
مرا بخرد کہ من خصمۃ دارم کہ این مزار را بمقابلہ آن خصمۃ دہی ہمیشہ باشد خونگ
گفت آن خصمۃ چیت گفت اگر مرا بر سر مہ غلامان خویش کنی و تمام خزانہ مرا
دہی مرا بیج نخوتے نشود و بدانم کہ بہاں بندہ تو ام آن مرد عزیز عاقل را سخن او

خوش آمد آن غلام را خرید قوله وحكى عن رجاء بن حيوة رحمه الله قال
 قومت ثياب عمر بن عبد العزيز وهو يخطب باثني عشر دبرها
 وكان قباها وعمامة وقيصا وسراويل او مرداء وخفين وقلنسوة رجا
 حيوة رحمه الله يكو يد جامها س عمر بن عبد العزيز قيمت كروم به دو از ده درم و آن
 جامها قبا بود و دستار بود و پیرا بن بود و از او چادر و موزه و كلاه بود همه و وزه
 درم را بود قوله وقيل مشى عبد الله بن واسع رحمه الله عليه
 مشيا لا يحمد فقال له ابوه وقد هري بكما اشتريت املك ثمنه
 دراهم و ابوك لا اكثر الله تعالى في المسلمين مثله ابا وانت
 تمشي هذه المشية عبد الله بن مسعود واسع رحمه الله تخرور راه می رفت پدر طلبید
 وگفت اور ترا بهشت درم خریدم ام و مبادا که بمچویدر تو در جهاں کسے دگر باشد
 و تو چه بخر می کنی قوله سمعت محمد بن الحسين رحمه الله يقول
 سمعت محمد بن احمد الفراء رحمه الله يقول سمعت عبد
 بن منازل رحمه الله يقول سمعت حماد بن القصار رحمه الله
 يقول التواضع ان لا ترى لاحد الى نفسك حاجة لا في الدنيا
 ولا في الدنيا تواضع چيست بیج راندانی که تو حاجتے دارونه در دین نه در دنیا و
 قال ابراهيم بن اد هسم رحمه الله ما سترت في اسلامي الا
 ثلاث مرة كنت في سفينة وفيها رجل مضحك كان يقول
 كنا فاخل العج في بلاد ترك هكذا وكان ياخذ بشعر راسي و
 يهزني فسترني ذلك لانه لم يكن في تلك السفينة احد حقا
 في عينه مني والاخر كنت عليا في المسجد فدخل الموزون
 وقال اخرج فلما طق فاخل برحلي وجرني الى خارج والنالت

کنت بالشام وعی فزوفنظرت فیده فلما امین بین شعرة و بین
 العقل للثقة فستر فی ذلك سلطان ابراهیم رح میگوید در ہیچ وقتے خوش
 نشده ام مگر سه بار یعنی سه بار نفس خود را بر او خود یافته ام یک کرت من در کشتی
 بوده ام و مردے که مردان را بخندانده مضحاک او هم بود هر بار موسے سر من
 می گرفت و می جنبانید و مردان می خندیدند چو او بر من این کرد مرا این خوش
 آمد نفس خود را ذلیل و خوار یافته تمام حکایت همچنین بنیشت اند هر بار موسے را می گرفت
 و می گذاشت چنانکه بر سر تخت کشتی رسید یکبار چنین کرد بر خاست کرد
 خنده مردان زیاده شد انت نفس من بیشتر شد اتفاقا کشتی در غرق افتاد
 اتفاق برین کردند که این کشتی در غرق افتاده است سبب آنکه در خنده و نهرل
 بودیم اگر این مرد در میان ما نبودے ما در نهرل نمی افتادیم خواستند تا ابراهیم را
 غرق کنند او در حضرت خدا نایداے بار خدا یا تو کشتی از شومست آنکه ایشان
 بر من چنین کردند غرق می کنی و ایشان هم مرا غرق می کنند کشتی سالم ماند و دوم بار
 کناک داشته شے سروے مغیم بود بر من رحمت سخت زور آورد و پنهی خاتم
 گرفتن بمسجدے در شدم و انتم این زمان مردان بر اے نماز بیایند و مرا بدین
 حال بیند البته برون کنند بر بام مسجد شدم بدشواری محرابے بالاے بام مسجد
 کرده اند و ران خزیمه تا مرا کسے نه بیند و بیرون نیار و مؤذن بالاے مسجد آمد بر اے
 بانگ نماز گفتن را برق درخت دید مؤذن احساس کرد و در محراب چیزے بہت
 دید مرا گفت این ہیں زمان میرو گفت برون شو و مرا قوت نداشتن نہ او پایے
 مرا گرفت از بالاے بام پایے کشا کرده آورد هر بارے که سر من از شوم پانے جدا
 میشد نبر و بانے و گرمی رسید من خوش می شدم که نفس را بر او خود می یافته و سوم
 بار این بود من بزین شام بودم و بر من پوستے بود و آن فرور او دیدم آن قصد

پیش دران بود کہ میان مویہاے او و میان پیش تفرقہ نکر دم بدین ہم خوش
شدہم کہ نفس من بدین ذل بہت قولہ رضی حکایتہ اخیری عندہ قال ما
ہم بہت بستی کسروری کنت یوماً جالساً فاجاء انسان و قال
علی و حکایتہ و گر ہم گفتہ اند کہ ابراہیم رحمہ اللہ گفتہ است وقتے چنین
خوش شدہ ام کہ وقتے من شستہ بودم مردے بر سر من بول کرد این حکایت
ہمان ست کہ بالا گفتہ ام ہم از ان جزوے شیخ علیحدہ کردہ است گفتہ است
قولہ و قیل تشاجر ابو ذر و بلال رضی اللہ عنہما فغیر ابو ذر
بلالاً بالسواد فشکاه الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فقال یا ابو ذر ما علمت انه یبقی فی قلبک من کبر الجاہلیۃ
سراف فالقی ابو ذر رحمہ اللہ نفسه وحلف ان لا یعمل
سراسد حتی یطام بلال خذہ بقدمہ فلم یرفع حتی فعل بلال
رضی اللہ عنہ میان بلال و ابو ذر رضی اللہ عنہما سخن رفت ابو ذر بلال رضی
اللہ عنہ را طعنہ بیاسی کرد چنانچہ کسے گوید برو کہ تو سیاہ رنگی بلال رضی اللہ
عنہ در حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گلہ کرد رسول اللہ علیہ السلام
گفت یا ابو ذر در دل تو اثر کبر جاہلیت بقیہ بہت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ
سر خوشی را پیش نہاد گفت سر بر بندارم تا آنکہ بلال رضی اللہ عنہ رخسارہ اورا
بقدمہ پیشہ پیکند او سر بر بندارد و سر بر بنداشت تا بلال رضی اللہ عنہ
پا بر رخسار نہاد قولہ و مر الحسن بن علی رضی اللہ عنہما بصبیان
معہم کسر خبز فاستضافوہ فنزل فاکل معہم ثم حملہم
الی منزلہ و اطعمہم و کساہم و قال الید لہم لانہم
لم یجدوا غیر ما اطعمونی و نحن نجد اکثر منہ یحسین گویند امیر المؤمنین

حسن رضی اللہ عنہ بکودکان گذشت برابر ایشان پرکائزان بود کودکان بر حسن رضی اللہ
 عنہ عرض کردند که بدین پرکائزان مہمان ماشو حسن رضی اللہ عنہ از اسپ فرود آید ایشان
 آن پرکائزان خورد و ایشان را در خانه خود مہمان ماشو و گفت دست ایشان را شوید
 است بر من یعنی ایشان فاضل انداز من زیرا چہ ایشان جز این کس نداشتند
 و برما از ان بیشتر است قوله وقيل قسم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
 الحلل بين الصحابة من غنمة فبعث الى معاذ رضی اللہ عنہ
 حلة ثمينة فباعها واشترى منها ستة اعباد استنقهم فبلغ عمر ذلك
 وكان يقسم الحلل بعدك فبعث اليه حلة دون ذلك فواتبه
 معاذ رضی اللہ عنہ فقال عمر رضی اللہ عنہ لانك بعت الاربعة
 فقال معاذ رضی اللہ عنہ وما عليك اذ فعلى نصيبى وقد
 حلفت لا ضربن بهذا سراك فقال عمر رضی اللہ عنہ
 هاراسى بين يديك وقد يرفق الشيخ بالشيخ عمر رضی اللہ عنہ قسمت غنما
 ميكر ويك حله بر معاذ جبل رضی اللہ عنہ فرستاد و آن پیش بہا بود معاذ رضی اللہ عنہ
 فروخت و شش بندہ بہا سے او خرید ایشان را آزاد کرد عمر رضی اللہ عنہ شنید
 حله دگر فرستاد معاذ رضی اللہ عنہ عمر را عتاب کرد و عمر گفت آن بر تو نیست آنچه نصيب
 من است آن بر من بفرست و سوگند خورد کہ آن حله بر سر تو زخم عمر رضی اللہ عنہ
 اينک سر من پیش تو است اگر میخواہی بزنی و پيرے پيرے دگر رفتی کند
 اکنون وقد يرفق الشيخ بالشيخ و معنى دارو كى انك اين عمر رضی اللہ عنہ
 سر پیش او نہاد و گفت پير پيرے رفتی کند یعنی زنی و دو دم معنی بود تمام حله
 گفت وقد يرفق الشيخ بالشيخ یعنی سر پیش او نہاد و معاذ رضی اللہ عنہ
 رفتی کرو ز نو —

قوله (۱۳) مخالفة النفس و ذکر عیوبها

توان دانست البته بانفس بہمہ و جہ مخالفت شرط است زیرا چہ او کے
 است محبوب پر کبریٰ ہو بہرستہش مخالفت فرمان رب است اور البتہ بر غیر مراد
 او باید داشت تا او آںچہاں شود کہ غیر مراد او مراد او گردد و او عیوب دار و چنانچہ
 شکبہ را ہر چند کہ ثبوتی بدان چیزے کہ او پروردہ شدہ است البتہ گندگی رفتنی
 نیست و عجب چیزے در ہر و ربط کہ اورامی غلطانی و ہر تصفیہ کہ اورامی کنی باز آنجا
 یک حفیہ بیرون می آرد کہ اندازہ دفع نیست ہم ازین گفتہ دفع نفس ساعت نماز
 التجا بند باید کرد قوله وقال اللہ تعالیٰ قَامَا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہِ
 وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ خدا گفتم است
 ہر کہ از خدا ترسد و نفس را از ہوا باز دارد او کہے است کہ بہشت جاے بود او است
 و جاے بازگشت او است فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ دو معنی دارو کیے آن کہ
 فرود بہشت ماواے او گردد و دوم ہر کہ نفس را از ہوا باز داشتہ و از تشمت
 و تفرق باز آوردہ او در بہشتے نقدے قرار یافتہ و صوفیان گفتم اندالجنہ جنتان
 معجلہ و موحلہ قوله اخبرنا علی بن احمد بن عبد ان رحمہ اللہ
 قال اخبرنا تمام رحمہ اللہ قال حد ثنا محمد بن معاویہ
 النساہوری رحمہ اللہ قال حد ثنا علی بن ابی علی بن عتبہ بن
 ابی لہب رحمہ اللہ عن محمد بن الکند و رحمہ اللہ عن جابر
 رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال اخوف
 ما اخاف علی امتی اتباع الهوی و طول الامل فاما اتباع الهوی
 فیصل عن الحق و اما طول الامل فیسی الآخرة رسول اللہ صلی اللہ

علیہ والہ وسلم فرمودہ است مخوف ترین چیزاے کہ در امت منت یکے
اتباع ہوی یعنی ہوی در نفس آید و مردم بحسب او کارے کنند و دو م طول اہل
سیاری امید حیات اما اتباع ہوی چرا خوف تراست زیرا چہ اتباع ہوی
گمراہ گردد از رہ سلوک باز ماند بطرف دیگرے رفتہ و اما طول اہل چرا خوف
تراست زیرا چہ او منسی آخرت است قولہ و اعلم ان مخالفت النفس
راس العبادۃ شیخ میفرماید بدانکہ مخالفت نفس بر عبادتہا است قولہ
وقد سئل المشائخ عن الاسلام فقالوا ذبح النفوس لبيوت
المخالفة مشائخ را از اسلام پرسیدند یعنی بہم ترین کار اور اسلام چیست
گفتند کہ نفسہا را ذبح کنند یہ تیغ اے مخالفت تو بدانکہ ہر چہ بلا است در نفس
تا مخالفت او تسمیہ ذبح می آید قولہ و اعلم ان من تجر طوارق
ففسد اهل طوارق الفسد بدان ہر کہ طوارق نفس اور روشن شد طوارق
انس او فرو آید یعنی اگر نفس بر آمد انسے کہ با خدا است فرو شست قولہ
وقال ذو النون المصري رحمه الله مفتاح العبادۃ الفكرة و علا
الاصابة مخالفة النفس والهوى ومخالفتها ترك شهواتها
کلید عبارت فکرت است یعنی مرد بیندیشد کہ چہ کار بہتر و کد ام شغل نافع تر و در
چیز غمرت کا لہر چو این اندیشہ کند بدین اندیشہ در عبادت کشا وہ گرد و این
فکرتے کہ گرد نشان آنکہ او بدین فکرت بصواب و حق رسیدان کہ
ہوی کند و مخالفت ترک شہوت اوست آرزو اے اور ترک آرزو
وقال ابن عطاء رحمه الله النفس مجبولة على سوء الادب
والعباد ما مور بما لزمت الادب فالنفس تجرى لطبعها في ميدان
المخالفة والعباد يردونها بجهد عن سوء المطالبة فمن طاق

عنائہا نہو بشریکہا معہا فی ضلالتہا حیلہ نفس برے اوبی است
و بندہ بدین امور کہ البتہ حفظ اوب کند پس نفس بطبیعتہ کہ ازان اوجہلی است
او در میدان مخالفت جو لا نگری کند و بندہ کہ نامور بلا زمت اوب است جہد
کند اور ازان بگرداند و باز آرد از مطالبہ ہوا کے کہ او دار دہر کہ عنان او کشاؤہ
و او ہر طرفی کہ خوش آید برو پس او بانفس خویش شریک است در فساد او
قولہ سمعت الشیخ اباعبدالرحمن السلی رحمہ اللہ علیہ
یقول سمعت ابابکر الرازی رحمہ اللہ یقول سمعت اباعمر
الانماطی رحمہ اللہ یقول سمعت الجلیل رحمہ اللہ یقول
النفس الامارۃ بالسوء ہی الرابعۃ الی المہالک المعینۃ
للاعداء المتبعضۃ للہوی المقصۃ باصناف الاہواء جنید رحم
گفتہ است نفس امارہ است او داعیہ است میخواند بطرفی کہ بلاک صاحب
او باشد و اگر خصوصیت اور ایاری می دہد او پس بلاک خویش میرود کہ ہونے او
اور است و ہمتی کجا نواع ہوا او ازین تہمتہا پاک ندار و قولہ وقال ابو حفص
رحمہ اللہ من لم یکنہم نفسہ علی دوام الاوقات ولم
یخالقہا فی جمیع الاحوال ولم یجرہا الی مکروہہا فی سائر
ایامہ کان مغروراً ومن نظر الیہا باستحسان شیء منها
فقل اہلکها و کیف یصح لعامل الرضا عن نفسہ والکریم بن
الکریم یقول ما ابرئ نفسی ان النفس الامارۃ بالسوء اتاد
ابو حفص فرمود ہر کہ نفس خود را ہر نفسی تہمت کند مخالفت بہ حال نکند و نفس را بوسے چیزے
کہ مکروہ است نکشد در گردش روزگار خویش اتچنین کسے مغرور باشد و ہر کہ
طرف نفس بنظر استحسان دید یعنی او کو کارے کرد پس اور اضایع کرد و چوں

روا باشد مرعاض را کہ اوراضی باشد از نفس خویش و پیغمبر یوسف بن داؤد علیہا السلام
 این سخن گفت وَمَا أُبْرِي نَفْسِي الْآيَةَ قَوْلَهُ سمعت محمد بن الحسين
 رحمه الله يقول سمعت ابن مقسم رحمه الله يقول ويقول
 سمعت ابن عطاء رحمه الله يقول قال الجنيد رحمه الله قلت انزلت
 ليلة فتمت الى وهدى فلما جد ما كنت من الحلاوة فاهتت
 ان انام فلما قد مر عليه فتعدت فلما طق القعود ففتحت الباب
 وخرجت فاذا رجل ملتفت في عباءة مطروح على الطريق فلما
 احس بي رفع راسه وقال يا ابا القاسم الى الساعة فقلت يا
 سيدي من غير موعد فقال بلي سالت تحرك القلوب
 ان تحرك لي قلبك فقلت فقد فعل فما حاجتك فقال متى تصير
 داء النفس دواءها فقلت اذا خالفت النفس هواها صار
 داءها دواءها فاقبل على نفسه وقال اسمعني قل حاجتك بهذا
 الجواب سبع مرارة فابيت الا ان شمعيه من الجنيد فقل
 سمعت ونصرف عنى ولما عرفه ولما وقف عليه جنيد رحمه الله ميگوید
 غلطیدم شبے خواب نمی آمد پس از خواب خاتم سبوسے ورد خویش شدم بود
 مشغول شدم ذوقی نمی یابم پس خواستم بخیم خواب نمی آمدے شستم قرار نیت
 در کشادم برون شدم می بنیم مردے گلیمے پیچیدہ میان رواقنادہ است
 بعد آنکہ مرادید سر خویش را بر کرد گفتم این ساعت تا کجا می روی گفتم جائگے معین
 ندارم کہ برون آمدم گفتم آری راست میگوی من از خدا خواستم کہ دل ترا
 قرارے ندید مضطرب دارد تا برین بیانی جنید رحمه الله میگوید گفتم حاجت تو
 چیست گفتم کہ باشد کہ رنج نفس و درد نفس دوائے او گردد گفتم وقتے

کہ نفس مخالفت ہواے خویش کند اے او دواے او کرد و اگر کسے نفس را از ہواے
 بگرداند و البته برین قاصد و جازم عازم باشد و اے او دواے او شود و بعد آن نفس
 خویش باز آمد و نفس خویش را گفت می شنوی جنید چہ میگوید من میگفتم و بیعت
 بار گفتم تو گفت من شنیدی این زمان از جنید رحبتنو کہ چہ میگوید و بر خاست او را
 ثنا ختم و ندانستم کہ بود قولہ و قال ابو بکر الطمسانی رحمہ اللہ النعمۃ العظمی
 الخروج من النفس لان النفس عظیم حجاب بینک و بین اللہ
 تعالیٰ نعمتہ بزرگے است از ہواے نفس برون آیند زیرا چہ نفس عظیم حجابے است
 نقطہ میان تو و میان خداوند نفس تو توئی تو واللہم باشد ہم ازین نکتہ کہ ببول افتاد و است
 شستہ گرد و من ندانستم کہ البته شستہ خواہد گشت قولہ و قال سهل رحمہ اللہ
 ما عبد اللہ بشئ مثل مخالفت النفس و الهواے بہ عبادتے بہتر ازین خدا
 پرستیدہ شدہ است کہ مخالفت نفس و ہوا کنی قولہ سمعت محمد
 بن الحسین یقول سمعت منصور بن عبد اللہ رحمہ اللہ یقول
 سمعت ابا عمر الاعمالی رحمہ اللہ یقول سمعت ابن عطاء رحمہ اللہ
 و سئل عن اقرب شیئ الی مقت اللہ قال رویۃ النفس و احوالها
 و اسئل من ذلک مطالعة الاعواض علی افعالها پر سید کہ کلام
 چیز بغض خدا نزدیک تر است گفت نظر رضا بنفص کردن و ہواے او خوش بود
 و سخت تر از ان نیست کہ کارے نفس کند و تو از خدا عوض آن خواہی درے
 ہواے نفس دہی و عوض آن فردا از خدا ثواب بطلبی ہمہیں مثال تو او دانست
 ہر چہ از نفس زاید در چیزے نیست زہے بد نختے کہ معتزلی است ہمہ افعال خود
 را بدان نفس بد نخت خود اضافت کند و نسبت دید قولہ و سمعتہ یقول
 سمعت الحسین بن یحیی رحمہ اللہ یقول سمعت جعفر بن

نصیر رحمہ اللہ بقول سمعت ابراہیم الخواص رحمہ اللہ يقول
 كنت في جبل لكاهم فرايت رمانا فاشققتہ فد نوت فاخذت
 منه واحدا فشققتہ فوجدتہ حامضا فمضيت وتركت الرمان
 فرايت رجلا مطر حاروقا اجتمع عليه الزنا بير فقلت السلام ^ن
 عليك فقال وعليك السلام يا ابراهيم فقلت كيف عرفتنى
 فقال من عرف الله لا يخفى منه شيء فقلت ارى لك حالا ^ن
 مع الله فلو سالتہ ان يحميك ويقيك الاذى من هذا الزنا بير
 فقال واذا ارى لك حالا مع الله فلو سالتہ ان يقيك شهوة
 الرمان فان لدغ الرمان تجل الانسان المذنب الاخرة ولدغ الزنا
 تجل المله في الدنيا فتركته ومضيت ابراهيم خواص ميگويد برکوی کما
 بر رقم درخت امارویدم و خوش آمد که بخورم نزدیک او شدم یک امارے شکتم
 اورا پارہ کروم چیدم ترش است رمانا گدا شکتم و گذشتم مودے را دیدم افتادہ
 زبوران بروے جمع شدہ اند اور امی زشد برو سلام عليك گفتم او جواب سلام
 داد و گفت عليك السلام يا ابراهيم گفتم تو مرا چون شناختی کہ من ابراهيم ام گفتہ
 خدا را بشناسد و حقيقت او بداندم هر چيزے بروے خفي نماذ یعنی ہر چيزے
 مقابلہ دل او آئینہ شدہ است ہر چيزے عکس درو پيدا آيد ابراهيم رحمہ اللہ
 گفت من ترا حالے با خدا مي بنيم چرانمي خواہي کہ خداے تعالی ز زبوران را از تو دفع
 کند ان مطروح گفت ابراهيم را من مي بنيم ترا با خدا حالے ہست چرانمي گوئي
 کہ ترا از آرزوے امار نگاہ دارو زيرا چہ کارے کہ امار بر تو زندان درو و آن رخ و آن
 زبان در آخرت باشد و اين ز زبوران کہ مرا مي گونذ الم او در دنيا مي يا بم اين زيائے
 کہ ترا رمان کرد در آخرت و رنجے کہ ز زبوران مراد او نہ جز در دنيا نہ پس اين بہتر با

پس اور انجا آگذاشتم و گزاشتم قوله وحی عن ابراهیم بن شیبان
رحمه الله انه قال ما منت تحت سقف ولا فی موضع علیه
غلق اربعین سنه و کنت اشقی فی اوقات ان اتناول
شبعه عدس فلم یفق فکنت وقتا بالمشام فحمل الی عصارة
فیها عدس فتناولت منه و خرجت فرایت قواریر معلقه
فیها شیء شبه نمودجات فظننته خلافاً فقال لی بعض الناس
ایش تنظر هذه نمودجات الخمر وهذه اللذان خمر فقلت
فی نفسی لزم فی فرض فدخلت حانوت الخمار و لم ازل صب
تلك اللذان وهو یوهم ان اصبته بامر السلطان فلما علم
حملنی الی ابن طولون فامر بصرنی ما یتی خشية و طرحنی فی السجن
و بقیة مکة حتی دخل ابو عبد الله المغربی استاد ذلک البلد
فتشع فی فلما وقع بصره علی قال ایش فعلت فقلت شبعه عدس
وما فی خشية فقال منجوت مجانا از ابراهیم شیبان رح حکایت آرندا و گفته
است که من زیر سقفی نختم که بر و بلندی و غره باشد چهل سال و در اول من این آرزو
بود که عدس را سیر خورم و البته اتفاقاً دست نمی داد پس وقتی در شام بودم
عصارة بر من آوردند در لیل عدس بود آن را سیر خوردم و بیرون آدم پس دیدم
قواریر معلق است شبه نمودجات گمان بردم که سرکه است من طرف ایشان
دیدن گرفتم مردان گفتند چه می بینی این همه خمر است این خمه که می بینی همه خمر است
گفتم مرا فرغی شد که در آیم ایشان را بشکنم پس در دوکان او در آدم و آن خمه را
می ریختم و آن صاحب گمان می برد که این که می ریزد بفرمان سلطان است پس چو
دانست مرا برابر ابوطولون برد مگر کسی بهتر ایشان بود او فرمود که مرا دوست چوب

فتشع

بزند و در بندہ نجانہ مرا گذاشت و مدتی در بندہ نجانہ ماندم تا آنکہ عبد اللہ مغربی رحمہ اللہ
 آمد استاد آن شہر بود بر اسے مرا شفاعت کرد و ہر گاہ عبد اللہ رحمہ اللہ مرا دید گفت
 چہ کردی تو گفتم عدس را بپیر خورم دو سیت چوب زد گفتم رایگان خلاص یافتی
 قولہ سمعت ابا عبد الرحمن السلی رحمہ اللہ یقول سمعت
 ابا العباس البغدادی رحمہ اللہ یقول سمعت جعفر بن نصیر
 رحمہ اللہ یقول سمعت الجدید رحمہ اللہ یقول سمعت
 التری رحمہ اللہ یقول ان نفسی تطالبنی منذ ثلاثین ^{بعین} اواز
 سنہ ان اغیس جزیرہ فی دہس فیما اطعتها جنید رحمہ اللہ از ستر
 رحمہ اللہ روایت کرد کہ او گفت مدت چہل سال باشد کہ نفس من از من این میطلبد
 کہ بر اسے او گذرے در دو شاب بیندازم بخورم پس او را چہل سال خوردن
 ندادم قولہ و سمعتہ یقول سمعت جدی یقول آفة العبد ضاء
 من نفسہ بما هو فینہ آفت مرد سالک رضاے او از نفس خود است
 بدانچہ او باشد حاصل بہر چیزے کہ نفس او خوش است بدان رضا باشد قولہ
 و سمعتہ یقول سمعت محمد بن عبد اللہ الرازی رحمہ اللہ
 یقول سمعت الحسن بن علی القومسی یقول وجدہ عصام بن
 یوسف رحمہ اللہ شیاً الی حاتم لا صم فقبلہ فقیل لہ لیس
 قبلتہ فقال وحدثت فی اخذ ذلی و عزه و فی مردہ عزی و ذلہ
 فاخرت عزہ علی عزی و ذلی علی ذلہ عصام لمخی رحمہ اللہ چہینے بر ما تم
 اصم رحمہ اللہ فرستاد حاتم قبول کرد پر سیدندہ بود کہ فرستاد و او قبول کردی
 گفت در اخذ آن شی ذل من است و فر عصام و در رد او ذل او و عز من پس
 اختیار کردم عزت او را بعزت خویش و ذل خود را بر ذل او قولہ و قبل بعضهم

انی ارید ان اجمع علی التجرب فی فقال جردا ولا قلبك عن السهو
ونفسك عن الله ولسانك عن اللغو ثم اسلك حيث شئت
كسے برصونی گفت من منجو اہم حج كنتم بتجربید یعنی زاو و راحلہ برابر نباشد بفقرو توكل حج
كنتم درویش فرمود دل را از سہو مجرد كن یعنی حافظہ اوقات می باش و نفس را از مالای
مجرد كن و زبان را از لغو مجرد كن سخن کہ فضول باشد و زاید از مقصود باشد گوچون این رسالہ
کردہ باشی ہر کارے کہ خوش آید کنن خواهد کہ در کعبہ رود و خواهد در بستکہ برو و قولہ
وقال ابو سلیمان الدارانی رحمہ اللہ من احسن فی لیلہ کوفی فی
نہارہ و من احسن فی نہارہ کوفی فی لیلہ و من صدق فی ترک
شہوۃ کفی مؤنتہا و اللہ اکرم من ان یعذب قلبا ترک شہوۃ
لاجلہ و ارانی رحمہ اللہ گفتہ است کہ ہر کہ در شب خود علی نیکی کرد روز ہم در پینہ
شب باشد و ہر کہ در روز خویش نیکی کرد شب او در پینہ روز باشد این را دو معنی است
یعنی ہر کہ شب را کار نیکی کند در روز ہم موفق بہ کاراے نیک شود و دیگر چو شب کارے
نیک کرد اگر در روز تقصیر شود این تقصیر در توفیر شمرند زیرا چہ روز در پینہ شب است
و شب در پینہ روز و دیگر معنی ہم است ہر کہ شب را کارے کند نیک روز را حاجت
نہا شد ہاں عمل بندہ است و کذلک العکس چنین مردمان ہم باشند کہ عمل شب در روز
کنند و عمل روز در شب کنند و مردمان ہم مستند کہ روز و شب را ضرب کنند مثلاً شب و روز
چندین رکعت نماز خواہم گذارد یا این قدر در شب تمام کنیاد و روز ہم کہ در ترک
شہوتے صادق باشد یعنی بصدق برائے خدا را ترک آوردہ باشد مؤنتان
شہوت با او کفایت کردہ شود و خداوند سبحانہ و تعالی کریم تراست ازین کہ عذاب
کند و لے را کہ برائے او آرزو ترک آوردہ باشد قولہ و اوحی اللہ
تعالی الی داود علیہ السلام یاد او وحی را و اندھا اصحابک

اکل الشهوات فان القلوب المعلقة بشهوة الدنيا عقولها عن
 محبوبه بر او و علیہ السلام وحی شد کہ بتیرسان و بازواریان خود را از خوردن
 مشتهیات نفس زیر اچہ و لہاے کہ متعلق بشہوت دنیا است عقلہاے آن و لہا
 از من محبوب است قوله و سہای رجل جالس فی الہوا فقیل لہ بسم
 قلت هذا فقال ترک الہوی فسخری الہوا مردے را دیدند و رموا
 شتہ اور اپر سیدند بدین بچہ رسیدی گفت ہواے نفس را گذاشتم ہواے
 میان آسمان و زمین است کہ قرار کسے نباشد اور اسخر من کروند آنجا مرقار و
 قوم ابدال را طیر است و ابدال را کہ ابدال گویند ہم ازین کہ ہواے خود را بدم
 خدا کردہ اند قوله و قیل لوعرض المؤمن الف شهوة لاخرجہا
 بالخوف و لوعرضت للفاجر شهوة و احق لاخرجتہ من الخوف
 اگر مومن را بہتر شہوت عرضہ کنند آن ہمہ شہوت را بخوف خدا برون آرد و اگر فاجر
 یک شہوت عرضہ کنند آن شہوت بیرون آرد اور از خوف خدا قوله و قیل لا
 تضع زمامک فی یل الہوی فاندہ یقودک الی ظلمۃ و گفتہ اند ہا خود ^{انظرو}
 را بدست ہوا مدہ زیر اچہ او ترا بسوتے تار کی دل کشد و ترا از خدا باز دارد چو دل
 تار یک شد از خدا ہم خود محروم اند قوله و قال یوسف بن اسباط
 رحمہ اللہ لا یخو الشهوات من القلب الا خوف مزج او شوق
 معلق یوسف اسباط رحمہ اللہ گفتہ است شہوات را محو نکند از دل مگر خوفی
 کہ ترا مضطرب کند از جا بچنا نداشتو قے کہ ترا در قلق دارد قوله و قال النبی
 رحمہ اللہ من ترک شهوة فلم یجد عوضہا فی قلبہ فهو کاذب
 فی ترکہا خواص رحمہ اللہ گفتہ است ہر کہ ترک شہوتے کرد و بظنہ بر اے خدا راست
 و او عوض آن در دل خود نیابد یعنی صفای و نورے از دیاد طلبے و رغبت بر

عبادت و ترک آن شہوت آن مرد را کاذب شمرند ظہور این اثر در نقد لازم نیست
 شاید بعد سالہا باشد گفته می شود بصدق و کذب ترک شہوت گفتند کہ در جلد او این
 ترک شہوت محمود است قوله وقال جعفر بن نصیر رحمہ اللہ دفع
 آتی الجنید رحمہ اللہ در ہما وقالی اشتریہ التین الوزیری
 فاشتریتہ فلما افطر اخذ واحدا و وضعہ فی فمہ ثم القاه
 و بی وقال احمہ فقلت لہ فی ذلک فقال ہتف فی قلبی اما
 تسلیبی ترکہا من اجلی ثم تعود الیہا جعفر نصیر رحمہ اللہ میگوید چہ
 قدس اللہ سرہ مراد سے دادو گفت انجیر وزیری بخرس خریدم بعد انکہ افطار
 کرویکے ازان انجیر است و در دہن کرد پس آن از دہن برون انداخت
 و بگریست و گفت بگری این را این سخن از او پرسیدم گفت ہا تھے او از داد ترا شرم
 نمی آید بر اے خدا را ترک آوردی و باز ہم بدان باز میگروی برین معنی بیتے خواند
 قوله و اشتد شعر

نون الموان من الهوى مسروقة و صریح کل هوى صریح هوان
 نون ہوان از ہوی مسروق است یعنی ہوی عین ہوان است نونے را از ہوان
 دور کردہ اند ہوا شدہ است یعنی ہر ویکیے اند و صریح کل ہوی ہر کرا ہوا
 فرو انداختہ است اورا ہوان فرو انداختہ است بروخاری غالب آمد
 تا انکہ غرت اورا فرو انداخت اما اگر ہوی را از ہوا گویند این مقصورہ را مدود کہند
 این مقصورہ مدود است کہ در وقف مقصورہ میکنند ہوا شے معلق اورا قرار
 نہ اورا اعتبار سے نہ پس این ہوا لغت آن ہوا باشد گوی مدود بود کہ مقصورہ
 کردہ اند

قوله واعلم ان للنفس اخلاقا ذميمة فمن ذلك الحسد

بدان مرغص را اخلاق و میمرا است یکے ازان حسداست عقديات و مخالفت
نفس و عیوب او بود ہم بدان نسبت است کہ یکے ازان عیوب حسداست

قوله (۱۴) باب الحسد

حسد عبارت ازین است یکے را بوجہ وطن او دیگرے بجائے رسید
کہ دیگر را متعسر است یا چیزے است کہ متمناے اوست این را اوست نمیدید
او بدان فائز و یکے را شرفے ہست و دیگرے بران شرف شریک اکنون جاسد
بہچنین میجواید این دران شخص محسود نباشد مرا باشد یا خود مرا باشد یا نباشد اورا
نباشد و آنکہ غیرت و غبطہ گویند و بغیرے فسخی ہم از حاسداست آری شکنبہ ^۹ حسد
را شستہ اند بمبالغت اما ازان بوجے خالی نیست و دیگر گویم آن حاسد را چیز
کہ می رنجاند و در عذاب میدارد این مغتبط و غائر را بعینہ است فافہم ^{۱۰} و اعلم
قوله قال الله تعالى قل اعوذ برب الفلق ای ان قال ومن شر
حاسد اذ احسد فحتم السورة التي جعلها عوذة بذکر الحسد
از چند چیزے بالا تعوذ کرد یکے ازان حسد شمر و پس حسد شترے عظیمے است کہ
انفادات و غسق و وقب و قعود کرد و چون بہچنین باشد دفع او امر ضروری باشد
ان شاء الله و است و بقوله اخبرنا ابو الحسن الاهوازی رحمه الله
قال اخبرنا احمد بن عبد البصری رحمه الله قال حدثنا
اسمعيل بن الفضل رحمه الله قال حدثنا يحيى بن مخلد رحمه الله
قال حدثنا معاني بن عمران رحمه الله عن الحرث بن شهاب ^{۱۱} التمار
و رحمه الله عن معبد رحمه الله عن ابی قلابہ رحمه الله
عن ابی مسعود رضی الله عنه قال قال النبی صلی الله علیه وسلم

ثلث من اصل كل خطيئة فاتقوهن واحذرهن اياكم
والكبر فان ابليس حمله الكبر على ان لا يسجد لادم و اياكم والحصر
فان آد وحمله الحصر على ان اكل من الشجرة و اياكم والحسد
فان ابني آد و انما قتل احدهما صاحب حسد ابن مسعود
رضي الله عنه از رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم روایت میکند کہ آن حضرت
است کہ ایشان سر پر گنہ انداز ایشان برسید و پرہیزید بیان آن سر چیز این کرد
ایاکم و الکبر بر شما باد کہ از خود بینی پرہیزید زیرا چہ ابلیس لعنہ اللہ کبر اورا برین
آورد کہ آدم علیہ السلام را سجدہ نکند بہ بین کہ از کبر اوست چہ باشد و دیگر فرمود و
ایاکم و الحصر و بر شما باد کہ گرد حصر مگردید یعنی از حصر بہ پرہیزید زیرا چہ آدم علیہ
را حصر باعث شد بر اے خوردن چیزے از درختے و دیگر فرمود پرہیزید از حسد
زیرا چہ یکسرا دم علیہ السلام و دم راکشت و سبب جز حسد نبود قصد و تلفائیر نبشتہ
کتاب چہ در از نم قولہ و قال بعضهم الحاسد جاحل لانه لا یزکی
بقضاء الواحد خود همچو منکرے باشد مشیت و قدرت خدا را زیرا چہ
وقیل الحمد او بقضاء خدا را رضی نیست اکنون سجع و کلام نگاہ داشت قولہ و قال
بعضهم الحسود لا یسود و بعضے گفتہ اند حسود مہتر و بزرگ نشود و دیگر
حسود دیگر را فائز بشرقے می بیند کہ اورا نیست پس ہر آئینہ اورا آن بزرگی نیست
آنکہ حسدی کند چنین مردان ہم باشند در جہاں ہیچ کسے را بر اوست رسیدہ
تواند دید چہ خوب بودے اگر معنی الحسود لا یسود این بودے کہ حسود ہرگز
نیاساید بعضے عوام این لفظ را محین گویند حسودا سودا از زبان این مسکینان سخن
درستے و راستے بیرون می آید قولہ و قیل فی قولہ قل انما حرم ربی
الفواحش ما ظہر منها و ما بطن فیل ما بطن الحسد تفسیرین

آیت خداوند تعالیٰ حرام نکرده است مگر آنچه حد تجاوز و زور و ظالمی و باطن او را حرام کرده است و باطن محرم در بعضی تاویلات حد مراد داشته اند و ظاهراً ظالم شرب و کذب و امثال آن باطن چنانچه حد و حدود و عداوت و بغض و امثال آن قوله فی بعض الکتاب الحاسد عدو نعمتی و در کتب منزل است خداوند تعالیٰ میگوید عاصد دشمن نعمت من است یعنی من کیے را انعام نعمتی کرده ام او زوال آن میخورد قوله و قيل اثرتین فیک ان یستبین فی عدک انک برکے حسد میکند ہر آئینہ اور دشمن میدارو تا انک زوال نعمت محمود شود و عذاب تفرق و تشتت بقداست قوله و قال لا صحیحی
رحمہ اللہ راایت اعرابیا تی علیہ مایۃ و عشرين سنۃ
فقلت ما طول عمرک فقال ترکت الحسد فبقیت اصمعی رحمہ اللہ
من اعرابی را دیدم عمرش صد بست سال رسیدہ بود گفتمش چہ عمری درازے
کہ تو داری گفت ترکت الحسد فبقیت حد را ترک کردم و باقی ماندم حد
گذازندہ روح حیوانی است چو روح حیوانی بگذازد عمر کم شود قوله و قال ابن
المبارک رحمہ اللہ الحمد لله الذی لم یجعل فی قلب امیر
ما جعل فی قلب حاسدی پاس و تائیس مر خدا ترا در دل سیر من
ان نینداخت کہ در دل حاسد انداخت قوله و فی بعض الآثار
فی السماء الخامسة ملک یمزیدہ عمل عبد له ضوع کضوع
الشمس فيقول قف فانما ملک الحسد اضر بابه و وجهه ضاع
فانہ حاسد و بعض آثار است و آسمان پنجم فرشتہ است عمل بند
کہ ضورا و همچو ضور شمس است آن عمل بر آن فرشتہ می گذرد و فرشتہ میگوید با
کہ من ملک خدم حد را بر روی صاحب او بر نم زیرا چہ او حاسد است

ہیچ خوش نشود مگر بزوال نعمت قوله وقال معویہ رضی اللہ عنہ کل انسان
اقل من علی ان ارضیہ الا الحاسد فانه لا یرضیہ الا زوال النعمۃ
معویہ رضی اللہ عنہ گفته است ہر جا کہ صاحب باشد تو انم اور خشنود کردن اما
را تو انم خشنود کردن زیرا چہ او زوال نعمت محمود طلبد و مسکین محمود را چیزے بدست
اونہ خوب خدا را چون تو او از خود زائل کردن قوله و یقال الحسد ظلم
غشوم لا یبقی ولا ینہر و گفته اند حسد ظلمے ! مذکورہ ظلم مباحثے وارد او ہرگز
بقایے حاسد نکند و ترک نیارد قوله وقال عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ
ما رأیت ظالما اشبه بمظلوم من الحاسد غمہ دائم و
دفس متتابع ظالم کہ بمظلوم ماند مانند ترا از حاسد نباشد و غمہ دائمی
است و رنج متتابع بلاے است و رسینہ او کہ ابتہ نرود قوله و قیل
من علامات الحاسد ان یتملق اذا شہد و یعتاب
اذا غاب و یثمت بالمصیبة اذا نزلت و گفته اند نشان حاسدیت
وقتے کہ بر محمود حاضر شود تملق نماید خود را دوست نماید و بہ نعمت محمود را رضی
نماید و وقتے کہ غائب شود از وی غیبت کند و در تعیب او باشد و اگر مصیبت
بدان محمود رسد او بدان خوش شود قوله وقال معویہ لیس فی خلا
السر خلة اعدل من الحسد یقتل الحاسد عما قبل المحسود
نیت در میان دل فصلتے عادل تر از حسد پیش از آنکہ محمود بمیرد حاسد بدست حسد
بنقد خود را خود می کشد قوله و قیل اوحی اللہ تعلق الی سلیمان بن
داود علیہما السلام اوحیک بسبعة اشیاء لا تقتاب صالحی
عبادی ولا تحسدن احدا من عبادی فقال سلیمان علیہ السلام
یارب حبیبی خداوند تعالی بر سلیمان علیہ السلام وحی کرد بندگان صالح

مراغیبت مکن و ہیج بندہ مراحد مکن سلیمان علیہ السلام گفت یا رب این سبند
 مرا بندہ است قولہ وقیل سراى موسى عليه السلام رجلا عند
 فعبطه فقال ما صفتہ فقیل کان لا تحسد الناس علی ما آتاهم ^{اللہ}
 من فضلہ چنین گویند موسیٰ علیہ السلام شخصی را نزد یک عرش دید فبطہ کرد یعنی
 آرزو کرد کہ من ہم چنین باشم و پرسید کہ کردہ باشد نعمت خویش را این بران
 حد کرد قولہ وقیل الحاسد اذا سراى نعمتہ بہت و اذا سراى
 عشرۃ شمت حاسد چون نعمتے را بہ بنید مہبوت شود و اگر دشواری بسیند
 بر محمود عوش شود قولہ وقیل اذا اردت ان تسلم من الحاسد
 فاستر فلیس علیہ امرک گفتہ اند اگر خواہی از حاسد سالم مانی عزتے و شرفے
 کہ تو داری از او پوشش من چنین دانم کہ قابل پوشیدن نیست یکے قدے
 لطیفے دارد و کلامے فصیحے دارد و معالمتے خوبے دارد این را چون پوشد آرد
 مہما مکن در اظہار زکوشد قولہ وقیل الحاسد معتاد علی من لا ذنب
 لہ یخیل بما لا یملکہ حاسد خشم دارد بر کسے کہ اورا گنہے نیست بخیاے گرفتار
 است کہ آن در ملک او نیست خدا اورا شرفے دادہ است و فضلے و غرتے
 دادہ و صاف و پاک گردانیدہ گنہے درونہ و تو خشم برو میکنی و زوال آن نعمت
 میخوای و آن ترا میترسند نکو سخنے است این اگر گویند الحسد داء لیس لہ دواء
 والحسد مرض لیس لہ شفاء قولہ وقیل ایاک ان تسعی فی
 مودۃ من یحسدک فاندہ لا یقبل احسانک بر تو باو یا کہ رنج مہ
 بر دوستی کسے کہ حد میکند با تو زیرا چہ او ہرگز احسان تو قبول کردنی نیست ^{خند}
 تو بر و احسان خواہی کرد فضل و شرف بیشتر خواہد دید بیشتر حد خواہد کرد و اما اگر
 خواہی اورا بر سخانی و ہیج حد او کنی احسانے بر دکن قولہ وقیل اذا اسر ^{اللہ}

ان لیسط علی عبدک الا یرحمہ سلط علیہ حاسدا
 چون خدا خواہد بر بندہ کسے را گمارد کہ البتہ بروے رحمت نکند حاسدے
 بروے گمارد **قوله** **وانشکوا شعری**
وحسبک من حادث بامرئ تری حاسدا یدلہ امر احمینا
 ہنڈا است از حادثات روزگار ہر دے کہ بینی تو حاسدان برو رحمت می کنند
قوله **وانشکوا**

کل العداوة قد تجی اماتہا الاعداوة من عاد العمن حید
 ہر جا کہ عداوتے است امید امن باشد از دے مگر عداوتے کہ در دے
 حد باشد **قوله** **وقال ابن المعتر**
قل للفسود اذا نفس طعنته یا ظالما و کافرا مظلوم
 فسود را بگوچوں اور از تو یک طعنہ دور کنند این ظالمے کہ گوی مظلومے
قوله **وانشکوا شعری**

واذا امراد الله شرف فضيلة طويت اناح لها لسان حنود
 وچوں خدا خواہد فضیلت کسے کہ پوشیدہ است آشکارا کند زبان حنود
 را برو کشاید۔

قوله **ومن الاخلاق المذمومة للنفس الغيبة ویکنی**
 اخلاق ذمیرہ نفس اعتیاد غیبت است۔

قوله (۱۵) باب الغیبة

غیبت کسے در پس او سخن گفتن کہ آن سخن اورا بحضور او گویند اورا
 دشوار آید بسیار مردم درین بتلا باشند و بعضے را کالضہرۃ لہم است

چنانچہ مقرران بادشاہ البتہ درگوش و خبرے از مردم رسانند ابو بکر رضی اللہ
 عنہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نعیم صحابی قدیم پیوستہ بود
 اور امارت لایستہ داد و طبلے و علمے بدو تسلیم کرد امیر المؤمنین عمر رضی اللہ
 عنہ برا ابو بکر خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفت چه کردی وقتے
 او بابنی ہاشم میگفت یا ابن عباس و غیر آن ای بنی ہاشم شما حمیت
 و غروبیت گم کردید و ادا شتید کہ شخصے از بنی تیمم بر شما امیر شود و شما بنی ہاشم
 ابو بکر رضی اللہ عنہ کم کرد گفت بروید طبل و علم ازو بیارید نعیم رضی اللہ عنہ
 برون انداخت گفت وانشدند بردون او خوشش بودم نہ از ایتدن ای
 ناخوش کنوں چه باشد این کہ برا ابو بکر رضی اللہ عنہ این سخن گوید کہ نعیم چنین
 چنین است گر آنکہ برائے مصلحت راروا باشد و مانند این حکایت ہا
 بسیار است قوله قال اللہ تعالیٰ اَتُحِبُّ اَکُلَ کُمَا اَنْ یَاکُلَ
 لَحْمًا اَخِيهِ مَيِّتًا شیخ آیت آورد برائے آنکہ غیبت نہی است
 عقلاً و شرعاً و مروءة و ترک آن ضروری است خداوند تعالیٰ فرمود لَا یَغْتَابُ
 بَعْضُکُمْ بَعْضًا اَتُحِبُّ اَکُلَ کُمَا اَنْ یَاکُلَ لَحْمًا اَخِيهِ مَيِّتًا ترجمہ
 غیبت کہنید کیے مروگیر یعنی در غیبت او آن گوید کہ اگر حضور او گویند
 دشوار آید این بدین مانند کہ کیے ہر گوشت آدمی را بخورد چنانچہ حیوانے است
 کہ ماکول است آن حیوان زندہ باشد و گوشت او بیرون خورد این بدان ہند
 و آن گوشت خوردن حرام و حکم آن گوشت مردار قوله اَتُحِبُّ اَکُلَ کُمَا
 اَنْ یَاکُلَ لَحْمًا اَخِيهِ مَيِّتًا و تفاسیر است کہ این از قبیل تمثیل
 و تمثیل است درین تمثیل و تمثیل تشبیح حال مغتاب میکند بدین مبالغت
 قوله اخبرنا ابو سعید محمد بن ابراہیم الا سمعیلی

وحمدہ اللہ قال اخبرنا ابو بکر محمد بن الحسین بن الحسن
 بن الخلیل وحمدہ اللہ قال حدثنا علی بن الحسن وحمدہ اللہ
 بن ہشام قال حدثنا اسحاق بن عیسی بن داود بن ابی ہند وحمدہ اللہ
 قال حدثنا محمد بن ابی حمید وحمدہ اللہ عن موسی
 بن وردان وحمدہ اللہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان
 رجلا قام وهو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالس
 فقال بعض القوم ما اعجز فلانا فقال اکلتم اباکم وابتتموه
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت میکند مردی با رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
 آلہ وسلم شتہ بود ایستاد گفت میان بعض مردم فلان چه کرد عجز است
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود خوردید شما گوشت برادر خود را و بیان
 آن خوردن اکتبتموه شما غیبت کردید او را قوله و اوحی اللہ الی موسی
 علیہ السلام من مات تائباً من الغیبۃ فهو آخر من
 یدخل الجنة ومن مات مصرّاً علیہا فهو اول من یدخل
 النار موسی علیہ السلام خداوند تعالی وحی کرد کہ غیبت کرد و از ان
 توبہ کرد و در بہشت در آید و لے پس از سہمہ و ہر کہ ہمیر و در غیبت مصر باشد
 یعنی توبہ نکرده باشد اول کہے باشد کہ در روزخ در آید اینجا سخن می آید
 غیبت حق دیگر است توبہ چو عفو شود تا خصم شنود شود مگر گویم این توبہ
 با شرفا باشد قوله وقال عوف دخلت علی ابن سیرین
 وحمدہ اللہ فتناولت الحجاج فقال ابن سیرین وحمدہ اللہ
 ان اللہ حکم عدل فلما یاخذ من الحجاج یاخذ للحجاج و
 از بٹہ افک اذا القیت اللہ عدل کان اصغر ذنب اصبتہ اللہ

علیک من اعظم ذنوب اصحابہ الحجاج یوسف حجاج حاکم بود ہمہ
کس دانند شخصی بر ایں سیرین رحمہ اللہ ابن حجاج را سبے کرد ابن سیرین رح گفت
تحقیق خدای تعالیٰ حاکم عالمے است چنانچہ جبرئیل از حجاج بگیرد دیگرے را سبب حجاج
کہ اور ابد گوید بگیرد تو فرما حضرت سخی غمزدترین گناہ ابدان پیدہ سخت تر باشد بر تو از اعظم
گناہہا کہ حجاج کہ قولہ وقیل دعی ابراہیم اذ ہم رحمہ اللہ
الی دعوة فحضرہ فذکرہ وارجلاہم یا تمہم و قالوا و انہ ثقیل فقال
ابراہیم رحمہ اللہ انہا نفسی ہذا نفسی حیث حضرت
موضعا یغتاب فیہ الناس فخرج و لیس یاکل ثلثۃ ایام سلطان ابراہیم
ادہم رحمہ اللہ را جائے مہمان طلبیدند آنجا مروان نے حاضر ہونے سلطان ابراہیم
ادہم رحمہ اللہ آنجا حاضر شد گفتند فلا نے نیامد گفتند او ثقیل است گران است
نہیں تو اندا آید کنون گران یا مردے فریبا است یا کسلان است یا طریقہ تخر گفتند
کہ او مردے بزرگ است سلطان ابراہیم رحمہ اللہ با خود گفتہ ورین کار مرا
من انداخت زیرا چہ حاضر شد مومضیے را کہ مروان غیبت میگویند پس از ان مجلس
برون آمد و سہ روز طعام نخورد بر اسے اعدا و نفس را کہ چرا آنجا حاضر شود جائے
مروان غیبت کند قولہ وقیل مثل الذی یغتاب الناس کمثل
من ینصب منجنيقا ويرى حسنا قد شرقا وغربا یغتاب واحدا
خراسانیا و اخر حجازیا و اخر ترکیا فیشرق حسنا و یقوم ولا شی
صعد مردے کہ اور غیبت عادت است البتہ غیبت کند مثل او شخصہ است
کہ منجنيقے نصب کردہ باشد حسنا ت غیش را پرتاب میکند ہر طرفے شرق و غرب
و جنوب و شمال ہر کہ و طرف شرق است اور غیبت می کند گوی حسنا خود
را طرف شرق انداخت و کسے در طرف غرب است اور غیبت میکند گوی حسنا

خوش راطرف غرب انداخت پس حنات خوش را تفرقه کرو چون ازان مجلس بخورد
 بیج حسد با او نماز قہولہ یوتی العبد یوم القيمة کتابہ فلا یری فیہ
 فیقول این صلوتی و صیامی و طاعتی فیقال ذہب عماک کلہ
 باعتبارک للناس چنین گویند اعمال نامہ شخصے بدتشر و بند او بیج حسد و اعمال
 خوش نیاید گوید نماز من چشد و روزہ من چشد گویند تو غیبت میگفتی ہمہ حنات
 تو بدان رفت اینجا شخصے گویند ان الحنات یدھبن السیئات لا السیئات
 یدھبن الحنات مذہب حق برین است کہ کبیر و موجب جبط عمل نیست چنین
 گویم کہ حنات او را مقابلہ غیبت گیرند شخصے را کہ غیبت کرد این حنات او بد
 و بند چنانچہ در احادیث آمده است کہ باشد کہ اصحاب حقوق فردا اورا بگیرند
 حنات او با اصحاب حقوق بد بند او ہے حنات ماذقوله وقیل من غتب
 بغیبہ عطفہ اللہ نصف ذنوبہ بر کر غیبت گفتند بقدر غیبت خداے
 تعالیٰ گناہان او را امرزد و قہولہ وقال سفیان بن الحسین رحمہ اللہ
 كنت جالساً عند یاس بن معویذ رحمہ اللہ فملت من انسان
 فقال هل غزوت العام الروم والترك فقلت لا فقال سلم منك
 الترك والروم وما سلم منك اخوك المسلم شخصے پیش کسے
 نیتے گفت اس معویذ بسفیان حسین رحمہ اللہ گفت کہ تو امسال با ترک و روم غزا
 کردی او گفت نہ گفت ترک و روم از تو سالم ماندند و برادر مسلمان از تو سالم نمازد
 قہولہ وقیل یعطی الرجل کتابہ فیہ حنات لم یعملها فبقا
 لہ هذا بما اغتابک الناس وانت لم تشعر چنین گویند مردے را
 فردا بیا رتہ کارے کرده و نبشتہ بدست او بد بندوران حنات بنید گوید من آ
 کارے کرده ام کہ موجب حنات باشد گویند مردمان ترا غیبت کردند تو نمیدانستی

این حنات بمقابلہ آن است قولہ وسئل سفیان الثوری رحمہ اللہ
 عن قولہ علیہ السلام ان اللہ یبغض اهل بیت الحمیین فقہا
 ہم الذین یعتاب الناس یا کون لحوہم سفیان ثوری رحمہ اللہ
 را پرسیدند ازین حدیث ان اللہ یبغض اهل بیت الحمیین معنی این
 باشد او گفت آنان مردانند کہ مردان را غیبت کنند و بدان مانند کہ گوشتہاے ایشان
 میخورند و اللحمی گوشت خوار را گویند و معنی حدیث اینست خدا دشمن دارد قوی
 کہ ایشان غیبت کنند قولہ و ذکر الغیبة عنک بن المبارک رحمہ اللہ
 فقال لو کنت مغتابا احلا لا غیبت والذی لانہما احق
 بحنا تی پیش ابن مبارک رحمہ اللہ مردان ذکر غیبت کردند او گفت من کسے
 را غیبت نکنم و اگر کنم مادر و پدر خود را غیبت کنم زیرا چہ نیکہاے مرا باور و پدر
 من بدیند قولہ و قال یحیی بن معاذ رضی اللہ عنہ لیکن حفظ
 المؤمن منک ثلاث خصال ان لم تکن تنفعد فلا تقصر وان
 لم تسترہ فلا تغمد وان لم تملحہ فلا تدمہ کو باو حفظ مؤمن از تو سہ
 خصلت اگر نفعی زسانی بارے زبان ہم مریسان و اگر اورا نمی توانی خوش کردن بار
 ننگین ہم کن و اگر اورا می بینی بارے بدگو قولہ وقیل للحسن البصری رحمہ اللہ
 ان فلانا اغتابک فبعث الیہ طبق حلواء و قال بلغنی انک
 اهدیت الی حسناتک فکا فیتک من بصری حررا گفتند کہ فلاں ترا
 غیبت گفت بران شخص یک طبق حلوا فرستاد و گفت مرا رسید کہ تو براسب در
 حنات خود بدیہ فرستادی این طبق حلوا شکرانہ اینست نیکو شکر است پس فرستاد
 حسن رضی اللہ عنہ در جگر او زد و خوش تشبیبہ کہ او را کرد و بیان حدیث بہ طریق بہتہ
 کرد قولہ اخبرنا احمد بن علی بن احمد الاہوازی رحمہ اللہ

قال اخبرنا احمد بن عبيد البصرى رحمه الله قال حدثنا
احمد بن عمرو القطوانى رحمه الله قال حدثنا مهمل
بن عثمان العسكرى رحمه الله قال حدثنا الربيع بن بدس رحمه الله
عن ابان رحمه الله عن انس بن مالك رضى الله عنه قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من القى جلباب الحياء
فلا غيبه له بهر که رواے حیا برون انداخت اگر در غیبت اور اچیز سے
غیبت گویند این قسمت غیبت نباشد و لے ہم ازان قسمی کہ نسبت بجلباب
حیا دارد و اگر چیز است کہ نزدیک او و بوجہ او شے حسنه است و تودر آن
تقیح شان گوئی آن غیبت باشد قوله سمعت حمزه بن يوسف السهمى
رحمه الله يقول سمعت ابا طاهر محمد بن اسيد الرقى رحمه الله
يقول سمعت جعفر بن محمد بن نصير رحمه الله يقول قال
الجنيد رحمه الله كنت جالساً في مسجد الشونيزية انتظر
جنازة احدى عليها واهل بيوتها على طبقاتهم جلوس ينتظرون
الجنازة فرأيت فقيراً عليه اثر النسك يسأل الناس فقلت
في نفسى بوعمل هذا عملاً يصون به نفسه كان جمل به
فلما انصرفت الى منزلى وكان لى شئ من الاوساد بالليل حتى
البكاء والصلوة وغيره فثقل على جميع اوسادى فسهرت وانا
قاعداً فغلبنى النوم عيني فرأيت ذلك الفقير جاعاً ابداً على خوان
مكدود قالوا كل لحمه فقل اغتبتك وكشفتى عن الحال فقلت
ما اغتبتك انما قلت في نفسى شيئاً فقيل لى ما انت ممن يرى
منك بمثله اذهب واستحله فاصبحت ولم ازل اتردد حتى ربيته

فی موضع یلتقط من الماء عند ترداد الماء او ما قام من البقل مما
تساقط من غسل البقل فسلمت علیه فقال تعود یا ابا القاسم
فقلت لا فقال غفر الله لنا ولک از جنید رحمہ اللہ حکایت می آرند کہ
جنید رحمہ اللہ گفتہ است کہ من شستہ در مسجد ثونیزیرہ و اہل بغداد انتظار نماز جنازہ
می کردیم دیدیم فقیرے را از یہاں او معلوم بود کہ مرد متعبد است و از مردان
سوال میکرد جنید رحمہ اللہ میگویند ردول من آمد اگر این مرد کارے کند بر اے
قوت را بہتر باشد ازین کہ سوال کند جنید رحمہ اللہ میگوید چون در خانہ رقمہ و مرا اورا وے
در شب معین بود گزارونی و خواندنی و بکائی کہ از سبب ذوق و وجد بود
آن ہم طریقت و روے شدہ بود پس جملہ اورا من از گذاردن خواندن بر من
گران شد پس بزار شدم و من شستہ بودم خواب بر من غلبہ کرو و دیدم آن فقیر را
آوردند بر خوانے کشیدہ و مرا گفتند بخور گوشت این را کہ تو این را غیبت کردہ و
گفت کہ تو اینچنین و ردول گذرانیدہ جنید رحمہ اللہ گفت من غیبت کردہ ام چیز
و ردول خویش گذرانیدہ ام گفتند تو از انہا نہ کہ از تو راضی باشند کہ و ردول تو اینچنین لا
یعنی بگذر برو و کسے را کہ غیبت کردہ از وجہی بخواد پس صبح شد بیدار شدم و بسیار
تردد کردم در ہر طرف تا آنکہ اورا در موضعے دیدم کہ آنجا ہر جنس ترہ و تراب
می شونید و برگہاے کہ فاسد می باشند روام آن را بروں می اندازند آنرا ایستادہ
این فقیر می چسبند من برو سلام کردم آن فقیر گفت باز اینچنین خیالات را در
رہ خواہی دادن گفتم نہ گفت خداے بار او ترا بیاورد یعنی من چشمہ نور گذارم
سمعت الشيخ ابا عبد الرحمن السلي رحمة الله يقول سمعت
ابا طاهر الاسفراييني رحمه الله يقول سمعت ابا جعفر البجلي
رحمة الله يقول كان عندنا شاب من اهل بلخ وكان يتجمل

ويعبد الا انه كان ابدا يعتاب الناس ويقول فلان كذا
وفلان كذا فرائده يوم ما عند المخنثين القاسين خرج من عند
فقلت يا فلان ما حالك فقال تلك الواقعة في الناس افعنى
الى هذا ابتليت نخنت من هولاء وانا هوذا اخذ مهبم
وتلك الاحوال كلها قد هبت ابو جعفر بلخي رحمه الله حكایت میگوید
بود تعب بسیار کرده و البته بخدا مشغول بود اما غیبت بسیار میگوید
که فلان چنین کرده و فلان چنین نکرده و فلان چنین کس است پس روزی او را
دیدم نزد یک مخنثان بدکار که ایشان غلو دارند در کار از نزدیک ایشان بیرون
آمد از و پرسیدم ای فلان این چه حال است و چه پیش آمد ترا گفت آن غیبت
مردمان که میگردم مرادین و اقع انداخت و بدین بلا مبتلا شوم که خدمت مخنث
میکنم و آن احوال که داشتم گذارونی و خواندنی یا اگر با آن گذارون چیز دیدن
نور و نار بود آن همه گم گردم بگو مخنثان که شیخ در باب غیبت ذکر کرد یک
سخن بایسته گفتن که این غیبت کار بیکاران است کار بیوه زنان است کار
بے همیگان است اگر کسی را اندک طلبی در خاطر باشد و اندک میلی با خدا باشد با او
چه نسبت اگر او آن دل ندارد آن نظر ندارد که جز یاد محبوب جزو گیرد و نیاید و جز بر
محبوب چشم او نکشاید و اگر بکشاید بر طریق مادت چنانچه در ره رفتن نظر بر چیز
افتد بغیر قصد جز این شخص و نه از عوام این طایفه است و نه از مریدان است و نه از متوسلین
و قہمیان این چند برو چه سود آید۔

قوله (۱۶) باب القناعة

قناعة بانك تقرر گرفتن است بلغة من العيش باشد توبدان

فارغ مانی و طلب زیادتی نکمی این قناعتت قناعت از قناع گرفته اند بازماند
از چیزے و گرد آوردن خود است ازین معنی اشتقاق گرفته اند بسیار صلحا این کرده
اند و بسیار زاد این کرده اند و نکو کارے است قوله قال الله تعالى مَنْ
عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ وَأُنْشَىٰ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً قَالَ أَكْثَرُ مَنْ
اهل التفسیر الحیوة الطیبة فی الدنیا القناعة ہر مردے مومن و زرنے
مومنہ کہ عمل نیک کند تحقیق ما بزبانیم اور ارجیائے خوشے اکثرے مفسر ان حیوة طیبة
وردنیا قناعت گفته اند بچنین گویند نظم

انکس کہ بد ہر نیم نامے نہ دارو در گوشہ شہر آشیانے دار
نے خادم، بیچ کس نہ مخدوم کسے انصاف بدہ کہ خوش جہانے دار

قوله اخبرنا الشيخ ابو عبد الرحمن السلمي رحمه الله قال حدثنا
ابو عمر محمد بن جعفر بن مطهر رحمه الله قال حدثنا
محمد بن موسى الخوافي رحمه الله قال حدثنا عبد الله

بن ابراهيم الغفاري رحمه الله عن محمد بن اسلم بن محمد بن
بن محمد رحمه الله عن ابيه عن جابر رضي الله عنه قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم القناعة كنز لا يفنى رسول

الله صلى الله عليه وسلم قناعت گنجے است کہ فانی نشود و مقابلہ او این سخن ہم آید بخبر
فارک لا تنطفی حرص آتشی است کہ ہرگز کشتہ نشود قوله اخبرنا ابو اسلم بن
الاهوازي رحمه الله قال اخبرنا احمد بن عبد الله بن محمد بن

رحمه الله قال حدثنا عبد الله بن ايوب القريظي رحمه الله قال حدثنا
قال حدثنا ابو الربيع الزهراني رحمه الله قال حدثنا
بن زكريا رحمه الله عن ابي رجاء بن حمد بن الله بن بن

قوله وقال بشر الحافي رحمه الله القناعة مَلَكٌ لا يسكن
 الا في قلب مؤمن قناعت فرشته است که مقرر و نباشد که در دل
 مومن قلب مومن خواهد باضافت او خواهد بصفقت او قناعت را ملک
 نام کرد و یا تشبیه کرد برین که او مصلح است و مترقی درجه است بنا برین قناعت
 را فرشته خوانند یا خود قناعت نام فرشته است که او جز در دل مومن
 قرار ندارد و اگر ملک بکسر لام باشد هم معنی درست می آید و اگر بضم میم و جزم لام
 دارند هم معنی درست تر آید قوله سمعت محمد بن الحسين رحمه
 يقول سمعت عبد الله بن محمد الشعري رحمه الله
 يقول سمعت اسحق بن ابراهيم بن ابي حسان الانماطي
 رحمه الله يقول سمعت احمد بن ابي الجواري رحمه الله
 يقول سمعت ابا سليمان الداراني رحمه الله يقول القناعة
 من الرضا بمنزلة الورع من الزهد هذا اول الرضا وهذا
 اول الزهد وارانى رحمه الله ميگويد قناعت بدایت مقام رضا باشد
 چو قناعت قسمی از توکل است و توکل قسمی از رضا پس قناعت بدین اعتبار
 اول مقام رضا باشد قوله وقيل القناعة السكون عند عدم
 المالوفات و همچنین گویند قناعت عبارت از قرار باشد بحضور عدم مالوفات
 یعنی نفس الف بر اکل چینی و چنانچه یاربیسے چنین و الف بر صحبت
 و ادویا بر جاه و مال ازین هم باز آید این قناعت باشد قوله وقال ابو بكر
 المرعي رحمه الله العاقل من دبر امر الدنيا بالقناعة والنسوة
 عاقل اوست که تدبیر دنیا کند و باندگی قناعت کند هر چه برسد بدان دل
 بندد و خاموش کند قوله وقال ابو عبد الله بن خفيف رحمه الله

التشرف القناعة ترك التشرف الى المفقود والا ستغناء بالموجود قناعاً
 اینست میلے بسوے مفقود نکند و با سبب تحصیل مفقود مباشر نشود و ہم بد آنچہ
 موجود است بے نیاز شود باند قوله فی معنی قوله تعالی لیرزقناهم
 الله من رزقنا حسناً یعنی القناعة خدا ایشان رازقے حسنہ بد یعنی قناعاً
 روزی کسی آیت گفتہ ان الا بر ابرائی نعیما ای نعیم القناعة
 وان الفجار کفی بحمیر الحرس قوله وقال محمد بن
 علی الترمذی رحمہ الله القناعة رضاء النفس بما قسم لها
 من الرزق ابو علی محمد حکیم ترمذی رحمہ الله گفت قناعت عبارت ازین است
 کہ آنچه قسمت برائے او رفتہ است نفس بدان راضی باشد یعنی اسبابے را
 مباشر نشود کہ بدان وہم رود کہ ازین سعی او آنچه قسمت اوست زیادہ خواہد
 شد قوله ویقال القناعة الاکتفاء بالموجود و نوال الطمع
 فیما لیس بحاصل قناعت بسندہ کرون بچیرے کہ موجود است و آنچه
 حاصل نیست طمع بدان نہ بند قوله وقال صہب رحمہ الله ان العزوان
 خرجا بجولان فلقیا القناعة فاستقرا و صہب رحمہ الله میگوید غر
 و غنا ہر دو برون آمدند و ہر یکے بصورتے کہ وارند جولانی میگردند پس ملاقی شد
 خوب قناعت را ہا بنجا قرار گرفتند بعضے عزت و قناعت است طریقہ خرف
 مثلے آورده است اگر غنی بقدرے کہ غنا وارد قناعت میکند بیشتر طمع
 او عزت وارد و کذلک الفقیر قوله و قیل من کانت القناعة
 سمینة فطابت له کل مرقة ہر کہ قناعت او فریبہ باشد ہر خوردنیے
 کہ او بخورد خوب باشد قوله و من رجع الى الله تعالی علی کل حال
 مرزوقہ الله القناعة ہر کہ در حال رجعت بسوے خدا کند خداے تعالی اورا

قناعت نصیبہ کند چہ گفتار است چو رجوع الی اللہ مستقیم شد ہمان قناعت
 است و ہمان رضا است و ہمان توکل است قولہ وقیل مراً ابو حازم
 بقصاب ومعد لحمر سمین فقال خذ یا اباحازم فانتہ سمین
 فقال لیس معی دہم فقال انا انظرتك فقال نفسی حسن
 نظرتی منک ابو حازم بر قصاب بے گذشت او گوشت فریب می فروخت
 قصاب گفت ای ابو حازم گوشت فریبہ است بخر گفت درم ندارم گفت
 ترا مہلت خواہم دو بہری گفت بہترین مہلتہا اینست کہ نفس من مرا مہلت دید یعنی
 نفس من صبر میکند و مہلت می دید وقتے باشد کہ بخورم قولہ وقیل من
 اقنع الناس فقيل اكثرهم للناس معونة واقلمهم عليهم
 مؤنة قالع ترین مردان کیست گفت آن کسے کہ مردمان را بیشتر یاری کند
 و معونت خویش بر ایشان اندک اندازد و معونت با قناعت چہ نسبت دارد
 مگر آنکہ صورتے فرض کنیم چند درمے بدست کسے افتد و بدان چند درم معونت
 کسے کند لا بدانکہ کسے کہ برو باشد بدان قناعت کند و بار بردگراں نمی اندازد
 مگر آئینہ خود قناعت کردہ است آنکہ بار خود بر کسے نمی اندازد قولہ و فی
 الزبور القانع غنی وان كان جائعاً لکن قناعت کردہ است غنی
 است اگر چہ گرسند باشد قولہ وقیل وضع اللہ خمسة اذھیام
 فی خمسة مواضع العز فی الطاعة والذل فی المعصية والهينة
 فی قیام اللیل والحكمة فی البطن الخالی والغنائی القناعة
 خداے تعالی پنج چیز را پنج محل نہاد عزت نفس و طاعت خدا و خواری نفس
 در گنہ خدا است گفته اند کل من يعصى الله فهو السفلة و بیست
 و ربیاری شب است و اگر ذوالہیبتہ باشد مناسب کلام است ^{بمختص}

خدا یابد و بیداری شب یابد و اگر لفظ الہییتہ باشد یعنی بخاصیت عبادت
شب لمعانے درخششے در روعے او باشد کہ مردمان در روعے او نظر
توانند کرد و از ہیبت و اگر ہیبت باشد یعنی آسان کارے و چیزے باسانی یافتن و بیداری
شب باشد و اگر الہیت باشد یعنی نعمتے گوارے و میتے در بیداری شب است و اگر
الہییت باشد یعنی ہیبت انسانیت و سلامتی بنیاد کہ انسان را انسان دانند و شمرند و بیداری
شب است و مقرر حکمت در شکمے کہ فانی باشند آنچنان شکم خالی کہ این برای
رامی باشد خالی شکم کہ عقلا و زاهد و عباد و اربابے نیازی از مروج و رفقا
است قولہ سمعت الشیخ ابا عبد الرحمن السطلی رحمہ اللہ
بقول سمعت رضیر بن محمد رحمہ اللہ بقول سمعت
سلیمان بن ابی سلیمان رحمہ اللہ بقول سمعت ابا القاسم
بن ابی نزار رحمہ اللہ بقول سمعت ابراہیم المارستانی
بقول انتقم من حرصک بالقناعۃ کما انتقم من عدوک
بالقصاص از حرص انتقام بخش بقناعت یعنی حرص عدو است مرقنا
را چون قناعت آید حرص منہزم شود و چنانچہ انتقام میکشی از دشمن بقصاص قولہ
وقال ذوالنون رحمہ اللہ من قنع استراح من اهل زمانہ
واستطال علی اقرانہ ہر کہ قناعت اختیار کرد از تنگ اہل زمانہ خویش
خلاص یافت و بر ہمکارگان خویش سرفرازی کند و بزرگی کند بر ہمسران خویش
اگر از قرن داری ہم درست است و اگر از قرن داری ہم درست است
قولہ وقیل من قنع استراح من المشغل واستطال علی الکل
ہر کہ قناعت اختیار کرد مشغل فارغ شد و ہمچو اہل شغل او سرفرازید قولہ
وقال الکتلی رحمہ اللہ من باع الحرص بالقناعۃ ظفر

بالعز والمروة ہر کہ حرص را بقناعت بدل کرد یعنی حرص گذاشت قناعت اختیار کرد باع میگوید ترک نمی گوید زیرا چه بیع ملک دیگرے می گردد و بکلی برین نمی ماند یعنی حرص بکلی از وی برود و باز او گردد و نکرد و عزتے و مردتے اورا نصیبہ شود قوله وقیل من تبعت عیناہ ما فی ایدی الناس طال حزنہ چشمہاے ہر کہ پس رو ملوک مردم شد یعنی بنظر استخوان و بنظر رغبت و دید ہم داند وہ او دراز شد قوله وانشد وان شمر

واحسن بالفتی من یوم عار بیال بئ الغنی کر و جوع
 نیکوتر است بفتی ار روز خواری کہ بدان غنا برسد کرے و غرتے بنفس خویش و
 جوے و فقرے با آن قوله وقیل سہای رجل حکیم ایاکل ما تساقط
 من البقل علی سہاس ماء فقال لو خذت من السلطان لعمرتج
 الی اکل هذا فقال الحکیم وانت لو قنعت بهذا لعمرتج الی
 خدمۃ السلطان مردے حکیمے زاد پد کرانہ آبنے ایستادہ کہ آنجا بقال ہر
 چیز از ترہ فروشی شستہ بود و برگ ساقط زرد و ام برون انداخت حکیم چید و زرد
 انداخت ناید و فرو برد و بادے گفت است حکیم اگر تو خدمت سلطان کنی
 بدین برگ ساقط محتاج نگردی حکیم گفت اگر تو بدین برگ قناعت کنی از خدمت
 سلطان بی نیاز شوی قوله وقیل العقاب عزیز فی مطارہ ولا یسہوا
 الیہ طرف صیاد ولا طمعه فاذا طمع فی جیفۃ علق علی حبالہ
 نزل من مطارہ فیعلق علی حبالہ عقاب عزیز است نادراست و در
 محل طیر خویش زیرا چہ او بدان بلندی می شنید کہ نظر صیاد آنجا نمی رسد و چون شیخ
 کند بر جیفۃ افتد و صید صیاد و در میان او قند آن قناعت بود این حرص است
 قوله وقیل لما نطق موسی علیہ السلام بذکر الطمع فقال لو

والطبع وذل المحرص قوله وَيُطَهِّرُكُمْ تَطْهِيرًا یعنی بسخا و الايثار و القناعۃ
 قوله وقيل في قوله هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي
 اى مقاماً فى القناعۃ اتفرده به من اشکالی و اکون راضياً
 فيه بقضائك یعنی مراقبۃ عتے روزی کند بدین مبالغت کہ بعد من کم کے
 را باشد و در آسجا بحکم و قضائے تو راضی باشم قوله وقيل في قوله تعالى
 لَا أَعْلَمُ بَنِيَّ عَدَاً بِأَشَدَّ يَدًا لِأَسْلَبِنْدِ الْقِنَاعَةِ وَلَا بَلْنِيَّ بِأَشَدَّ
 یعنی اسال الله ان يفعل به ذلك سليمان عليه السلام يدبر ا و يدع
 نمود گفت اورا عذابے سختے کنم از عذاب سخت این عنایت کرده اند کہ
 از خدا بخواسم از و سلب قناعت کند و بتلا بطمع کند قوله وقيل لابی
 يزيد رحمه الله بمر وصلت الى ما وصلت فقال جمعت
 اسباب الدنيا قربتها مجمل القناعۃ و وضعها فى منجنيق
 الصلح و سهرمیت بهانى نحر الیاس فاسترحمت از ابو یزید
 پرسید سر چه یافتی بچہ یافتی گفت اسباب دنیا را جمع کردم بریسان قناعت بستم
 و در منجنيق صدق نهادم و او را در وریایے نو میدی انداختم پس راحت یافتم
 و خلاص یافتم حاصل این میگوید کہ دنیا را تمام از خود دور کردم و از نو مسید
 شدم شستم و فارغ گشتم قوله سمعت محمد بن عبد الله الطحاوی
 يقول سمعت محمد بن فرحان بسامره رحمه الله يقول
 سمعت خالی عبد الوهاب رحمه الله يقول كنت جالساً
 عند الجنيد رحمه الله ايام الموسم و حوله جماعة كثيرون
 من العجم و المولدين فجاء انسان نحسانة دینار و وضعه
 بين يديه و قال تفرقه على هؤلاء فقال لك غيره قال

نعم لی دنایر کثیرة فقال تريد غیر ما اتملك فقال نعم
 فقال الحمد لله خذها فانك فقير واجوح ^{لها}
 مناولم یقبلها عبد الواب رحمه الله حکایت میکرد و نزدیک جنید رحمه
 شسته بودم روز ہوشم و جماعت عجمیوں نے حاضر ہوئے اور دے آدیا
 وینا اور پیش جنید رحمہ اللہ داشت گفت این مال را بدین حاضران بدہ
 جنید رحمہ اللہ پر سپید بر تو غیر این مال دیگر ہست گفت آری ہست
 جنید گفت دیگر ہم بخوای کہ زیادہ شود گفت آری جنید رحمہ اللہ گفت
 این مال را ہم تو بستان کہ تو از ما محتاج تری و قبول نہ کرد آن مال را۔

قوله (۱۷) باب التوکل

توکل گفته اند مصدر او تمکن بمضمون رزق باشد و دیگر تحقق برین اندہ خا
 کل شیء و سرازق کل حی و دیگر مثل و ما ثدا نیست کہ آن مصدر و مین
 توکل گویند اما من ہم چنین گویم توکل اورا مستقیم است کہ عقیدہ کند کہ خدا
 سبحانہ از طعامی خواہد داد کہ بخورم و نہ بجا رہ خواہد داد کہ پوشم و من مباشر
 اسباب تحصیل او نخواہم شد بگر سنگی و برہنگی خواہم مرد اگر برین قرار کند
 بنشیند توکل او درست باشد باقی ہرچہ خدا با او کند گویند کہ او از ان ہمہ
 فارغ است برگشتہ است قوله قال اللہ عز و جل وَمَنْ
 يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ چند وجہ در خاطر می آید نویسانم قال
 عز من قائل وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ فِي الْآيَةِ مِنْ
 الاحتمالات عند السادات و کل احتمال من المعانی السید
 والفہوم العتیک و کل ذلك مما يعتد ويعتد يقال وَمَنْ يَتَوَكَّلْ

عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ اى فالله يحاسب يوم المحاسبة على توكله وانكاله هل
كان على شرط الاتكان كما هو ديدن اهل الحال وعادت ارباب الكمال و
يقال وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ اى فالله كافي للتوكل حيث يقويه
ولا يضيعه كما عرف قوله سبحانه وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ
رِزْقٌ قَلِيلًا فَهُوَ حَسْبُهُ اى يوصله من مضمون رزقه ويقال وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ
فَهُوَ حَسْبُهُ اى التوكل حسب للتوكل لان المتوكل اذا الملتصق في صدق توكله
يكون التوكل له كالغذاء بدل الطعام والماء ويقال وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ
فَهُوَ حَسْبُهُ اى التوكل حسب للتوكل كافي له لذوقه في المقاسات ولذوقه
في الشدة قال الخواص رحمه الله لو كان الامر الى لسالت الله ان يجعل
الدنيا ابدية لا تذوق في الدنيا ذوق التوكل ولذوقه مقاساته وشدة
ويقال وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ اى ومن يتوكل على الله فالتوكل حسب
للتوكل بمعنى ان الله سبحانه تجريره جزاء لو يتصور ان لم يكن له في الدنيا
سوى التوكل يكون كافي له تقربه وفوزه درجاته ويقال وَمَنْ يَتَوَكَّلْ
عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ فالمتوكل من بين الاناسى في حساب واعتك ذكرا
امن واعتقد على جميع صفاته واسمائه ويقال وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ
حَسْبُهُ اى فالله حسب له هو الذى لم يلتفت الى احد قبولهم وهداهم
واقبالهم وادبارهم ويقال وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ يعنى
فلذ لك العبد المتوكل حسب لله للعبودية واداء حقه تيقنه برؤسده
واكتفائه بوجوده يعنى لو لم يخلق الله احداً لتعبك ومعرفته وطلبه
وتجليه فهذا العبد المتوكل كافي لله مع عدم العرفاء والمتعبدين باجمعهم
انه ادى حق العبودية بحقتها ويقال وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ

ای ومن توکل علی الله فهو الذی جعله الله فی عنقته وعظمتہ وقد مر
وحکمته اللهم هذا مما الهمتنی والحق والصواب الیک والخطاء
والغلط منی وانت ارحم الراحمین قوله وقال علی الله فتوکلوا
ان کنتم مؤمنین وقال فوکل علی الله انک علی الحق المبین
توکل شرط ایمان داشت قوله اخبرنا الامام ابو بکر محمد بن الحسین
بن فورک رحمه الله قال اخبرنا عبد الله بن جعفر بن حمد
الاصفہانی رحمه الله قال حدثنایوش بن حبیب بن
عبد القاهر رحمه الله قال حدثنایبوداورد الطیالسی
رحمه الله قال حدثنایجماد بن سلمة رحمه الله عن عاصم
بهذله رحمه الله عن زر بن حبیش رحمه الله عن عبد
بن مسعود رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم
قال اُریت الاسم بالیوسم فرایت امی قد ملوء السهل
والجبل فاعجبتنی کثرتهم وهیئتهم فقیل لی ارضیت قلت
نعم قال ومع هؤلاء سبعین الفایدخلون الجنة بغير حساب
لا یکتون ولا یطیرون ولا یسرقون وعلی ربهم یتوکلون
فقام عکاشة بن محجن الاسدی رضی الله عنه فقال
یا رسول الله ادع الله تعالی ان تجعلنی منهم فقال رسول
الله صلی الله علیه وآله وسلم اللهم اجعله منهم فقام
آخر فقال ادع الله ان يجعلنی منهم فقال رسول الله صلی
علیه وآله وسلم سبقک به عکاشة ابن مسعود رضی الله عنه
ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم این خبر روایت کرد کہ رسول فرموده است

یوسف

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمہ امتہا را بمن نمودند امت خود را دیدم شیب و بلند
 و فرزند را در گرفت کثرت ایشان و نسبت ایشان مرا در عجب آورد مرا گفتند
 تو بدین راضی هستی گفتیم آری بدین راضی هستم قال احتمال دارد که قال اللہ
 یا قال رسول اللہ اہولاء سبعین الفا کیانند ایشان مقتدا و مزارانند
 کہ بغیر حساب در آیند کار ایشان چیست داغ نمیکند یک دو اور زحمتهای داغ است
 ایشان در زحمتهای داغ نمیکند براس صحت را در کلا یتطیرون و پرندہ را قال
 نمیگیرند اصل لغت نظیر قال از پرندہ گرفتن است اما در استعمال عام است
 در دو بیان و در وحوش و اصوات ہمہ جا نظیر میگویند ایشان بدینہا گوش نمیبرند
 و بدین چیز کارے برآمده نمی بینند و لایسترقون و طلب افسوس نمیکند و بر
 خداے تعالی توکل میکنند بعضے ایشان بر جملہ کارها متوکل بر خداے ائذانا ^{مخصص}
 این کارها سبب آنکہ این کارها شدید است کہے کہ اینجا توکل کند جاہا دیگر بطریق
 اولی و دیگر کی گسندولی اثر را کی اضاقت نمیکند و کذالك الاسترقاء والرقی
 مرد متوکل کامل الحال در عین مباشرت این افعال خود را و افعال را در طمس و رسا
 بیعت و جز فاعل حقیقی فاعلے دیگر از نظارہ نیست عکاشہ رضی اللہ عنہ خاست
 گفت یا رسول اللہ مراد عاکن کہ یکے از ایشان باشم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
 آلہ وسلم دعا کرد کہ خدا یا عکاشہ را یکے از ایشان گردان این دو معنی احتمال دارد
 یکے آنکہ مرا اینچنین توکلے روزی کن کہ استرقانکم و تطییرکم و دوم معنی کہ مرا از ایشان گردان
 و فرما مرتبہ ایشان بدہ با ایشان حشر کن از حال عکاشہ رضی اللہ عنہ این معلوم
 شد کہ طلب درجہ اولی کرده است کہ آن اعلی مرتبہ است و دیگرے خاست
 کہ یا رسول اللہ مرا ہم دعا کن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود دعا عکاشہ
 سابق شد بدین سببہ را چہ اثر است کہ بمحجرہ دانست کہ آن شخص چنین شدنی ^{بسیست}

یابین معنی گفته است سبقتک بهاء عکاشه یعنی محل قبول دعا ہاں بود کہ عکاشہ
 طلبید و یاد است کہ ہر یکے از جملہ ایشان باشد و این ہم گویند کہ از دوزخی منافق بود
 از ان گفت کہ سبقتک عکاشہ قولہ سمعت عبد اللہ بن یوسف
 الاصفہانی رحمہ اللہ یقول سمعت ابانصر السراج رحمہ اللہ
 یقول حدثنی ابو بکر الوجدی رحمہ اللہ یقول قال علی الزودباری
 رحمہ اللہ قلت لعمر بن سنان رحمہ اللہ احک علی عن سہل
 بن عبد اللہ رحمہ اللہ حکایۃ فقال انه قال علامۃ التوکل
 قلت لایسال ولا یرد ولا یحس رودباری میگوید مر عمر و سنان را گفتم کہ
 حکایتی از سہل رحمہ اللہ گو او گفت کہ سہل گفته است علامت متوکل
 است از کسی نخواہد اگر چیزی بر منید رو کند و زیادہ از قوت لابدی خویش
 جس کند قولہ سمعت الشیخ اباعبد الرحمن السلی رحمہ اللہ یقول
 سمعت منصور بن عبد اللہ رحمہ اللہ یقول سمعت اباعبد
 اللہ الشیرازی رحمہ اللہ یقول سمعت اباموسی الدیلمی رحمہ اللہ
 یقول قیل لابی زید رحمہ اللہ ما التوکل فقال لی ما تقول انت
 قال قلت ان اصحابنا یقولون لو ان السباع والافعال عن یمینک
 ولسیارتک ما تحركت لذلت سرت فقال ابو زید نعم هذا
 قریب ولكن لو ان اهل الجنة فی الجنة یتنعمون واهل النار فی النار
 یعذبون ثم وقع باب تمييز علیہما خرجت من جملة المتوکلین
 ابو موسی دلمی رحمہ اللہ میگوید از ابو زید رحمہ اللہ پرسیدند توکل چیست ابو زید رحمہ اللہ گفت تو
 چه میگوئی گفت دلمی من گفتم یاران ہرچنین میگویند اگر باران و شیران و گرگان و انواع
 موذیان و گرگ و برگر و باشند و رگے از سرا و بجنبند یعنی سبب ایشان متزلزل

و منزع شود و از جملہ متوکلان نباشد بایز و رح گفت نکومی گویی این سخن قریب
سخن با است یا قریب بتوکل بایزید رح گفت لکن توکل نیست اگر ہشتیاں در
بہشت باشند با تنعم و نعیم و دوزخیاں و دوزخ با عذاب و گرفتاری پس ترا میان ہر
دو فریق تمیزے شود تا تو از جملہ متوکلان نباشی این توکل در خرقہ و لقمہ و معاش
نیست این توکل عبارت ازین است کہ یکے خود را تمام بخدا سپرد و گو فرحان کند
شادان سازد گو کند و سازد و اگر غمگین کند و رنجور و درو مند سازد گو بسازد او را
میان این ہر دو تمیزے نباشد او خود تمام او شدہ بدو سپردہ او در میان نما تمیز
کہ توکل عبارت از توحید و تفرّد است بندہ بحق متفرد و متوحد گرد و از روی لغت
توکل آید اما آنکہ در اصطلاح توکل گفتہ اند آن نیست و یک اعتبار عدم تمیز این ہم
باشد کہ در سزا و سزا نظر ہم بر وافتد بدین ہر دو سزا بغیر اضطرارے و
انما جے قولہ و قال سهل بن عبد اللہ رحمہ اللہ اول مقام
فی التوکل ان یکون العبد بین یدی اللہ کاملیت بین یدی
الغاسل یقلب کیف اسراد لا یکون لہ حرکتہ ولا تدبیر سہل رحمہ اللہ
گفتہ است اول حال توکل اینست کہ بندہ بین یدی اللہ تمجین باشد چنانچہ
مردہ پیش غسال پیچ اختیارے و حرکت و تدبیرے ندارد این مرد متوکل بین یدی
ہمچیاں باشد قولہ و قال حمدون رحمہ اللہ التوکل هو الاعتصام
باللہ بخدا پناہ گرفتن ہمین توکل است قولہ سمعت محمد بن الحسن
رحمہ اللہ یقول سمعت ابا بکر محمد بن احمد البلخی رحمہ اللہ
یقول سمعت محمد بن حامد رحمہ اللہ یقول سمعت
احمد بن خضر ویدہ یقول قال رجل لحاتم الاصب رحمہ اللہ
من این تا کل فقال وللہ خیرا بین السموات والأرض ولکن

الْمُنْفِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ احمد حضرت و بیدرح مسیگوید یکے از عالم صوم حرمہا قدر سید
از کجا میخوری او این آیت خواند خداے تعالی را خزان آسمان و زمین و لیکن
منافقان نمی دانند یعنی ما رزق از عالم غیب میخورم تا کسے چیزیے بیارو آن بخورد
یا طعمے از غیب برو بیاید آن خورد اول بسیار است و دوم نادر است تا کرا با
و چنان مخفی می آید گوی از غیب است قوله واعلم ان التوکل محله
القلب والحركة بالظاهر لا ینافی توکل القلب بعد ما یحقق
العبد ان التقدر من قبل الله عزوجل فان تعسر شیء فبتقائه
وان اتفق فبتسویه اصل توکل بدل است عقیده و یقینے بران مصدرے
که گفتیم در اول مستحکم شود و حرکت ظاہر بر توج آن رود و اگر نزود قواح آن توکل دل نبرد
اگر تیسیرے باشد تیسیر او و اگر تعسرے باشد تبصیر او علی بذ حرکت ظاہر را اعتبار
نباشد اینجا یک سخنے هست برین بیان توکل از مقامات شمرند از عالم توحید و تجلی
و کشف گویند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را حراست بودے البتہ یکے
پاس می شتند این آیت نازل شد و الله یحصمک من الناس از دست
مروان ترا خدا نگاه میدار و فتوح الحرس پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بی شک عقیده این داشت که حراست ایشان معصوم نہ ام مع بذ حراست
نیکر و بعد آنکه این آیت آمد حراست گذاشت پس معلوم شد توکل اینست کہ
با عمل ظاہر باشد قوله اخبرنا علی بن احمد عبد ان رحمه الله
قال اخبرنا احمد بن عبد البصری رحمه الله قال حدثنا
غیلان بن عبد الصمد رحمه الله قال حدثنا اسمعیل بن
مسعود المحمدری رحمه الله قال حدثنا خالد بن تمیمی
رحمه الله قال حدثنی عمی المغيرة بن ابی قسرة رحمه الله عن

انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال جاء رجل على ناقه له فقال
يا رسول الله ادعها توكل على الله فقال اعقلها وتوكل انى
الله عنده ميگوید و حضرت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوده ام اعرابی شتر سوار
آمد گفت یا رسول اللہ این ناقہ را میگذارم و توکل میکنم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم هر کسے را بر حسب حال او معامله میکنند او را آن سوتر غیب می فرمایند
هر کسے است که اگر توکل کند و یا وہ گذارد و شتر برود و نیاید سخن و عقیده او
شود رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم عقیده میفرمانند و حفظ ظاهر می نمایند تا از نیجا او را عقیده
شود ترک اسباب ظاهر نکند تا آنجا که باز گردد و هم بدان اسباب باز گردد و در آن عقیده
منتحق بوده باشد آنرا جمع نامند این را جمع الجمع قوله وقال ابراهيم الخوا
رحمه الله من صح توكل في نفسه صح توكل في غيره هر مردی که بر نفس
خود توکل کرد بر زن و فرزند و غیر آن کند هست آن تدبیر صوفیان میکنند اگر چیزی
بریشان می رسد اهل و ولد و خادم را چند روزه می دهند بر نفس خویش توکل میکنند
اما صحت توکل اینست بر اهل و ولد هم توکل کند قوله قال بشر الحافي رحمه الله
يقول احد هم توكلت على الله وهو يكنى بـ على الله تعالى و توكل
على الله اذى بما يفعل الله به بشر حافي رح میگوید یکے از مردم میگوید توکل
على الله و او دروغ میگوید اگر توکل بر خدا صحیح بودے هر چه خدا بر کند او بران را
بودے شرط و کالت اینست هر چه وکیل کند موکل بدان راضی باشد قوله و سئل
يحيى بن معاذ رحمه الله متى يكون الرجل متوكلا فقال اذا
رضى بالله و كى لا يحيى رحمه الله گفته است هر که بوکالت خدا راضی باشد
او توکل بود قوله سمعت الشيخ ابا عبد الرحمن السلي رحمه الله
يقول سمعت محمد بن علي بن الحسين رحمه الله يقول

سمعت عبد الله بن محمد بن الصامت رحمه الله يقول
سمعت ابراهيم الخواص رحمه الله يقول بينما انا اسير في لباد
فاذا بهاتف يهتف فالتفت اليه فاذا اعرابي يسير فقال
لي يا ابراهيم التوكل عندنا اقم عندنا حتى يصح توكلك الا تعلم
ان رجاءك لدخول بلد فيه اطعمة يملك اقطع رجلك عن
البلدان وتوكل ابراهيم خواص رحمه الله فيكون من درباديه مي رفتم ناگهان شخصه
آواز داد پس هرگز دم دیدم اعرابی هست گفتم اسے ابراهيم توکل نزدیک است
یعنی توکلے کہ امی کنیم آن توکل است نزدیک باش تا صحت توکل تو شود یعنی چنانچه
ما در بادیه می باشیم بیخ و قے در شهر در نمی آیم تو همچنان باش تا صحت توکل تو
شود این قدر نمی دانی کہ رجاءے تو بر اے در آمدن در شهر کہ در ان طعامها است
ترا حاصل می شود یعنی امید تو کہ وقتے در شهر در آئی و طعامے خوری این ترا
حاصل می شود بر اے سفر در بادیه نزدیک باش و قطع رجا در آمدن در شهر بکن توکل
تو صحیح باش این سخن مخالف بالا است بالا گفته بودیم کہ متحقق باشد اسباب ظاہر
او قاج تحقق او نباشد و این سخن موافق آنست کہ گفته ایم قوله و سمعته
يقول سمعت محمد بن احمد الفارسی رحمه الله يقول
ابن عطاء رحمه الله وسئل عن حقيقة التوكل فقال ان
لا يظهر فيك انتعاج الى الاسباب مع شدة فاعتكك اليها و
لا تنزل عن حقيقة السكون الى الحق مع وقوفك عليها
ابن عطاء رح گفت بعد آنکہ اورا از حقیقت توکل پرسیدند گفت در تو بسبب
اسباب انزعاجے نشود انتفاتے و لحظے نہ کنی با وجود آنکہ ترا سخت حاجت بود
باشد بسببے آن اسباب چو ترا حاجتے سختے بسببے آن اسباب بود کہ البتہ

باید کرد این بهم ترا از غایب نشود و لا یزول عن حقیقه السکون و سکون فی لیس
 با حق است آن زائل نشود یا و ثو قے که ترا است بر آن قوله سمعت ابا حنا
 السجستانی رحمه الله یقول سمعت ابا نصر السراج رحمه الله
 یقول شرط التوکل ما قاله ابو تراب النخشی رحمه الله و هو
 طرح البدن فی العبودیة و تعلق القلب بالربوبیة و الطمانیة
 الی الکفایة فان اعطی شکر و ان منع صبر سراج رحم میگوید شرط توکل آنست
 که ابو تراب نخشی رحمه الله گفته است اعضاے ظاہر را ببندگی گذارد و دل بخدای
 خدا سپارد و آنچه رسد بدان آرام باشد و کفایت بقدرے که تو ام بنیہ بدان شود
 اگر ببند شکر کند اگر ندیند صبر کند یعنی در بود و نابود بصفقت توکل باشد لا صبر و شکر این سخنان را
 است اگر صبر و شکر در او و متوکل نیست قوله و لما قال ذوالنون رحمه الله
 التوکل ترک تدبیر النفس و الانحلال من الحول و القوة ذوالنون
 رحمه الله گفته است توکل آنست که تدبیر بقای نفس و از حول و قوت
 خویش که از من کارے سزد ازین منخلع و بدور باشد قوله و انما یقوی
 العبد علی التوکل اذ اعلم ان الحق سبحانه یمکنه و یرزق ما هو علیه
 بنده در توکل قوی گردد اگر این مشاهدہ نقد وقت او باشد آنچه از و است
 خادمی و اندومی میند و کذلک در جمیع چیزها قوله سمعت محمد بن
 الحسین رحمه الله یقول سمعت ابا الفرج الوترانی رحمه الله
 یقول سمعت احمد بن محمد القرمینی رحمه الله
 یقول سمعت الکتانی رحمه الله یقول سمعت ابا بصیر
 بن الفرج رحمه الله یقول وایت رجلا یعرف فی شمل عمالیه
 من الشطار یضرب بالسیاط فقلت له ای وقت یکون الم

الضرب علیکم اسهل فقال اذا كان من ضرب بنا لاجله
 یرا فامروا شطارتے بود بار او را تا زبانه می زند ابو جعفر رحمه الله از و پرید
 کے باشد کہ آن الم ضرب بر تو آسان باشد و چندان احساس الم نشو و گفت
 وقتے کہ برائے کسی را کہ می زند او بیند کہ برائے من می زند فعلی ہذا اگر کسی
 مستغرق برویت خدا باشد و برو شقت توکل اقتدا اورا منبر عی نیابد و او
 مضطر نشو و قوله و سمعته یقول سمعت عبد اللہ بن محمد
 رحمہ اللہ یقول قال الحسین بن منصور رحمہ اللہ لابراہیم
 الخواص رحمہ اللہ ماذا صنعت فی هذه الاسفار و قطع
 هذه المفاوز قال بقیت فی التوکل اصح نفسی علیہ فقال
 الحسین رحمہ اللہ افنیت عمرک فی عمران باطنک فابین
 الفناء فی التوحید چنین حکایت گویند حسین رح را ابراہیم خواص رحمہ
 و رحم کعبہ ملاقات شد حسین رح گفت ابراہیم را علیہ الرحمہ چه کردی درین سفر
 کہ میگردی و قطع مفاوز میکنی یعنی حاصل توازن چه شد و چه نقد و گرہ جان تو
 بست ابراہیم رح جواب داد صحت نفس خویش میگردم حسین رح گفت فانی
 کردی عمر خویش را و آبادان کردی باطن خود و این کہ در توحید فانی شوی این کجا یعنی
 نیکو کارے ہست کہ تو میکنی اما مقصود اینست کہ تو دروے فانی شوی کہ اینجا
 مگر گشتن فضل و صلے نیست قریبے و بعدے تقدے و وجدے مقصود نیست گشتن
 تست در وجود حق قوله سمعت ابا جاتہ السجستانی رحمہ اللہ یقول
 سمعت ابا نصر الشراج رحمہ اللہ یقول التوکل ما قالہ ابو بکر
 الدقاق رحمہ اللہ و هو رم العیش الی یوم واحد استقام
 ہم عند توکل کہ متعاد جاری است عادت مردم است عبارت از

است آنچه عیش روزینہ و قوت وقت است بدان خوش باشی و از غم فردا
دل رافع داری شیخ قدس اندسره سخن در خلط و خبط کرده میگوید جاس علی
مرتبہ گرفته کہ آن حکایت بایزید و ابراهیم خواص رحمہ اللہ علیہما گفت و این
و مہمچین میگوید و بالاہم بسیار ہمچین گفته مگر مقصود شیخ اینست مثل مادہ کشند
در ان اطعمہ ہر جنس اندازند تا در سکر چہ و صحنکے کہ دست اندازد طعمے و گرفتہ
و گریاید قولہ و ہو کما قال السہل بن عبد اللہ رحمہ اللہ التوکل لا ستر سأل
مع اللہ علی ما یرید و توکل اینست کہ سہل عبد اللہ گفت نفس را
بگمانی چنانچہ او خوابد و ایسرا اللہ این سخن مشکل است ہر متوکل را چیز
حرکتے و سکتے و ظاہر و سے است یا نہ لابدی است کہ گوی ہست پس
استزال النفس مع اللہ چونہ شد اما اگر گوی در بعض امور در قوتے و در بعض
بشرے و بعض معاش لم درست آید تا آنکہ شیخ ہمہ بن سخن راند و ہو کما قال
سہل رحمہ اللہ قولہ سمعت الشیخ ابا عبد الرحمن السہلی رحمہ اللہ
یقول سمعت محمد بن جعفر بن محمد رحمہ اللہ یقول سمعت
ابا بکر البردعی رحمہ اللہ یقول سمعت ابا یعقوب النہر جوری
رحمہ اللہ یقول التوکل علی اللہ بکمال الحقیقۃ وقع لابن ہریرہ
علیہ السلام فی الوقت الذی قال لجبرئیل علیہ السلام
اما الیک فلا لاند غابت نفسہ باللہ فلم یرمع اللہ غیر اللہ
ابو یعقوب نہر جوری رح گفته است توکل بحقیقت است کہ مر ابراہیم
علیہ السلام واقع شد در وقتے کہ جبرئیل علیہ السلام گفت هل لک حاجتہ
تو حاجتے داری ابراہیم علیہ السلام گفت اما الیک فلا بسوء تو حاجتے
ندارم زیرا چہ نفس ابراہیم علیہ السلام در شاہد غائب شد پس با خدا جز خداوند

ندید ضرورت گفتم اما الیك فلا یعنی حقیقت توکل ازینجا مستقیم شود
 ہرگز اور ہر این بودہ باشد ظاہر او ہم کبے متعلق نشود قولہ و سمعته
 یقول سمعت سعید بن احمد بن محمد رحمہ اللہ یقول سمعت محمد بن احمد
 بن سہل رحمہ اللہ یقول سمعت سعید بن عثمان الجلیلی رحمہ اللہ یقول سمعت
 ذوالنون المصری و سألہ رجل فقال ما التوکل فقال خلع الازر
 و قطع الاسباب فقال السائل نہدنی فقال القاء النفس فی
 العبودیۃ و اخراجہا من الربوبیۃ شخصے از ذوالنون رحمہ پر سید
 توکل چیت گفتم ارباب را خلع کنی یعنی اینک بدانے از کسے چیزے شود
 این دور کن و بیچ سبب تحصیل را مباشر نشوی سائل گفتم ازین زیادہ سخن
 گویراے من نہدنی ای فی الوضوح والبیان گفتم نفس را اور عبودیت
 داری اور از ربوبیت اخراج کنی یعنی اورا بدانے کہ ہمہ وقت محتاج است
 و وہم آنکہ از چیزے کارے سزد ازین برون آری این ہمہ سخن است
 خلع ارباب معنی آن جملہ خداوندانرا از خداوندی ایشان برون آرو خود را
 خداوندی شو کہ بسببے مباشر شوم غرضے حاصل شود قولہ و سمعته یقول
 سمعت عبد اللہ بن محمد المعلم رحمہ اللہ یقول سمعت
 عبد اللہ بن منازلی رحمہ اللہ یقول سمعت حمدون القصالی
 رحمہ اللہ و سأل عن التوکل فقال ان کان لك عشرۃ
 آلاف درہم و علیك دانق دین لمرقا من ان تموت
 و یبقی ذلک فاعنقک ولو کان علیك عشرۃ آلاف
 درہم من غیر ان تتركها و فاء لانیاس من روح اللہ
 ان یقضیہ عنک حمدون قصار رحمہ اللہ از توکل پرسیدند گفتم

من اللہ

اگر ترا وہ ہزار درم باشد در ملک و بر تو یک دانگے دین باشد ایمن نباشی کہ تو میری دین
در گردن تو ماند یعنی اعتماد بر بود آن وہ ہزار نیست بھکل آن ہر وہ ہزار بر بند و تو میری
و آن دانگے دین دادہ نشود و در گردن تو بماند یعنی مرد متوکل را بر ظاہر اعتماد سے
نہست تا از غیب چہ پیش آید و اگر بر تو وہ ہزار درم دین باشد با آنکہ چیز سے نہاری
کہ اور او دادہ شود و از خدا تو امید مباحی کہ از جہت تو خدا واکند این توکل نیست ای
مرد متوکل را این صفت باشد قولہ و سئل ابو عبد اللہ القریشی رحمہ اللہ
عن التوکل فقال التعلق باللہ فی کل حال فقال السائل نہدنی
فقال ترک سبب یوصل الی سبب حتی یکون الحق هو المتولی
لذلک ابو عبد اللہ قریشی رحمہ اللہ را از توکل پرسیدند گفت تعلق بخدا در ہر حالے
کہ بہتی سترا و جہر انعماء یا سائے ایچنین تعلقے کہ عوام دارند با ہم اندوہ و غم
کہ از خدا سے آید کہ در ضرر اچیان باشد بدانند کہ ستر است پر بندہ گفت و فرمودے
و بیایے زیادہ کن گفت ہر سببے کہ ترارساند ترک آن سبب کن تا حق ہمہ را متولی
ہو باشد بحقیقہ ترک سبب کہ سبب رساند چہ باشد شائش این بود مرد و در دکان شیئہ
خرید و فروختنی کہ دران دکان کند سبب فوت روا باشد ترا در روز قن و دکان
کشادن شستن این ہمہ اسباب و کانداری است ترک این اسباب کن کہ بدین
اسباب رسی کہ ازان توتے حاصل کنی مرد و جلا بہتی کردن و کو کافتن این ہمہ اسباب
آن ترک این اسباب کند ہمین قیاس اسباب و گر قولہ و قال سہل بن
عبد اللہ رحمہ اللہ التوکل حال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ رحمہم اللہ
و الکسب سنتہ فمن بقی عن حالہ فلا یترک سنتہ توکل حال النبی
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بود و کسب سنت او بود یعنی کہے بودے بندے نعلے کہ
شکتے خود شتے آنرا وصل کردے گو سفند را خود و شیدے و در طعن و عجز

خادم ریاری وادے تا آنکہ گفتہ اند یقیم القہامۃ ہر کہ انحال او فرو افتد یعنی نتواند
بعفت توکل اندست اور ترک نیارد یعنی کہے کند و قوت را سبب سازد
قولہ وقال ابو سعید الخزاز رحمہ اللہ التوکل اضطراب بلا
سکون و سکون بلا اضطراب توکل میان این دو چیز است اضطراب
بغیر سکون و سکون بغیر اضطراب یعنی او در تقلبات و تصرفات الہی افتادہ است
چنانچہ اورا میگردانند میگردانند این اضطراب است کہ آزا سکون نیست او میگوید
قولہ وارندہ چنانکہ وارومی باشم و سکون بلا اضطراب یعنی برین حالت کہ گفتیم کہ
اورا تقلبات الہی برین اضطراب اورا سکون قرارے است کہ ہم اضطراب
نیست و دیگر ہمارہ در اضطراب انظار تجلیات است تا چہ آید و تا کہ ام صوت
و ہیبت آید این اضطراب است کہ البتہ نیاید این اضطراب سکون باشد و سکون
بلا اضطراب و قرارے باشد و تنوعات تجلیات و در مختلفات حالات کان
ماکان بدین صفت کہ البتہ اورا اضطرابے نباشد این حالت را مثال بحرے
عمیقہ لا ساحل لہ تصور کن و توکل چیزے از سکون آن بحر و متعلم درین عبارت
این سخن گوید اضطراب بلا سکون یعنی متوکل ہمیشہ مضطرب باشد کہ از جاے برسد
البتہ این اضطراب را سکون نیست چون برسد آرام و قرار گیرد غم آن نخر و کہ فردا
بیاید یا نیاید این سکون بلا اضطراب است این بیت بر روسے آن متعلم و دانشمند

خواندن مناسب باشد نظم

بچس نیست اگر از سعیدی بارک اللہ ایہا العلماء

قولہ وقیل التوکل ان لیتوی عندک الا کثار و التقلل توکل نیست

کہ مال بسیار و اسباب بسیار و اندکے این نزدیک تو برابر باشد و این نیز از آثار توکل

است قولہ وقال ابن مسروق رحمہ اللہ التوکل استسلام

لجریان القضاء والاحکام ابن مسروق رحمہ گفتہ است توکل گرون نہاؤن است
 قضا و احکام را چنانچہ خدا جریان کردہ است و حکمے رانده است بضر و نفع
 ترا و ان انقیاد باشد اکنون الاستسلام طوعا و کرہا طوعا خواص است کرہا
 عوام را چہ گفتند کہ گرون نہ ہند قولہ سمعت محمد بن الحسین رحمہ اللہ
 يقول سمعت عبد اللہ الرازی رحمہ اللہ يقول سمعت ابا عبد اللہ
 الحیري رحمہ اللہ يقول التوکل الاکتفاء باللہ مع الاعتماد علیہ
 توکل بہن اکتفا بخدا کردن است اکتفا باشد برین معنی سرچہ او خواستہ است
 آن خواہد کردن سعی من زیادتی است و دیگر اکتفا باشد یعنی بجنور خدا و بذوق شہود
 او چنان مشغول است اورا پروا کے و تعلق بشے نماندہ است و دیگر اکتفا بنا
 خدا کردہ است بدویکے گشتہ است خود را نذا و فانی ساختہ است از و چیز سے
 نماندہ است پروانہ سوختہ است نیست و ابودگشتہ است آتش یکے شدہ است
 اکتفا باشد این معنی باشد مع الاعتماد علیہ با این اکتفا اعتماد برین دارو کہ البتہ ضائع کنند
 او سبقت رحمتی علی غضبی گفتہ است قولہ و سمعتہ يقول سمعت
 بن محمد بن غالب رحمہ اللہ یحکم عن الحسن بن منصور ^{منصور}
 قال المتوکل المحق لا يأكل في البلد من هو احمق به منه حين ^{منصور}
 گفتہ است مرد توکل کہ او محق است تحقیقت توکلی رسیدہ است طعام سے
 پیش او بیارند در آن شہر سے کہ اوست اورا معلوم باشد کہ دیگر سے و برین طعام
 سفر او تراست خود نخورد و بد و بد این متوکل است بہ خزانہ غیب است تا از
 غیب چہ کشاید توکل اورا طعام منحصر نیست این سخن نیز از حال ما ^{منصور}
 قولہ و سمعتہ يقول سمعت عبد اللہ بن علی رحمہ اللہ يقول
 سمعت منصور بن احمد الحیري رحمہ اللہ يقول حکي لنا

ابن ابی شیح رحمہ اللہ قال سمعت عمر بن سنان رحمہ اللہ
 يقول اجتازنا ابراہیم الخواص رحمہ اللہ فقلنا له حد ثنا
 باعجب ما رايتہ فی اسفارک فقال لقيني الخضر عليه السلام
 فما لي بالصحة فحسبت ان يفسد علي توکلي لسكوني اليه ففارقتہ
 عمر سنان ميگويد ابراہیم خواص رحمہ اللہ گفتم حکایت کن با ازا عجوبه ترين چيز
 که در سفر و يده گفتم با و يہ مرا خضر عليه السلام ملاقات شد او از من صحبت طلبيد
 يعني کجا باشيم من با خود ترسيم اگر من با و باشم توکل من فاسد شود
 زيرا چه نفس من با و انس گيرد و يک غذا است با جنس خوش بودن پس از و
 جدا شدم و با و نمازم اينجا چند سخن است ايشان از عجاب با و پرسيدند
 چه بود که ابراہیم رحمہ اللہ از حال خوش سخني گويد و حال خود را از عجاب حکايت
 گويد زانکہ از قبيل عجب باشد گويم ابراہیم رحمہ اللہ مرشد است مردم از عجاب
 با و پرسيدند او بر اسلوب حکيم با ايشان گفت اين چه پرسيدن است و اين
 شمار چه نفع باشد و سخني که لائق پرسيدن شما باشد و نفع شما باشد اين سخن است
 و آنکه حکايت از خود گفت رسم اہل ارشاد است ہر مشقت و محنت و سختي کہ بر سر
 نمند و نظر او سهل و آسان کنند نمايند و امکان واقع آيند نمايند تا آنکہ از تجربہ خود
 گويند کہ ما چنين کرده ايم شما ہم کينيد قوله و سئل سهل رحمہ اللہ عن
 التوکل فقال قلب عاش مع اللہ بلا علاقة سهل رحمہ اللہ گفت
 متوکل دے است با خدا زينت است بغير علاقے يعني بغير حجابے و بغير کدورے
 و بغير مانعے قوله و سمعت الاستاذ ابا علي الدقاق رحمہ اللہ
 يقول التوکل ثلث درجات التوکل ثم التسليم ثم تفويض التوکل
 ليکن الی وعدك و صاحب التسليم يكتفي بعلمه و صاحب التفويض

یرضی بحکمہ ابو علی دقاق رحمہ اللہ کہ توکل راہ و درجات است ہیں توکل را
 باختلاف حالت اوانامے نہند توکل و تفویض و تسلیم صفت متوکل انیت اور کہ
 متوکل خوانند اور برین صفت باشد وعدہ خداوند سبحانہ کرده است طریقہ صحیح
 فرمودہ وَجَامِنُ دَابَّةً فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ سَرِقُهَا اورا البتہ ان بوفارسانہ
 است اور برین کون باشد و صاحب تسلیم الکفا بعلم او کرده است یعنی او میداند
 کہ مرا چه حالت است و اوقاف در است کہ غیر این کخند پس برین نظر او خود را
 بدو تعالی تسلیم کرده است و آنکہ خداوند تفویض است بدین معنی است کہ او
 راضی بحکم خداست و اینک رضا است یا بسبب جمال او یا بسبب آنکہ او حکیم
 است ہرچہ شایستہ است خواہد کرد یا آنکہ مرا دست رس نیست او ہر
 چہ بہت کردنی است پس رضا بحکم ضرورت باشد ہر سر از احوال متوکلان است
 اما بسبب صفتہ خاص نامے خاص یافتہ است قولہ و سمعتہ نظر
 التوکل بدایۃ والتسلیم وسائرہ والتفویض نہایتہ این سبب
 کہ بیان کرد توکل و تسلیم و تفویض نام کردم قولہ و سئل القاضی محمد بن علی بن
 فقال الاکل بلا طمع و قاق را رحمہ اللہ از توکل پرسیدند گفت الطمعی
 بخوری کہ در ان ترطمع نباشد یعنی دل تو متعلق نباشد از آنجا خواہد
 خود خورد و در ظاہر طمع نہ بندی کہ فلان خود آورد و خواہم خورد قولہ قال تمحیی بن معاذ
 رضی اللہ عنہ لبس الصوف حانوت و الکلام فی الزهد حرفۃ و علم
 القوافل تعرض ہذا کلہا عالقات یحیی معاذ رضی اللہ عنہ سیکویہ
 جامہ گلیم پوشیدن برزی فقر این دکالے باشد در ان فقر وفاقہ شناسند
 اورا چیزے بدہند مردے نذر کردہ باشد کہ چہا درم بفقیر بدہم گلیم پوشیدہ
 بیند بدانکہ او فقیر است اورا بدہد و سخن در ترک دنیا گفتن حرفتہ باشد

گوئی صنعتی است کہ بدین ترا چیزے حاصل شود سخن در زبردستی مرغوبے
 است و ترک دنیا در دنیا مدوح است و نزدیک جماع غفلتہا ازان جنس سخن
 گوئی مردمان متعقد شوند این حرفے باشد برائے جاہ و مال و ترا صحبت قافلہا
 رفتن تعرض باشد یعنی مرد در صحبت چندے بہت و ایشان در کرد چیزے
 در آمدنی بر نہ میخورند و بدین پیچ بخلا بر ہر کس بقدرے کہ او را وسیع باشد چیزے
 در پیش آید بدین در معنی گوئی سوسے کرد و گدائی کرد یعنی مردم را کہ این صنعت
 بہتد و در متوکل نامند و بدین ہمہ چیز اور حال متوکل علاقہ است تصحیح توکل است
 قولہ و جاء عن رجل ان استبلی رحمہ اللہ بشکو الیہ کثرة العیال
 فقال رجع و بیتک فمن لیس رزقہ علی اللہ فاطمہ عنک
 مرے بہ شبلی رحمہ اللہ از بسیاری عیال گھر کرد شبلی رحمہ اللہ گفت بازگرد
 بخانہ و بدین ہر کہ خداے تعالی رزق اورا ضامن نشد و است تو اورا از خود را
 قولہ سمعت شیخ ابا عبد الرحمن السلی رحمہ اللہ یقول
 سمعت عبد اللہ بن علی رحمہ اللہ یقول سمعت احمد بن
 عمار رحمہ اللہ یقول قرأت علی محمد بن الحسین رحمہ
 قال سئل بن عبد اللہ رحمہ اللہ یقول من طعن فی الحرۃ
 فقد طعن فی السنۃ و من طعن فی توکل فقد طعن فی الایمان
 ہر کہ در کسب طعن کند او در سنت طعن کرد و در سنت صحابہ و در سنت سلف
 صالح و چیزے کسب یہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہم نسبت دارو چنانچہ بالا
 گفتہ ام و ہر کہ در توکل طعن کرد در ایمان طعن کرد توکل ان کنتم مؤمنین
 شرط ایمانست ہر کہ در حرکات و سکنات و در افعال باری را فاعل نداند در ایمان
 او طعن باشد قولہ و سمعہ یقول سمعت احمد بن علی بن

جعفر رحمہ اللہ بقول قال براہیم الخواص حمد اللہ کنت فی طریق
 مکہ فرایت شخصاً وحشياً فقلت جنی انسى فقال جنی فقلت الی ای
 فقال الی مکة فقلت بلا زاد فقال نعم فینا ایضاً من یسأ
 علی التوکل فقلت ایش التوکل فقال الاخذ من اللہ عزوجل
 ابراہیم خواص رحمہ اللہ میگویند در رہ کر بودم مردے را دیدم کہ او مرا ^{نفس}
 نشد پرسیدم کیستی تو انسی یا جنی گفتم جنی ام گفتم تا کجا میجوای بروی گفتم
 تا کہ گفتم بے زاد و راحه گفتم آری و گفتم میان جنیان ہم کسے باشد
 کہ سفر توکل میکند گفتم توکل چیست گفتم رزق از خدا گیرند و بغیر واسطہ کسے
 قوله و سمعتہ بقول سمعت ابا العباس البغدادی و حمدہ ^{اللہ}
 يقول سمعت الفرغانی و حمدہ اللہ يقول کان ابراہیم الخواص
 رحمہ اللہ مجرد اشی التوکل ید تق فیہ و کان لا یفارقہ ابرو
 و خیوط و رکوة و مقرض فقیل یا ابا اسحاق لمر تحمل هذا و
 انت تمنع من کل شیئ فقال مثله لا ینقض التوکل ان اللہ مشرک
 تعالی علینا من الرض و الفقیر لا یكون علیہ الا ثوب ^{و حمدہ}
 فربما یتخرف ثوبہ فاذا الم یکن معه ابرة و خیوط تنک ^{توکل}
 فیفسد علیہ صلواتہ و اذا الم یکن معه رکوة یفسد علیہ طہارۃ و اذا ^{الفقیر}
 بلا رکوة و لا خیوط فانہم یصلونہ فرغانی میگوید ابراہیم خواص رحمہ اللہ در توکل
 مجرب بود بیچ سببے از اسباب با خود نداشتے و او در مقام توکل نہ یکس مرتب
 بود با این ہمہ بیچ وقتے از ریسمانے و سوزنے و جامہ آبے رو و کاروہ خالی
 بودے اورا پرسید گفتم فقیر را یک جامہ طرفے پارہ شود کشف عورت
 شود بچہ رو و کشف عورت شود صلوات بچہ گذارو و اگر باوے رکوہ بناشد

طہارت نشود یا مبتلا بکثرت عورت شو و ابراہیم رحمہ اللہ میگوید اگر فقیر را بینی برو
سوزنی در میانے فیرت و رکوه نیست اورا اتہام در نماز او کن یا نماز نمیگذرد
یا اگر میگذارد بشرط آن نمیگذارد قوله سمعت الاستاد ابا علی رحمہ اللہ
يقول التوکل صفة المومنین والتسليم صفة الاولياء والتفويض
صفة الموحدين فالتوکل صفة العوام والتسليم صفة الخواص
والتفويض صفة خواص الخواص وسمعتہ يقول التوکل
صفة الانبياء والتسليم صفة ابراهيم عليه السلام والتفويض
صفة نبينا محمد صلى الله عليه واله وسلم استاد ابو علی دقاق رح
میگوید توکل صفت مومنان است و تسليم صفت اولیاست و تفويض صفت
مومنان است پس توکل صفت عوام است و تسليم صفت خواص و تفويض صفت
خواص خواص ازین قسمت این آید کہ توکل صفت انبیا باشد و تسليم صفت
ابراہیم صلوات الله عليه و تفويض صفت پیغمبر اصلي الله عليه واله وسلم قوله سمعت
محمد بن الحسين رحمه الله يقول سمعت ابا العباس المغيرة
رحمه الله يقول سمعت محمد بن عبد الله الفرغاني رحمه الله
يقول سمعت ابا جعفر الحلي رحمه الله يقول سمعت ابا جعفر الحلي رحمه الله
عشر سنة اعتقد التوکل وانا عمل في السوق واخذ كل يوم
اجرتي ولا انتفع منها بشربة ماء ولا بدخلة حمام وكنت اجي
باجرتي الى الفقراء في الشونيزية واكون على حالي ابو جعفر حاد رحمه الله
میگوید من در بازار کار میکردم و اعتقاد بر توکل داشتم یعنی عقیده من توکل
بود با این بسم متعلق بکسب ظاهر می بودم و لقمه و خرقة از غیب بودے زیر پرچم
هر روزے اجرت خویش می گرفتم و از ان انتفاع بطعامے و آبے نبودے و غسلے

ہم بران نشدے واجرت خویش می آوردم بر فقرا کہ در مسجد شونیزیر اندر بریشان
 خج میگردم ومن بر حال خویش می اندم قوله سمعته يقول سمعت ابا بکر
 محمد بن عبد الله بن شادان رحمه الله يقول سمعت
 الخواص رحمه الله يقول سمعت ابا بکر بن الحسن اخاسنا سمعت الحسن
 رحمه الله يقول حججت اربع عشرة حجة حافيا على التوكل فكان
 يدخل في رجل شوكة فاذا كراتي قد اعتقدت على نفسي فاحلها
 في الارض وامشي خواص رحمه الله ميگويد از حسن برادر منان رحمه الله شنيدم
 ميگفت چهارده حج پارسه بر توکل کردم اگر پاي من خاک در آيد ياد ميگردد
 با خود که تو بر توکل می روی باختيار خود خوار از پا چون کشم پس آنرا بر زمین می سودم و در
 ره می رزم قوله و سمعته يقول سمعت محمد بن عبد الله
 الواعظ يقول سمعت خير النساء رحمه الله يقول سمعت ابا
 حمزة رحمه الله يقول اني استحيي من الله ان ادخل البادية
 وانا شبعان وقد اعتقدت التوكل لئلا يكون سعي على الشبع
 نهاده آنزوده ابو حمزه رحمه الله گفته است شرم دارم که در باديه در ايم و سير بايم
 و عقیده من توکل باشد تا سعي من در توکل بر شبع نباشد زيرا چه شبع نوعی از
 زواست حالي نقد بارسه شرم پردازد يك دور و زبدان شكلم پرمی تواند ماندن
 پس اين توکل معلول شد قوله و سئل حمدون رحمه الله
 التوكل فقال تلك درجة لما بلغها بعد وكيف يتكلم في التوكل
 من لم يصح له حال الايمان حمدون رحمه الله را از توکل پرسيدند گفت
 اين درجه است که من هنوز نسيدم کسی را که حال ايمان صحت نباشد او
 چگونه سخن در توکل گوید قوله وقيل المتوكل كالطفل لا يعرف شيئا

یاوی الیہ الا تدی امد وکذلک المتوکل لا یهدی
 الا الی ربہ وگفتہ اند متوکل ہمو طفل شیر خوارہ است اور سہ ندر و چو پتا
 ماور خود را و کذلک المتوکل جزیرہ بخدا نبر و قولہ وعن بعضهم قال
 کنت فی البادية فتقدمت القافلة فرایت قدامی احد
 فتسارعت حتی ادرکتہ فاذا ہی امرأة بید ہلع کازة تمشی
 علی التوڈة فطننت انہا اعیت فدخلت بیدی فی جیبی
 واخرجت عشرين درہما فقلت خذها وامکتی حتی
 یلحقک القافلة فتکثری بہا ثم ائتنی اللیلۃ حتی اصبح امرک
 فقالت بیدہا کذا فی الهواء فاذا فی کفہا دنانیر فقالت انت
 اخذت الدرہما ہم من الجیب وانا اخذت الدنانیر
 من الغیب بعضہ گفتہ اند من در بادیہ بودم قافلہ را پیش شدم پیش خویش
 کیے را دیدم شباب کروم تا اورا اورا یافتم عورتی بہت بدست او چوبے
 خردے آہستہ آہستہ میرود و دانستم کہ او مانڈہ شدہ است در جیب من درم
 بود بہت درم کشیدم و اورا گفتم بتان وساکن شو تا قافلہ برسد و چیرے برا
 خود بخرو شب بر من بیا تا ساختگی کار تو کنم رفتن و بودن را تو بفرغ بروی آن
 زن دست در ہوا کرد و در دست او دینار آہستہ گفت دست تو در جیب
 کردی و در ہسم کشیدی من دست در غیب کروم دینار ایا فتم قولہ وری
 ابو سلیمان الدارانی رحمہ اللہ رجلا بمکہ لا یتناول شیئا
 الا شربۃ من ماء زمزم فمضی علیہ ایام فقال لہ ابو سلیمان
 رحمہ اللہ یوما را بیت لو غارت زمزم ایتش کنت تشرب
 فقام و قبل راسہ و قال جزاک اللہ خیرا حیث ارسلتنی

فانی کنت اعبد زمزم منذ لیام ومضى وارانى رحمه الله میگوید من
مروے را ور کہ دیدم و روزها گذشت پیچ نخوردے مگر قطرہ آب زمزم وارانى
باوے گفت اگر زمزم خشک شود آب دروے مانند تراز کجا خوری او دعا کرد
وارانى رحمه الله را و سر بوسید و گفت روزا باشد کہ زمزم رامى پرستیدم
تو مرا ارشاد کردی و آفت ہیں اعتقاد او بر زمزم کہ من ازین نفعے میگیرم همین
عبادت نامید قوله وقال ابراهيم الخواص رحمه الله رايت
في طريق الشام شابا حذوا حسن المراعاة فقال لي هل لك في
الصحة فقلت انى اجوع فقال ان جعت جعت معاك
فبقينا اربعة ايام ففتح علينا شئ فقلت هلم فقال اعتقد
ان لا اخذ بواسطة فقلت يا غلام دقت فقال يا ابراهيم
لا تبهرج فان الناقد بصير مالك والتوكل ثم قال اقل التوكل
ان يد عليك موارد الفاقات فلا تسمو نفسك الا الى
من اليه الكفايات خواص رحمه الله گفته است در ره شام میبرم
جوانے را دیدم و راول شتاب نیکوز گاہ و اشسته که و باخورد با همیشه میکنند
شاب گفت ابراہیم خواص را کہ بہت ترا و صحبت من رغبتے یعنی کجا ہم
گفتم من گرسنه می باشم شاب گفت اگر تو گرسنه خواهی بود من ہم گرسنه
خواہم بود با تو پس چند روزے گرسنه مانندم چیزے برآید انمی شد پس چو
را گفتم بیا گفت من دل بریں بسته ام کہ من رزق بواسطہ بگیرم بھرا
کے چیزے بیارو برآے خوردن بر تو مرا بطلبی برآے خوردن رزق بواسطہ
است و من بادل خود این کردہ ام کہ رزق بغیر واسطہ کے خورم گفتم اسے
کودک و توکل بسیار ترقیق کردی و بایک کار پیش رفتی گفت ای ابراہیم

بہرچہ مکن زیر اچہ آنکہ اوسرہ میکنند او بنیا است یعنی از غیر خدا چیزے گیری
 این را توکل نامی این بنہ ہرچہ باشد در سہے است کہ مردمان آنرا کھوجہ گویند
 وگفت ترا! توکل چہ کار است وگفت اقل توکل اینست کہ بر تو مشقت
 فاقہا برسد و نفس تو میل نکند کہ سبوسے کسے کہ کفایات از دست یعنی
 واسطہ در میان نباشد و متولی کفایات اوست ہم از کفایت شود ہما
 این باویہ گردانرا بسیار پیش آمد مثلے از غیب اقامہ و ازالہ تیبہے میکند یا خود
 شبہازے است ہم از کان حضرت روندگانرا تیبہے کند قوله وقیل التوکل نفی
 الشکوک والتفویض الی مالک الملوک توکل اینست شک برود
 تا چیزے کہ در ازل رفتہ است آن البتہ شدنی است و دیگر میان مردم
 است تا کے متعلق بسبب نشود و مزوق نشود این شک برود و کار مالک
 الملوک گذارد عبارت این تقاضا کند کہ انتفارا الشکوک گفتے نفی الشکوک
 چہ باشد قوله وقیل دخل جماعۃ علی الجدیدہ فقالوا انطلبوا
 فقال ان علمتہ ای موضع فهو فطلبوه فقالوا انسال اللہ ذلک
 فقال ان علمتہ انہ یساکم فذکروه وقالوا اندخل البیت
 فتوکل علی اللہ فقال التجریدۃ مشک قالوا فیما الحیلۃ قال ترک
 الحیلۃ جامعے بر جنیدرح آمدند گفتند ارزق خویش می طلبم گفت اگر میدانید
 شما در موضع رزق ہست بروید آنجا بطلبید گفت ارزق از خدا میخواہیم
 گفت اگر میدانید خدا شما را فراموش کردہ است یا و بدمانید گفت در خانہ
 در ایحیم بر خدا توکل کنیم بنشینم گفت این کہ خواہید بنشینید در خانہ کہ خدا خواہد
 یازہ این شک باشد در دین گفتند حیلہ چیست تدبیر کار چیست گفت شما این
 حیلہ ہا بگذارید و دل بر خدا بندید آنچہ برائے شما از غیب آید آن برائے شما

باشد دیگر ترک حیلہ این باشد کہ اگر رزقے بکسب بخوری گوی خدادادیا کے
 نا طلبیدہ بغیر خواست تو بیار و بگویی خداداد و فتوحے از غیب آید گوی خداداد
 یار رزقے از آسمان فرود آید یا از زمین برون آید گوی خداداد این ترک
 حیلہ باشد قوله وقال ابو سلیمان الدارانی رحمہ اللہ لا حول
 بن ابی الجواری رحمہ اللہ یا احمدا ان طرف الاخرة کثیرة و ^{بیشتر}
 عارف بکثیر منها الا هذا التوکل فانی ما شتمت منه ^{بسیار}
 دارانی رحمہ اللہ مر احمد جواری رحمہ اللہ را میگوید اسے احمد رہ بخدا بسیار است
 و شیخ تو از ادب نفسہ بیارے ازان را بہا عارف است کہ توکل کہ بوسے
 ازان نویسدہ است اگر نظر بدقت توکل کنند کہ ہمہ افعال خود را بدو سپارند
 بظاہر وقتے وارد کہ بوسے ازان کے راز سیدہ است زیرا چہ اشخاص
 کلی بیچ کے را میسر نیست قوله وقيل التوکل الثقة بما فی ہدای اللہ
 والیاس عمافی ایدی الناس بد آنچه در حضرت خدا است بدان
 ثقہ باشد این توکل است یعنی آنچه در علم نفسی او است آن شدنی بود ولی است
 و آنچه در دست مردان باشد ازان نومیدی کلی باید قوله وقيل التوکل
 فراغ السر عن التفكير للتقاضي فی طلب الرزق توکل نیست کہ
 دل فارغ شود از اندیشہ کہ بشر تقاضا طلب رزق نہ باشد قوله وقيل
 الحرف المحاسبی رحمہ اللہ من المتوکل هل یلحقہ طمع ^{بیشتر}
 یلحقہ عن طریق الطباع خطر ات لا یضہ شیء و یقو ^{بیشتر}
 الطمع والیاس عمافی ایدی الناس از حارت محاسبی رحمہ اللہ یہ
 متوکل را طمعے باشد گفت خطرہ طبیعت بشری شود و آن قاصر توکل نہا
 و تقویت و بہر استقامت جمع یاس از آنچه در ایدی مردمان است قوله

وقیل جاع النوری فی البادية فہتف بہ ہاتف ایما
احب الیاء سبب او کفایۃ فقال الکفایۃ لیس فوقہا
نہایۃ فبقی سبعة عشر یوما لعمیال نوری رحمہ اللہ و رباویہ
گر شد آواز دہندہ آواز داد و گفتم چہ میگوئی نزدیک تو چہ بہتر
چیز بدعم سبب کہ بدان قوت تو شود یا کفایت تمام کنی نوری رحمہ اللہ
گفت کفایت درایم ہمہ نہایت است بعد آن مفردہ روز و گرگر گری
مازہ مفردہ روز چہ باشد این حکایت این تقاضا کردے کہ بعدہ طعام نخورد
ہمیں کفایت بجمع کرے قولہ و قال ابو علی الرود باری رحمہ اللہ
اذ اقال الفقیر بعد خمسۃ ایام انی جاع فالزمواہ السوق و
مرورہ بالعمل و الکسب این سخن را بالا ترجمہ کردہ ام قولہ و قیل نظر ہو ترا
النجیبی رحمہ اللہ انی صوفی ملیدک الی قشیرہ بطیح لیا کلہ
بعد ثلثۃ ایام فقال لہ لا یصلح لک الصوف الزم السوق
این سخن بالا ترجمہ کردہ ام قولہ و قال ابو یعقوب الاقطع البصری
رحمہ اللہ جعت مرۃ بالحرم عشرۃ ایام فوجدت ضعفا
فحاشتی نفسی فخرجت الی الوادی لعلی احد شیء یشکر
ضعفی فرایت شجرۃ مطرفو حۃ فاحذتہا فوجدت فی
قلبی منها وحشۃ کان قائلا یقول لی جعت عشرۃ ایام فلو
یکون حظک شجرۃ متغیرۃ فرمیت بہا و دخلت المسجد
فتعلت فاذا انا برجل اعجمی جلس بین یدی و وضع
قسطرہ و قال ہذا لک فقلت کیف خصصتہ لی بہا فقال علم
اذا کنانی البحر منذ عشرۃ ایام و اشرفت السفینۃ علی الغرق

فند هر كل واحد منا ان خالصنا الله تعالى ان يتصدق بشئ وندت
 انا ان خالصني الله ان اصدق بهذ على اول من يقع عليه
 بصرى من المجاورين وانت اول من لقيت فقلت افتمها ^{فقلها}
 فاذا فيها لك سميد مصرى ولو نر مقشر وسكر كعاب فقبضت ^ن
 قبضة من ذاق قبضة من ذاق قبضة من ذاق قلت رد الباقى صبيا
 هو هدية منى لكم وقد قبلتها ثم قلت فى نفسى رنرتك
 لبيد اليك من عشرة ايام وانت تطلبه من الوادى ابو يعقوب
 اقطع رحم الله لكفت يكبارى در حرم ده روز گر سنا اندم در خود ضعف احسا
 احساس کروم حدیث نفس این شد در بادی بروم چیزے افتاده یا بم بخورم
 قدرے ضعف من رفع شود و دیدم شلغمی گنده افتاده است آن را گرفتم چو آن ^{متعجب}
 بود و حشتم در دل من آمد که تو انم خورد گوی گوینده می گوید ده روز گر سنا اندم
 پس آخر حظ تو شلغمی متغیر باشد از ابرون اندا تخم باز آمدم در حرم شستم ناگهان می تخم
 آدمی نه از عرب پیش من آمد شست و طبقے پیش من نهاد و گفت این برآ
 تست گرفتم برین قطره میان چندین مردان مرا بچه تخصیص کردی گفت بدانکه ما در
 دریا بودیم ده روز قریب شد که کشتی غرق شود هر یکے نذرے کرد اگر خداے تعالی
 ما را خلاص دهد هر یکے در راه خدا صدقه دیدم نذر کروم اگر خلاص یا بم صدقه بدیم
 این از مجاوران کعبه اول کسے که ملاقات شود و اول کسے که ملاقات شد تو می گرفتم
 اورا بجنائی این را او کشا و از او دیدم در و کعبه است و با دام پوست و در کرد
 شکرے خوب هست چیزے از سه چیز گرفتم باقی را رد کردم بگوه کان خود از من بدید
 ده زیر اچ من این را قبول کروم و با خود گرفتم رزق تو بسوسے تو می آید بعد ده روز
 تو در بادیها میگدی امثال این حکایتها بسیار است شرح زیادتی است که می نویسد

تو کہ وسمعت الشيخ ابا عبد الرحمن السلي رحمه الله يقول
سمعت ابا بكر الرازي رحمه الله يقول كنت عند ممشاد الدينوري
رحمه الله فحري حديث الدين فقال كان علي دين فاشتغل
قبلي فرايت في النوم كانت قابلا يقول يا نجيل اخذت علينا
هذا المقاد اخذ عليك الاخذ وعلينا العطاء فيما حاسبت
بعد ذلك بقالا ولا تصابا ولا غيرهما ممشاد ودينوري رحمه الله
بود حکایت در دینے می رفت ممشاد ورحمہ اللہ گفت بر من دینے بود دل من
شد و خواب دیدم گوی گویندہ میگوید این مقدار درم تو بر ما قرض کردی یعنی بر عمامہ
ما قرض کردی کہ دین ما را قضا کنیم بتان تو گرفتن از تو و دادن از ما بعد از ان با بیع بقا
وقت سبے دیگر آن حساب کردم دیگر محتاج آن نشدم کہ قرض از ایشان استدم و حسا
کردم خدام ادا و من خرج کردم و دیگر اگر استدم بدان قدر رسید کہ اورا ادا دم
قال رسول الله عن بنان الجمال رحمه الله قال كنت في طريق مكة
اجبتني من مصر ومعى زاد فجاءتني امرأة وقالت لي يا بنان انت
عالم بمشعل علي ظهرك الزاد وستوهمدانه لا يرنه فاك قال فر
بزادى ثماني على ثلثة ايام لما كل فوجدت خلفا لاني الطريق فقلت
في نفسي حملة حتى تجيئى صاحبه فربما يعطينى شيئا فاردت عليه
فادانا بتلك المرأة قالت لي انت تاجر تقول يجيئى صاحبه
فاخذ منه شيئا ثم رمت الى شيئا من الدرهم و قالت
لي انفقته فاكتفيت بها الى قريب من مصر بنان جمال رحمه الله
دورہ کہ می زخم و توشہ را برداشتم عورتے مرالملاقات شد او گفت تو حاملی توشہ
را بیشتر کرده می بری و گمان می بری کہ اگر این زاد نباشد خدا ترا رزق ندہد آن توشہ

رابروں انداختم۔ روز گذشت کہ بیچ نخوروم دیدم در رة خلیمال اقتادہ است
 گفتم این را بردارم و بصاحب او برسانم او مرا چیزیے خواہد داد اگر بان بدان عورت
 رسیدم عورت گفت تو مردے اجری برداشتی تا صاحب را بدی تا او ترا چیزیے
 بدد چند رے طرف من برون انداخت و گفت بتان این را انفاق کن تا قریب
 مصر مر آن بسده بود این عورت همان عورت است کہ گفته بودے جمال را اورا پر
 کردہ می گردی اینجا سخن می آید با جمال گویند ز اورا برون انداختی یا از معین بغیبتی
 و آن غیبے کہ اورا آند از او داشت تا قریب بمصر رسید باز همان پیش آمد و قصت
 فیما بیت گر چنین باشد ہر بار آن درم آخر میکرد درے در گریہ گفت قولہ در
 ان بنان الجمال رحمہ اللہ انه احتاج الی جار یہ فقولہ لہ فانیسبت
 الی اخوانہ فجمعوا لہ ثمنہا و قالوا ہوذا سبحی المنہ فنتشر بہا یوم
 فلما رجم النفر اجمع رایہم علی واحد و قالوا انہا تصالح لہ فقوالوا لہا
 بکم ہذا فقال انہا لیست للبیع فاجوع علیہ فقال انہا لیسبت
 الجمال اہلک الیہ امرأۃ من سمرقند فحملت الی بنان الجمال
 و ذکرک لہ القصة و حکایت گویند جمال بنان را رحمہ اللہ احتیاج کمیزے کے
 شد با اصحاب خویش انسا طے کرد یعنی مرا اینچنین حاجتے بہت اصحاب جمع کرد
 ہرے کنیزکے اورا اندوگفتند قافلہ بیاید براسے تو بخیر ہم آنچہ موافق تو باشد بعد انکہ
 قافلہ آمد اسے ایشان جمع شد برین یکے براسے او بخریم صاحب ان کنیزکے کہ
 بچہ است این کنیزکے گفت این کنیزکے براسے بیع را نیست احتیاج ہرے
 کردند البتہ بفروش او گفت این کنیزکے را از سمرقند براسے بنان جمال را رحمہ اللہ
 عورتے فرستادہ است پس بر بنان رج بردند این قصتے گفتند این حکایت
 بر قولہ نسبت ندارد اما ہمین قدر بہت کہ از غیب چیزے آمد چنانچہ بر متوکل بیاید

وآنکہ در خاطر او گذشت جاریہ باید کہ خدمت کند آن خطرہ آن بود اورا منظر و رومی بود کہ می آید دل او دانست اما بنان رح بران مطلع نشد انبساط با اصحاب کرد حاصل این شد براسے رزق را اہتمام کن زیراچہ آنچه رسید فی ارت برسد قولہ سمعت محمد بن الحسین رحمہ اللہ یقول سمعت محمد بن الحسن المخزومی رحمہ اللہ یقول حد ثنا احمد بن محمد بن صالح رحمہ اللہ قال حد ثنا محمد بن عبد بن رحمہ اللہ قال حد ثنا الحسن الخياط رحمہ اللہ قال كنت عند بشر الحافي رحمہ اللہ فجاء نفر فسلموا عليه فقال من انتم قالوا نحن من الشام جننا نسلم عليك ونريد الحج فقال شكر الله لكم فقالوا اخرج معنا فقال بثلاث شرائط لا نخمس معنا شيئا ولا نسال احدا شيئا وان اعطانا احد لا نقبل قالوا اما ان لا نخمس فنعم ولا نسال فنعم واما ان لا نقبل ان اعطينا فهذا لا نستطيع فقال خرجتم متوكلين على زاد الحج ثم قال يا حسن الخياط الفقراء ثلثة فقير لا يسلك وان اعطى لا ياخذ فذاك من جملة الروحانيين وفقير لا يسلك وان اعطى قبل فذلك يوضع له موايد في حظائر القلوب و فقير يسأل وان اعطى قبل قدس الكفاية فكفارتة صدقه جميع بشرحة آمدند بر او سلام گفتند ما از شما میم آیدیم ترا سلام گوئیم و مقصود حج است بشرحمہ اللہ دعا کرد خدای تعالی سعی شما قبول کند و ثواب و جزا بدید گفتند با بیرون می آئی تا در حج برویم گفت برون آئیم نسبت بہ شرط کہ بیج چیزے با برابر نباشد و از بیج کیے چیزے نخواہیم و اگر کیے بیاید ما را چیزے بدید ما آنرا قبول نکنیم گفتن آن دو چیز کہ زادے برابر است تا نیم و از کیے چیزے نخواہیم آرسے همچنین کنیم اما این کیے

مارا چیز سے بدد و ما آنرا قبول نہ کھنیم این نتوانیم کرو و در وسیع مانیست گفت شہاب
 آمدید متوکل بر تونندہ حاجیان بعدہ بشر حمد اللہ گفت ای حسن خیاط فقرا برسہ
 نوع اندیکے اینست از کسے نخواہد و اگر بدہندستاندا و از جملہ روحانیان است
 یعنی خداے او از خدا است خداے او بہمان عبادت اوست و ذکر اوست
 و فقیرے است کہ او نخواہد اگر بدہندستانداو کسے است کہ در خطا بر قدس او
 را ماندہ نہادہ اند یعنی ماندہ در خطیرو قدس براسے او نہادہ اند ماندہ پلکے بغیر عیب
 آن از غیب براسے او میدہند و فقیرے باشدہ نخواہد و قدر کفایت بگیرد و
 کفارت آن اخذ او چو برستی خواستہ است و بصدق گرفتہ است کفارت
 خواست او و اخذ او صدق او باشد قولہ وقیل حبیب العجمی لمح
 ترک التجارۃ فقال وجدت الکفیل ثقلة حبیب عجمی رحمہ اللہ را
 گفتند تجارت چراترک آوردی گفت او کفیل براسے رزق شدہ است ثقہ
 شد کہ او البتہ خواہد داد و دیگر یعنی کفیل را موثوق بہ یافتہ قولہ وقیل کان
 فی الزمن الاول رجل فی سفر و معہ قرص فقال ان اکلت
 مت فوکل اللہ ملکاً و قال ان اکلہ فارزقہ وان لم یأکلہ فلا
 نقطہ غیر فلیرزق القرص معہ الی ان مات و لم یأکل و بقی عنہ
 القرص گویند در زمان پیشین شخصے مسافر بود با او قرص بود میگفت اگر نخورم
 بمیرم یعنی اگر نخورم بر من چیزے نامذین در کمر بستہ است بدین تسلی می روم
 خدا تعالی فرشتہ را برگماشت و گفت اگر او بخورد رزق دگر بدہد و اگر نہ
 اور رزق دگر بدہد ہاں باوے بندہ است باقی ہمیشہ قرص باوے بود او خورد
 تا آنکہ مرد و قرص باقی بود ازین حکایت این معلوم شد کہ اساک کند ہم بدان
 اساک نمیرد و ہر کہ خج کند خداے تعالی اور او دیگر برساند قولہ وقیل

من وقع في هيل ان التفويض يرف اليه المراد كما يرف العرو
الى اهلها مكره ورميدان تفويض افتاد وورميدان او جولاكري كرد مراد او
كنار او دسند چنانچه عروس را اوركنار او سيدسند قوله والفرق بين التفو
والتضييع ان التضييع في حق الله تعالى وذلك مفهوم التفوي
في حظك وهو محمود چه مثل افتاد شيخ راحمد الله كه فرق ميان تضييع و
تفويض کردن گرفت سخن ظاهر بينه است تضييع مذموم است ناهنا و
بجمله و نهنا و برعكس ان تفويض شيخ رابراے فرق چه و هم زد يعني شخصے برو
چيزے تقدسے است آزا تفويض بخدا كرد و در تار بندر شين در از روم
رود كه اين تفويض نيست تضييع است شيخ برابے اين قسم اوراين فرق گفت
قوله وقال عبد الله بن المبارك رحمه الله من اخذ فلسا
من الحرام فليس متوكلا بر كاي وانك حرام ازكے گيرو او متوكل نيست
يعني مع العلم قوله سمعت محمد بن عبد الله الصوفي يقول سمعت
نصير بن ابي نصر العطار رحمه الله يقول سمعت علي بن محمد
المصمري رحمه الله يقول سمعت ابا سعيد الخزاز رحمه
الله يقول دخلت ابياديه مرة بغير زاد فاصابتني فاقة فرايت
المرحله من تعبيل فسر هت بان وصلت ثم تفكرت في انك
وانك انت نفسي ايش مسكنت ولتكلت علي غيره فاليست علي ان لا ادخل
المرحلة الا ان اعمل اليها فحفرت لنفسي في الرمل حفيرة وواد
جسدي فيها الى صدرى فسمعوا صوتا في نصف الليل عاليا
يا اهل المرحلة ان الله وليا جس نفسي في هذا الرمل فالحق
فجاء جماعة واخرجوني و حملوني الى القرية ابو سعيد خزاز رحمه الله

وقتے در بادیه شدم بغير توشه مرا فاقه رسید و یدم از دور قافله می روند پس خوش
شدم بدینکه بدیشان رسیدم بعدہ با خود اندیش کردم کہ ساکت شدم و قرار
گرفتم و تکیہ کردم بغير خدا سو گند خوردم کہ مرحلہ نیابتم گمرا آنکہ ترا بر گیرند بستم آنجا برند
برائے خود را در ریگ کوکے کا قدم و تمام تن تا سینہ خود را پوشیدم خلق مرحلہ
در نیم شب آوازے شنیدند کہے برایشان آوازے میکنند کہ مرحلہ تحقیق مر
خدا را دوکتے است تن خود را درین ریگستان انداختہ است و صبر کرده
است برو بر رسید و او را بید پس جامعے از آن آمدند و مرا کشیدند و تا وسیع رسانید
حکایت ابو سعید رحمہ اللہ ریگستانے را کافت و خود را در آن کوکے کرد و اپنا
بریں امسید کہ آخر وقت من شو و نفسے مضطر گرد و مخلصے و مہربانی نہاندان ^{مربیے}
بدم لا بدی دل باید بر جا است و بدن فرض بحصول پیوند و اتفاقاً قافله از آنجا
یا بید سعید خراز رحمہ اللہ خود را اینجا دفن کرده است اورا در بران نشان کہ آ
گفتہ بود آمدند شیخ را کشیدند موجبش پرسیدند ہانکہ بالابیان کرد قولہ سمعت
الشیخ اباعبدالرحمن السلی رحمہ اللہ یقول سمعت ^{شہید}
بن الحسن مخزومی رحمہ اللہ یقول سمعت ابن المالک ^{رضی اللہ}
یقول قال ابو حمزۃ الخراسانی رحمہ اللہ سمعت ^{مسئلہ} ^{من}
السنین فیما انا امشی فی الطریق اذ وقعت فی بیر فنادی ^{بجانی}
نفسی ان استغیث فقلت لا والله لا استغیث فما استغیث
ہذا الخاطر حتی مریر اس البیر و جلاں فقال احدهما للاخر ^{تعالی}
نسب اس ہذا البیر لئلا یقع فیہا احد فان ^{ابو سعید}
وظموا اس البیر فہممت ان اصیح ثم قلت فی نفسی اطمن
ہو اقرب منہما و سکت فیما انا بعد ساعة اذا بستی ^{جاء}

وكشف من رأس البير وادى رجله وكانه يقول في تعلقي
 في فهمته له كنت اعرف ذلك منه فتعلقت به فاخري
 فاذا هو سبع فمرو هتف بنى هاتف يا ابا حمزه اليس هذا
 احسن نجيناك من التلف بالتلف فمشيت واذا قول .

نهانی حیاتی منک ان کمالهوی
 و اعیننی بالفهم منک عن الکشف
 قلظفت فی امری فابدیت شادی
 الی غائی والطف ید ربک بالطف
 ترا عیت الی بالغیب حتی کانتیا
 تبشرنی بالغیب انک فی الکف
 ار الشاوی من هیتی لک وحشة
 فتوئسنی بالطف منک لعطف
 و قحی هجبا وانت فی الحب حتفه
 وذا عجب کون الجموة مع الحنف

ابو حمزه رحمہ اللہ در رہے میگذشت چاہے میان راہ بود و دین او پیر سے
 پوشیدہ بود غی نو دوران چاہے اقدام نفس من با من منازعہ کروم کہ فریاد کنم گفتم
 را اللہ فریاد کنم بغیر اختیار افتادہ ام بغیر اختیار بیرون ایم پس آن خاطر را تمام کروم
 گذارستم افتادہ ماندم تا آنکہ بر سر آن چاہے وہ مردے گذارتم گفتند چاہے میان
 راہ است گاہ بگاہ مسلمانے بنفید کیے مرویگرے را گفت بیاید

نیفتد چوبے آورد و بوریایے وینی کروم کہ فریاد کنم بانفس خود منازعہ کروم
 گفتم این فریاد کیسے کنم از ایشان او نزدیک تر است و قرار گرفتہ ماندم ہر چہ میشود
 گوشہ گویم در میان این ہستم بعد ساعتے کسے آمد و دین چاہے را کشاد و دم را
 یا پارا و ظاہر ہمین کہ دم را طرف من آویخت چنانستے کہ میگوید ہمین متعلق شو
 من بد و متعلق شدم او مرا بیرون آورد می بینم سبے بود و گذشت اتف
 آواز داد کہ اسے ابا حمزه این نیکو نیست کہ ترا آنچه دادیم از تلفے تعلقے و چاہیم
 تلفے وسیع ہم تلفے پس من روان شدم و این بیت می گفتم نہانی حیاء منک

حیاتے من از تو مرافع شد کہ ہوا پر اوشم او بے نیاز مرغتے کہ مراد اوی از کشف کردن آن ہوا و کار من تو لطفے کردی پس شاید بنجایب ابد اگر دم جا کہ در شاید بود بنجایبے سپردم و ادراک لطف ہم بطرف شود آن لطیفے بود و این ہم لطیف لطیف را ہم بطیف تو ان یافت و حاجتہاے است نمودار کردی مرا بغیب تا آنکہ اینچنین است کہ تو بغیب مر ایشارت میدی کہ آن را کشف خواہی کرد و می بینم ترا و من از تو میدیے است و لطفے کہ داری بر من بدان مرا انس میدی و می آیم محتباً و تو در محبت مرگ اوی و این عجب است کہ حیات و مرگ باشد

قوله سمعت محمد بن الحسين رحمه الله يقول سمعت منصور بن عبد الله رحمه الله يقول سمعت ابا سعد ابن التاهرتي رحمه الله يقول سمعت حذيفة المرعشي رحمه الله وقد خدم ابراهيم بن ادهم رحمه الله و صحبه فقيل له ما عجب ما رايت منه فقال يقينا في طريق مكة اياما لم نجد طعاما ثم دخلنا الكوفة فاورينا الى مسجد خراب فنظر الى ابراهيم بن ادهم رحمه الله وقال يا حذيفة اري بك الجوع فقلت ما هو رأي الشيخ فقال على بلاوة وقرطاس فحيت به فكتب بسم الله الرحمن الرحيم انت المقصود اليه بكل حال والمشار اليه بكل معنى

انا حاملا ناشاكر انا ذاكر
 هي سته وانا الضمين لنصفها
 فانا جائع انا تانع انا عاري
 فكن الضمين لنصفها اياي
 مدح لغيرك لهبنا خضتها
 فاجر عبيدك من جنون النبا
 ثم دفع الى الرقعة وقال اخرج ولا تعلق قلبك بغير الله وادفع الرقعة

الی اول من یلقاک قال فخرجت فاقل من لقینی کان رجلاً
بغلة فدفعها الیه فاخذ ویکى وقال ما فعل صاحب هذه الرقعة
فقلت فی مسجد الفلانی فذفع الی القصره فیها ستماية دینار ثم
لقیته رجلاً آخر فقلت من صاحب هذه البغلة فقال انصر الی
فجیت الی ابراهیم بن ادهم رحمه الله واخبرته بالقصة
فقال لا تمسها فانه یحیی الساعة فلما کان بعد ساعة وافی
النصرانی واکتب علی راس ابراهیم بن ادهم واسلم خلیفة
مرعشی رحمه الله ابراهیم ادهم رحمه الله را خدمت کرده بود و صحبت بود خلیفه
رحمه الله را پرسیده شد چه عجب دیدی خلیفه رحمه الله گفت در ره که چند روز
سبب طعام ما ندیم بعد آن و رکوفه آدمیم مسجد خرابی بود و آدمیم ابراهیم
رحمه الله سوسے من دیدگفت اسے خلیفه من و تو سنگے می بینم خلیفه رحمه
گفت چنانچه شیخ میگوید همچنانست گفت دوات و قلم بیار دوات و
قلم آور و م او این نوشت بسم الله الرحمن الرحیم انت المقصود الی
آخره تو مقصودی بهم حال و بهر بنجی شادی بسوی تست انا حامدا و شاکرا اذا ذکر
انا یاری انا عاری انا مانع ہی ستته آن چیز است نیمے من بر خود گرفتیم نیمے تو بر خود
بگیر یا باری مدح من برای غیر تو زبانہ آتشے است که در و آدم پس خلاص ده
مر از و محل نار یعنی از مدح غیر فریاد یک جمله عاییه مختصره است فدا کرده شدم من برای
تو بعد آن رقعه بن داو و گفت تو دل خود بغیر خدا متعلق کن اول کسی که ملاقات
شود ترا این رقعه بدو رفع کن بیرون آدم اول کسی که ملاقات شد مردے بر او
شتر سوار است او را آن رقعه دوام رقعه را گرفت و بگریست و گفت کجا
است صاحب رقعه گفتتم در فلان مسجد هست یک بدره بن داو شش صد دینار

در ان بود بعد آن مردے و گرا ملاقات شدم پرسیدم این صاحب بنده
کیست گفت نصرانی است برابر اسم او هم رحمہ اللہ آدمم گفت کہ صاحب
او این زبان خواهد آمد بعد ساعتی آمد سر خود پیش ابراهیم رحمہ اللہ افتاد و
شد از جمله گفتار شیخ این معلوم شد کہ ہر کہ توکل کند البتہ ضلوع نرود و ان کانت
بعد حین اما من می گویم شرط من چنین ہم باشد و آنچه ان ہم بود و کل منہا
من فضل اللہ و قدرتہ اگر نرسد و بشر توکل میروز سہ دولت ^{ایچنین}
شہباز کجا است

مقتت

فہرست مضامین کتاب شرح رسالہ تشریح

شمار	مضمون	صفحه	شمار	مضمون	صفحه
۱	دیباچہ کتاب شرح رسالہ تشریح	۲	۸	دیباچہ رسالہ تشریح و تصنیف کتاب	۸
۲	فصل (۱) در بیان عقاید صوفیہ در اصول سائل	۲۷	۳	فصل (۲) در بیان عقاید اجساماً	۳۳
باب (۱) در ذکر مشائخ صوفیہ					
۱	ابو اسحق ابراہیم بن ادہم	۵۸	۲	ابوالفیض ذوالنون المصری	۶۲
۳	ابو علی فضیل بن عیاض	۶۵	۴	ابو محفوظ معروف بن غیر و زاکری	۶۸
۵	ابو الحسن سری السقطی	۶۳	۶	ابو نصر بشر بن الحارث الحافی	۶۸
۷	ابو عبد اللہ الحارث الحاسبی	۸۳	۸	ابو سلیمان داؤد بن نصیر الطائی	۸۸
۹	ابو علی شقیق بن ابراہیم البلخی	۹۳	۱۰	ابو زید طیفور بن عدی السمرقانی	۹۷
۱۱	ابو محمد سل بن عبد اللہ التستری	۱۰۳	۱۲	ابو سلیمان عبدالرحمن الدارانی	۱۰۷
۱۳	ابو عبد الرحمن حاتم الاصم	۱۱۲	۱۳	ابو زکریا یحییٰ بن معاذ رازی	۱۱۵

فہرست مضامین کتاب شرح رسالہ قشیریہ

شمار	مضمون	صفحہ	شمار	مضمون	صفحہ
۱۵	ابو حامد بن احمد بن خضرویہ	۱۱۹	۱۶	ابو الحسین احمد بن ابی الجوارسی	۱۲۱
۱۶	ابو حفص عمر بن مسلمہ حداد	۱۲۳	۱۸	ابو تراب عسکر بن حسین التختی	۱۲۵
۱۹	ابو محمد عبداللہ بن ضنیق	۱۲۹	۲۰	ابو علی احمد بن عاصم الانطاکی	۱۳۲
۲۱	ابو السری منصور بن عمار	۱۳۳	۲۲	ابو صالح حمدون بن احمد القصار	۱۳۶
۲۳	ابو القاسم جنید بن محمد البغدادی	۱۳۸	۲۴	ابو عثمان سعید بن اسمعیل البحری	۱۴۵
۲۵	ابو الحسن احمد بن محمد النوری	۱۴۸	۲۶	ابو عبداللہ احمد بن یحیی الجبار	۱۵۱
۲۶	ابو محمد رویم	۱۵۴	۲۸	ابو عبداللہ محمد بن فضل البلخی	۱۵۶
۲۹	ابو بکر احمد بن نصر الزقاق	۱۵۹	۳۰	ابو عبداللہ عمرو بن عثمان المکی	۱۶۰
۳۱	سمنون بن حمزہ	۱۶۲	۳۲	ابو سعید البسری	۱۶۴
۳۳	ابو الفوارس شاہ بن شجاع الکرانی	۱۶۵	۳۴	ابو یعقوب یوسف بن الحسین	۱۶۸
۳۵	ابو عبداللہ محمد بن علی الترمذی	۱۶۹	۳۶	ابو بکر محمد بن عمر الوراق الترمذی	۱۷۰
۳۷	ابو سعید احمد بن عیسی الخزاز	۱۷۱	۳۸	ابو عبداللہ محمد بن اسمعیل المنعربی	۱۷۲
۳۹	ابو العباس احمد بن محمد المسرقی	۱۷۴	۴۰	ابو الحسن علی بن سہیل الاصبہانی	۱۷۶
۴۱	ابو محمد احمد بن محمد الحسن البحری	۱۷۷	۴۲	ابو العباس بن احمد بن سہیل بن عطاء اللادی	۱۸۰
۴۳	ابو اسحق ابراہیم بن احمد الخواص	۱۸۱	۴۴	ابو محمد عبداللہ بن محمد الخزاز	۱۸۳
۴۵	ابو الحسن بنان بن محمد بن جمال الومسطی	۱۸۵	۴۶	ابو حمزہ البغدادی	۱۸۷
۴۷	ابو الحسن الدینوری	۱۹۲	۴۸	ابو اسحق ابراہیم بن داود الرقی	۱۹۴
۴۹	ممشاد الدینوری	۱۹۵	۵۰	خیر النسیج	۱۹۶
۵۱	ابو حمزہ خراسانی	۱۹۹	۵۲	ابو بکر ولف بن محمد البشلی	۲۰۰

فہرست مضامین شرح رسالہ تشریحیہ

شمار	مضمون	صفحہ	شمار	مضمون	صفحہ
۵۳	ابو محمد عبد اللہ بن محمد مرتعش	۲۰۲	۵۴	ابو علی احمد بن محمد الرودباری	۲۰۳
۵۵	ابو محمد عبد اللہ بن المنازل	۲۰۵	۵۶	ابو علی محمد بن عبد الوہاب الشقفی	۲۰۶
۵۷	ابو الخیر الاقطع	۲۰۸	۵۸	ابو بکر محمد بن علی الکتانی	۲۰۹
۵۹	ابو یعقوب اسحاق بن محمد النہرجوری	۲۱۰	۶۰	ابو الحسن علی بن محمد المہرین	۲۱۲
۶۱	ابو علی بن کاتب	۲۱۳	۶۲	مظفر القرمیسینی	۲۱۵
۶۳	ابو بکر عبد اللہ بن طاہر الابہری	۲۱۷	۶۳	ابو الحسن بن بنان	۲۱۸
۶۵	ابو اسحاق ابراہیم بن شیبان القرمیسینی	۲۱۹	۶۶	ابو بکر الحسن بن علی بن یزید انبیا	۲۲۰
۶۷	ابو سعید بن الاعرابی	۲۲۲	۶۸	ابو عمر و محمد بن ابراہیم الزنجی	۲۲۳
۶۹	ابو محمد جعفر بن محمد بن نصیر	۲۲۴	۷۰	ابو العباس السیاری	۲۲۵
۷۱	ابو بکر الدقی	۲۲۷	۷۲	ابو محمد عبد اللہ بن محمد الرازی	۲۲۸
۷۳	ابو عمرو اسمعیل بن نجید	۲۲۹	۷۳	ابو الحسن علی بن احمد بن سہل الجبلی	۲۳۰
۷۵	ابو عبد اللہ محمد بن خفیف الشیرازی	۲۳۲	۷۶	ابو الحسن بندار بن الحسن الشیرازی	۲۳۳
۷۷	ابو بکر الطستانی	۲۳۵	۷۸	ابو العباس احمد بن محمد الدنبوری	۲۳۶
۷۹	ابو عثمان سعید بن سلام المعزنی	۲۳۹	۸۰	ابو القاسم ابراہیم بن محمد النضر البغدادی	۲۴۰
۸۱	ابو الحسن علی بن ابراہیم الحصری	۲۴۳	۸۲	ابو عبد اللہ احمد بن عطار الرودباری	۲۴۳

باب (۲) تفسیر الفاظید و ربین ہذہ الطایفۃ و بیان ما شکل منها ۲۴۹

۱	الوقت	۲۵۰	۲	المقام	۲۵۵
۳	الحال	۲۵۹	۴	القبض والبسط	۲۶۵
۵	الہیبت والانس	۲۷۵	۶	التواجد والوجد والوجود	۲۷۹
۷	الجمع والفرق	۲۸۳	۸	الفناء والبقا	۳۰۰

فہرست مضامین شرح رسالہ تشریحیہ

صفحہ	مضمون	شمار	صفحہ	مضمون	شمار
۳۱۵	الصحو والسكر	۱۰	۳۰۶	الغيبات والنعصور	۹
۳۲۲	المحو والاثبات	۱۲	۳۲۰	الذوق والشرب	۱۱
۳۳۱	المحاضرة والمكاشفة والمشاہد	۱۳	۳۲۸	السرو والتجلی	۱۳
۳۳۱	البوادہ والہجوم	۱۶	۳۳۶	المواجح والطواع واللوامع	۱۵
۳۵۰	القرب والبعث	۱۸	۳۴۲	التلمون والتلمين	۱۶
۳۶۳	النفس	۲۰	۳۶۱	الشريعة والطريقة والحقيقة	۱۹
۳۷۱	علم اليقين وعين اليقين وحق اليقين	۲۲	۳۶۶	النواظر	۲۱
۳۷۳	الشاہد	۲۳	۳۷۳	الوارد	۲۳
۳۸۲	الروح	۲۶	۳۷۸	النفس	۲۵
			۳۸۲	الستر	۲۷
۳۸۶	طرف من تفسير اطلاقاتهم وبيان عباراتهم فيما انفردوا به من الفاظ				
۴۱۲	باب المجاہدہ	۶	۳۸۷	باب التوبة	۱
۴۲۲	باب التقوى	۳	۴۳۱	باب الخلوة والعزلة	۳
۴۷۲	باب الزهد	۶	۴۵۷	باب الورع	۵
۵۰۳	باب الخوف	۸	۴۸۵	باب الصمت	۷
۵۵۱	باب الحزن	۱۰	۵۲۶	باب الرجا	۹
۵۷۴	باب الخشوع والتواضع	۱۲	۵۵۸	باب الجوع وترك الشهوات	۱۱
۶۰۹	باب الحمد	۱۳	۵۹۸	باب مخالفة النفس وذكر عيوبها	۱۳
۶۲۲	باب القناعة	۱۶	۶۱۲	باب الغيبات	۱۵
	۶۳۲		باب التوكل	۱۷	

حافظ محمد حامد صدیقی

مہتمم اعزازی کتب خانہ رویتین گلبرگہ شریف نے
عہد آفریں برقی پریس (حیدرآباد دکن)
میں چھپوا کر دفتر کتب خانہ رویتین گلبرگہ سے شائع کیا

فاکس: محمد عبدالرشاد (ملپوری) منشی نافع کاتب عہد آفریں برقی پریس مخزن

فہرست برقیات اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
کتاب مستطاب

شرح رسالہ قشیریہ

از افادات

قدوة الاولیاء، الواصلین امام الاصفیاء، الکاملین سلطان العارفین المتقین
سید السادات

صدر الدین ابو الفتح ولی الاکبر الصادق

سید محمد حسینی سیو دراز خواجہ بندہ نواز شتی

قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز
بہ انتظام و توجہ

جناب محبتی نقاب نواب محمد امیر علی خاں صاحب دایم اقبال پتھری سی ایس
صوبہ دار (کشنر) صوبہ گلبرگہ شریف و صدر شین مجلس انتظامی کتابخانہ و مدارس رختین گلبرگہ شریف
و بہ تصحیح و بہ اہتمام

مولوی حافظ سید عطا حسین صاحب ام لے سی ای

ناظم وظیفہ یاب شہر تعمیرات سرک عالی
در عہد آفرین برقی پریس حیدرآباد دکن اطبع شد
رمضان المبارک ۱۳۶۱ھ

ملنے کا پتہ: مہتمم صاحب اعزازی کتابخانہ رختین گلبرگہ شریف
قیمت چلار (لحمہ) روپیہ علاوہ محصول ڈاک وغیرہ